Brown Book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224821
UNIVERSAL LIBRARY

يٰقومنا اجيبوا داعي الله

اے ہماری قوم خدا کے پکارنے والے کی پکار مان لو

ندوۃ العلما

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

مرتبہ جناب مولوی حافظ سید محب الحق صاحب رئیس نائب ناظم معین الندوہ بانکی پور پٹنہ

مطبع خادم الاسلام طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد للہ العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا

مضبوط پکڑلو خدا کی رسی یعنی رشتہ اسلام کو مل جلکر اور آپس مین پھوٹ نہ ڈالو

مسلمانو! مسلمانون کا ستارہ اقبال فلاکت وادبار پستی اور تنزلی کی گھٹا مین چھپ گیا اغراض نفسانی کے گھنگرج اور وساوس شیطانی کے ہولناک کڑک سے ان کے دل ایسے سہم گئے کہ ان کے ہوش تک بجا نہ رہے ان کا حال اس حد تک پہونچگیا کہ اب ان پر اغیار بھی ترس کہانے لگے۔ ان کے نہ ویسے عقائد رہے نہ ویسے اعمال ان مین نہ وہ اتفاق رہا نہ وہ ہمدردی نہ وہ سچا جوش رہا نہ وہ حمیت و غیرت آپس مین نہ وہ اخوت و محبت رہی نہ صدق و اخلاص۔ غرض انکا نہ وہ اسلام رہا نہ وہ اسلامی برکتین۔ ان کی تو کایا ہی پلٹ گئی اسمین اب کسکو کلام رہا ہے۔ لیکن ایسا حال کیون ہوگیا اور مسلمانون کو

ایسے بدبختی کے دن کیون دیکھنے پڑے یہ مسئلہ ایک مدت سے ہر اسلامی جلسون اور ہر اسلامی صحبتون کا زیربحث ہو رہا ہے اسلئے مختلف جماعتون نے مختلف وجوہ قرار دئے ہین۔

بعضون نے خیال کیا کہ بادشاہ وقت کی زبان نہ جاننے اور شاہی رسوخ پیدا نہ ہونے سے ہم ترقی نہین کرسکتے سرکاری اسکول و کالج کہلے پڑے ہین نام لکہایا۔ ڈگریان حاصل کین۔ چند نوکر ہوئے اور سمجھے کہ اسلامی ترقی یون ہی ہوسکتی ہے۔

بعضون نے خیال کیا کہ جب تک ہم مین ہنر (آرٹ) یا تجارت نہ آئیگی ہم ترقی کرنے ہی کے نہین کیونکہ بغیر ان دونون چیزون کے شخصی ترقی ہوسکتی ہے قومی ترقی ہو نہین سکتی۔ لیکن یہ خیال باوجود ہر متنفس کی خواہشون اور ہوسون کے عمل مین آیا ہی نہین اور بوجہ جہالت و نااتفاقی کے سبب سے ناقابل عمل درآمد سمجہا گیا اور یہ ٹہیک ہے کہ ٹہیک سمجہا گیا۔

بعضون نے خیال کیا۔ کہ ہمنے دامن علم چہوڑا جہالت کے گڑہے مین پڑ گئے ہین تلخ تخم کے تلخ پہل طوعاً و کرہاً چکہنے پڑے ان لوگون نے قوم کو برے حال سے قوم کو غیرت دلائی غفلت کی نیند سے چونکایا۔ روئے اور رولایا اور جہان تک ہوسکا ہوشیار کیا۔ اسکول و کالج کہولے

انگریزی تعلیم کی طرف قوم کو متوجہ کیا اور علوم جدیدہ کا ذوق لوگون مین ڈالا رفتہ رفتہ انہین کامیابی ہوئی اور ساری قوم باقی تمام ضرورتون سے چشم پوشی کئے ہوئے انگریزی تعلیم کیطرف جھک پڑی۔

لیکن ہمارے علما جو مسلمانون کا افسوسناک تنزل اور قابل رحم حال دیکھہ دیکھہ کر اپنے حال مین نہ رہے تھے اور آنیوالے دن کے خوف سے طرح طرح کے شبہے اور خیالات باندھتے تھے۔ اوٹھے اپنے کو سنبھالا اور قوم کی طرف متوجہ ہوئے انھون نے سمجھا کہ اسلام یعنی مسلمانون کی ترقی تعلیم سے جبھی ہوسکتی ہے جب تعلیم کے ساتھہ مذہبی تربیت کا پہلو بھی ملا رہے اور ترازو کے دونون پلّے برابر ہون اسلئے انہین اپنے اصلی حال پر پہونچنے کے لئے آگے بڑھنا نہین ہے بلکہ تیرہ ۱۳۰۰ سو برس کی راہ پیچھے ہٹنا ہے اور اسلام کی گذشتہ نشو و نما کے جانب توجہ کرنی ہے یونیورسٹی کا موجودہ طرز ہمکو زبان دان بناتا ہے لیکن کسی علم کا عالم نہین بناتا اور تیس برس کی عمر مین فراغ ہونے کے بعد زندگی کا بقیہ حصہ اجازت نہین دے سکتا۔ کہ کمانا کھانا چھوڑکر کوئی صرف علم کا ہی ہو رہے اسلئے موجودہ تعلیم سے ہم مین اعلےٰ درجہ کی تعلیم کا آنا بہت دشوار ہے اور اگر کسی کو کچھہ آیا بھی تو وہ نہ آنے کے برابر ہے اسلئے ہمین یہ دیکھنا لازم ہے کہ پھر آخر

ہم بڑہے ہے تھے کیون کر اور پھر گھٹے کیونکر کس چیز نے ہمین ترقی کرنیوالون کے سے صفات پیدا کر دئے تھے اور پھر وہ صفات ہمنے کیون کھو دئے۔ فہم سلیم جہان تک غور کرتی ہے اور کھوج لگاتی ہے تو یہی پتہ ملتا ہے کہ وہ سچا اسلام اور اوسکی بے انتہا برکتین تہین جسسے ہم پھولے پہلے تھے اور جسکی شادابی اور تازگی کے جاتے ہی ساری نعمتین پت جھڑ ہوگئین اور ہم نخل خشک کی طرح سے ہوگئے (جلانے کے قابل)۔

اسلام اور بانی اسلام نے (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمکو کیا تعلیم کیا تھا خدا اور رسول کی محبت جسنے خود غرضی اور نفسانی ہوسون کی جو اُم جرائم اور طوفان بلاؤ آفات ہین بیخ کنی کر دی تھی۔ روح کو عبودیت سکھلائی اور جسم کو عبادت خالق سے رشتۂ مخلوقیت جوڑا اور مخلوق سے رشتہ اخوت جتنے احکام تعلیم فرمائے وہ خدا سے بہلائی یا ثواب لینے کے ہین یا مخلوق کے ساتھہ بہلائی اور ہمدردی کرنے کے آپ کے تعلیم کے اسرار پورے سمجھہ مین آجائین تو شکر ہے بیان کرنا تو کجا آپ نے تہذیب سکھلائی۔ تمدن سکھایا حسن اخلاق اور طرز معاشرت کے قانون سکھائے ہر ایک تعلیم ایسی ہے کہ اگر کسی ایک کے بھی پورے ہور ہو تو آنکھین کھلین اور یہ صاف روشن ہو جائے کہ ہر ایک تعلیم مین

جسطرح روحانی فوائد حاصل ہین اوسیطرح جسمانی بھی ہین جسطرح دینی ہین اوسیطرح دنیاوی بھی انما الاعمال بالنیات (جیسی نیت ویسا عمل) نیت بخیر ہے تو دنیا بھی دین ہے دینی اعمال مین بھی نیت اگر دنیا ہے تو وہ دنیا ہے۔ خلفا علیہم الرضوان نے بھی عملی طور پر یہی بتایا (دل بیار۔ دودست بکار) دل سے عبودیت کرتے رہو اور جسم سے عبادت خلافت کی سلطنت کی۔ اسلام کا بول بالا کیا۔ دوستون سے سلوک کیا۔ دشمنون کے مقابل صف کشی کی۔ انتظام کے قانون بنائے۔ مختلف محکمون کے دروازے کھولے اور یون بتادیا کہ الدنیا مزرعة الآخرة (دنیا دین کی کھیتی ہے) اصحابؓ اور تابعینؒ نے بھی جیسی تعلیم پائی بھی ویسا ہی عمل کیا ترقی مین کونسی گرہ لگی رہ گئی جو کھولی نہ گئی کس دشمن نے سر اونچا کیا جسکو نیچا دکھایا نہ گیا اسیطرح اسلام پھولتا پھیلتا رہا۔ جب اسلام پھیلا مسلمان پھیلے۔ اسلام کی برکتین پھیلین عقل نے جو نفسانی خواہشون اور بیہودہ ہوسون سے بے علاقہ تھے سیدھی راہ دکھائی عملی گھوڑے نے سلامت روی اختیار کی ہمت نے لگام ہاتھ مین لی۔ طلب وشوق نے ایڑ دی۔ جوش وولولے نے تازیانے لگائے۔ بردباری واستقلال نے رکاب تھامی صبر وشکر نے چتر لگائے۔ نصرت واقبال جلو مین ہوئی۔ پھر کہان کہان نہ پہونچے

زمین کو نا یا سمندر کی تہا لی - تاجرون مین پہونچے - اونکی شان بلندی کی
ہنر مندون مین پہونچے - اونکی عظمت اونچی کی - دار العلوم مین پہونچے
علوم حاصل کئے - پھر ترجمہ کیا اور اوسے اپنا بنایا - گہر گہر اشاعت کی - کاٹ
چھانٹ کئے - پھر اضافہ کیا - یہان تک کہ اوسے ایک ذخیرہ علوم فنون
بنا دیا - علمون کا کون سا شائبہ تہا - جہان اون کے تدبّر و تفکر کا آفتاب
نہ چمکا ہو یعنے یہی تھے آفتاب دین کے - اور یہی تھے آفتاب دنیا کے -
دین ان سے روشن تہا اور دنیا ان سے

غرض دین و دنیا دو پہئے ہین ترقی کی گاڑی کے جب تک یہ دونون
پہئے نیت و ہمت - صبر و اتفاق - وغیرہ وغیرہ اوصاف کے کیل کانٹے
سے درست نہ ہون گے یہ گاڑی منزل مقصود تک پہونچنے ہی کی
نہین - جب تک یہ دونون پہئے کیل کانٹے سے درست تھے ہماری
رفتار بجلیون[ع] سے تیز تر تھی غفلت نے پرزے ڈھیلے کر دئے
ہمت نے چلنا چھوڑا - ٹھوکرین کہاتے کہاتے تنزل کے تنگ و تار
غار مین گر پڑے ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بھی + کچھ ہماری
خبر نہین آتی + آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی + اب کسی بات پر نہین
آتی + -

اے مسلمانو! وہ ہم ہی تھے جو سب کچھ تھے اور وہ ہم ہی ہین جواب

ع بجلیون یعنی عمدہ

کچھہ نہین ہین۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (تم ہی غالب ہو
اگر تم مین ایمان ہے) ہمارا تمغہ تھا۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔
(تم بہترین امت ہو جو لوگون کے لئے بھیجے گئے ہو) ہمارا لقب تھا۔
ورضیت لکم الاسلام دینا (راضی ہوئے ہم تم سے کہ تمہارا دین
اسلام ہے) ہماری شان تھی۔ اوراب اپنا کیا حال ہے اپنے ہی
دلون سے پوچھو۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔
افسوس صد افسوس نکبت کے یہ دن پہونچ گئے ہین کہ اب
یاس وناامیدی کی چیلین منڈلانے لگین اور زمانہ کہہ رہا ہے کہ اے
مسلمانون اب مایوس ہوکر نچلے بیٹھہ رہو تم سے کچھہ چلنے کی نہین
لیکن اے بھائیو! خدا سے ناامید ہونا گمراہی ہے سب کچھہ گیا تو گیا
پر الحمد للہ کہ اوس سے امید کی آنکھہ لگی ہے اسی امید نے علماء کے دلونکو
گدگدایا وہ پکار اوٹھے وھو الذی ینزل الغیث من بعد ماقنطوا
وینشر رحمتہ (یہ خدا ہی ہے کہ جو لوگون کے ناامید ہوچکے پیچھے بھی
پانی برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے) اسی بنا پر انھون نے ۱۸۹۴ء
مین ایک جلسہ بنام ندوۃ العلما قایم کیا اطراف واکناف کے علما ایک
جگہ جمع ہوئے اس جلسہ کے مقاصد حسب ذیل قرار پائے۔

مقاصد ندوۃ العلما

۱۔ "اشاعت اسلام" اسلام کا نقیب اب گویا کہین نہین۔ اور ضرورت اسکی کہان نہین ہے۔ اپنے ملک مین زیادہ تر مسلمانونکے لئے۔ اور ممالک غیر مین غیر قومون کے لئے۔ جیسا مرض ویسا علاج۔ موجودہ امراض کا علاج درکار ہے۔ اسلئے آج کل مسلمانونکو ایسے علما درکار ہین جو آجکل کے مرض کی دوا ہون۔ علوم جدیدہ فلسفہ اور طبعیات کے آگے دلائل عقلیہ اور رموز و اسرار قرانی سے مدد لین اور اپنے ہنر اور کمال دکھائین اسلئے دوسرے مقصد کی ضرورت پڑی

۲۔ "ترقی تعلیم اور اوسکی اصلاح" یہ مقصد مجبور کرتا ہے کہ ایک دار العلوم قایم کیا جائے جسمین تعلیم نہایت اعلے درجہ کی دیجائے جس سے ایسے طلبا پیدا ہون جنکو ایک نہ ایک فن مین مجتہدانہ کمال حاصل ہو۔ اس مجبوری سے ندوۃ العلما نے تین برس کے قریب ہوتے ہین کہ ایک دار العلوم کھولدیا ہی جسکا حال آیندہ روشن ہوگا۔

۳۔ "رفع نزاع باہمی جس سے ہتک اسلام متصور ہو" واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا خدا کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر کی گئی یعنے جب تم آپس مین دشمن تھے تو تمہارے دلون مین الفت ڈالدی کہ جب تم صبح کو اوٹھے تو یہ اوسکی نعمت تھی کہ تم آپس مین بھائی بنے تھے اور اوسکی یہ غرض ہرگز نہین کہ مذہبی حیثیت سے جو مختلف گروہ مسلمانون کے ہین وہ ایک کردئے جائین کیونکہ یہ تو ہونیکا نہین

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ اگر خدا چاہتا تو تم سبکو ایک ہی امت بناتا۔ یہ تو خدا کی مرضی ہی نہیں اور یہ جب نہوا تو اب کیا ہوگا۔ اختلاف تو بجائے خود رہے لیکن بیہودگی۔ بدتہذیبی سب و شتم۔ لعن و طعن نہ ہو مقدمہ بازی تک تو نوبت نہ پہونچے اور گھر کا قبالہ تو ہو یہ بدگوئی و جھگڑا جہالت کا ہی جسکو مذہب سے کوئی تعلق نہیں اس سے سو کوس دور بھاگو بلکہ اون باتون مین جن مین اختلاف نہو۔ اتفاق ہو ایک ہو جاؤ علوم جدیدہ کے مقابلہ کو یا علم کلام کی نظر ثانی کو اگر ایک گروہ کھڑا ہو تو دوسرا بھی ہمزبان ہو اور متفق علیہ باتون مین متفق ہو جائے۔ خواہش نفسانی پر لات مارو کہ ونہی عہ النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ یہ معنی ہین رفع نزاع باہمی کے (

عہ جسنے نفس کو خواہشون سے روکا تو بیشک جنت اوسکا ٹھکانا ہے"

۲) وہ مسلمانون کی صلاح و فلاح کے تدابیر سوچنا اور اون کے انجام مین سعی کرنا، لیکن امور سیاست سے کوئی تعلق نہین،" یہ مقصد اسقدر وسیع ہے جسکی تفصیل کے لئے یہ چند اوراق کافی نہین ہین۔

ندوۃ العلما (خدا تعالےٰ اسکو کامیاب کرے) ہر ایک مقصد اوسکا ایسا مہتم بالشان ہی جسکے اعلےٰ منافع پر نظر ڈالنے سے امیدون کے دامن بھرے ہوئے نظر آتے ہین اور اوسکی عظمت و جلالت پر نظر کرنے سے بڑے بڑے اہل ہمم کی ہمتین حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہین۔ لیکن ومن یقنط من رحمۃ

ہر بہ الا الضالون گمراہون کے سوا خدا کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے
امیدین دلا دلا کر ہمت کا قدم آگے ہی بڑھائے جاتا ہے۔
ندوۃ العلما کی عمر سات برس کی ہوئی۔ ہر سال بہ جلسہ کانپور۔ لکھنو۔ میرٹھ
شاہجہانپور۔ پٹنہ عظیم آباد مختلف جگہون مین ہوا کیا ہے۔ اور الحمد للہ کہ
سب جلسے کامیابی کے ساتھ ہوئے اول پانچ برس تو اسنے اپنے مقاصد
کی اشاعت کی جسکا غلغلہ عرب سے لیکر عجم و شام سے لیکر مصر تک پہونچا
تمام کے علمانے اسکے مقاصد کے ساتھ اتفاق کیا اور ہمدردی ظاہر
کی۔ رپورٹ روئداد سالانہ کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ کہان کہان کے علما
اس مین شریک نہین ہوئے۔
ندوۃ العلمانے کانپور مین ایک یتیم خانہ کھولا جو نہایت کامیابی کے ساتھ
چل رہا ہے۔ دار الافتا کھولا جس سے مسلمانون کو بغایت سہولت اور
آسانی ہوئی ہے۔ بہتیرے جھگڑے مسلمانون کے دفع کئے اور ہر سال
مسلمانون کو ایک جگہہ جمع ہونے اور خالصًا للہ اسلام جمع ہونے سے
اور مذہبی وعظ و نصیحت جو مجلی روح و مزکی اوصاف ہے سننے سے جو فوائد
ہوئے ہین وہ مسلمانون سے پوچھو اور اسلامی عظمت اور محبت جو انکی
دلون پر بیٹھی وہ ان کے دلون سے پوچھو۔ اور علما کو جو فوائد ایک جگہ جمع
ہونے آپس مین تبادل خیال کرنے اور اسلامی حالات اور اسلامی ترقی

پر من حیث جماعت غور کرنے سے اد نہین حاصل ہوئے وہ اونکے دلون سے پوچھو دو برس ہوتے ہین کہ ایک دار العلوم کھولا گیا جو مسلمانونکے قابل توجہ ہے سین اسوقت دار العلوم کی ضرورت اور اوسکا اہتمام اوسکی عظمت وشان اور اوسکے بے انتہا فوائد کے نسبت کچھہ بیان کرنا چاہتا ہون

اے مسلمانو! سلطنت کی زبان دوسری زبانون کو کھا جاتی ہے یہ ایک مسلم اصول ہے دوسرے انگریزی تعلیم کی ضرورت نے ساری قوم کے دماغ کو انگریزی تعلیم کے جانب متوجہ کر دیا ہے انگریزی تعلیم کی ضرورت ہے مین اس سے اختلاف نہین کرتا لیکن مذہب ملت کہ جسکی ضرورت کسیطرح کم نہین ہے اوسکا گلا ہے اور بے پروائی کا خنجر عربی زبان جو مذہبی اور اس حیثیت سے قومی زبان ہے مسلمانون کے دلون سے محو ہو گئی اور محو ہوتی جاتی ہے۔ زمانہ کی رفتار اور علما کی غفلت چندے یون ہی رہی تو قرآن وحدیث کا سمجھنے والا بھی کوئی نہ رہے گا۔ اور مثل یوحنا اور متی کی انجیل کے مسٹر فلان۔ اور مولوی فلان کا ترجمہ قرآن اصل قرآن مانا جائے گا آج مسلمانون کے بچے عربی چھوڑ انگریزی ترجمے قرآن کے پڑھتے ہین اور اوسیپر قانع اور خوش ہین اسکا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ آگے چلکر مسائل قانونسے دریافت کئے جاوینگے اور ارکان نماز وجنازہ ونکاح وغیرہ وغیرہ بطور منتر کسی زبان مین ادا کئے جاوینگے اور آزادی اور بے باکی کی آگ

یون ہی چھوڑ دی گئی تو اسلام مسجدون کا بھی نہ رہے گا۔ افسوس صد افسوس! اے خداوند تعالےٰ اسلام کا وہ دن نہ دکھلائیو اور اپنے پیارے نبی کے پیارے اسلام کو پیار ہی کی نظر سے دیکھیو عربی کی اور علما کی بیقدری ہو چکی اور حد کو پہونچ چکی یعنے نکبت کے سکے زینے طے ہو چکے۔ اے مسلمانو! اوس برے دن سے ڈرو جو دن آنیکو ہے۔ یون تو آج ہی بہت سے مدرسے جاری ہین مگر وہ کیا ہین خود دنیا پر روشن ہین اگرچہ یہ بھی فائدے سے خالی نہین مگر ہمارے درد کی دوا نہین ہو سکتی ہمکو اعلے تعلیم کی ضرورت ہے۔ موجودہ طرز تعلیم سے اول تو لائق طلبا نکلتے ہی نہین جو نکلتے بھی ہین وہ کسی علم کے پورے عالم ہو کر نہین نکلتے نہ ریاضی نہ فلسفہ نہ طبعیات نہ الہیات نہ تاریخ نہ جغرافیہ یہان تک کہ عربی ادب بھی آیا تو اسیقدر کہ بول چال لکھنا پڑھنا تو درکنار کسیقدر عربی عبارت کو سمجھ لیا یہ عربی ادب آیا بھی تو کیا آیا کوئی آیت قران مجید کی آئی تو بغیر لغت و تفسیر دیکھے مطلب بیان نہین ہو سکتا الا ماشاء اللہ یہ حال ہے ہمارے یہان کے اکثر عالمون کا ان کا علوم جدیدہ اور فلسفہ کے مقابل آنا اور حقایق اسلامی کا بول بالا کرنا وہم و خیال ہے یہ سمجھائین گے تو محض نقل سے اور دنیا ہو رہی ہے عقل کی۔ اسلئے انکی پیش نہین چلتی یہ وہی مصیبت انکو پیش آئی جو اگلے علما کو اوسوقت جب فلسفہ یونانی نے

اپنا نشان بلند کیا تھا آئی تھی اونہون نے جب یہ دیکھا کہ یہ آگ بجھنے کی نہین اوسا الگ ہوکر تماشے دیکھنے سے کام چلنے کا نہین متفق ہوئے اور اتفاق کے جوشیلے پانی چھینٹے دسے دیکر بجھا ہی چھوڑا اور علم کلام کی بنیاد ڈالی ہمکو بھی اسی کی ضرورت ہی مگر افسوس کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ جب مذہب کے علما کا یہ حال ہو تو اوس قوم مین اسلام کا اب تک رہ جانا صرف خدا کا وعدہ پورا کرنا ہے اور بس۔ لیکن خدا کا شکر کس زبان سے ادا ہو وہ اسلام کو اس حال مین ہمیشہ کے لئے نہین دیکھنے کا۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اے نبی آپ کہدین کہ اے میرے بندو جنہون نے اپنے نفس پر حد سے زیادہ تجاوز کیا ہے رحمت خدا سے ناامید نہ ہونا بے شک اللہ تعالے کل گناہونکو بخشدیگا۔ خدا تعالے نے اس فرمان سے علماء اکابر و اساتذۂ ہند کے دلون کو تسکین دی۔ ہمت نے قدم آگے بڑھایا زمانے ساتھ دیا۔ قوم نے موافقت کی۔ عملی کارروائیون نے پاؤن نکالے اونہون نے خدا پر بھروسہ کرکے ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اوسکو کافی ہے۔ ایک دارالعلوم کھولدیا۔ نصاب تعلیم کیا ہونا چاہیے تب جگہہ اشتہار شایع کئے تمام

علما سے رائے طلب کی - اکثر خدا ترس عالمون نے تکلیف گوارا کر کے نصاب بہیجا جو ایک مجمع مین منقح اور مرتب ہو کر تیار ہوا -

اس دار العلوم مین دو درجے سمجہنے چاہئین ایک تین برس کی پڑھائی کا جسمین طالبعلم مولوی کے لقب کا مستحق ہوجاتا ہے اور دوسرا درجہ اسکے بعد پانچ برس کی پڑھائی کا جسکی کامیابی کے بعد طالبعلم اہل فضل وکمال کے لقب سے ممتاز ہوتا ہے اس تین برس کی پڑھائی مین طالبعلم تمام قرآن مجید معہ ترجمہ وتفسیر و قرات کچہہ حدیث بقدر ضرورت فقہ - کچھ اصول فقہ ان سبکی ایک دو کتاب اور ادب اتنا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ تک عربی زبان مین وعظ کہہ سکتا ہو اسکے ساتھہ ریاضی وتاریخ وجغرافیہ انٹرنس کے قریب قریب تک پڑھ لیگا اور جو کچہہ تعلیم ہوگی وہ سمجھ اور لیاقت کے ساتھہ ہوگی -

اوس پانچ برس کی تعلیم مین وہ تعلیم مقصود ہے جو اعلے درجہ کی ہو جس سے ایسے طلبا نکلین جنکو ایک نہ ایک فن مین مجتہدانہ کمال حاصل ہو دار العلوم کے ساتہہ ایک کتب خانہ بھی اعلے درجہ کا قایم کیا گیا ہے کہ بعد از فراغ طالبعلم جس علم سے مناسبت رکہتا ہو دو برس کامل اسمین اعلے درجہ کا کمال حاصل کرے ابتدا سے انتہا تک ایک گھنٹہ انگریزی زباندانی کا بھی رکھا گیا ہے تاکہ ناواقفیت زبان شاہی سے نرہتے ایسے علما

اس لایق ہون گے کہ علوم جدیدہ کے مقابلہ کو کہڑے ہون فلسفے کے اونچ نیچ کو درست کرین قرآن مجید کے رموز و اسرار کی اشاعت کرین علم کلام پر ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نظر ثانی کرین۔ غیر قومون کے اعتراضون کے سینہ سپر ہون دین اسلام ہر قوم و ملت جاہل اور تعلیم یافتہ سبہون مین پہیلائین اسلام یون ہی پہیلا ہے اور یون ہی پہیلے گا اور ہمارے دن یون ہی پہرے تھے اور یون ہی پہرین گے۔

اوس تین برس کی پڑھائی کے بعد جسکا جی چاہے اپنی تعلیم دار العلوم مین جاری رکہے اور آگے پڑہے اور درجہ فضیلت و تکمیل حاصل کرے اور جو نہ چاہے وہ سرکاری مدارس مین جائے تین برس زباندانی مین لگے رہنے سے بجائے نو برس کے چھہ ہی برس مین انٹرنس پاس کر سکتا ہے عمر کے تین برس بچ جا سکتے ہین یہ کیا تھوڑے ہین کہ دین بھی آیا اور دنیا کیلئے گویا تین برس عیاش بڑہی اسکے سوا جب وہ مذہب سے واقف ہو چکے تو علوم جدید سے واقفیت پیدا کرین فلسفہ اچھی طرح حاصل کرین یورپ جائین خدا سے امید ہے کہ وہ ہر جگہ اسلام ہی کے لئے مفید اور مفید تر ثابت ہون گے۔

یہ سب تو ایک مدت کی سوچ اور ایک زمانہ کا تدبر و تفکر ہے دیکھنے کی یہ بات ہے کہ دار العلوم کہل گیا دو برس بھی ہوئے ہین عملی طور پر بھی ہم اون

امیدون کی کامیابی کی توقع کرسکتے ہیں یا نہیں ضرور کرسکتے ہین محبت کی آنکھ سے دیکھو تو سہی جب اسی قدر ہمتین ہوگی اسی تحقیق کے لئے چند اشخاص پٹنہ سے دار العلوم مین گئے اور بچشم خود دیکھا ان کا رپوٹ پٹنہ کے سالانہ رپورٹ ندوۃ العلما سے ظاہر ہوگا۔

دار العلوم کی عمر ڈیرہ برس کی تھی جب مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا بانکی پور خود تشریف لے گئے اور دار العلوم کا ملاحظہ کیا چونکہ خود بھی عربی سے واقف ہین لڑکون کا امتحان لیا صرف و نحو اقلیدس حساب سب کے جواب مین کسی ایک نے بھی غلطی نہ کی اور اس سمجھ کا جواب دیا کہ کوئی مولوی صاحب موصوف کے قدردان دل سے پوچھے انہون نے فرمایش کی کہ ؎ دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست ✦ در پریشان حالی و درماندگی ✦ اسکی عربی بنادو سب لڑکون نے فورًا بنا دی کیا ڈیڑہ برس کی پڑھائی کا یہ نتیجہ ہماری امیدین پوری نہین کرسکتا ان لڑکون کے جواب کا کچا چٹھا بانکی پور مطبع الپنچ

نواب بہادر جناب سید امیر حسن خان صاحب سی۔آئی۔ای بھی لکھنؤ تشریف لے گئے تھے اور دار العلوم کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا وہ اسی کلکتہ مین تشریف رکھتے ہین جسکا جی چاہے جاکے پوچھ لے اور تصدیق کرے

منشی محب الحق صاحب مختار بانکی پور نے لڑکون پر فرمایش کی کہ جناب نواب صاحب ممدوح کا خیر مقدم عربی مین برجستہ لکھو۔ سبھون نے لکھا اور ایسا لکھا کہ کہین غلط نہ تھا۔ اسکا کچا چٹھا بھی بانکی پور مطبع الپنچ مین موجود ہے۔ سالانہ جلسہ ندوۃ العلما پٹنہ مین بھی چند لڑکے آئے تھے افسوس ہے کہ پورا وقت امتحان کا نہ ملسکا۔ پھر بھی جیسا امتحان اونکا برسر مجمع ہوا وہ سب پر ظاہر ہے۔ حافظ واحد علی طالبعلم کا عربی لہجہ مین قرآن شریف کا پڑہنا اب تک نہین بہولا ہے۔ جناب حکیم مولوی عبد الباری صاحب عظیم آبادی نے جس ذوق و شوق سے طلبا کا امتحان لیا عربی مین خط لکھوایا۔ منطق مین مشکل سوالات اونکی حیثیت علمی سے باہر کئے۔ شعر کی تقطیع کرائی۔ پھر لڑکون نے جیسا جواب دیا وہ مشہور ہے جناب حکیم صاحب ممدوح جسقدر اس تعلیم سے اور ان تعلیم پانیوالون سے خوش ہوئے کوئی اونکے دل سے پوچھے۔ (یا اوس جلسہ کے سامعین کے دلون سے) مین عملی ثبوت کہانتک دون۔ مشاہدہ کے لئے دلیل کی ضرورت نہین۔ جسے یہ محال یا کرامت معلوم ہو وہ بنظر تصدیق لکھنؤ جائے اور مشاہدہ کرآئے۔ لکھنؤ کچھ دلّی دور نہین۔ آمد و رفت تین دن کا سفر ہے۔ اس سال سالانہ جلسہ ندوۃ العلما کا کلکتہ مین ہونیکو ہے۔ خدا وہ دن لائے۔ کلکتہ ہندوستان کا دار السلطنت ہے۔ اور من حیث دار السلطنت ہونیکے

یہان کیاکیا رنگ نہ دیکھے گئے اور نہ دیکھے جائین گے۔ مگر یہان کیلئے
بھی یہ پہلا ہی موقع ہے کہ تمام ہندوستان کے منتخب اور برگزیدہ
علما اور مشایخ ایک جگہہ جمع ہونگے اپنے وعظ و نصیحت سے مستفیض
فرمائین گے۔ مسلمان کے ڈوبتے ہوئے بیڑیکو اپنے کاندہے دینگے
خدا اونکی سعی مشکور کرے۔ اور اسلامی بیڑا پار لگائے۔ اور مسلمانونکو
اونکی ہمدردی کی توفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین
ہان مین یہ کہے بغیر بھی نہین رہ سکتا کہ دنیا کا کوئی اہم کام جب تک
کوئی اوسکا مخالف کہڑا نہ ہوا انجام کو نہ پہونچا۔ یہان تک کہ محبوب
رب العالمین سے بھی جب اشاعت اسلام شروع کی تو حدیث و تواریخ
شاہد ہی کہ کیا کیا مصیبتون کی گھٹائین جھوم جھوم کر نہ اوٹھین۔ اور کیا
کیا بدگمانیون اور بدکلامیون کے منہ نہ برسے۔ ظهر الفساد فی
البر والبحر ظاہر ہوگیا فساد خشکی مین اور تری مین) مگر کیا ہوا۔
لقد ابتغوا الفتنة من قبل و قلبو لک الامور حتی جاء الحق
و ظهر امر الله بے شک وہ تلاش کرتے ہین فساد کو۔ اس سے پہلے
کہ آپ مدینہ مین پہونچین۔ اور بدلڈالین آپ کے کامونکو۔ یہانتک
کہ آئی امداد اللہ کی۔ اور ظاہر ہوگیا دین اللہ کا۔ اور وہ بُرا ہی جانتے
رہے اسی سنت کے مطابق کچھہ لوگ معدودے چند اسکے

بھی مخالف ہوئے ہین یریدون ان یطفئو نور اللہ بافواہم
ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ا ونکا ارادہ ہے کہ خدا کے نور کو
منہ سے پہونک کر بجھا دین مگر خدا یہ تو نہ کرے گا کہ اپنا
نور تمام نہ کرے۔

افسوس صرف اتنا ہی ہے کہ یہ مخالفت انہون ہی کی ہے اور ایک
اپنے ہی گھر سے اُٹھی ہے قد بغوا علینا ہمارے بہائی ہی ہمسے بگڑ بیٹھے
اسلئے بجز اسکے اور کچہہ نہین کہہ سکتا کہ اے بہائیو لا تنازعوا
فتفشلوا وتذھب ریحکم آپسمین نہ جھگرو ورنہ راہ سے بہل
جاؤگے اور تمہاری ہوا بندہی جاتی رہیگی اب بھی چیتو دیکھو ہوا مخالف ہے
سمندر کو مد وجزر ہے۔ رہزنون کا قوی گروہ لوٹ لینے کو تاک
مین ہے۔ ڈاکوؤن کی فوج پیچھے پڑی ہے۔ دشمنون کے
جہاز کے لنگر او ٹھ چکے ہین۔ اور اسلام کی کشتی تلملا رہی ہے
خدا کے لئے اب بھی ہوشش کرو۔ تعالوا الے کلمۃ سواء
بیننا وبینکم اوس بات کی طرف توجہ کرو جسمین ہم تم
متفق ہین سا ری باتون مین تو ہم تم ایک ہین اوس مین ملجاؤ اور
اختلاف جو آرا یا مصلحت بینی مین ہے اوسپر خاک ڈالو اور یہہ
یاد رکھو۔

یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ مسلمانو! لوگون کی غیبت اور بدگمانیون سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان داخل گناہ ہے اور ایک دوسرے کی ٹٹول مین مت رہا کرو اور نہ تم دوسرے کو ایک کے پیٹھ پیچھے برا بہلا کہو۔ بہلا کوئی بھی تم مین سے اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بہائی کا گوشت کہاوے یہ تو یقیناً تمکو گوارا نہیں تو غیبت کیونکر گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کہانا ہے اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو

والسلام علی من اتبع الہدی

محب الحق غفر اللہ ذنوبہ۔

مقاصد و فوائد ندوة العلما

ندوة العلما کے مقاصد مفصلۂ ذیل ہین (۱) ترقی تعلیم (۲) طریقہ تعلیم کی اصلاح ضروری (۳) درستی اخلاق (۴) رفع نزاع باہمی (۵) اہل اسلام کی بہبودی عام۔ مگر ندوة العلما کو امور سیاست مدن (پالٹیکس) سے تعلق نہین ہے۔

مقاصد مفصلۂ بالا کے حاصل کرنے کے لئے مناسب تجویزین قرار دی گئین ہین جنکا اجرا مسلمانون کی حالت موجودہ کے لئے نہایت ضروری اور اونکی دینی و دنیاوی ضرورتون کے لئے پوری طرح کافی و وافی ہے اس مین کوئی شک نہین کہ اگر فضل ایزدی اونکے اجرا مین پورے طور سے موید ہوا تو قوم کو اوس سے فائدہ کثیرہ حاصل ہونگے جنکا اجمالی اندازہ حسب ذیل ہے (۱) ترقی مذہب اسلام (۲) لامذہبی اور الحاد کی بیخ کنی۔ (۳) علماے باکمال کا موجود ہونا (۴) علما کی عزت و توقیر (۵) صنعت و تجارت کی ترقی و اشاعت اسلام (۶) اون خلاف شریعت رسومات اور اسراف سے بچنا جو تباہی اور بربادی کے باعث ہین (۷) احکام ضروری صوم وصلوة کی پابندی (۸) استفتاؤنکا جواب اور حسب ضرورت زمانہ مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۹) علماے اون فضیح نزاعونکا دفع ہوجانا جنسے علاوہ اضاعت اموال مسلمین کے ہتک اسلام متصور ہے (۱۰) عام اہل اسلام کا نزاعات باہمی کے مفاسد سے بچکر معاش و معاد کے عمدہ تدابیر پر چلنا۔

ندوۃ العلما کے نسبت بعض علمائے کرام کے خیالات

تحریر مولانا محمد محسن صاحب جونپوری

حامدًا ومصلیًا

فی الواقع اس زمانہ مین اس ندوۃ العلما ایک ایسی مجلس کی بڑی ضرورت تھی اللہ تعالے اسکے بانیون کو جزائے خیر عطا فرمائے اب تک جس کامیابی سے اسنے اپنے کار منصبی کو انجام دیا ہے امید کہ آئندہ کو اور بھی ترقی حاصل کرے پس مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنی توجہ اس طرف فرماکر سعادت دارین حاصل کرین اور لوگون کو ترغیب وتحریص دیکر الدال علی الخیر کفاعلہ کا مصداق بنین۔ فقیر محمد محسن جونپوری عفا اللہ عنہ۔

تصدیق مولانا عبد الرب صاحب جانشین

مولانا حافظ احمد صاحب علیہ الرحمہ خلف الرشید مولانا کرامت علی صاحب قدس سرہ مین اس تحریر سے اتفاق رکھتا ہون۔ عبد الرب بن محمود بن علی جونپوری ہماء۔

الحمد للہ کہ اب ہماری قوم کے برگزیدہ لوگون مین اپنی رائے کو آزادی
سے ظاہر کرنے کا خیال بہت کچھ پیدا ہو چلا ہے اوپر کی
تحریرون سے ناظرین بخوبی سمجھ گئے ہون گے کہ ان بزرگوارونکے
خیالات کس درجہ پاکیزہ اور اونکی ہمدردی ہمدردان
قوم کیساتھ کیسے اعلےٰ درجہ کی ہے میرے اس کہنے کی
تو کوئی ضرورت ہی نہین کہ یہ کون حضرات ہین کیونکہ ہندو
بنگال مین غالبًا بہت کم لوگ ایسے ہون گے جو مولانا کرامت علی
صاحب جونپوری رحمہ اللہ علیہ اور نیز اونکے خاندان کے
معزز حضرات سے واقف ہون بالخصوص بنگالہ تو آپ ہی
لوگون کی ذات سے روشن ہے اخیر مین مین اور بزرگان
قوم سے التجا کرتا ہون کہ وہ بھی اپنی اپنی رائے اس جلسہ کے
نسبت نہایت آزادی سے پیش فرماکے قوم کو ممنون و
مشکور فرمائین ۔

زاہد حسین عفی عنہ کلکتہ ۔

لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

(اے لوگو! حق و باطل کو گڈمڈ کر کے دیدہ و دانستہ حق کو نہ چھپاؤ)

گزارش واقعات و اظہار خیالات

در بارۂ

خیر اندیشی ندوۃ العلما

و

مضامین مشتہرۂ اخبار نصرت الاسلام کلکتہ

رقم زدۂ

بہی خواہ اسلام و خیر اندیش مسلمانان

خاکسار ذرۂ بے مقدار سید خلیل الرحمن بی۔ اے۔ قادری حنفی

مترجم ہائیکورٹ کلکتہ۔ صیغۂ پریوی کونسل۔

باہتمام احقر ابو المظفر [illegible] رضوی

در رضوی پریس کلکتہ طبع شد

بماہ صفر [illegible] ۱۳۱۵ھ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

التماس ضروری

اصل مین یہ مضامین اخبار نامۂ نصرت الاسلام۔ کلکتہ" مین چھپوانے کی نیت سے لکھے گئے تھے۔ کیونکہ جن تحریرات کے متعلق ہم کو اپنے خیالات ظاہر کرنیکی ضرورت پڑی وہ تحریرات اسی اخبار مین شایع ہوئی ہین۔ لیکن جب اپنے ان مرقومات کو ہم نے جناب اڈیٹر صاحب نصرت الاسلام کی خدمتِ عالی مین اپنے ایک دوست کے ہاتھ بھیجا تو ہماری بدنصیبی سے جناب اڈیٹر صاحب نے مضمون کو اپنے اخبار مین چھاپنے سے مجبوری ظاہر کی اور یہ عذر پیش کیا کہ میرا اخبار ایک بہت مختصر سا اخبار ہے۔ اسمین ایسے طویل الذیل مضامین ایک دفعہ ایک ہی اشاعت مین نہین چھاپے جا سکتے۔ ہان اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چند پرچون مین باوقات مختلف

شائع کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے جناب اڈیٹر صاحب کے عذر کو اُنکے بیان کے مطابق واقعی مجبوری پر محمول کرکے اپنا مضمون واپس منگا بھیجا۔

ہماری خوشی کے علاوہ اگرچہ انسب وموزون تر تو یہی تہا کہ جس اخبار مین ندوہ کے متعلق اعتراضات چھپے اور مشتہر ہوئے ہین اُسی اخبار مین واقعات کے اصلی پہلو کو بھی دکہایا جائے تاکہ خوانندگان اخبار کو بیان کے تاریک اور روشن دونو رخ واضح طور سے نظر آسکین۔ ہم کو اگرچہ دلخواہ موقع نہ ملنے کا سخت افسوس ہے لیکن کیا کیا جاسکتا ہے جبکہ حالات سے مجبوری ہے۔ بہرحال ہم جناب اڈیٹر صاحب کی خوش نیتی اور ارادہ نیک کے تہ دل سے شکرگزار ہین۔ اور اُنکی مجبوری اشاعت کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی مجبور پاکر ان تحریرات کو رسالہ کی شکل مین چھپواتے اور مشتہر کراتے ہین۔ اور امید رکھتے ہین کہ جناب اڈیٹر صاحب ازراہ اسلام پروری واخوّت نوازی ہمارے اس رسالہ کو اپنے اخبار گہربار کے ساتھ ساتھ اپنے خریدارون تک ضرور پہنچوا دین گے۔

ندوۃ العلما کی نسبت ایک واقفِ حال کی سچّی راے

جناب اڈیٹر صاحب نصرت الاسلام۔ کلکتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے اخبار نصرت الاسلام نمبر ۱۶ جلد پنجم مطبوعہ ۹ راگست سنہ ۱۹۱۰ع روز جمعہ کے مضامین مندرجہ اڈیٹوریل ومراسلات کے پڑہنے کی عزت حاصل ہوئی۔ جہانتک ان مضمونون کو سرسری طور پر دیکہا جاتا ہے اُنسے آپکا اور آپکے نامہ نگارون کا

مقصود یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کلکتہ مین ندوہ کے متعلق بعض لوگون کے بہکانے اور دہوکا دینے سے عوام الناس علے العموم بدظن ہوگئے اور ہوئے چلے جاتے ہین۔ بیشک جہان تک مجہکو علم ہے۔ مین بہی اس بات کی تصدیق کرتا ہون کہ واقعی چند اشخاص جو اپنے آپکو بظاہر ندوہ کا خیرخواہ اور اسکی اصلاح کا خواہشمند ظاہر کرتے ہین اور حقیقت مین جہان تک کہ اُنکے قول و فعل سے ثابت ہوتا ہے وہ اپنا مذہبی فرض اور اسلامی عقیدہ اسی بات کو جانتے ہین کہ ندوہ مسلمانون کی بہتری اور بہبود کیلئے طرح طرح کی تکلیفین اُٹہاکر جو کوششین کر رہا ہے اُنکو یہ بزرگوار بیخ و بن سے اُکہاڑ کر پہینکدین پس جس صورت مین حالات ایسے ابلہ فریب ہون تو اُن لوگون کو جو ندوہ اور جدوہ کی نسبت سچی اور اصلی رائے قایم کرنی چاہتے ہین بتقاضائے عقل و پابندیٔ اسلام لازم و مناسب ہے کہ اُمور واقعی کو دریافت کرنے کیلئے ندوہ کے حالات اور خیالات جو ندوہ کے اپنے کاغذات اور رپوٹون مین اُسکے اپنے نمودار و ممتاز ارکان کی لفظون مین مندرج ہون اُن کو نہایت نیک نیتی اور ایمانداری سے دیکہین اور جبتک پورے حالات سے واقف نہولین کسی قسم کی رائے قایم کرنی داخل معصیت سمجہین کیونکہ ایسے اُمورِ مہتم بالشان کی نسبت جن کا تعلق پیشوایانِ اسلام کی بہت بڑی سوقر جماعت سے ہے گہر بیٹہے رائے قایم کر لینی کسی ہوشیار۔ عاقل و خداترس۔ دیندار شخص کا کام نہین ہوسکتا۔ پس تعجب ہے کہ یک طرفہ باتین سنکر لوگون نے اپنے آپکو ایسی غلطی مین کیون ڈال رکہا ہے۔ حالانکہ انکی اس غلطی کا ذمہ دار دنیامین

ہو یا آخرت مین سوائے اُنکی اپنی ذات کے نہ ندوہ ہوسکتاہے اور نہ جدودہ - پس جو لوگ کسی امر کی نیت سچی رائے قایم کرنی چاہین اُنکو لازم ہے کہ اگر کوئی امر متنازعہ فیہ ہو تو اُس کے مخالف اور موافق دُونون پہلوؤن کو نہایت غور و فکر کے ساتھہ نیک نیتی اور ایمانداری سے پرکھین - اور اسکے بعد جو رائے قایم ہو وہ البتہ بہت کچہ معقول رائے ہوسکتی ہے - پس جہان تک آپکے مضامین مندرجۂ اخبار کے دیکھنے سے معلوم ہوتاہے خیالات کا رحجان اسی انداز پر ہے جیساکہ بیان کیا گیا - یعنے جب عقلمندی اور مصلحت اندیشی - اسلامی اخوت - اور قوم کی سچی فلاح کو بالائے طاق رکھدیا جائے تو ہر شخص کو بجائے خود یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کسی کی نسبت جو کچہ رائے اپنے دلسے پیدا کرنی چاہے اُسکو بطور خود جس عنوان سے اپنے خیال کے مطابق دیکھے - قایم کرلے - لیکن آپ سمجہہ سکتے ہین کہ ایسی حالت مین اُس شخص پر جسکی نسبت ایسی فرضی رائے قایم کی گئی ہے عقل کے نزدیک واقعی کوئی الزام عاید نہین ہوسکتا - اس کی مثال بجنسہ ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک شخص یا ایک مجموعۂ اشخاص کسی دوسرے شخص یا دوسرے مجموعۂ اشخاص کی نسبت بیٹھے بٹھائے اپنے ذہن سے ایسی باتین پیدا کرلے جنکو واقعات سے کچہ علاقہ نہین ہے - تو اس بیچارے دوسرے شخص یا دوسرے مجموعۂ اشخاص کی کیا خطا ہوسکتی ہے - یہ لوگ جو محض ظاہر داری اور ابلہ فریبی کی غرض سے اپنے آپکو ندوہ کا خیرخواہ اور اُسکی اصلاح کا طلبگار بیان کرتے ہین اُنکو لازم ہے کہ

وہ نمبروار اول سے لیکر آخر تک اُن جملہ اعتراضات کو جو ندوہ کی نسبت اُنکے زعم مین باعتبار عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے ہو سکتے ہین۔ اُنکو نیک نیتی اور حق شناسی کے ساتھہ مرتب کرکے ندوہ کے دفتر مین بھیجدین۔ لیکن ایسا کرنے مین اُنکو اسلامی اخوت۔ قومی صلاح و فلاح اور آداب شریعت حقہ اسلامیہ کا پورا پورا لحاظ رہے کیونکہ ندوۃ العلما درحقیقت ایسے دیندار و باوقار عالمون کی جماعت کا نام ہے جن کو خداوند کریم نے حقائق اسلامیہ کی معرفت اور شناسائی کے ساتھہ دنیاوی معاملات کو سمجھنے اور مسلمانونکی ضرورت پہ نظر رکھنے کی عقل و فہم بھی عطا فرمائی ہے اور وہ لوگ ایسے غلط کار اور ناعاقبت اندیش نہین ہین جو لغویات و مہملات کی طرف بے فائیدہ متوجہ ہوکر اپنے اوقات عزیز کو برباد کرین یہی وجہ ہے جسکی تہ کو نہ پہنچکر آپکے نامہ نگار صاحب بات کو اُلٹا سمجھہ بیٹھے۔ اور اُنہون نے غلط فیصلہ کرلیا کہ ندوۃ العلما کے خیر اندیشون نے جو ابتک جواب نہین دیا تو گویا وہ جواب دے ہی نہین سکتے۔ حالانکہ نامہ و پیام اور کلمہ و کلام کرنے مین حامیان ندوہ کو ذرا بھی تامل نہین۔ مگر جواب تو اُسی بات کا دیا جا سکتا ہے جو معقول ہو۔ اور ازراہ دینداری اور خیر خواہی کے نیک نیتی سے کی جائے۔ بھلا کوئی عاقل سمجھہ سکتا ہے کہ خیر خواہی کا دعویٰ کرنا اور دوست کی اُن باتون کو جن کو وہ اپنے خیال مین کمزوری یا غلطی سمجھتے ہین اُنکو پہلے اپنے دوست سے تو نہ کہنا بلکہ غیرون کے پاس لئے لئے پہرنا کونسی دوستی ہے ؎ یہ کہانکی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح کوئی چارہ ساز ہوتا

کوئی غمگسار ہوتا۔ کیونکہ دوست اور دشمن نکتہ چینی تو دونون کر سکتے ہین مگر فرق ہر ایک کی نیت کا ہے۔ دوست چونکہ نیک نیتی سے خیرخواہی چاہتا ہے اسواسطے دوست کی کمزوریون کو دوست پر تنہائی مین ایسے خلوص و محبت کے ساتھہ جو اُسکے دلین گھر کرین بنظر صلاح و اصلاح اُس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور دشمن۔ چونکہ اسکی نیت مین کھوٹ ہوتا ہے۔ اور وہ اُسکی بدخواہی کے درپئے رہتا ہے۔ اسواسطے وہ اُن کمزوریونکو۔ جو واقعی ہون یا فرضی ہر کوچہ و برزن مین ڈھول بجا بجا کر مشتہر کرتا پھرتا ہے۔ کیونکہ اسکا مقصود اُس شخص کی نسبت جسکی دوستی کا جھوٹا دعوی کیا جاتا ہے۔ لوگون مین ناراضمندی اور بدگمانی پھیلا کر اُسکو نقصان پہونچانا ہے۔ اب امید ہے کہ جو لوگ نفسانی وسوسون کے دھوکے مین آکر۔ یا بعض خودغرض دکمہین لوگونکے کہنے سے غلطی مین پڑکر۔ بدگمان ہوگئے یا ہوئے چلے جاتے ہین۔ وہ ہماری اس گذارش کو توجہ و التفات سے پڑھکر اُسکے مطابق رائے قایم کرنیکا طریقہ اختیار کرین گے۔

مین پھر آخر مین آپسے علی العموم۔ اور جو صاحبان ندوہ کی فلاح و اصلاح کے مدعی ہین اُنسے بالخصوص۔ نہایت ادب کے ساتھہ عرض کرتا ہون کہ آپ یا وہ مہربانی فرما کر اُن اعتراضات کو جو اُنہین ندوہ کی نسبت ہون یا اُن کمزوریون کو جنکو وہ بزعم خود ندوہ مین پاتے ہین۔ صاف صاف سلجھے ہوئے لفظون مین واضح طور پر لکھکر ندوۃ یا معین الندوہ کلکتہ کے دفتر مین بھیجدین۔ لیکن گمنام طور پر نہین۔ بلکہ اپنے نام و نشان کیساتھہ اور اگر اُنکو یہ منظور نہو بلکہ مسلمانونکی جگ ہنسائی اور رسوائی سے انکا جی خوش ہوتا ہو

تو خیر وہ آپ کے اخبار ہی کے ذریعہ سے سلسلہ وار اسکو شایع کرین مَین آپکو یقین دلاتا ہون کہ اگر اسطرح سے جسطرح عرض کیا گیا ہے. ضروری اور مناسب اصلاح کی کوشش کی جائے تو یقیناً ندوہ اور ندوہ کے طرفدارون کو کسی واقعی امر کے اقرار کرنے یا معترضین کے خیالات کی اصلاح کرنے مین ذرا بھی تامل نہ ہوگا۔ باقی رہا تُو تو مَین مَین کرنا جاہل علم اور عقل والون کا کام نہین ہے. اسکی توقع ندوہ یا ندوہ والون سے رکھنی قرین قیاس نہین ہے۔ اور اگر مہملات کا جواب نہ دینا اور لغویات کی طرف متوجہ ہونا کسی کمزوری کی علامت ہے جیسا کہ آپ کے لکھنے کے بموجب عوام الناس سمجھتے ہین. تو یہ وہ خیالی اور فرضی الزام ہے. جو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ. اور دوست سے لیکر دشمن تک سب پر عائد ہو سکتا ہے کیونکہ شیخ چلّی کی طرح پلاؤ پکانے اور اپنی برادری مین تقسیم کرنے سے کوئی کسی کو روک نہین سکتا۔

آخر مین اتنا عرض کئے بغیر مَین نہین رہ سکتا کہ جو واقعی حالات حامیان جدیدہ کے متعلق ذاتی تجربہ سے مجھکو معلوم ہین اگر اُن کا لحاظ کیا جائے تو اسوقت بھی ضرورت نہ تھی کہ ان معاملات مین کلمہ وکلام ہو۔ لیکن وہ معاملے (جن کی حقیقتِ حال کا علم خدا ہی کو ہے) آپکے اخبار مین اسطرح سے لکھے گئے ہین کہ اُنکے مبہم رہنے سے بیچارے سیدھے سادہ مسلمانون کو بے ضرورت وساوس اور اوہام کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یعنے آپ نے اپنے اڈیٹوریل مین یہ لکھا ہے۔ "ہماری ایک دوست صاحب جو کہ ندوہ کے ایک ناسمجھ بہادر تھے اور ندوہ کی وہ وہ تعریف فرماتے تھے جو سلف سے آجتک

کسی اسلامی جلسہ مین جائز نہین جب ہم نے اُنکو معقول جواب دئے تو اُنکو سوائے اس کے اور کچہ نہ بن پڑا کہ وہ کہنے لگے کہ ہم ندوہ کے موافق ہین نہ مخالف۔ پس جو شخص دُور سے ڈہول سہانے پر ندوہ کا فدائی ہے جب کہ اُسکو حقیقت معلوم ہوگی اگر وہ نہایت متین ہوگا تو سکوت اختیار کریگا۔ اور اگر اوسکے مزاج مین شوخی اور تیزی ہوگی تو پورے طور سے مخالف بن جائیگا۔" جناب اڈیٹر صاحب! عبارت منقولۂ بالا۔ جو آپ کے اخبار سے بجنسہٖ نقل کردی گئی ہے مختلف امور کا نشان دیتی ہے اور یارون کی اندرونی حقیقت حال پر اسکے الفاظ سے بہت کچہ روشنی پڑتی ہے۔ اول تو یہ کہ اس بیان سے صاف اس امر کا پتا ملگیا کہ آپ خود بھی ندوہ کی نسبت بعض وجوہ سے جن کا علم آپکے اپنے ذہن مین ہوگا۔ کچہ اعتراضات رکہتے ہین۔ اور جو لوگ ندوہ کے موافق وطرفدار ہین اُنکو قائل معقول کرکے سمجہا دینے کا شوق بہی آپکو ہے۔ مجہکو آپکی اس اختلاف رائے کا علم اس مضمون کی دیکہنے سے پہلے نہ تہا۔ آپ چونکہ ایسے اخبار کے اڈیٹر ہین جسکا نام "نصرت الاسلام" ہے۔ اسواسطے مجہکو آپکی ذات بابرکات سے اُمید پڑتی ہے کہ آپ اپنے اخبار کو اسم بامسمّٰے ثابت کرنے کیلئے اسلام اور اسلامیون کی سچّی نصرت ومعاونت کرکے اخبار کی نام کی خوبی کو کسی عنوان بٹّا نہ لگنے دینگے۔ مین تعجب نہین کرتا بلکہ خوش ہون کہ اگر آپ مخالف بہی ہون تو نادان دوست کی طرح نہین بلکہ دانا دشمن کی طرح ہونگے۔ آپ نے جو اپنے اور ایک ندوی دوست کی گفتگو کے متعلق اپنے اخبار مین ذکر کیا ہے مین اُسکو خلاف واقع نہین کہہ سکتا۔ لیکن کیا اچہا ہوتا اگر آپ اُس مناظرہ کے واقعہ کو جانبین کے اپنی اپنی

الفاظ مین مع دلائل وشواہد کے بقید نام ونشان قلمبند فرماتے. تاکہ اُس واقعہ کو کھول کر بیان کرنے سے پڑھنے والون کے دلمین جو شکوک وشبہات پیدا ہورہے یا ہوسکتے ہین اُنکے پیدا ہونے کی گنجایش نہ رہتی- چونکہ واقعہ مذکور سے آپنے اپنا ذاتی تعلق بیان کیا ہے- اسواسطے میری خواہش یہ ہے کہ اُس واقعہ کے اصلی اور سچے حالات کو مسلمانون کی آگاہی وبہتری کے خیال سے کسی آئندہ مگر قریب تر موقع پر بے کم وکاست اپنے اخبار گوہربار مین ضرور درج فرمائین تاکہ ندوہ یا ضد ندوہ کے موافق یا مخالف جو عقلی یا نقلی دلائل ہون اُنکو معلوم کرکے اُن لوگون کو جو ندوہ یا ضد ندوہ کے متعلق ایمانداری سے سچی رائے قایم کرنی چاہتے ہون آپ کی اس تحریر کے ذریعہ سے پاک وصاف بے غرضانہ رائے قایم کرنے کا موقع ملے- کیونکہ کسی اخبار کا اڈیٹر اگر اپنی رائے کو کسی امر کے متعلق متدینانہ آزادی کیساتھ بلا رُو رعایت کسی فریق کے صاف صاف طور پر بے کم وکاست بیان کرے تو اُسکی ایسی بے لوث تحریر کا نیک اثر پبلک پر ضرور پڑتا ہے- مین نے ابتک برابر اُس بات کی کوشش کی ہے کہ اختلافی امور مین جہانتک بن پڑے جائز آزادی اور پوری ایمانداری کے ساتھ حقیقتِ حال کا سراغ لگایا جائے- اور میرے علم مین یہ پہلا موقع ہے جو مین نے ندوہ کے متعلق کسی اخبار کو بدون وجوہات روشن وبراہین قاطعہ کے یک طرفہ رائے زنی کرتے ہوئے دیکھا- پس مین چونکہ خود اس بحث کے متعلق کامل آزادی کیساتھ پکی اور سچی رائے قایم کرنی چاہتا ہون- اسواسطے بشوق دل منتظر ہون کہ کسی معقول پسند- مصلحت شناس- اور عاقبت اندیش کو ادہر سے اس متنازعہ حالت پر دوٹوک فیصلہ

کر دینے والی روشنی پڑے۔ پس اگر میری یہ تمنائے دلی آپ ہی کے ذریعہ سے پوری ہو جائے تو فہو المراد۔ کیونکہ مین نے جہانتک اس معاملہ مین جانبین کے متعلق مختلف رسائل اور تحریرات کو پڑھا اور اُنپر ایمانداری کیساتھ اسلامی نگاہ سے غور کیا تو مجھکو ندوہ کے اغراض و مقاصد اور اُنکے حقیقی عمل درآمد کی نسبت اسوقت تک ایمانداری سے شبہ کرنیکی معقول اور کافی وجہ نہین ملی گو ندوہ کی مخالفت مین لکھنے والون نے رسالہ نویسی کے ذریعہ سے بہت کچہ شور و غل مچایا اور ابہی تک برابر مچار ہے ہین۔ لیکن بے سوچے سمجھے غل غپاڑا کرنا اور بات ہے۔ اور عقل و فہم سے کام لیکر مصالح قومی پر بحث کرنا شئے دیگر۔ مین فریقین کے علما سے بذاتِ خود ملکر بہی حقیقتِ حال کا جہانتک پتا لگا سکا اُس سے میری رائے ناقص اور محدود معلومات کے مطابق علی العموم ندوہ ہی کا پلہ جھکتا ہوا نظر آیا۔ لیکن مین باوجود اسقدر تحقیقات کے اب بہی جویائے واقعات رہتا ہون۔ اور چاہتا ہون کہ ندوہ جسکو لوگون نے ہدفِ ملامت و نشانۂ فضیحت بنا رکہا ہے۔ اگر اُسکی کسی کارروائی کے متعلق واقعی کوئی امر ایسا دریافت و ثابت ہو جو جماعتِ اسلامیہ ہندوستان کے دینی اور دنیوی منافع و مصالح کے خلاف پڑے۔ تو مین پورے زور کے ساتھ ندوہ والون کو ضرور اُسکی درستی و اصلاح کی طرف مائل کرون۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ اے ہذا الآن جہانتک کہ مین نے تحقیق کیا ہے اہل علم اور صاحبان عقل کے نزدیک ندوہ مسلمانان ہند کے لئے اللہ کی طرف سے اتمام حجت نظر آتا ہے کیونکہ جن دینی اور دنیوی ضرورتون کی بنا پر ندوہ نے۔ قوم کی درستی اور اصلاح کا بیڑا

اُٹھایا ہے وہ ضروریات ایسی صاف روشن اور بدیہی ضروریات ہین کہ جن سے انکار کرنیکا تو کیا ذکر مسلمانون کے تمام فرقون مین جو اہل علم و بصیرت اور صاحبان عقل و فہم ہین یہانتک کہ خود اُن حضرات نے بھی جو ندوہ کے برخلاف ہنگامہ آرائی اور رسائل بازی کر رہی ہین۔ زمانہ کی ان زبردست ضرورتون کو برابر تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ خود اُن کی تحریرات اس امر کی شاہد کافی ہین اور فریقین کے حالات ظاہر و باطن سے پوری اطلاع حاصل کرنیکے بعد ندوہ اور جدوہ کی کارروائیون مین جو امر مابہ الامتیاز ابتک معلوم ہوا یا ہوسکتا ہے وہ اتنا ہی ہے کہ ندوہ نے مسلمانون کی تسلیم شدہ حاجات اور ضروریات ناگزیر کو پیش نظر رکھکر عالمانہ و عاقلانہ حیثیت سے ان کے سرانجام و تدارک کا بندوبست کیا ہے۔ اور جہان تک اس سے ہوسکتا ہے اس مطلب کے پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ رہا فریق مخالف یعنے جدوہ اُسکی طرف سے قولاً یا فعلاً جو کچھ دوڑ دھوپ شروع کی گئی ابتک ہوئی یا ہو رہی ہے اُسکی غرض و غایت سوائے اسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتی کہ ندوہ اور حامیان ندوہ کی مفید اور بکارآمد علمی اور قومی کوششون کو بارآور ہونے سے روکے اور بس۔

۲

ندوۃ العلما اور اُس کے نادان دوست

جناب اڈیٹر صاحب نصرت الاسلام۔ کلکتہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس سے پہلے جو کچھ گذارش کیا گیا وہ صرف آپکے اڈیٹوریل اور اس مین جو قصہ لکھا

گیا ہے اُسکی نسبت تہا۔ اب یہان سے مین اُس مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو اڈیٹوریل مذکور کے بعد آپ کے اُسی پرچہ مین بزمرۂ مراسلات آپکے ایک دوست کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ جنہون نے اپنے آپ کو "ابو الفیض یا اُور جو کچہ" کے دستخط سے نامزد کر کے اپنے مراسلہ کی سرخی رکہی ہے۔ "ندوۃ العلما کے متعلق ایک منصفانہ رائے" اس مراسلت مین آپکے دوست "اُور جو کچہ" صاحب نے اپنے خیالات کو جسطرح ظاہر کیا ہے بادی النظر مین اُس سے شبہہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ تحریر شاید ندوہ کے کسی ممبر یا اوسکے خیر خواہ کی طرف سے چہپی ہے۔ کیونکہ حضرت "اُور جو کچہ" نے اپنے اس مضمون "اُور جو کچہ" مین جو کچہ بیان کیا ہے اس مین ایک دعویٰ بالفاظ صریح یہ بہی کیا گیا ہے کہ یہ "اُور جو کچہ" صاحب "ندوۃ العلما کے ایک ادنے ممبر اور اسکے بہی خواہون مین سے ہین" سبحان اللہ۔ کیا مبارک دعویٰ ہے۔ جو خدا کرے انکے بیان کے مطابق بحسب واقعہ نکلے۔ لیکن بات یہ ہے کہ نامہ نگار صاحب نے جس ہوشیاری سے اس مضمون کے لکہنے مین کام لیا ہے وہ واہ واہ کے لائق ہے مگر کیا کیا جائے کہ دنیا مین سب طرح کے لوگ موجود ہین۔ جو تاڑنے والے نظر باز ہین وہ چہپنے والون کو سات پردون کے اندر سے بہی بہانپ لیتے ہین۔ نظر بازون کی سحر نگاہ بتا رہی اور خود مضمون بہی چغلی کہا رہا ہے کہ طرز بیان مین "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ" کی شوخ رنگ آمیزی کی گئی ہے جسکو دیکہنے سے دل آگاہ صاف چلا اُٹہتا ہے کہ ؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم۔ اے حضرت "اُور جو کچہ" آپ سطادی اڈیٹوریل مین پردہ نشین ہون

تو اور الفاظ مراسلات مین جا بجا گندین ہون تو۔ تاڑنے والون کی نگاہون سے نہین بچ سکتے
پر نہین بچ سکتے۔ خیر چونکہ آپنے پردہ نشینی سے کام لیا ہے ہم کو بھی کیا ضرورت ہے جو زبردستی
کسی کے نام کی پردہ دری کرین۔ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ شانِ ستاری کی
پیروی کرتے ہین۔ اُو تعالیٰ شانہٗ بندون کے حال سے واقف ہے اُسکی ذات غفور و
رحیم ہے وہ جانے اور اُسکے بندے لیکن بات ایسی ہے کہ اُس مین گومگو کی گنجایش نہین،
وہ "اُور جو کچہ" کے پردے مین چھپے رہین مگر تحریر خود اپنے رنگ ڈہنگ سے مضمون انداز
ادا سے صاف بتا رہا ہے کہ یہ "اُور جو کچہ" صاحب واقعاً اور یقیناً حسن اتفاق سے ہمارے
اُن خیالات کا مصداق صحیح نکلے جن کو تجربہ دراز نے حامیان جدوہ کی نسبت مطابق
واقعہ کے ثابت کیا ہے یعنے یہ "اُور جو کچہ" صاحب سچ مچ اگر ندوہ کے ممبر اور بہی خواہ تہے
تو ان کو مناسب تھا کہ وہ صاف صاف اپنا نام لکھتے تاکہ نام کی سچائی کا اثر بیان کی
قوت مین اور بہی زور پیدا کرتا۔ لیکن "جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے" بات جو اصلی تھی
وہ انکے چھپائے چھپ نہ سکی۔ بیان مین تخالف اور تضاد کا سلسلہ از اول تا آخر پایا جاتا ہے
دلایل کی لغزش۔ بیانات کی کمزوری۔ تکلف کی بناوٹ۔ دروغ کی بے فروغی ہر ہر
لفظ سے پیدا ہے۔ بہلا خیال تو کیجئے؟ یہ کہان کی سچائی ہے کہ الفاظ مراسلت کی لپیٹ
مین تو واقعات کی رنگ آمیزی کیجائے مگر جب نام بتانے کا وقت آئے تو "اُور جو کچہ" کے
پردے مین دبک رہین۔ اے حضرت "اُور جو کچہ" آپ کی نسبت اور جو کچہ کہا جائے وہ تو خیر
لیکن کیا آپ اتنا بہی نہین جانتے جو بچے بچے کی زبان پر چڑھا ہے "سانچ کو آنچ نہین"۔

یعنے الصدق ینجی والکذب یہلک - الحق یعلو ولا یعلے - ؎

راستی موجب رضائے خداست ؞ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست - بہلا اتنی قوی شہادتون کے ہوتے ہوئے آپنے جو اپنی ضعیفی اور کمزوری یا شرم وحیا پردری کی سبب گمنامی اور بے نشانی کی آڑ مین پناہ لی اس سے کیا فائدہ ہوا - برادرمن - مردون کا کام ہے کہ گہر کی چار دیواری سے نکلکر جوانمردی کے میدان مین قدم رکہین اور جو کچہ کام کرین سینہ سپر ہوکر کرین - بہلا نام چہپانے کی کیا ضرورت اور اس مین کون سی مصلحت تہی جسکی وجہ سے خواہ مخواہ اپنی نسبت بدگمانیان پیدا ہونے کا موقع دیا - بہلا ایسا کون صاحب عقل سلیم ہوسکتا ہے - جو آپ کے جیسے متضاد بیانات کو قرین قیاس سمجہے - دعوی تو کرین آپ ندوہ کی ممبری اور خیر خواہی کا - اور ندوہ کی نسبت جو آپکی معلومات ہے اُسکی کمزوری اس درجہ تک بیان کیجائے کہ عوام الناس کے لیے سر دہن خیالات آپ کی اس معلومات کو اسطرحسے ریزہ ریزہ کردین جسطرح سخت ہوا کا جہونکا مکڑی کے تانے بانے کو - بہلا فرمائے تو سہی جب ندوہ کے متعلق آپکے معلومات کا یہ حال تہا تو آپ اسکی ممبری اور خیر خواہی کے دعوی کو کس منہ سے زبان پر لائے صاف شبہہ پڑتا ہے - کہ یا تو آپ کسی غرض فاسد سے اس کی ممبری مین داخل ہوئے اور بفرض غیر متوقع اگر آپکی نیت بخیر تہی بہی تو اسطرح بے سوچے سمجہے ممبر بن جانے سے فائدہ کیا تہا - دیکہا نہ بہالا ندوہ جا سنبہالا - یہ تو آپ کی ممبری تہی - رہا دعوی خیر اندیشی وبہی خواہی اس مین اگر آپ سچے تہے تو آپ کو لازم تہا کہ جس صورت مین آپ کی ناقص معلومات

یا ضعیف الاعتقادی تشکیک شکک کا مقابلہ نہین کر سکتی تھی اور آپ کی کمزور طبیعت اور بودی واقفیت پر مخالفین کے اعتراضات اور اُنکی نکتہ چینی کا ایسا زبردست اثر پڑتا تھا جس نے آپ کے دل سادگی منزل کو صدمہ پر صدمہ پہنچتا رہا تو آپ ندوہ کے دوست خیر خواہون کے پاس۔ مخالفون کے شبہات کو کیون نہین لیکر گئے یعنے جو لوگ کلکتہ مین موجود ہین اور ندوہ کے حالات سے پوری واقفیت اور اُسکی خوبیون سے آگاہی تمام رکھتے ہین اُن سے جا کر بصیرت طلب کیون نہ ہوئے جس سے آپ کے دل ناتوان کی کمزوری دُور ہو کر واقعات کے سچے علم سے اُسکو توانائی اور قوت حاصل ہوتی۔ اور اس تحقیقات کے بعد یہ شکوک و شبہات جنکا تانا جال مکڑی کے تار و پود کی طرح آپ کے نگس قلب کو گھیرے ہوئے تھا۔ ھباءً منثورًا ہو کر اُڑ جاتے۔ اور آپ کی یہ دو دلی کی حالت جس نے آپکو مذبذبین بین ذٰلك لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء کا مُتصف بنا دیا ہے اس سے آپکو نجات ملتی اور ندوہ کی ممبری کا نام جو آپنے لیا ہے اُسکی حقیقت حال کچھ ہی سمجھ ہو وہ سفت بدنام نہ ہوتا۔ پس اس حالت مین صاف معلوم ہوتا ہے کہ ندوہ کی ممبری کا دعوی جو آپنے کیا ہے وہ مطابق واقع کے نہین ہو سکتا اور اگر بالفرض آپ کا یہ دعوی سچا بھی نکلے تو آپکے لئے اُن قبائح و اعتراضات سے مفر نہین جو شق ثانی یعنے ندوہ کی واقعی کُنیت کے متعلق اُپر بیان کئے گئے ہین۔

علی اَیِّ حال اگر آپ ان اعتراضات سے اپنے آپکو بچانا چاہتے

ہین توآپ کے لئے مناسب ہے کہ آپ اس بے نشانی کے پردے سے نکل کر نام ونشان
کے میدان مین آئین تاکہ ہر خاص وعام کو معلوم ہو جائے کہ آپ کون صاحب ہین
اور آپکی ممبری جو ندوۃ العلما کے متعلق بیان کیجاتی ہے وہ کس شان اور کس حیثیت کی ہے
اور اگر ایسا کرتے ہوئے آپ شرماتے ہین اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضرور شرمائینگے
توآپ کے لئے بہتر ہے کہ نام ونشان کو دبائے ہوئے اسی طرح پردے پردے آپ
کسی مرد خدا کے پاس جو ندوۃ العلما کے حالات سے پورا واقف ہو تشریف لیجائین
اور ندوہ کے باب مین اُن نفسانی شبہات اور خناسی وسوسون سے جو حالت
ارتداد یا بد اعتقادی کی آپ کے قلب ضعیف مین پیدا ہو گئی ہے اُسکا ازالہ و
استیصال واقعات وحقائق کی روشن دلیلون سے کرالین۔ اور جس طرح ندوہ
کے متعلق اس سے پہلے آپ نیک ظن۔ خوش عقیدہ۔ نیت کے پکے اور دلکے
مضبوط تھے پھر ویسے کے ویسے ہی ہو جائین۔ اور بھائی صاحب اگر یہ مقصود
نہین بلکہ عذر واعتدال کی راہ سے اسیطرح اپنی ضعیف الاعتقادی وبدظنی سے
دوسرے نیک دل مسلمان بھائیون کو بھی ضعیف الاعتقاد وبدظن بنانا پیش نظر
ہے توآپ جانین اور آپ کا کام۔ ندوہ یا اُسکے خیرخواہ اس بات کے ذمہ دار نہین
ہین اور نہ ہو سکتے ہین اور انکو ہونا بھی نہین چاہیے۔ کہ وہ زبردستی خدائی فوجدار
بنکر یا نہ مان مین تیرا مہمان خواہی نخواہی بے خواہش ورغبت۔ لوگون کی
اصلاح کیلئے پریشان ہون اور مفت کی زق زق وبق بق سے اپنے اوقات گرامی کو

ضائع کرین۔ ہدایت کا موقع اُسی وقت تک ہے اور ہدایت کرتا ہُوا انسان بھی اچھا لگتا ہے جب دوسرے کو ہدایت پانا مقصود ہو۔ اور وہ اپنی اصلاح کا خواستگار بننے سے گر نکند فہم سخن مستمع ؛ قوت طبع از متکلم مجو۔

اب رہین مخالفین کی وہ کارروائیان جو مُغویانہ تدبیرون سے وہ کر رہے ہین اُن کا تدارک آپ کے اپنے خیال وقابو کے مطابق ہونا چاہیے کیونکہ اُن کے ہونے سے آپ کا دل بہت جلتا ہے۔ جب آپ اپنے قول کے موافق ندوہ کے ممبر اور بہی خواہ ہین تو آپ پر بھی ایسے اسلام کُش و ایمان سوز فتنہ انگیزون کی روک تھام کا بندوبست کرنا ایسا ہی واجب ہے جیسا ندوہ کے دوسرے ممبرون پر۔ ندوہ یا معین الندوہ کے اور ممبر اگر اپنے فرائض ممبری کے ادا کرنے سے قاصر رہے ہین تو آپ ان کی دیکھا دیکھی بیجا پیروی کرکے قصور ہمت پستی حوصلہ ضعف ارادہ او سستی عزم کا الزام اپنے ذمّہ کیون لین ۔ ع ۔ در نگارش بشد بہ نادانی۔ او نہ کردہ شما حذر بکنید۔ اور جب اس طرح پردۂ خفا سے برآمد ہو کر آپ سعی جوانمردانہ کیساتھ ندوہ کی فلاح وبہبود مین کوشان پائے جائینگے تو ہم اپنے اس تمام سلسلۂ شکایات کو واپس لیکر نہایت صمیم قلب سے آپ کا شکریہ علی رؤس الاشہاد ادا کرینگے اور ہان بمقتضائے غیرت ممبری وباد عائے خیرخواہی۔ حامیان ندوہ کے شکوہ وشکایت اور اُن کے گلہ وحکایت سے از راہ ہمدردی جو آپ کا دل جلتا ہے اُسکا فکر آپ یا کوئی عقلمند کہان تک کرسکیگا۔ نہ سمجھنے والون کے دل تاب شتاب بولنے

والون کی زبان۔ بات بات پر بہانہ ڈھونڈکر بگڑ بیٹھنے والی طینت۔ روٹھ جانے والی طبیعت کس کے قابو کی ہے جب تک کہ وہ خود ہی اسکا علاج نکرے۔ بھائی "ابو الفیض" یا اور جو کچھ "لست علیھم بمصیطر" جن لوگون کی نیت بخیر۔ دل برجا۔ دماغ صحیح۔ عقل سلیم اور ہوش درست نہین ہین اُنکے امراض و اوہام کا علاج کس سے ہو سکتا ہے۔ انکی زبان کی زد۔ اور بدگمانی کی پہنچ سے نکلکر کون بھاگ سکتا ہے۔ یہ حضرت انسان جب بگڑنے پر آئین اور کسی کی نسبت کچھ بُرا کرنا یا کہنا چاہین تو بھلا مین تم یا بندہ تو کیا چیز ہے یہ تو خالق ارض و سما۔ اور خداوند جلّ و علا کی نسبت وہ کچھ کہہ گزرتے ہین جس کے سننے سے اگر زمین لرزنے۔ آسمان تھرتھرانے۔ اور پہاڑ پاش پاش ہونے لگین تو کچھ بعید نہین۔ قیل ان الالہ ذو ولد ؛ قیل ان الرسول قد کھنا۔ ما نجی اللہ والرسول معًا۔ من لسان الوریٰ فکیف انا۔

پس جب بے لگام طبیعتون کی حالتین ایسی بے باکانہ ہوگئی ہون تو انکے لئے آپ کہان تک غم و غصہ کھائین اور پریشانی اٹھائینگے۔ آپ کو اگر ایسی طبیعتون کی اصلاح منظور ہے تو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہین کہ رب الارباب حکیم علی الاطلاق کی جناب مین دست بدعا ہو جئے کہ اے بار آلہ یہ تیرے بندے ہین انکے حالِ زار پر رحم فرما۔ تاکہ انکی آنکھون پر جو پٹیان بندھی ہوئی ہین وہ سرک جائین۔ انکے کانون مین جو ٹینٹ ٹھسے ہوئے ہین وہ نکل پڑین۔ اور اُن کے دلون پر جو غفلت کا پردہ چھا گیا ہے وہ ہٹ جائے۔ اگر یہ دعا مقبول ہو تو بیشک وہ لوگ

جو سردست دیدہ و دانستہ واقعات و حقائق سے رُوگردانی و چشم پوشی کرکے آیات بینات کا انکار کر رہے ہین۔ اور خدا کی روشن حجتون کو سمجھنے بوجھنے دیکھنے اور سننے کے لئے جو حواس و قویٰ منجانب اللہ اُن کو عطا ہوئے ہین اُن سے کام لینا نہین چاہتے بر تقدیر اجابت دُعا آپکی مرضی کے موافق رہ راست پر آسکتے ہین اور حق باطل مین امتیاز۔ مضرت و منفعت مین جُدائی اور نیک و بد مین تمیز اور قوم کی بہتری کے جو جو سامان اور اُنکی بربادی کے جو جو لچھن ہین اُن مین باریک بینی سے فرق کر سکتے ہین بھائی ابو الفیض! خدائی فوجدار اور آسمانی پیادے نہ بنو۔ انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ مگر میرا منقوشِ خاطر یہ ہے کہ لوگون کے خیالات سمجھنے مین آپنے غلطی کی ہے۔ جہان تک میرا علم جاتا ہے مین ہرگز نہین سمجھتا کہ جسطرح آپکی رائے ہے سارا زمانہ اسطرح واقعات کو اُلٹا سمجھنے والا ہو گیا ہے۔ میرا اپنا گمان تو یہ ہے کہ عامۂ اَحناف یا جس کسی سے ندوۃ العلما کی خوبیون کے سمجھنے مین قصورِ فہم یا غلط اندیشی ہو رہی ہے اس کا سارا چھپر بیچارے عوام الناس کے سر پر نہین رکھنا چاہئے بلکہ ایسے سیدھے دین پرور سادہ دل نیک نہاد صاف باطن مسلمانون کی غلط فہمی اور غلط کاری کا وبال اگر ہو سکتا ہے تو کسیقدر اُن لوگون پر ہے جو اپنے آپکو ندوہ کا خیر خواہ سمجھتے ہین۔ اور زیادہ تر بلکہ تمام تر اُن حضرات پر جنہون نے ندوہ کی مخالفت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ ندوہ والون پر یہ الزام اسوجہ سے ہے کہ انہون نے جسطرح چاہئے تھا اُس

طرح ندوہ کے اغراض ومقاصد اور اُسکی خوبیان اور فوائد۔ پبلک کے دل ودماغ تک پہنچانے کی کوشش نہین کی۔ اور جدوہ والے جو اس الزام کے ستوجب ہین وہ اس وجہ سے کہ ندوہ والون نے باوجود گوناگون مزاحمتون کے محض اللہ تعالے پر بھروسا کرکے جو کچھ ادہوری یا ناتمام کوششین کی بھی ہین تو ہمارے ان ناعاقبت اندیش مصلحت فراموش بھائیون نے یا تو اس سبب سے کہ انہون نے مسلمانون کی دینی اور دنیاوی ضروریات کو سمجھا ہی نہین یا اگر سمجھا ہے تو باغراض نفسانی دیدہ و دانستہ ندوہ کی کوششون کو ملیامیٹ کر رہے ہین اور لطف تو یہ ہے کہ ندوہ والون کی ان اسلامی خیرخواہانہ مساعی جمیلہ کو توڑ مروڑ کر خلاف واقعہ بدتر سے بدتر صورتون مین دکھانے کو یہ حضرات اپنا کار مذہبی اور فریضہ دینی سمجھے ہوئے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بھائی اُبوالفیض یا اور جو کچھ" آپکی مذبذبانہ تحریر نے مجھکو بھی خلجان مین ڈالدیا۔ حیران ہون کہ کن کن الفاظ کو کن کن معانی پر محمول کرون آپکے بیان مین جو شستہ گرنگی ہے اُس نے باوجودیکہ میرا مزاج نہایت دہیما اور میری طبیعت بہت ہی ٹھنڈی واقع ہوئی ہے مگر پھر بھی میرے خیالات مین ایک طرح کا ہیجان پیدا کردیا ہے۔ مین بہترا چاہتا ہون کہ آپ کے الفاظ وعبارات کیلئے جو محمل بہتر سے بہتر ہو اُسکو مدنظر رکھکر آپکے مافی الضمیر کی طرف پے بہ پے کرون۔ لیکن جو الفاظ یا کٹیشن کہین کہین آپنے اپنی تحریر مین درج کئے ہین وہ ایسے منودار

اور سر برآوردہ ہین کہ وہ میرے دبائے دب نہین سکتے۔ بھلا آپنے جو "ہمبران و رسولان ندوۃ العلما" کا کٹیشن ایک موقع پر نقل کیا ہے اُسکا موقع ایسا کڈھبا ہے کہ اس سے آپکی چندر جھبول والی کارروائی کی صاف پردہ دری ہورہی ہے جس کو بترکیب عربی **کشف الغطا** کہا جاسکتا ہے

خداوند غفور ورحیم بندون کے حالات کے ساتھہ۔ اُنکے خیالات۔ اور خیالات کے ساتھہ اُنکے الفاظ اور عبارات مین جو اُنکے محسوسات ومنقوشات دلی کا سطیہ ومحمل ہین۔ صلاح وسداد کی برکت اور تمیز بین الحق والباطل کی توفیق عطا فرمائے جس سے اُن کا حال قال دل وزبان ہر چیز پر ہر پہلو سے حقانی روشنی لمعہ فگن ہوتی رہے۔ یا ارحم الراحمین ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

چند سوالات ضروری

اس موقع پر بالفعل چند ضروری سوالات اُن صاحبونکی خدمت مین پیش کیے جاتے ہین جو اپنے آپکو ندوہ کا مخالف اور جدوہ کا طرفدار کہتے یا سمجھتے ہین اور بفضل خداوندی امید کی جاسکتی ہے کہ ان سوالات کا جواب اگر پوری نیک نیتی اور سچی اسلامی تعلیم کے مطابق دیا گیا تو بہت سے امور کی نسبت جو ندوہ اور جدوہ کے درمیان مابہ الاختلاف ہین نہایت آسانی سے تصفیہ ہوجانے کا احتمال قوی ہے۔

سوال اوّل۔ شرعی منصوصات وقطعیات کی اعتبار سے جملہ مسائل اسلامیہ کا ماخذ کیا چیز ہے۔

جسکے تسلیم کرنے مین کسی سچے دیندار کو ذرا بھی شک نہ ہو سکے ؟

سوال دوم - اُسی ماخذ کے اعتبار سے اسلام - ایمان - مسلم اور مومن کی جامع و مانع تعریف کیا ہے ؟

سوال سوم - اسلامی عقائد - ضروریات دین و اصولِ شریعت مین کیا فرق ہے اور ان سے کون کون سے امور مراد ہین ؟ مفصل تحریر فرمایا جائے -

سوال چہارم - سُنی - شیعہ - حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - وہابی - نیچری وغیرہ وغیرہ الفاظ جو مسلمانون کیلئے بطور القاب استعمال کیجاتی ہین باعتبار منصوصات و قطعیاتِ شرعی کے اُنکی اصلیت کہانتک ہے ؟ یعنے یہ الفاظ خدا و رسول کیطرف سے قرآن و حدیث مین بطور القاب کے استعمال کیگئے ہین یا کیا ؟ اور ان القاب کے مفہوم اسلامی مین (بشرطیکہ کچھ ہو) کون کون سے خصائص و عقائد داخل ہین ؟

سوال پنجم - خدا و رسول کے علاوہ قرآن و حدیث کے دینی مذہبی اُمور مین کن کن بزرگون کے نام لئے گئے ہین جنکی اطاعت مسلمان پر فرض قطعی سمجھی جائے ؟

سوال ششم - احکام خدا و رسول کے اعتبار سے کسی انسان یا بالخصوص کسی مسلمان کا نام لیکر (باستثنای عشرہ مبشرہ وغیرہ) پورے دعوے کیساتھ مومن یعنی جنتی اور کافر یعنے دوزخی کہنا جائز ہے یا نہین ؟

سوال ہفتم - عربی زبان کے سوا کسی اور زبان کا پڑھنا مسلمان کیلئے جائز ہے یا نہین ؟ -

سوال ہشتم - انگریزی پڑھنا مسلمانون کے لئے حلال ہے یا حرام ؟

سوال نہم - انگریزون کی عملداری مین رہنا حلال ہے یا حرام ؟

سوال دہم - باعتبار کلام خداوندی اور سنت رسالت پناہی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے فرمان روایانِ غیر مسلم بالخصوص نصاریٰ کیساتھ محبت کہنا اُنکی ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اُنکی تعظیم و تکریم کرنا اُنکی خیرخواہی و شکرگزاری کرنا اُنکی اطاعت بجا لانا اُنکی نوکری کرنا اُنسے میل جول رکھنا

مسلمان رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

اعتذار

آخر مین کسی قدر افسوس کیساتھ ہمکو اس امر کا اعتراف کرنا بھی ضروری ہے کہ ان محررات کی شائع کرنے مین توقع سے زائد جو تاخیر ہوئی ہے اس کا باعث علاوہ اسکے کہ بعض صاحبون نے جن سے متعلق ان مضامین کا طبع ونشر کیا گیا تھا اپنے ادائے فرائض مین کاہل وجودی یا سہل انگاری کو راہ دی - فی الجملہ ہمارے اپنے ارادہ کی سستی بھی ہے جسکو اس قسم کی غیر ضروری تعویقات نے پیدا کر دیا تھا اور آخر کہ ہم تو اپنی طرف سے فسخ عزیمت ہی کر بیٹھے تھے کہ ان مرقومات کو چھپوایا جائے - لیکن جب دوستون کا اصرار واستبداد حد سے زیادہ ہوا تو اب مجبوراً یہ مضامین طبع کراکے مشتہر کرائے جاتے ہین - اُمید ہے کہ نازک خیال ناظرین والا تمکین ہماری اس بے بسی کی مجبوری پر نظر کر کے ہم کو معاف فرمائینگے -

---

الحمد للہ والمنہ کہ رسالۂ گزارش واقعات واظہار خیالات دربارۂ خیر اندیشی ندوۃ العلما و مضامین مشتہرۂ اخبار نصرت الاسلام کلکتہ رقم زدۂ بہی خواہ اسلام وخیر اندیش مسلمانان جناب مولوی سید خلیل الرحمن صاحب - بی اے قادری حنفی .... مترجم ہائیکورٹ کلکتہ صیغہ پریوی کونسل بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۰ء در مطبع رضوانی پریس نمبر ۵۵ امام باڑی لین قصائی ٹولہ کلکتہ باہتمام احقر ابو المظفر مولا بخش رضوان آروی از زیور طبع آراستہ و پیراستہ شدہ شائع گردید -

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر

ندوۃ العلماء

اور اسکی

ضرورت

جسکو

جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس بھیکن پور ضلع علیگڑھ نے
سالانہ اجلاس ہفتم ندوۃ العلما مین بمقام عظیم آباد پٹنہ پیش کیا

محمود المطابع نبور مین باہتمام محمود علی چھپائی گئی

دار العلوم مین بہت بڑا کتبخانہ قائم کرنیکی ضرورت ہی

مسلمانونکی اقبالمندی کے زمانے مین کتبخانہ دولت لازوال سمجھا جاتا تھا کوئی گھر ایسا ہی بے نصیب ہوگا جسمین کتبخانہ نہو۔ علاوہ ان کتبخانونکے مدارس اور جوامع مین مطالعے کیلئے بڑے بڑے کتبخانے ہوتے تھے جنمین شایقین ہر وقت مجتمع رہتے تھے اور اپنی دماغونکو علمی ذخیرسے مالامال کرتے رہتے تھے۔ ہندوستان کے انتہائی دور مین بھی کتبخانے جابجا قائم تھے اور گو اوس زمانے مین کتابونکے لکھنے اور لکھوانے کی زحمت اور سیکڑون روپیہ خرچ کرکے ایک ایک کتاب کے حاصل کرنیکی حاجت ہوتی تھی تاہم نہ وہ محنت مین کوتاہی کرتے تھے نہ صرف زرسے دریغ۔ کتابین جمع کرتے تھے اور انکو مال و زرسے زیادہ عزیز سمجھتے تھے! اب بھی لکھنو اور دہلی کی نخاس اور گدڑیون مین بعض وقت ایسی کتابین نظر آجاتی ہین جنکو گدڑیونکا لعل سمجھنا چاہیے۔ مگر افسوس ہے کہ اسلاف کے یہ بیش بہا ذخیرے تلف ہوگئے یا ہوتے جاتے ہین یا یورپ کے اقبالمندون کے کتبخانونکی زیب و زینت بنتے ہین اور وہ انسے متمتع ہوتے ہین۔ اسوقت بھی پرانے گھرانون مین ہزارہا کتابین کیڑونکی خوراک بن رہی ہین اور ہمارے اسلاف کے یہ علمی خزانے سربستہ رہے جاتے ہین اسلیے اگر اب بھی مسلمان توجہ کرین اور ان کتابونکو دار العلوم کے کتبخانے مین بھیجدین تو وہ صرف محفوظ ہی نہین رہینگی بلکہ انکے فیض کا سلسلہ جاری ہو جائیگا جسکی نظیر مولوی عبدالرافع خان صاحب بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر اور مولانا محمد عظیم صاحب عظیم آبادی نے قائم کردی ہے مصنفین ملک اگر اسکی طرف توجہ کرین تو علاوہ امداد کتب خانہ کے انکو یہ فائدہ ہو سکتا ہی کہ تصنیف انکی کتبخانے مین جگہہ حاصل کریگی جو ہمیشہ علما کی نظر سے گذرتی رہیگی۔ یہ کچھ مشکل کام نہین ہی تاجران کتب اور مالکان مطابع کی ادنی توجہ سے کتابونکا بہت بڑا ذخیرہ ہو سکتا ہی اور مصر کے کتبخانہ خدیوی کیطرح جو مدارس و جوامع کے کتب خانونکو یکجا کرکے ترکیب دے لیا گیا ہی ایک بڑا کتبخانہ ہندوستان مین قائم ہو سکتا ہی اور مسلمانونکی بہت بڑی قومی یادگار بن سکتا ہی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ندوۃ العلما اور اوسکی ضرورت

آتش بدو دستِ خویش در خرمن خویش	چون خود زدہ ام چہ نالم از دشمنِ خویش
کس دشمن من نیست منم دشمنِ خویش	ای وای من و دست من و دامن خویش

آج سے دس گیارہ برس پیشتر کا ذکر ہے کہ شہر کانپور مین مدرسہ فیض عام کا جلسہ دستار بندی حافظ الٰہی بخش صاحب مرحوم رئیس کانپور کے اہتمام سے (خدا اُنکو بخشے) نہایت دھوم دھام سے ہوتا تھا۔ غالبًا یہ جلسہ مذکور کی خصوصیت تھی کہ مختلف مشرب اور مذاق کے نامور علما اُسمین شریک ہوتے تھے حنفی بھی۔ اہل حدیث بھی۔ صوفی بھی۔ اور ادیب و فلسفی بھی بہت سے حضرات انمین ایسے تھے جو خیالات کی عمدگی اور راے کی خوبی کے لحاظ سے طبقہ علماء مین ممتاز مانے گئے ہین۔ خوبی یہ تھی کہ یہ بزرگ باوجود خیالات کے اختلاف کے آپسمین محبت و اخلاق سے ملتے تھے۔ جو حصہ اُنکے خیالات کا مشترک تھا اُسکا اثر اختلافی حصہ کے تاثیر کو باہمی برتاؤ مین مغلوب کرلیتا تھا۔ دو ایک جلسون کے بعد بعض دماغون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے عمدہ مجمع کا سال بسال جمع ہونا اور چند منتہی طلبا کے سر پر عمامے باندھ کر متفرق ہو جانا قدر شناسی کے خلاف ہے اس سے زیادہ قدردانی کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک سال علما کے ایک مستقل مجلس قایم کرنے کا چرچا رہا ارکان وغیرہ کے نام بھی لکھے گئے۔ مگر وہ چرچا اُسی جلسے کے ساتھ ہو گیا۔ دوسرے برس پھر جلسہ دستار بندی مقرر ہوا۔ اِس مرتبہ مجلس مذکور کے قائم کرنے کی زیادہ اولوالعزمی اور وسعت نظر

کے ساتھ تیاری کی گئی۔ تمام اسلامی فرقون کے قائم مقامون کو دعوت دی گئی کہ تشریف لائین اور اپنے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کی حالت زار پر غور کرین۔ علاج سوچین اور معالجہ کرین۔ وہ صدا اگرچہ (جسمانی لحاظ سے) بعض نہایت ضعیف اور کمزور دلون سے نکلی تھی مگر روحانی اثر اور اخلاص کی برکت سے بہت قوی اور پُرتاثیر تھی ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گونج گئی اور جسکے کان مین گئی دلپر جاکر ٹھہری۔ ہر طبقے اور ہر خیال کے مسلمانون نے باستثناے قلیل اوسکو مسلمانون کے حق مین غیبی بشارت سمجھا۔ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ مین یہ مجمع کانپور مین ہوا اور اوسی وسعت سے ہوا جو مذہب اسلام مین ہی۔ ہر مذہب و مشرب کے چیدہ اور برگزیدہ علما و مشائخ شریک جلسہ تھے۔ اور یہی نہ تھا کہ معتدل خیالات ہی جمع ہوئے ہون بلکہ نہایت پرجوش خیال کے علما بھی تشریف فرما تھے۔ یہ بزرگ اِسلیے تشریف نہین لائے تھے کہ اہل حدیث غیر مقلدیت کو حنفی حنفیت کو صوفی صوفیت کو اور شیعہ تشیع کو پیش کرین اور یہ سب اجزا ملائے جائین اور اُنسے ایک معجون مرکب طیار ہو۔ اُس معجون کا ایک ایک مرتبان یہ حضرات لیکر اپنے اپنے وطن کو واپس جائین۔ خود کھائین اور اپنے پیروون کو کھلائین اور اِسطرح کتاب ملل و نحل مین ایک نیا باب اضافہ ہو۔ جن بزرگون نے اُس جلسے کو بنظر بصیرت دیکھا ہے اُنکو یاد ہوگا کہ ہر فرقے کے علما کو اپنے عقیدے اور مذہب کا کسدرجہ پاس و لحاظ تھا جس سے سخت حیرت ہوتی تھی کہ خدا وندا یہ متضاد عناصر کیونکر فراہم ہوگئے ہین۔ اور ہر دم یہ کھٹکا ہوتا تھا کہ کہین مجمع متفرق نہو جائے۔ باوجود اِس اختلاف کے اُس مقصد مین سب متفق الرائے تھے جسکے لیے طلب کیے گئے تھے۔ چنانچہ جو تقریرین مختلف فرقون کے علما نے اِس جلسے مین کین وہ اِس بیان کی شاہد ہین۔ اِس جلسے نے اپنے مقاصد حسب ذیل قرار دیے تھے۔ اصلاح نصاب تعلیم عربی رفع نزاع باہمی۔ سیاسی اُمور مین دخل نہ دینا۔ ناظم ندوۃ العلما سال مذکور کی روداد مین

فرماتے ہین ؒ- اگرچہ اس زمانے مین پہلے زمانے کیطرح محلون مین مسجدون مین۔ رئیسون کی ڈیوڑھیون پر مکتب نہین رہے مگر اُسکی جگہ دینداروںکی حمیت اسلامی نے جابجا مدارس اسلامیہ کثرت سے جاری کردیے ہین اکثر شہرون بلکہ قریون مین دُو دُو تین تین مدرسے ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین یہ اُن دینداروںکی سعی و کوشش قابل شکر گذاری ہی کہ اُنکے وجہ سے اسلام کا نام باقی رکھنے والے پیدا ہوتے جاتے ہین۔ مگر جب اُن طلبا کو دیکھا جاتا ہے جو اِن مدارس مین تعلیم پاتے ہین یا فارغ التحصیل ہوکر یہانسے نکلتے ہین تو بہت ہی افسوس ہوتا ہے اور جسکے دل مین اسلام کا درد ہے وہ تو بیچین ہوجاتا ہے"

شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی نے فرمایا "تعلیم کی ایسی ترمیم کرنی چاہیے کہ وقت کم صرف ہو اور ضروری علوم جلد آجائین۔ میرے نزدیک جن کتابون سے مسائل کا استحضار اور تحقیق ہوتی ہو انھین سے قوت مطالعہ بھی حاصل ہوسکتی ہے ذرا مدرس اور طالب علم کی توجہ درکار ہے وقت کو دو قسمون پر منقسم کرنے کی حاجت نہین ؒ دوسرا نقصان اس تعلیم مین یہ ہی کہ زبان سیکھنے کی جو کتابین ہین وہ بہت ہی کم رہگئی ہین۔ تیسرا نقص یہ ہی کہ اسمین کتاب اللہ کے سمجھنے اور اُسکے نکات اور دقائق کے دریافت کا لحاظ کم کیا گیا ہے۔ چوتھے اس تعلیم مین ایسی کوئی کتاب نہین رکھی گئی جسمین تہذیب نفس کے قواعد بیان کیے گئے ہون۔ امراض نفسانیہ و قلبیہ سے بحث کی ہو اور اُسکے علاجونکا بیان ہو حالانکہ اسکی تعلیم نہایت ضروریات دین مین سے ہی۔ پانچوان۔ سابق کا علم کلام جو فلاسفہ اور معتزلہ کی رو سے مملو ہی اب وہ معتزلہ نہ رہے نہ وہ فلاسفہ کہ اُنکے خیال بدل گئے مگر اب علم کلام مین ابطال فلاسفۂ حال اور رد نصاریٰ کے داخل کرنے کی ضرورت ہی۔ گو بہ حیثیت اُصول کے جواب اُن سے حاصل ہوتا ہو۔ چھٹا۔ ایسی کوئی کتاب اِس تعلیم مین نہین رکھی گئی جس سے احکام دین کے اسرار اور اُنکی خوبیان معلوم ہون حالانکہ زمان حال کے موافق اسکی بڑی ضرورت ہی۔

اِن نقائص کے سوا یہ نقص بھی بیان کیا گیا کہ تاریخی مواد مروجہ نصاب مین بمنزلۂ نہونے

کے ہی۔ ندوۃ العلمانے اپنی راے صرف علوم قدیمہ تک محدود نہین رکھی بلکہ علوم جدیدہ کی ضرورت
کو بھی تسلیم فرمایا چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب دہلوی نے فرمایا "بہت سے ترقی خواہان اسلام
کا خیال ہورہا ہے کہ علوم جدیدہ جو نئی قوم کی حشمت و شوکت کے باعث ہورہے ہین پڑھنے
چاہئین مین کہتا ہون ضرور پڑھنے چاہئین مذہب اسلام مانع نہین" ناظم صاحب سنہ
مذکور کی رویداد مین فرماتے ہین "اصلاح طریقۂ تعلیم کا مطلب یہ نہ خیال کیا جائے کہ اس
انجمن کا مقصد صرف اسقدر ہے کہ موجودہ کتب درسیہ مین بیشی وکمی یا ردوبدل کردیا جائے۔
نہین۔ بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی مدنظر ہے کہ کیا طرز تعلیم اختیار کیا جائے اور کونسے اسباب مہیا
کیے جائین جنسے ہمارے مدارس کے منتہی طلبا کو قابلیت تامہ اور مذاق صحیح حاصل ہو
اور تحقیقات علمیہ کا شوق اور کمال حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا ہو اور مخالفین دین کے مقابلے
مین بھی بند نہون بلکہ شایستہ اسلوب سے جواب دیسکین مبتدی طلبا بقدر اپنی استعداد کے
امور دینی سے بخوبی واقف ہوکر ان علوم سے بے بہرہ نہ رہین جو انکی معاش کا ذریعہ ہوسکتے
ہین۔ غرضکہ جس مرتبے مین طالب علم مدرسہ سے باہر ہو وہ بقدر اپنی حالت کے ضروریات
دین و دنیا سے بہرہ ور نکلے" دوسرے مقصد یعنی رفع نزاع باہمی کی تشریح مین شاہ محمد حسین
صاحب الہ آبادی نے فرمایا "تیسرا مقصد اس جلسے کا آپس کی لاطائل نزاع اور جھگڑون
کا رفع کرنا اور آپسمین اتفاق کا پیدا کرنا ہے۔ آپ لوگ دیکھتے ہین کہ آپسمین ذرا ذرا سے جزئی
مسائل مین کسقدر بیجی نزاع روز بروز بڑھتی جاتی ہے کہ نعوذ باللہ یہ وہی مسائل ہین کہ
صحابہ کے وقت سے ابتک مسلمانون مین متنازعہ فیہ رہے مگر جیسا کہ اس زمانے مین
تعصب اور نفسانیت کا زور ہے کبھی نہ تھا محض ان اختلافات کی وجہ سے کوئی کسی کو کافر
بناتا ہے کوئی کیسکو فاسق کوئی کیسکو مشرک کوئی کیسکو بدعتی کہتا ہے حالانکہ انصافاً دیکھا جائے
تو ان مسائل جزئیہ کے اختلاف سے نہ کوئی کافر بن سکتا ہے نہ مشرک کیسا ہی مختلف رہے
مگر اسلام کی چار دیواری سے باہر نہو گا۔ ہان آپس کے جھگڑون سے یہ خرابی البتہ پیدا ہوگی

کہ جو مخالفین کہ اِس چار دیواری کے باہر ہین گولہ باری کرکے اُسکے ڈھانے کی فکر مین ہین اُنسے یہ غافل ہوجائین اور جو قوت کہ اُنکے حملے کے دفع کرنے کی ہے وہ آپس کے جھگڑون مین صرف ہوگی۔ وہ موقع پاکر بڑے بڑے زبردست حملے کرتے ہین اور کوئی اُنکا روکنے اور دفع کرنے والا نہین" مولوی عبدالحق صاحب دہلوی نے فرمایا "اول تو تمہارے مذہبی اختلافات دور ہوجائینگے جو ہر ایک طبعیت کے مولوی صاحب سے دور ہونے ممکن نہین اور انھین چھوٹے چھوٹے اختلافات نے تمکو اور بھی خوار و ذلیل کردیا ہی" ناظم صاحب نے رویداد جلسۂ اوّل مین لکھا ہے "آجکل ایک اور سخت بلا ہم مین مثل وبا کے پھیلی ہوئی ہے اور روز بروز اُسے ترقی ہوتی جاتی ہے وہ بلا ایسی ہے جسنے ہماری شوکت و عظمت عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا ہی۔ انکی تمام خوبیون پر اسنے پانی پھیر دیا ہی مال کو تباہ کرتے ہین جانون کو ہلاک کرتے ہین مگر غور و فکر کرکے اِس سے کنارہ کشی نہین کرتے مصلحت وقت پر نظر نہین ڈالتے سخت افسوس یہ ہے کہ یہ ہمارے مکرم اپنے آپ ہی کو ذلیل و خوار و تباہ و برباد نہین کرتے بلکہ اپنے سچے اور پاک مذہب اسلام کو مخالفین کی نگاہون مین ان عیبون کا مخزن ٹھہراتے ہین کیونکہ انکی نظرونسے اِس مقدس مذہب کی اصلی پیاری صورت تو پوشیدہ ہی وہ اِسکے ماننے والونکی حالت دیکھکر قیاس کرتے ہین وہ بلا کیا ہے نفاق باہمی۔ بدگمانی خصوصًا علما مین"

تیسرے مقصد یعنی سیاسی امور سے علیحدہ رہنے کی نسبت شاہ محمد حسین صاحب نے فرمایا "اِس جلسے کو ملکی معاملات سے کچھ علاقہ نہین نہ اِس جلسے کا کام ہے کہ ملکی انتظام مین تحریرًا یا تقریرًا دخل دے قوانین سرکاری مین اعتراضًا کوئی چھیڑ چھاڑ کرے۔ ہان یہ ضرور ہے کہ ضرورت کے وقت قومی اصلاح و فلاح اور تعلیمی امور مین مدد لینے کو یا اپنے حقوق جائز کے حاصل کرنے کے لیے اپنی رعایا پرور گورنمنٹ مین اس طور سے عرض کرے جیسے ایک محکوم اپنے حاکم سے یا رعیت اپنے بادشاہ سے یا مریض اپنے طبیب سے

یا سائل اپنے حاجت روا سے نہایت ادب اور الحاح سے عرض کرتا ہو"۔ اِن مقاصد کے دیکھنے سے واضح ہو گا کہ یہ جلسہ محض تعلیمی و مذہبی ہے پولٹیکل نہین ہے۔ گذشتہ دس برس کے طرز عمل نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جو بے تعلقی پولٹیکل معاملات سے اِس جلسے نے سال اوّل مین داخل مقاصد کی تھی اُسپر آجتک استقلال سے قائم ہے اور کبھی سیاسی اُمور مین اُسنے مداخلت نہین کی۔ مین اُس تجربے کی رو سے جو مجکو ندوۃ العلما کی کارروائیونکا ہی (اور جو تجربہ مجکو حاصل ہے وہ کم نہین ہے) کہہ سکتا ہون کہ یہ بے تعلقی صرف ظاہری نہین بلکہ دلی اور قلبی ہے۔ جو بزرگ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی نظیر پیش نظر رکھتے ہین وہ کب حکام کی سچی اور دلی اطاعت سے انحراف کر سکتے ہین اور اُنسے کب یہ ہو سکتا ہی کہ ظاہر مین کچھ کہین اور باطن مین کچھ کرین۔ ابن خلکان نے امام صاحب کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک زمانے مین حاکم کوفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ ابو حنیفہ فتوی ندیا کرین۔ امام صاحب نے یہ حکم سنکر فتوی دینا موقوف کر دیا۔ اُسی عرصہ مین ایک روز وہ زنانے مین تشریف رکھتے تھے صاحبزادی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر روزہ دار کے دانت سے خون نکلے اور وہ اُسکو نگلجائے تو آیا اُسکا روزہ رہیگا یا جاتا رہیگا۔ امام صاحب نے جواب مین فرمایا کہ بیٹی مجکو فتوے دینے کی ممانعت ہی اِسلیے مین اِسکا جواب نہین دیسکتا تو اپنے بھائی حماد سے پوچھ لے" نصاب تعلیم کے نقائص رفع کرنے کی یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ بارہ زبردست عالم (جو تعلیم کا وسیع تجربہ رکھتے تھے) اُسپر غور کرنے اور اصلاح کرنے کے لیے مقرر کیے اور ستّرہ عالم علاوہ اِنکے اس غرض سے نامزد کیے کہ اُنسے بھی مشورہ کیا جائے۔ جو شخص اِن اُنتیس ۲۹ عالمونکا نام دیکھے گا وہ سمجھ لیگا کہ جتنے ہندوستان کے عالم اس معرکۃ الآراء مسئلے پر رائے دینے کا منصب رکھتے تھے وہ سب انتخاب کر لیے گئے تھے۔ انتخاب کے بعد ایک سال تک دفتر نے اِن بزرگون سے خط کتابت کی لیکن تجربے نے ثابت کیا کہ جو نصاب نسلاً بعد نسل داخل درس رہا ہے اُس سے طبائع ایسے مانوس ہو گئے ہین کہ اُس کا بدلنا

(باوجود نقائص مان لینے کے) آسان نہین اُس سے بھی زیادہ دشوار یہ امر ثابت ہوا کہ طریقۂ رفع نقائص پر اتفاق یا کثرت رائے ہو۔ تاہم دفتر نے اپنی کوشش کے صلے مین گیارہ رائین حاصل کرلین۔

لکھنؤ کے اجلاس مین ایک خاص جلسہ نامی علما کا صرف اسی مسائلے پر غور کرنے کے لیے بیٹھا گھنٹون بحث رہی مگر ابتدائی مراتب سے آگے فیصلہ کا قدم نہین بڑھا۔ اِس جلسے نے تاریخ کے علاوہ جغرافیہ کی ضرورت بھی تسلیم کی۔ لکھنؤ کے جلسے کے بعد سال بھر تک اور زیادہ سرگرمی سے کوشش کیگئی اِس کوشش کا نتیجہ یہ نکلا کہ چالیس رائین اور چودہ تجویزین دفتر مین موصول ہوئین۔ اِسقدر مواد فراہم ہو جانے کے بعد مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما نے اُن سب پر غور کر کے ایک نصاب مرتب فرمایا جو جلسۂ انتظامیہ مین پیش ہو کر مزید غور کے واسطے ملک مین شائع کیا گیا۔ اِسکے بعد ۱۰۔ رجب ۱۳ھ کو کانپور مین چند چیدہ علما کا جلسہ اِسلیے کیا گیا کہ وہ اِس نصاب جدید پر نظر ثانی فرمائین اگرچہ کامل طور پر یہ لاینحل مسئلہ اِس جلسے مین بھی طے نہین ہوا تاہم درجۂ ابتدائی واوسط کی ایک شکل قائم ہوگئی۔ بریلی کے اجلاس مین یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ مواد اس مسائلے کے متعلق اُسوقت تک جمع ہو چکا تھا وہ سب کا سب جناب مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب صدر انجمن ندوۃ العلما کی خدمت مین اس اِستدعا سے پیش کیا جائے کہ جناب ممدوح اُسپر اپنی رائے ظاہر فرمائین اور وہ رائے ندوۃ العلما مین فیصلے کے لیے پیش ہو۔ جناب ممدوح نے جو رائے ظاہر فرمائی اُس مین درس نظامیہ ہی کسیقدر تغیر و تبدل کے بعد قائم رکھا تجربے کے بعد ارکان ندوۃ العلما کو یہ بات صاف ثابت ہوگئی کہ اِس طریقے سے نصاب کا مرتب و مکمل ہونا قریباً ناممکن ہے اور اگر بالفرض مرتب ہو جائے تو مدارس عربیہ کا اُسکو اپنے لیے قبول کرنا بالکل محال ہے۔ اِس خیال نے اُنکو اس جانب مائل کیا کہ اپنے لیے خود ایک عالی شان دارالعلوم بنائین جسمین ندوے کے خیال کے مطابق تعلیم و

تربیت کا سامان کیا جائے اسطرح نہ صرف نصاب مرتب ہوگا بلکہ نتیجۂ نصاب یعنے حسب خواہش جید استعداد کے علما بھی پھر پیدا ہونے لگین گے اور جب وہ تعلیم کا کام اپنے ہاتھ مین لینگے تو ضرور اُسی روش پر چلین گے اور اسطرح یہ مہتم بالشان مسئلہ آخرکار طے ہو جائیگا۔ چنانچہ بریلی کے اجلاس مین یہ تجویز منظور ہوئی۔ جس شان کا دارالعلوم بنانا تجویز کیا گیا وہ اِس چھوٹے سے رسالے کے پڑھنے سے واضح ہو سکتی ہے ''جو مسودۂ دارالعلوم'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ ۹۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۶ھ کو اِس دارالعلوم کا درجۂ ابتدائی لکھنؤ مین کھولا گیا۔ اگرچہ اسکی حالت اُس منصوبے کے مطابق ہنوز نہین پہونچی ہے جو ندوے کا ہے تاہم وہ اپنی بہت سی خصوصیتون مین اب بھی دیگر عربی مدارس سے صاف ممتاز ہے جیساکہ آپ سالانہ رویداد مین سُن چکے ہین۔ ندوۃ العلما نے عملاً اپنے خیال کو صرف علوم عربیہ تک ہی محدود نہین رکھا بلکہ اُسنے تعلیم انگریزی کے جانب بھی دو حیثیت سے توجہ کی۔ ایک اُس حیثیت سے جسکا اثر مذہبی خیالات پر پڑتا ہے۔ دوسرے اِس حیثیت سے کہ زمانے نے اِس تعلیم کو نہایت ضروری کر دیا ہے۔ سال اوّل مین جو خیالات اِسکے متعلق ظاہر کیے گئے وہ مین اوپر عرض کر چکا ہون۔ میرٹھ کے جلسے مین نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب نے تمام وہ کاغذات اور خط کتابت ندوۃ العلما کے سپرد کر دی جو اُنکے اور گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی کے مابین مسئلہ تعلیم مذہبی طلبائے انگریزی مدارس سرکاری کے متعلق ہوئی تھی اور جنکے رو سے سرکار نے یہ منظور فرمایا ہے کہ اگر مسلمان اپنے بچون کو مدارس مذکورہ مین مذہبی تعلیم دلانے کا بندوبست کرین تو کچھ وقت اُنکو دیا جائیگا۔ اور نواب صاحب ممدوح نے ندوۃ العلما سے یہ درخواست کی کہ وہ اس انتظام کی سرپرستی کرے یہ تجویز بھی منظور ہوئی کہ انگریزی خوان طلبا کو وظائف دیکر عربی پڑھانی چاہیے۔ مولوی علی احمد صاحب بدایونی نے اِسکی تحریک کرنے کے وقت فرمایا کہ مین ابتدائے انگریزی

تعلیم کو کفر جانتا تھا - پھر بعد چندے حرام سمجھنے لگا پھر مکروہ سمجھا گیا بعدہ جب زمانے کی گرم و سرد ہوا کیطرح مجھے ضرورتون کا ادراک ہوا اور غور و تعمق کیا تو انگریزی کو مباح سمجھنے لگا - پھر کہا کہ انگریزی کی بہت ضرورت ہی - شوال ۱۳۱۵ھ مین بمقام کانپور ندوے کے ایک جلسۂ انتظامیہ مین ہائی اسکول کانپور کے مسلمان طلبا نے یہ درخواست کی کہ اُنکے دینیات کی تعلیم کا (بموجب منظور شدہ تجویز نواب مولوی مشتاق حسین صاحب) انتظام کر دیا جائے - جلسۂ مذکور نے روسای کانپور مین سے چند لوگ ایسے تجویز کیے کہ وہ بطور کمیٹی اِسکے مصارف کا انتظام کر دین - اور اپنے مفتی مولوی عبداللطیف صاحب سے یہ درخواست کی کہ جبتک کمیٹی مذکور کام شروع نہ کرے اُسوقت تک وہ اُن طلبا کو دینیات پڑھا دیا کرین چنانچہ مفتی موصوف نے بخوشی اِسکو منظور کر لیا مگر چند ہی روز بعد دار العلوم کی ضرورت سے دفتر لکھنؤ اُٹھ آیا اور وہ تجویز ادھوری رہگئی -

شاہجہانپور کے اجلاس مین بالاتفاق یہ تجویز منظور کی گئی کہ شاہجہانپور ہائی اسکول کے مسلمان طلبا کے دینی تعلیم کا انتظام ندوہ کرے - مولوی عبدالواجد خانصاحب رئیس شاہجہانپور و رُکن ندوۃ العلما نے براہ فیاضی ایک سو چالیس روپیہ سالانہ آمدنی کی جائداد اِس تجویز کے مصارف کے لیے وقف کر کے ندوے کی نگرانی مین دیدی اور اوسکے ذریعے سے ہائی اسکول مسلمان طلبا کی دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا - تھوڑا عرصہ ہوا کہ خود دار العلوم مین ایک شاخ ابتدائی انگریزی تعلیم کی کھولنے کی تجویز منظور ہوئی ہے -

اب مین آپ کو دوسرے مقصد کی کیفیت سناتا ہون یعنی "رفع نزاع باہمی" ظاہر ہے کہ یہ مقصد بھی نہایت اہم اور دشوار ہے بلکہ یہ کہنا بیجا نہو گا کہ ندوے نے اوّل مرتبہ یہ صدا طبقۂ علما مین بلند کی ہے - جو لوگ اِس معاملے پر غور کرتے رہے ہین وہ خیال فرمائینگے کہ اِس دس سال کے عرصے مین مباحثے کی دنیا مین ایک انقلاب عظیم ہو گیا ہی - نزاع موقوف تو نہین ہوگئی لیکن کم اور خفیف ضرور ہوگئی ہے - جو صاحب ندوے کے

اجلاس اوّل مین شریک تھے وہ میرے ساتھ اِس بیان مین اتفاق فرمائین گے کہ اُس جلسے مین اجنبیت کا یہ جوش تھا کہ ہر دم یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ کہین یہ اجتماع صوری درہم برہم نہو جائے اور یہ رنگ طبائع دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ ایسے مختلف خیال بزرگ ایک جگہ جمع تھے۔ اُسکے بعد جلسے جسقدر ہوتے گئے اُسیقدر خیالون مین اعتدال بڑھتا گیا یہان تک کہ اب یہ مجمع معمولی بات ہوگئی ہے۔ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ اجلاس مذکور مین جسقدر علما تھے سب نے بالاتفاق یہ منظور کیا کہ جو رُسوا کرنے والی نزاع آپسمین برپا ہین اُنکی اصلاح ہونی چاہیے۔ اِسطرح اتفاق کی بنیاد گویا پڑی۔ دوسرے سالانہ اجلاس مین قیصرباغ کی بارہ دری مین مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی نے اتفاق پر وہ پاکیزہ مضمون پڑھا جسکی تعریف نہین ہوسکتی اُسی اجلاس مین مولوی صاحب ممدوح اور مولوی محمد امانت اللہ صاحب مرحوم سے چند علما نے یہ تحریک کی کہ وہ باہم صلح کرلین۔ دونون صاحبون نے صاف باطنی سے اس تحریک کو قبول فرمایا باہم برادرانہ ملے اور نہایت خلوص قلب اور کشادہ دلی سے ہزارون مسلمانون کے مجمع مین اِس صلح کا اعتراف اور آیندہ نزاعون سے بچنے کا اقرار کیا اور اِسطرح ثابت کردیا کہ ندوے کے ارکان صرف اتفاق پر تقریر ہی نہین کرتے بلکہ اُسپر عمل بھی کرتے ہین جو لوگ مذکورۂ بالا دونون بزرگونکے اثر سے واقف ہین وہ تسلیم کرین گے کہ اُنکا ملنا دو شخصون کا ملنا نہ تھا بلکہ دو بڑے گروہون کا ملنا تھا لکھنؤ سے اپنے اپنے وطن مین جاکر ان بزرگون نے مصالحت کے عملی ثبوت بھی دیے جنکی کیفیت وقتاً فوقتاً اخبارون مین چھپتی رہی اِس صلح کے ایک سال کے بعد جب ندوہ کے وفد نے شرقی اضلاع کا دورہ کیا تو ناظم صاحب نے اِس امر کی جانچ فرمائی کہ آیا کوئی امر خلاف صلح مذکور تو نہین ہوا وہ فرماتے ہین کہ "الحمد للہ کوئی امر خلاف نہین دیکھا گیا" اِس وفد کے دورے کے دوران مین جہان جہان نزاع پایا وہان اُسکے رفع کی کوشش کی اور وہ کوشش بے اثر نہین رہی۔ دو برس گذرنے پر خود ندوۃ العلما کو اس آفت کا مقابلہ کرنا پڑا

جسکو وہ مسلمانون سے دور کرنا چاہتا تھا یعنی ۱۳۱۱ہجری مین حنفی علما کا ایک گروہ اُسکی مخالفت پر کمر بستہ ہوگیا۔ یہ مخالفت اُسی شکل و پیرایئے مین کی گئی جو ان بربادکن نزاعون کے لیے مخصوص ہی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جو لوگ ان نزاعون کے خوگر ہو جاتے ہین اُنکے دل و دماغ مین یہ طرز ایسی سما جاتی ہے کہ وہ معتدل اور شایستہ عنوان بحث سے عاجز ہوتے ہین۔ اسی لیے حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ ایاکم والخصومۃ فی الدین فانہا تشغل القلب و تورث النفاق۔ یعنی بچو مذہبی جھگڑون سے اسلیے کہ وہ دلکو پھیر دیتے ہین اور نفاق پیدا کر دیتے ہین اور انھین مفاسد کو دیکھکر امام ابوحنیفہ نے مذہبی مباحثہ ترک کر دیا تھا اور اس ترک پر خدا کا شکر ادا فرماتے تھے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اصل حال سُنیے اِس مخالفت کا شروع ہونا تھا کہ رسالے شائع ہونے شروع ہوئے اور اس زور شور سے شائع ہوئے کہ چند ہی روز مین اُنکی تعداد اکائیون سے گذر کر دہائیون سے بھی متجاوز ہوگئی۔ یہ ولولہ اگرچہ اب سرد ہو گیا ہے تاہم کچھ نہ کچھ قائم ہے۔ ندوۃ العلما نے اس حملے کو نہایت تحمل و استقلال سے برداشت کیا یعنی قطعاً ان رسالونکی جانب توجہ نہین کی اور ایک جواب بھی اُنکا شائع نہین کیا۔ اگر ایک آدھ سالہ مثل ارشاد الکلماء ندوے کے کسی رکن نے بطور خود شائع بھی کیا تو وہ نہایت معتدل و نرم پیرایئے مین ہے اور اس بحث کا نمونہ ہی جیسیر ندوہ مذہبی بحث کو لانا چاہتا ہی یعنی صرف مسائلے کی تحقیق فاضلانہ کی ہی کیسیکو مخاطب کر کے چھیڑ چھاڑ نہین کی اس مخالفت سے کوئی شبہہ نہین کہ ندوے کی قوت کو صدمہ پہونچا جسکا صدمہ ہمارے دلون پر ہے اور ہماری دلی آرزو ہی کہ کاش یہ تفرقہ دور ہو جاتا اور سب علما ملکر امت مرحومہ کو اُن مہلک بلاؤن سے بچانے کی کوشش فرماتے جنین وہ مبتلا ہے اور جنکی وجہ سے وہ اپنی ساری علمی شان و عظمت کھو چکی ہے لیکن اس مخالفت سے دو نفع بھی حاصل ہوئے۔ اوّلاً یہ بات عملاً ثابت ہوگئی کہ ندوہ صرف زبان سے رفع نزاع کا خواہشمند نہین ہے

بلکہ وہ دل سے اُنسے نفرت کرتا ہی اور سچے طور پر اُنکے دور ہونے کا آرزومند ہے دوسرے یہ کہ اُن بزرگون کے اسطرف متوجہ ہو جانے سے مباحثون کا دروازہ بہت کچھ بند ہوگیا۔ حنفیون کے گروہ مین زیادہ تر وہی قلم مباحثے کی جولانگاہ مین تیز تھے جو ندوے کے حال پر مہربان ہوئے۔ ندوۃ العلما نے اُنکا جواب نہین دیا پس وہ قوت استقلال کے مضبوط حصار سے ٹکرا کر چور ہو گئے اور بجاے ملت مین تفرقہ ڈالنے کے خود متفرق ہو گئے۔

میرٹھ مین جب اجلاس ہوا ہے تو اُس زمانے مین وہان مقلدین و غیر مقلدین مین نزاع کا ہنگامہ برپا تھا عدالتون مین مقدمات کا سلسلہ لگا ہوا تھا مسلمانون کے طبائع مین ایک شورش برپا تھی اور مال اور وقت کی دولت برباد ہو رہی تھی ندوۃ العلما نے کوشش کر کے دونون فریق کے سرگروہون مین مصالحت کرا دی۔ حضرات ممکن ہی کہ ائین سے بہت سی مصالحتین عرصے تک قائم نہ رہی ہون مگر اسمین شک نہین کہ یہ غلغلہ بلند کرنا کہ نزاع رفع ہون اُسپر سال بسال دس برس تک بحث ہونا۔ ارکان ندوہ کا جھگڑون کو دلی نفرت سے دیکھنا اور اُنسے بچنا۔ جہان موقع ہو وہان مخالف فرقون کے سرگروہون مین میل کرا دینا۔ اِس بحث پر موثر مضامین شائع کرنا۔ جلسون مین پُرتاثیر خطبے دینا۔ یہ کوششین ایسی ہین جو رائگان نہین جا سکتین اور بتدریج انشاء اللہ العزیز قوی اثر پیدا کر کے رہین گی۔

ایک مقصد ندوۃ العلما نے صلاح و فلاح اہل اسلام بھی قرار دیا ہی۔ یہ مقصد بہت وسیع ہی اور جو امور اوپر مذکور ہوئے وہ اگرچہ اسمین داخل ہین تاہم ندوے نے اُنکے ماورا بھی اپنی کوشش کے دائرے کو وسعت دی ہے۔ خلاف شرع اور بربادکن رسوم کی بیخکنی کی جانب شروع سے اُسنے اپنی توجہ کو مائل کیا ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب نے پہلے اجلاس مین دوران تقریر مین فرمایا تھا کہ "ہمارے بہت کچھ رسوم و رواج بیاہ

شادی۔ مرنے جینے کے ایسے ابتر ہین کہ زیر باریون نے تمہاری کمرین توڑ ڈالین۔ کسکا جی چاہتا ہے کہ ادھر گھر مین سے جنازہ نکلے اُدھر صدہا مردوزن کے کھانے پینے مہمانی کا اہتمام کرے مگر رسم کرنا ہی پڑتا ہے گھر مین موت آئی اسکے ساتھ سیکڑون روپے پر ہاتھ صاف ہوا مقدور نہین تو مجبور ہو کر ایسے تنگ وقت مین زیور۔ برتن کپڑا مکان رہن کرنا پڑتا ہے اور خوب ہی سود دینا پڑتا ہے شادی کا تو کچھ ذکر ہی نہین رسم اسکو ہر ہر بات پر مجبور کر رہی ہے اس کمبخت شادی کی بدولت صدہا املاکین لاکھون روپے کی جائدادین ہمارے ہاتھون سے نکلکر مہاجنون کے پاس چلی گئین اور اسیطرح صدہا رسوم ہین یہ سردار تمکو منع کر دے گا تو پھر تمہین قوی حجت ہو جائے گی۔

سنہ ۱۳ھ کے دورے مین ارکان ندوۃ العلما نے رسوم ناروا سے بچنے کی ترغیب مسلمانون کو دی اور اُسکا کچھ نہ کچھ عمدہ اثر پیدا ہوا چنانچہ فتحپور مین ایک عہدنامہ اس مضمون کا مسلمانون نے لکھا کہ شادی اور غم کی جو بیجا رسمین ہین اُنسے احتراز کیا جائیگا۔ وفد کے واپس چلے آنے کے بعد ضلع مذکور مین ایک معزز مسلمان رئیس نے انتقال کیا اُنکے ورثا نے عہدنامے کی پابندی کی اور ناروا رسمون سے محترز رہے ایسی ہی معاہدے راے بریلی اور بارہ بنکی مین کیے گئے۔ اسی سلسلے مین ندوۃ العلما نے ایک یتیم خانہ قائم کیا ہے۔ کانپور کے ایک دوکاندار حاجی حسینی نے ازراہِ فیاضی پانچہزار روپیہ کی جائداد اس غرض سے وقف کی کہ اُسکی آمدنی سے یتیم خانہ قائم کیا جائے اور وقفنامہ مین مہتمم ندوۃ العلما کو مقرر کیا۔ شوال سنہ ۱۳ھ مین یتیم خانے کا افتتاح ہوا ۱۸۹۶ء کی بلاخیز خشک سالی کے بعد ہمارے ناظم صاحب نے گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی اودھ کی خدمت مین یہ درخواست کی کہ جو لاوارث مسلمان بچے سرکاری محکمۂ قحط کے نگرانی مین ہون وہ پرورش کے لیے ندوۃ العلما کے یتیم خانے کو دیے جائین گورنمنٹ نے

ضروری مقامی تحقیقات کے بعد اِس درخواست کو منظور کیا اور از راہ مراحم حاکمانہ فی بچہ دو روپے ماہوار خود بھی عطا فرمانے کا وعدہ کیا چنانچہ ۳۴ بچے اِس منظوری کے مطابق آئے اور اُنکی پرورش تعلیم کا انتظام ایسے عمدہ طور سے کیا گیا کہ وقتاً فوقتاً جن حکام بالا سر برآوردہ اہل اِسلام نے اُنکو دیکھا خوش ہوئے اور عمدہ رائے لکھی۔ عرصہ تک تیتیم خانہ شہر کے اندر کرائے کے مکان مین رہا دو برس ہوئے کہ سرکار نے نزولی زمین عمارت یتیم خانہ کے واسطے مفت عطا فرمائی اُسکے لیے خاص چندہ کیا گیا اور عمارت بنائی گئی اگرچہ وہ ہنوز ناتمام ہے مگر یتیم بچے وہان پہونچ گئے ہین اب اس تیتیم خانے مین ۲۲ بچے ہین اور اُنکو پڑھنے لکھنے اور پیشہ کی تعلیم دیجاتی ہے۔

مذکورۂ بالا بیان مین مین نے یہ کوشش کی ہو کہ ندوے کے مقاصد و عملی کارروائیون کی مختصر کیفیت آپکی خدمت مین گذارش کرون اگرچہ اس مجلس گرامی نے اس وقت تک بہت سی نیک اور مفید خدمتین مسلمانونکی کی ہین مگر اسمین ذرا بھی کلام نہین ہوسکتا کہ جو کچھ ہوا وہ ارادے اور ضرورت کے لحاظ سے بہت کم ہوا اور ندوے کی سارے کام ہنوز ادھورے ہین۔ اِس نقص کی ذمہ دار ایک حد تک خود ہماری کوشش و ہمدردی کی کمی ہے مگر بہت بڑا حصّہ اُن اسباب کا ہو جو علی العموم امت مرحومہ کے ہر ایک قومی کام مین ہارج و مانع ہو رہی ہین یعنی کام کے آدمیون کا عزیز الوجود ہونا۔ ابنائے زمانہ کا نفاق۔ اپنے ناچیز ذاتی غرضون پر قومی کامون کو بیدریغ قربان کر دینا۔ قوم کا بے پروا اور سست ہونا۔ نشۂ غفلت سے کسی طرح نہ چونکنا۔ اور اِسکو انتہاسے ہوشیاری خیال کرنا ؎

براہ خفتنِ ما ہر کہ بنگرد داند	کہ میر قافلہ در کاروان سرِ اخفتہ است

ای معشر مسلمین ! آپ مجکو اجازت دین کہ مین اس موقع پر ایک نظر مسلمانون کی یعنی اپنی دینی و اخلاقی حالت پر ڈالون۔ اس مبحث پر بہت کچھ کہا اور لکھا گیا لیکن ہماری

خواب غفلت ایسا گھرا ہے کہ ابھی بہت کچھ کہنا اور سننا ہی۔ اول یہ سمجھ لیجیے کہ مین جو کچھ مسلمانونکی مذہبی حالت پر بیان کرونگا اُسکے نسبت یہ ادعا نہین کہ سارے مسلمان ایسے ہی ہین بلکہ اکثر کے اعتبار سے کہا جائے گا وللاکثر حکم الکل۔ ہم جسطرح اپنے دینی فرائض ادا کرتے ہین بجالاتے ہین ہم جسطرح اپنے مذہب کے احکام کو مانتے ہین اُنکی تعلیم کرتے ہین اُنپر غور کرنے سے نہین محض سرسری نظر ڈالنے سے صاف عیان ہوتا ہے کہ ہماری مذہبی زندگی ایک قالب بیجان رہگئی ہے اُسمین جو باتین مقصود و اہم تھین وہ معدوم ہوگئین اور محض ظاہری شکل باقی رہگئی۔ مثلاً اسلام کے دو سب سے بڑے فرض لیلیجیے ایک نماز دوسرا روزہ۔ نماز کی جان خضوع اور خشوع ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم مین فرماتے ہین "حضور قلب نماز کی جان ہے اگر تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت حضور قلب ہو تو کہا جائیگا کہ جان کی رمق باقی ہے۔ اگر یہ بھی نہو تو سمجھنا چاہیے کہ نماز مردہ ہے۔ جتنا حضور قلب بڑھے گا اُسیقدر ارکان نماز مین روحانی تازگی پیدا ہوگی بہت سے جاندار زندہ تو ہوتے ہین لیکن ایسے بے حس و حرکت ہوتے ہین کہ مردے مین اور اُنمین بہت کم فرق ہوتا ہے یہی مثال اُس نمازی کی نماز کی ہے جو تکبیر حضور قلب سے کہے اور پھر غافل ہوجاے" اب فرمائیے کسقدر مسلمانونکی نماز اس زمانے مین ذی روح کہی جاسکتی ہی خضوع کے بعد اوقات کی پابندی۔ جماعت کا اہتمام مسجد کی حاضری ہے کتنے مسلمان اِن مراتب کو کوشش سے بجالاتے ہین بعض شہرون کے جامع مسجد مین دیکھا گیا کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہے چند لوگون کے ہاتھ مین ٹین کے ڈبے ہین وہ صف درصف نمازیون کے سامنے جاتے اور چندہ تحصیل کرتے ہین۔ جو چندے کے دام ڈبون مین ہوتے ہین اُنکی کھڑکھڑ نمازیون کو سناتے جاتے ہین۔ حالانکہ فقہ مین لکھا ہے کہ جو امور اثناے نماز مین نادرست ہین وہی خطبہ مین۔ اور یہ تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ امام نے سلام پھیرا دعا کو ہاتھ اُٹھائے کہ جابجا سائل صفون مین کھڑے ہوگئے اور بآواز بلند سوال خوانی شروع کردی

اور جو دل خدا کی جانب مائل ہوتے اُنکو اپنی طرف مائل کر لیا۔ روزہ رکھنے کا اولاً تو رواج روز بروز کم ہوتا جاتا ہے بے روزہ دارونکی بے باکی نے یہان تک ترقی کی ہے کہ بازارون مین سرراہ مکانون مین بے تکلف حُقّہ پیتے اور پان کھاتے ہین ادنی سے ادنے سبب روزہ نہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ جو روزہ رکھتے ہین اُنمین کسیقدر ایسے ہین جو روزے مین اُن اُمور کی رعایت رکھتے ہین جو بقول امام غزالیؒ روزے سے مقصود اصلی ہین۔ مثلاً نگاہ کو زبان کو کان کو اور اعضا کو گناہون سے روکنا۔ افطار کے وقت اناپ شناپ کھانا نہ کھانا۔ افطار کے بعد اس قلق مین رہنا کہ آیا روزہ قبول ہوا یا نہین روزے مین بجاے اسکے کہ اخلاق مین نرمی آئے اور زیادہ درشت وسخت ہو جاتے ہین بیچاری بی بی بچے دن بھر لرزان رہتے ہین۔ ملازم الگ خائف رہتے اور دعائین مانگتے ہین کہ خدای تعالے خیریت سے شام دکھائے۔ اسی پر اور فرائض کا قیاس کر لیجئے ظاہر پسندی اور تن آسانی گو یا ہمارا شعار ہو گیا ہے۔ ظاہر پسندی سے میری مراد ریا نہین ہی بلکہ یہ مراد ہے کہ مسلمان جب کوئی کام کرتے ہین تو ظاہری بھڑک اور جلوے پر نظر ہوتی ہے اور جو فوائد آسان طور پر حاصل ہو سکین اُنھین پر اکتفا کرتے ہین معنوی خوبیون تک نظر بہت کم پہونچتی ہے اور اصلی وحقیقی منافع حاصل کرنے کی زحمت شاذ ونادر اور بہت کم اُٹھائی جاتی ہے۔ مثلاً مسلمان مساجد کے بنوانے مین بہت سرگرم نظر آئینگے جہان ضرورت نہو وہان بھی عالیشان مسجد بنانے مین بیدریغ مال خرچ کرتے ہین۔ مگر اس بات کا اہتمام اُنسے بہت کم ہو سکتا ہے کہ خود پنج وقتہ نماز پابندی کے ساتھ مسجد مین ادا کرین بے نمازیون کو نمازی بنائین اور اسطرح اصل مقصود مسجد کا حاصل ہو۔ ملک مین عربی مدارس کس کثرت سے کھل رہے ہین اور دیندار اہل تمول کی کثرت سے یہ تمنا ہے کہ وہ اپنے صرف سے ایک عربی مدرسہ جاری کر دین لیکن آپ بانیون کے لڑکونکو اُن مدرسون مین پڑھتا شاذ ونادر دیکھین گے۔ اُنکو اس امر کی کاوش بہت کم ہوگی

کہ تعلیم عمدہ طور پر ہو طلبا کے اخلاق و عادات کی نگرانی کا اہتمام رہے۔ ہندوستان میں سیکڑون نہین ہزارون قدیم اوقاف اب بھی گورنمنٹ کی فیاضی سے مسلمانون کے ہاتھ مین قائم ہین لیکن مین نہین سمجھتا کہ ایسی کتنی مثالین مل سکین گی جہان وقف کی آمدنی واقف کی مرضی کے موافق صرف ہو رہی ہو۔ واعظون کے غول ملک مین پھیلے ہوئے ہین مگر دو تین باتین قریباً نایاب ہین۔ اوّل وعظ مین یہ خوبی کہ جس مسائلے کو لین اُسکے بیان کا حق ادا کر دین۔ دوسرے ایسے مقامات مین وعظ و تبلیغ کی صدا بلند کرین جہان جہالت نے نام کے سوا کوئی اسلامی علامت مسلمانون مین نہین چھوڑی۔ بلکہ بہت سی جگہ نام بھی مسلمانون کے جیسے نہین رہے ایک ضلع کے (جسمین فیصدی اسّی مسلمان آباد ہین) مسلمان حاکم نے مجھسے بیان کیا کہ ضلع مذکور مین دو بہنون سے ایک ہی وقت مین نکاح کرنے کا مسلمانون مین رواج ہے اور نہ صرف رواج بلکہ وہ اُسکے بہت سے منافع بیان کرتے ہین اور جب اُنسے یہ کہا جائے کہ کمبختو یہ فعل حرام ہے تو وہ کہتے ہین کہ صاحب ہمنے آجتک نہین سُنا یہ سُنکر مین نے اپنے دوست سے پوچھا کہ وہان واعظ نہین جاتے تو اُنھون نے کہا کہ مین جبسے گیا ہون مین نے کسی واعظ کو اُسطرف قدم رنجہ فرماتے نہین دیکھا حقوق جس بیدردی حوصلہ اور سیر چشمی سے پامال کیے جاتے ہین وہ عبرت خیز ہے۔ کثرت سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بڑا بھائی نابالغ چھوٹے بھائی کی جایداد پر یا چچا معصوم یتیم بھتیجے کی ریاست پر بھائی بہن کے حصے پر قابو پا جاتے ہین تو بجاے اسکے کہ وہ اپنے فرائض کو نیک نیتی اور خدا ترسی سے ادا کرین جہان تک اُنکا دماغ کام دیتا ہے اُنکے حصے کو اپنا بنا لینے کی کوشش کرتے ہین اور جب کوئی ذی حق اپنا حق طلب کرے تو اُسکے دشمن ہو جاتے ہین عدالتون مین بہت سے مقدمون مین یہ جواب دعوی داخل کیا جاتا ہے کہ مدعی کو ہمارے خاندان کے رسم کے مطابق حصہ نہین ملسکتا لہذا دعوی ڈسمس کیا جائے یعنی چونکہ شرع ہماری ذاتی غرض کے

خلاف اور رسم موافق ہے لہذا شرعی حکم مسترد اور رسم کا بول بالا ہونا چاہیے - بریں رائے مذہب بباید گریست - رسوم عام اس سے کہ شادی کے ہون یا غم کے اُنکے مقابلہ مین مذہب کا اثر بیکار ہے عام طور پر دیکھ لیجیے کہ جہان رسم اور شرع کا مقابلہ ہوگا وہان رسم منصور اور شرع مجبور نظر آئے گی - اگر کسی کو ٹوکا جائے تو یہ سادہ جواب ملیگا کہ خاندانی رسم یا عورتون سے مجبور ہین - گویا خاندانی حلقہ اور حرم سرا شرعی عملداری سے خارج ہین ہمین شک نہین کہ عورتین زیادہ رسم پرست ہین مگر اُنکی رسم پرستی کے مرد ذمہ دار ہین جو مرد احکام دین کو دل سے مقدم خیال کرتے ہین اُنکی بیبیان بھی رسم پر مٹی ہوئی نہین ہوتین مسلمانون مین ایسے ہزارون دولتمند موجود ہین جو رسم کے پورا کرنے مین ہزارون لاکھون روپے اُڑا دیتے ہین - ہم ایک ایسے زمیندار رئیس کو جانتے ہین جنھون نے صاحبزادون کے ختنون مین بارہ لاکھ روپے خرچ کر ڈالے تھے - مگر اس بات کے سُننے کو کان ترس رہے ہین کہ فلان دینی اور قومی کام مین فلان مسلمان رئیس نے دس لاکھ یا پانچ لاکھ یا ایک لاکھ روپے دیدیے - حالانکہ ایسا پارسی موجود ہے جسنے تیس لاکھ روپے تعلیم کے لیے یکمشت دیدیے - اور ایک ہندو وکیل نے چھ لاکھ روپے اپنے خاندان کی تعلیم کے لیے ایک دم سے دے ڈالے تھے -

چالیس پچاس ہزار شادی بیاہ اور فاتحہ چہلم مین لگا دینے والے مسلمان تو ہر جگہ موجود ہین مگر یکمشت دس پانچ ہزار نیک کامون مین دیدینے والے کہین بھی نہین - عربی مدارس کی فہرست چندہ اُٹھا کر دیکھیے اور ایک مدرسے کی نہین سب کی سو سوا سو روپے سالانہ چندہ دینے والے جوانمرد کا نام شاذ ہی نکلے گا پچاس ساٹھ کے دینے والے دو ایک ہونگے دس بیس کے دینے والے دس پانچ باقی جتنے ہونگے دو چار روپیہ یا آنون کے دینے والے - ابھی ادھیڑ بنیے بڑی رقمین دینے والے دیتے نہین صرف کاغذ کی آبرو اپنے نام نامی سے بڑھا دیتے ہین اسی لیے ایسے نامون کے آگے آپ باقی کا

خانہ ہمیشہ معمور پائین گے اُنکے چندے سے مہتممون کو اطمینان کے بدلے پریشانی وحیرانی نصیب ہوتی رہتی ہے۔ دوسرے مذہب والے اپنے مذہب کی اشاعت مین جس سرگرمی سے کوشش کر رہے ہین وہ ظاہر ہے عیسائی مشنریون کی شاہانہ آمدنی وصرف کا تو مسلمان مقابلہ کیا کر سکتے ہین خود ہندوستان کے دوسرے اہل مذہب مثلاً آریہ سماج جس حوصلے سے کام لے رہے ہین اُسکے مقابلے مین بھی ہماری کوششین ہیچ ہین۔ شمالی ہند مین لے دے کے ایک رسالہ تحفۂ محمدیہ تائید مذہب اسلام کے لیے جاری تھا۔ وہ مرحوم جبتک جیا مسلمانونکی غفلت کا ہمیشہ دُکھڑا روتا رہا اُسکی قیمت صرف دو روپے سالانہ تھی لیکن یہ رقم بھی مسلمان ادا نہین کرتے تھے مسلمانونکا لطف مزید اُسکے حال پر یہ ہوتا رہا کہ جب سال بھر بعد مہینہ دو مہینہ پیشتر مہتمم نے اطلاع دی کہ فلان تاریخ باقیدارون کے نام رسالہ واجب کی مقدار سے قیمت طلب آئے گا جن صاحبون کو یہ طریقہ پسند نہو براہ کرم ابھی سے مطلع فرماوین تاکہ رسالہ زیر بار نہو جن خریدارون نے ناپسندی ظاہر نہ کی اُنکی خاموشی کو دلیل رضا سمجھکر رسالہ قیمت طلب بھیجا گیا مہتمم بیچارہ متوقع تھا کہ روپیہ آئے گا اُلٹا رسالون کا پشتارہ اُسے واپس ملا اور اسطرح اور زیادہ رسالہ کی کمر توڑ دی گئی آخر سسک سسک کر فنا ہو گیا بہت سے خریدارون کو شاید خبر بھی نہوئی ہو کہ کیا ہوا فضل وکمال کی قدرشناسی کا مادہ طبقہ امرا سے قریباً بالکل سلب ہو گیا جو کچھ علم کی خدمت کر رہے ہین غربا یا متوسط آمدنی کے مسلمان مگر وہ بھی اس شرط سے کہ علما اُنکے خیال کے مخالف نہون جہان اپنے خیال کے مخالف پایا پھر گئے۔ یہ دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ ہمارے امرا ہزارون روپیہ علم کی خدمت مین صرف کرتے ہین کیونکہ اِس سے قدرشناسی کا ثبوت نہین ہوتا اگر اُنکے سالانہ جمع خرچ دیکھے جائین تو یہ مد اُنکے ہر خرچ کے مقابلے مین کم بلکہ ہیچ نظر آئے گی جو دیا جاتا ہے وہ بھی کچھ ذاتی ولولے اور شوق سے نہین دیا جاتا بلکہ (خدا جانے) کن کن تحریکون اور تدبیرون سے

وصول کی نوبت آتی ہے۔ سب سے بڑی دلیل قدرشناس نہونے کی یہ ہے کہ نہ وہ خود علم حاصل کرتے ہین نہ اپنی اولاد یا عزیزون کو طالب علمی کی زحمت دیتے ہین کمینہ خصلت مصاحب اُنکو پڑھاتے رہتے ہین کہ امیرون کو علم پڑھنے کی کیا حاجت ہی صرف اتنا چاہیے کہ دستخط کرلین۔ یہ بیان کہ مسلمانون کا افلاس اُنکے دینی کامونکی تکمیل نہین ہونے دیتا ایک لمحہ کے لیے بھی قابل قبول نہین اوّلاً یہ بات قابل غور ہے کہ اہل دول اپنی دولت کا کونسا حصّہ ایسے مفید کامون مین دیتے ہین۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے اور مشاغل مین جسقدر دولت اُڑاتے ہین اور جسقدر دینی اُمور مین صرف کرتے ہین اُنہین کیا مناسبت ہوتی ہے۔ مین یہ سوال کرتا ہون کہ اگر صرف متمول مسلمان اپنی آمدنی کا چالیسوان یا پچاسوان حصہ نیک کامون مین صرف کردیا کرین تو وہ ہمارا کونسا دینی یا قومی کام ہی جو ناقص وابتر رہجائے گا۔ شراب جو مذہب اسلام مین نجس عین اور قطعاً حرام ہے کس طغیانی کے ساتھ مسلمانون مین رواج پارہی ہے اور مقام عبرت یہ ہی کہ جو قومین تیسیون سے اسکے عادی اور رواج کی مدد سے بے تکلف پینے والی تھین وہ ترک کرتی جاتی ہین اور مسلمان بادہ نوشی کو ترقی دے رہے ہین۔

ایک نظر مسلمانونکی اخلاقی حالت پر بھی ڈالنی چاہیے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کی غایت یہ بیان فرمائی ہے کہ مین پاکیزہ اخلاق کی تکمیل کرنے بھیجا گیا ہون کلام مجید مین آپ کے اخلاق کی عظمت بیان فرمائی گئی ہے کتاب کنز العمال مین چار ہزار سے زیادہ احادیث اخلاق کے بارے مین درج ہین جنمین کثرت سے یہ فرمایا گیا ہی کہ ایمان کا کمال اخلاق کی خوبی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اُمت مرحومہ کو سارے اُمم سے زیادہ با اخلاق ہونا چاہیے۔ ہمین کوئی شبہہ نہین کہ قرون اولے کے مسلمان پاکیزگی اخلاق مین سارے عالم سے ممتاز تھے اور اسوقت تک کوئی قوم اخلاق کے میدان مین اُنکی گرد کو بھی نہین پاسکی ہے۔ اس عہد کے مسلمانونکی اخلاقی زبونی

ایسی بڑھی ہوئی ہے کہ ساری قومون سے بڑھ گئی۔ عبرت کا مقام ہے کہ ہمارے زمانہ مین اس لفظ کے معنی بھی اپنی اصلیت پر قائم نہین رہے جب یہ کہا جائے کہ فلان صاحب بڑے با اخلاق ہین تو اسکا کیا مطلب ہوتا ہے یہی نہین کہ سامنے جائے تو قدمون کے نیچے بچھے جاتے ہین جبتک ہاتھ نجوڑلین بات نہین کرتے مخاطب کے لیے جناب وحضور کے سوا اور اپنے لیے غلام وخاکسار کے سوا کوئی لفظ استعمال نہین کرتے غرض اسطرح کے بہت سے تماشے کرتے ہین کسیکو با اخلاق کہنے کے وقت یہ مفہوم اس لفظ کا ذہن مین بھی نہین آتا کہ جب وہ بظاہر خوبی سے پیش آتے ہین تو اُنکے دل کا کیا حال ہوتا ہے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ظاہری مدارات کا اہتمام کرنے والے دلکی صفائی سے نہین ملتے اسپر بھی وہ قوم کے دربار مین "بڑے با اخلاق" کا خطاب حاصل کرتے ہین مسلمانونکی قدیم اصطلاح مین اخلاق صفات قلب کا نام تھا نہ ظاہری افعال کا چنانچہ کنز العمال مین ہے ونعنی بالاخلاق ماھو من اعمال القلوب یعنی ہماری مراد اخلاق سے دل کے اعمال ہین۔ امام غزالی نے احیاء العلوم مین اچھے اخلاق کی تعریف مین ایک لطیف تقریر فرمائی ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ انسان دو حصون سے مرکب ہے خَلق اور خُلق خَلق سے اُسکی ظاہری صورت مراد ہے جو آنکھ ناک مُنہ وغیرہ ظاہری اعضا کا مجموعہ ہے خُلق سے مراد اُسکی اندرونی ہیئت ہے جسطرح ظاہری اعضا کے حسین وموزون ہونے سے آدمی خوبصورت کہلاتا ہے اسیطرح اندرونی صفات کی خوبی سے خوش خلقی پیدا ہوتی ہے اصطلاحاً خلق نفس انسانی کی وہ ہیئت راسخہ ہے جسکی تحریک سے انسان سے افعال بے تکلف سرزد ہوتے ہین اور اُنکے کرنے مین سوچنے اور فکر کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اگر وہ اندرونی ہیئت ایسی ہے کہ انسان سے نیک افعال بے تکلف صادر کراتی ہے تو اُسکو خلق حسن کہین گے اور اگر ایسی ہے کہ افعال قبیحہ بے تکلف سرزد کراتی ہے تو اُسکا نام خُلق بد ہوگا جسطرح جمال ظاہری کے لیے آنکھ کان ناک مُنہ وغیرہ کا خوبصورت ہونا

ضروری ہے اِسی طرح خُلق کی خوبی کے واسطے ان چار قوتون کا حُسن لازم ہے قوتِ علم۔ قوتِ غضب۔ قوت خواہش اور قوت عدل۔ قوتِ علم کا حُسن یہ ہو کہ انسان اقوال مین جھوٹ اور سچ لے مین حق اور باطل اور افعال مین اچھے اور بُرے کے امتیاز پر بے تکلف قادر ہو۔ قوت غضب کا حُسن یہ ہو کہ غصہ کی باگ عقل کے ہاتھ مین ہو۔ قوت خواہش کا حُسن یہ ہو کہ وہ شرع و عقل کی مرضی کے تابع رہے۔ قوت عدل کا حسن یہ ہے کہ انسان اپنی قوت غصّہ اور قوت خواہش کو عقل کے اشارے کے تابع رکھنے پر قادر ہو جس شخص مین یہ چارون قوتین خوبی کے ساتھ پائی جائینگی وہ صاحب خلق حسن سمجھا جائیگا جسقدر انمین عیب ہوگا اُسیقدر اُسکے باطن کی وجاہت ناقص ہوگی"۔ اِسکے بعد امام صاحب نے اچھے خُلق کی علامتین لکھی ہین وہ یہ ہین کہ مسلمان اپنے بھائی کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہے۔ صاحب حیا کم آزار۔ صالح راستباز۔ کم کہنے والا بہت کرنے والا۔ لغزشین کم کھانے والا لایعنی باتون سے بچنے والا۔ نرم مزاج۔ صاحب عفت وشفقت۔ خدا کے بندون سے نیکی سے پیش آنے والا۔ اہل قرابت کی رعایت کرنے والا۔ باوقار صاحب شکر وصبر راضی برضا حلیم ہو۔ لوگون کو بُرا بھلا نہ کہے۔ گالی نہ بکے۔ چغلخور نہو۔ غیبت نہ کرتا ہو۔ جلد باز نہو۔ حسد اور بخل سے پاک ہو ہشاش بشاش ہو۔ اُسکی محبت وعداوت محض خدا کے واسطے ہو۔ جوش ہو تو حق پر لڑے حق کی حمایت کو۔ اب اُس تعریف اور ان علامتون پر غور کرکے فیصلہ کیجیے کہ آجکل ہمارے اخلاق کیسے ہین۔ یقیناً اِس معیار پر کھوٹے ثابت ہونگے مین حاشا اسکا مدعی نہین کہ سارے مسلمانون کے اخلاق درست نہین اب بھی خدا کے فضل سے اخلاق حسنہ کے پابند ہم مین نکلینگے لیکن بحث بحیثیت قوم ہے اِس حیثیت سے بیشک مسلمانون کے اخلاق بالکل خراب وتباہ ہین راستبازی کا جو کچھ عالم ہے وہ آنکھون کے سامنے شب وروز ہمارے تجربے مین ہے۔ ایک معاملے کو دو مسلمان

حلفاً سچا بیان کرتے ہین اُسی کو دو جھوٹا بتاتے ہین۔ معاملات مین جھوٹ کی جو کثرت ہے محتاج بیان نہین۔ جو محتاط ہین وہ عجب ستم ظریف ہین ضرورت کے وقت جھوٹ کو سچ کے پیرایے مین بیان کرتے ہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ خود مسلمانون کو مسلمانون کا اعتبار نہین رہا سچی محبت کو آنکھین ڈھونڈھتی ہین مگر حیف کہ کہین نہین ملتی ؎

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد — دوستی کے آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی — حق شناسانرا چہ حال افتاد یاران را چہ شد
لعلی از کان مروت بر نیامد سالہاست — تابش خورشید وسعی باد وباران را چہ شد

مسلمان جسقدر ایک دوسرے کے درپے آزار ہین شاید کسی قوم کے افراد ہون ہر شخص اپنے ذاتی نفع کے نشے مین چور ہے اور فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ پست ہمتی نفع بھی ذلیل ہی قسم کی سُجھاتی ہے کہنے پر آئین تو سارے زمانے کی باتین کہدین کرنے پر آئین تو۔ فرمائیے آگے کیا کہون اِسلیے کہ مسلمان کبھی کرنے پر آتے بھی نہین اسی لیے اُنکے سارے اہم کام ناقص وابتر نظر آئین گے۔ قرابت کی رعایت یہ مدتو غالباً ہمارے اخلاق کے فرد سے محو ہو گئی۔ اب لوگونکی یہ راے ہو گئی ہے کہ عزیزون سے ملنے مین لطف نہین رہا غیرون سے ملو عزیزون سے مت ملو واقعات پر نظر کرین تو یہ راے غلط بھی نہین۔ جو نقصان عزیزون سے پہونچتا ہے اغیار نہین پہونچا۔ عزیزونکے حقوق ہم جس بیدردی اور سیرچشمی سے پامال کرتے ہین وہ عیان ہی شاید کوئی اِس بلا سے بچا ہو عفت کا جو حال ہے سب جانتے ہین۔ بُرا بھلا کہنا اِسکے لیے عامہ مسلمین کو چھوڑ دیجیے اور خواص کے طبقے مین آئیے اور وہ رسالے ملاحظہ کیجیے جو مذہبی مباحثون پر لکھے گئے ہین اُنمین وہ وہ فقرے آپکو نظر آئین گے جو بیچارے عوام کو برسون تک نہین سوجھ سکتے حسد سے پاک ہونا کبریت احمر سے زیادہ نایاب ہے وہ کونسا طبقہ اور فرقہ ہے جو اِس سے بچا ہے۔ اسی حسد کے بدولت مسلمانون کے خاندان تباہ

ہزارون جایداد برباد اور صدہا کارخانے درہم و برہم ہوگئے اور ہورہے ہین زندہ دلی ہمسے ہمیشہ کو رخصت ہوگئی۔ حب فی اللہ و بغض فی اللہ۔ ان کلمون کا تو آجکل مفہوم بھی ہمارے ذہن مین نہین آتا اور ہم یہ سمجھ ہی نہین سکتے کہ کوئی شخص کسی سے بدون ذاتی غرض کے مل سکتا ہے یا ٹوٹ سکتا ہے۔ ہم جس سے محبت کرتے ہین اپنی غرض کے لیے جس سے لڑتے ہین ذاتی عداوت سے جس سے ذاتی غرض ہو اُس سے ملتے ہین جہان ذاتی غرض نہو نہین جاتے غرض اپنی غرض سے کام رکھتے ہین نہ حق و باطل سے علما کی خدمت مین حاضر ہون تو ناچیز غرض کے خاطر کامل درویشونکی حضور مین جائین تو دلیل غرض لیکر۔ الٰہی بغض البتہ سُننے مین آتا ہے مگر اُسکے معنی ہین خواہ مخواہ بے سبب عداوت یعنی بےسبب سے بدتر۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جو لفظ شرع مین بغض محمود کے لیے تھا وہ ہماری اخلاقی لغت کی کتاب مین مذموم کے لیے قرار پایا ہے ایفائی عدہ اور پابندی عہد کی کسقدر رشد و مد سے کلام مجید اور حدیث شریف مین تاکید ہے۔ حدیث مین یہان تک آیا ہے کہ جو عہد کا پابند نہین اُسکا دین نہین مگر مسلمان ایفای وعدہ اور پابندی عہد سے سخت بے پرواہ ہین۔ گویا ہمارے وعدہ نہونے کو اور معاہدے نہ کرنے کو ہوتے ہین کتنے مسلمان ایسے ہین جو نکاح کے وقت مہر اِس نیت سے قبول کرتے ہین کہ وہ اُسکو ادا کرین گے حالانکہ اس معاہدے کو کلام مجید مین میثاقاً غلیظاً (سنگین معاہدہ) کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہی۔ مہر کی تعداد کا بیشمار و بیقیاس ہونا قومی بدعہدی کا بین ثبوت ہی۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مسلمان کسقدر وعدے ایسے کرتے ہین جنکے کرنے کے وقت اور کرنے کے بعد اُنکے پورا کرنے کی فکر و کوشش رہتی ہے؟ تو جواب یہی ہوگا کہ نہایت قلیل جسقدر قسمون سے معاہدونکی توثیق کیجاتی ہے اُسیقدر بعد کو بودے ثابت ہوتے ہین۔ حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے واسطے آئینہ ہے۔ آئینے کی یہ خاصیت ہی کہ عیب والے کو

عیب بتا دیتا ہے دوسرون کے سامنے اُسکا عیب ظاہر نہین کرتا حدیث کے مطابق یہی شان مومن کی ہونی چاہیے۔ ہمارا حال برعکس ہی عیب والون کو اُنکا عیب نہین جتاتے بلکہ اُنکے مُنہ پر عیب کو بھی صواب ہی بتاتے ہین لیکن دوسرون کے سامنے اُسکے عیب کا خوب اعلان کرتے ہین اور جتنا نہین ہوتا اُتنا بیان کرتے ہین لایعنی باتون سے محترز رہنا مفید زندگی کے واسطے نہایت ضروری ہے جو شخص اِس بد عادت سے بچنے کا اہتمام نہین کرے گا وہ کوئی بڑا کام دین یا دنیا کا نہین کرسکتا امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ مین نے حضرت سرور عالم کی پانچ لاکھ حدیثین لکھین اُن مین سے چار ہزار آٹھ سو حدیثین انتخاب کرکے اپنے سُنن مین لکھین اُنہین سے چار حدیثین انسانکی دینداری کے لیے کافی ہین۔ ان چار چیدہ حدیثون مین امام ممدوح نے ایک یہ حدیث لکھی ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ یعنی اسلام کی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اُس بات کو چھوڑدے جو اُسکے متعلق نہو۔ اِس بیان سے آپ اس صفت کی اہمیت کا قیاس فرما سکتے ہین لیکن ہمکو ذرا بھی اسکی پرواہ نہین کہ دن بھر ہم جن مشغلون مین پھنسے رہتے ہین وہ ہمارے دین یا دنیا سے کہان تک تعلق رکھتے ہین۔ زبان بولنے کے لیے کان سُننے کے لیے ہین کہنے والے کہتے جاتے ہین سُننے والے سنتے جاتے ہین اِس سے کچھ غرض نہین کہ جو کچھ کہا یا سنا اُسمین کوئی مفید پہلو بھی تھا یا نہین۔ جو کام کرنے کی ہین اُنکے نام سے مسلمانون کو لرزہ چڑھتا ہے جو نہ کرنے کے ہین اُنکے اہتمام مین سر کا پسینا ایڑی کو آتا ہے۔ یہ عجب مرض ہم مین ساری ہے کہ سارے جہان کے امور پر ہم کو رای زنی کا منصب ہی ہر شخص کے اعمال کا فیصلہ ہمارے ہاتھ مین ہے لیکن اپنے کام اور اعمال کے نسبت فیصلے کا اختیار ہمکو نہین دوسرون کو ہے اسواسطے کہ ہم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے وقت اکثر اس امر کا لحاظ رکھتے ہین کہ لوگ ہماری نسبت کیا خیال کرین گے یہ خیال کم کرتے ہین کہ فی نفسہ ہمارا فعل کیسا ہے۔ جہان ہماری راے کی

ضرورت ہی وہان ہمارا سایہ بھی نظر نہین آتا۔ اِس تمام سرگردانی کا نتیجہ یہ ہوا ہی کہ اہم معاملات پر راے قائم کرنے کی قابلیت ہی اکثر ہمسے سلب ہوگئی۔

ایک عجیب حالت مسلمانون مین یہ پیش ہے کہ دو خیال اُنکے ذہن مین نہایت وثوق سے قائم ہین اوّل یہ کہ دنیا ہیچ ہے دوسرے یہ کہ دنیا کا دور آخر ہے اور قیامت عنقریب قائم ہونے والی ہے اسکا اثر اُنکی ترقی پر تو یہ پڑا ہے کہ اُنھون نے افسردہ خاطر ہوکر ہاتھ پانون ڈالدیے ہین اور حوصلہ کھو بیٹھے ہین لیکن اِن دونون عقیدونکا اثر اُنکی مذہبی یا اخلاقی زندگی پر بالکل نہین پڑتا۔ باوجود دنیا کو ہیچ جان لینے کے پھر وہ اسیر اِسقدر دل دادہ ہین کہ اُسکے حاصل کرنے مین ہر قسم کے ذریعے جائز و ناجائز کام مین لاتے ہین دنیا کے پیچھے وہ سارے مذہبی احکام کو بھلا دیتے ہین اور توڑ دینے کے لیے ہر وقت آمادہ ہین۔ باوجود قیامت کو قریب سمجھ لینے کے بھی اُنکے اعمال زشت ذرّہ برابر درست نہین ہوتے بلکہ روز بروز زیادہ خراب ہوتے جاتے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا مضمون ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم سے بہت زیادہ دنیا کو ناچیز اور قیامت کو قریب خیال فرماتے تھے لیکن اِن خیالون نے اُنکو کسی دنیاوی ترقی سے نہین روکا دنیا کے ناچیز خیال فرمانے کا یہ اثر تھا کہ وہ دوسرون کے حق پر دلدادہ نہین ہوتے تھے دنیا کی طلب مین دین سے غفلت نہین فرماتے تھے جہان دنیا اور دین کا مقابلہ آپڑتا تھا وہان دنیا کے فانی اور ناچیز ہونے کا خیال اُنکو دنیا کے چھوڑنے اور دین کے قائم رکھنے پر بے تکلف آمادہ کر دیتا تھا۔ قیامت کو قریب سمجھکر وہ اُسکے مواخذے کو ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے اور ہر دم اپنے اعمال و افعال کو شرع کی میزان مین تولتے رہتے تھے اِسطرح جو عمدہ اثر ان عقیدون کا ہونا چاہیے وہ اُنکو حاصل تھا۔ غرض حضرات کہان تک سامعہ خراشی کرون امام غزالی کی اخلاقی کسوٹی پر ہم اپنے جس عمل کو لگاتے ہین کھوٹ نکل آتی ہی۔ اگر ہمارے اعمال کی خرابی ہمین کو خراب کرتی تو چندان شکوہ نہوتا اور ہم اُسکو بداعمالی

پاداش سمجھکر صبر کرتے غضب یہ ہوا کہ ہماری بداطواری اور بداخلاقی نے اغیار کو ہمارے دین وملت سے بدگمان کردیا اور اُنکے دماغ سے مذہب اسلام کی وقعت کھو دی جسطرح اگلے مسلمانونکی پاکیزگی اخلاق دیکھ کر کفار اسلام کے شیدا بنجاتے تھے ہماری اخلاقی خرابی اُنکو ہمارے مذہب سے بیزار کررہی ہے خداوندتعالے ہمکو نیکی کی توفیق دے کہ ہم سنبھلین اور دین کی عزت کو سنبھالین ؎

آبرو میرود ای ابر خطاپوش ببار	کہ بدیوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

ہمارے اخلاق کبھی بھی ایسے زبون نہ تھے جیسے اب ہین۔ جو پاک اخلاق اسلامی تعلیم سے مسلمانون مین پیدا ہوئے تھے اُنکا اثر برابر چلا آتا تھا لیکن چالیس پچاس برس کے عرصے مین ایسا انقلاب عظیم ہوگیا کہ ساری صفتین کافور ہوگئین جن لوگون نے گذشتہ حالت دیکھی ہے وہ تو اس بیان سے اختلاف کرہی نہین سکتے نئے لوگ شاید اسکے قبول کرنے مین تامل کرین اُنکی تسکین کے لیے مین ایک زبردست شہادت پیش کرتا ہون۔ سرسید احمد خان مرحوم نے اپنی ایک تقریر مین بیان کیا ہے " گذشتہ زمانے مین ہمارے بزرگون کی حالت نہایت عمدہ اور بے نظیر تھی گذشتہ زمانے کی تہذیب جسکو یاد کرکے ہمکو رونا چاہیے ہمارے بزرگون کو نصیب تھی۔ اخلاق محبت۔ مروت۔ دوستی کا برتاؤ۔ دوستی کا پاس۔ دلی نیکی۔ فیاضی۔ متانت۔ چھوٹون کے ساتھ الفت۔ بڑونکا ادب غریبون کے ساتھ ہمدردی۔ قومی یگانگیت سب اُنمین جمع تھین " اب یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ ان خرابیون کا علاج کیا ہی؟ اسکا جواب اگرچہ بہت کچھ مہتم بالشان ہی مگر ناممکن نہین اسلیے کہ ہمیشہ قومون کو یہ حالت پیش آتی رہی ہے اور اُسکا علاج ہوتا رہا ہے اور وہ علاج یہی ہے کہ دینی واخلاقی تعلیم مسلمانون مین شائع اور رائج کیجائے۔ تعلیم سے مراد صرف زبانی پڑھنا نہو بلکہ درستی اوصاف اور صفائی باطنی مقصود بالذات ہو تاکہ پھراگلے سے علما پیدا ہون اور وہ عامہ مسلمین کی دینی واخلاقی زندگی کو سنبھالین۔ اسوقت دو قسم کی تعلیم ہمارے

سامنے ہے ایک جدید دوسری قدیم اور دونون بجاے خود ضروری اور نہایت ضروری
ہین تعلیم جدید کی ضرورت اگرچہ بہت کچھ تسلیم ہو چکی ہے لیکن اب بھی بہت کم مسلم ہوئی ہی
آجکل کے تمدنی فلسفے کا یہ زبردست مسائلہ ہے کہ سب سے زیادہ قابل دنیامین باقی
رہ سکتا ہے پس تعلیم جدید کی ضرورت قیام وجود کے لیے ہی جسطرح غذا انسان کے واسطے
ضروری ہے اسیطرح تعلیم انگریزی ہمارے لیے۔ بدون تعلیم جدید ہم دنیامین قائم نہین رہ سکتے
لیکن صرف دنیامین قائم رہنا ہمارے لیے کافی نہین۔ ہمکو مسلمان اور انسان بنکر دنیامین
رہنا چاہیے۔ اگر اسلام سے مراد صرف نام کا امتیاز یا کسی اسلامی خاندان مین پیدا ہونا
اور انسانیت سے مراد حصول معاش اور نئے فیشن کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے تو
بیشک صرف تعلیم جدید ہمارے لیے کافی ہے لیکن نہ اسلام سے یہ مراد ہے نہ انسانیت سے
اسلام وہی ہے اور وہی رہے گا جو چودہ سو اکتیس برس ہوئے دنیامین آیا تھا اور جسکی
تعریف کلام مجید و حدیث مین ہی اسکے سوا جو کچھ تعریف کیجائے خواہ اس زمانے کے
کیسے ہی روشن خیال اور عالی دماغ نے کی ہو بے اصل ہے۔ انسانیت سے مراد وہ
صفات ہین جو انسان کو انسان بناتے ہین۔ ممکن ہے کہ ایک شخص شکستہ حال ہو مگر اعلی
درجے کا انسان ہو جیسا دیو جانس تھا یا حضرت شبلی و جنید تھے اور ممکن ہے کہ بڑی
شان و شوکت سے رہتا ہو اور آدمیت سے خارج ہو جیسے سیکڑون دیکھنے مین آتے
ہین ع خر ار جل اطلس بپوشد خرست۔
سرکار انگریزی نے ازراہ آزادی و عدل گستری اپنے سر رشتہ تعلیم ہندوستان مین کسی
فرقے کی مذہبی تعلیم کے بند و بست سے سروکار نہین رکھا اور ایک ایسے ملک مین جہان
سیکڑون فرقے آباد ہون اور بیسیون مذاہب ہون یہی پالیسی ہونی چاہیے نتیجہ یہ ہے کہ
جدید تعلیم یافتہ فرقہ باعتبار اکثر مذہبی تعلیم سے محروم رہا اور اس محرومی کا اثر انکی اخلاقی
زندگی پر بُرا پڑا۔ اسکی دو زبردست دلیلین ہین۔ ایک مشاہدہ۔ دوسری شہادت۔ ہسم

دیکھتے ہین کہ جدید تعلیم یافتہ اور مسلمانون سے باعتبار اخلاق بہتر نہین ہین بلکہ پُرانے طرز کے
مسلمانون مین عموماً ظاہری شایستگی پائی جاتی ہے (اگرچہ بدون باطنی صفات کی ظاہری
اخلاق سخت لائق نفرت ہین) نئے تعلیم یافتہ غلط آزادی کی ہوا مین اِسکو بھی کھو بیٹھے
شہادت یہ ہو کہ گذشتہ دس برس کے عرصے مین اعلی حکام گورنمنٹ نے اپنی پبلک
تقریرین مین انگریزی تعلیم کے اِس نقص کو زور کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور سررشتہ تعلیم مین
برابر اس امر کا رجحان بڑھتا جاتا ہے کہ اخلاقی کتابین داخل کورس کیجائین سر سید مرحوم نے
محمدن کالج قائم کرنے کی اصل وجہ بھی مروجہ تعلیم انگریزی کی دینی و اخلاقی کمزوری بیان
کی تھی حال مین صوبۂ مدراس مین ایک لائق پروفیسر نے مذہبی تعلیم کے متعلق لکچر دیا ہے
اُسمین وہ بیان کرتے ہین کہ "جن خصلتونکی بنا مذہب پر نہو وہ خصائل انسان کو سدھارنے
مین ایسی مؤثر نہین ہوتین جیسی وہ خصلتین جنکی بنا مذہب پر ہو" اِس سے ثابت ہوتا ہو
کہ مسلمانون کے اخلاق درست ہونگے تو اسلامی تعلیم کے اثر سے۔ ایک انسان کے اخلاق
کی درستی اور اولوالعزمی مین خود اُسکے برگزیدہ بزرگون کے افعال و اقوال کا علم سب سے زیادہ
مؤثر ہوتا ہے۔ آپ اوپر سُن چکے ہین کہ عربی نصاب تعلیم اور عربی مدارس کی تربیت اِس
حیثیت سے خود قابل اِصلاح ہے پس ضرور ہے کہ اوّل اِن دونونکی اصلاح ہو اور اُنمین پاکیزگی
اخلاق کی قدیم روح پھونکی جائے اور یہ ندوۃ العلما کا پہلا مقصد ہی۔ دارالعلوم کے تعلیم یافتہ
علما اِس میدان کے مرد ہونگے بعض طبیعتون مین ندوۃ العلما کی جانب سے یہ خلجان
پیدا ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین مجلس و انجمن کا اگرچہ کوئی نام بھی نہ جانتا تھا تاہم
مسلمانون مین علمی اور اخلاقی کمالات موجود تھے پھر اب کیا ضرورت ہی کہ علما نئی راہ نکالین
اور مجلس قائم کرین اور جب تک مجلس نہو مسلمانون کا کوئی کام نہ چلے۔ اگر گذشتہ حالت
پر نگاہِ غور سے دیکھا جائے تو یہ خلجان جلد رفع ہوسکتا ہے۔ یہ بیشک سچ ہے کہ نام اور
لفظ کے لحاظ سے انجمن و مجلس کا اگلے زمانے مین وجود نہ تھا لیکن اگر مجلس کی غایت یہ ہو

اور ضرور یہ ہے کہ کسی مقصد کے حاصل کرنے مین متفقہ کوشش سے کام لیا جائے تو کہہ سکتے ہین کہ موضوع و مفہوم کے لحاظ سے ایک نہین بہت سے زبردست انجمنین مسلمانون مین قائم تھین۔ اگلے علما کی قوت فضل و کمال اور پاکیزہ صفات و عادات کی تاثیر سے اُنکی تعلیم ایسی زبردست ہوتی تھی کہ اُنکے شاگرد اُنھین کے رنگ مین رنگ جاتے تھے اور اُستاد کے خیالات شاگرد کے دل و دماغ مین پیوست ہو جاتے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ایک اُستاد کے جتنے شاگرد ہوتے ہستعداد مین۔ عادت و خصلت مین۔ خیالات مین متشابہ ہوتے اتفاق و وسعتِ نظر کے اثر سے ہمعصر علما کے خیالات کا بہت سا حصّہ مشترک ہوتا تھا۔ اِسکی وجہ سے اُنکا مجموعی فیض ایسا پُر تاثیر ہوتا تھا کہ محلے سے نکلکر شہر مین اور شہر سے نکلکر ملک اور صوبون مین پھیلتا اور برکت پھیلاتا تھا اور اِسطرح اُنکی کوششون مین متفقہ کوشش کی قوت پیدا ہو جاتی تھی۔

مین اِس موقع پر لکھنؤ اور دہلی کے دو خاندانون کا مثالاً ذکر کرون گا۔ دلّی مین شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے خاندان نے جو عظمت حاصل کی وہ کم خاندانون کو نصیب ہوئی ہوگی اِس خاندان مین جو دور شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کی صدارت کا تھا اُسکا فیض غالباً سارے دورون سے زیادہ ہندوستان مین پہونچا اِس عہد مین شاہ عبدالعزیز صاحب صاحب مرحوم اُنکے بھائی شاہ عبدالقادر صاحب اور مولانا رفیع الدین صاحب اُنکے ایسے ایسے شاگرد رشید جیسے شاہ اسحٰق صاحب اور مولانا رشید الدین خانصاحب ایک ہی مقصود (یعنی اِسلام اور علوم اِسلام کی خدمت) پر دل و جان سے کوشش فرما رہے تھے اِن پاک کوششون کے انوار نے ایک عالم کو منوّر و معمور کر دیا تھا۔ جو لوگ اِس درسگاہ مین تحصیل علم کے لیے آتے تھے علم و فضل اور پاکیزہ خصلتون سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ جہان جاتے اُمّت محمدیہ کے سچے خادم ہوتے اور مسلمانون کے خیالات مین راستی و دینداری کی روح پھونکتے۔ اِنھین بزرگون کے فیض سے مسلمانون مین وہ برگزیدہ اخلاق پھیلے ہوئے تھے

جنکو یاد کرکے بہت سی آنکھین ابتک روتی ہین۔
لکھنؤ مین خاندان فرنگی محل فضل وکمال کا مرجع تھا۔کئی سو برس تک اِس بافیض خاندان کے طبقے یکے بعد دیگرے علم وفضل کی یکسان خدمت فرماتے رہے۔اُس ذراسے رقبۂ زمین مین ایک ایک زمانے مین خدا جانے کتنے کتنے علامۂ عصر پیدا ہوئے ان سب کے علم وکمال کی قوت کا مرجع ایک ہی تھا۔اُس متفقہ سعی کے اثر سے ایک جہان اس دارالکمال کے فضل وکمال سے فیض یاب ہورہا تھا۔اور فرنگی محل کے دم سے دیارعلم کی رونق اور شان تھی۔وہان کا اتفاق اب تک ضرب المثل ہے۔
کیا کوئی شخص اِن مثالون پر غور کرنے کے بعد یہ دعوے کرسکتا ہے کہ پہلے علما انجمنین نہ تھین؟ مگر حیف کہ وہ پاک مجلسین درہم وبرہم ہوگئین۔دلّی کا مدرسہ مدت ہوئی ویران ہوگیا۔فرنگی محل مین سناٹا چھا گیا۔ایک پاکیزہ و نورانی صورت اگلے بزرگونکی یادگار باقی تھی وہ بھی نظرون سے چھپ گئی۔ہمارا اتفاق نزاعونکی نذر ہوگیا۔کیا اب شخصی متضاد ضعیف کوششین اُن مجموعی کوششون کے قائم مقام ہوسکتی ہین جنکی دو مثالین اوپر بیان ہوئین۔؟ کیا متفرق قوتون سے ایسے اہم مقاصد حاصل ہوسکتے ہین جیسے نصاب تعلیم کی اصلاح۔رفع نزاع باہمی مسلمانون کے اخلاق کی درستی۔؟ ہرگز نہین۔جبتک علماے کرام اپنی متفقہ قوت اِن مقاصد کے حاصل کرنے مین صرف نہ فرمائین وہ ہرگز حاصل نہونگے اُسی متفقہ کوشش کا نام ندوۃ العلما رکھا گیا ہے۔اِس بیان سے یہ دعوے ثابت ہوتا ہی کہ ہمکو اِن مقاصد عظیمہ کے حاصل کرنے کے لیے جو علما کی ذات سے وابستہ ہین ایک ایسی مجلس کی ضرورت ہی جیسے **ندوۃ العلما** ہی وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وظائف کی ضرورت

دار العلوم مین تعلیم و تربیت کی عمدگی اگرچہ اِس اعتبار سے کہ وہ ہنوز ابتدائی حالت مین ہی اِس قابل نہین ہی کہ اِسپر قناعت کیجائے یا ہم اِسکو بطور نتیجہ کامیابی ملک کے سامنے پیش کرین لیکن طرز تعلیم کی خوبی اور مدرسین کی محنت شاقہ کی وجہ سی مدارس موجودہ مین وہ خاص امتیاز کی نظرون سے دیکھی جاتی ہی اِسی واسطے چند دنون مین اِسکی شہرت ملک مین پھیل گئی اور ہر طرف سی طلبا نے دار العلوم مین داخل ہونیکی خواہشین ظاہر کین اور روز بروز انکی آمادگی بڑھتی جاتی ہی۔ مگر مسلمانونکی حالت یہ ہی کہ انکا اکثر حصہ افلاس و تنگدستی مین مبتلا ہی اتنی استطاعت نہین رکھتی کہ اپنے صرف سے اولاد کو تعلیم دلاسکین وہ اِسکے خواہشمند ہوتے ہین کہ تعلیم و تربیت کے انتظام کیساتھ اِنکے مصارفِ خورد و نوش کا بار بھی دار العلوم اٹھائی اور دار العلوم مین کمی سرمایہ کیوجہ سے اتنی گنجایش نہین ہی کہ کثرت سی طلبہ کو وظیفہ دیے جائین لہذا اسبات کی حاجت ہی جنکو خدا نے استطاعت عطا فرمائی ہی وہ مصارف کثیرہ کے حسبتہ اللہ ایک دو وظیفی کا صرف بھی اپنے ذمہ گوارا فرمائین تاکہ علما و شرفا کی اولاد جو بے استطاعتی کیوجہ سی جاہل رہی جاتی ہی انکی صرف سے پڑھ لکھکر اِنکے واسطی صدقہ جاریہ بنجائین اور انکی عالی ہمتی سے ایک اعلی نمونہ تعلیم یافتہ گروہ کا ہاتھ آئے جس سے اسلام کی عظمت اور مسلمانونکی شگفتگی حاصل ہونے کی توقع ہے۔

وظیفے کی مقدار پانچ روپیہ ماہوار ہی جس سے مصارف سکونت و خورد و نوش وغیرہ پورے کئے جاتے ہین یہ مقدار ایسی نہین ہی جسکو ہمارے رؤسا خوشی سی انگیز نکرسکین ایسی تقریبین کثرت سی ہوتی رہتی ہین جنمین ہزار ہا روپیہ ایک دو دن مین اُڑادیا جاتا ہی پھر اِس سے نہ دینی فائدہ کی اُنکو توقع ہی نہ دنیوی نیکنامی حاصل ہوتی ہی اور اِسمین تو ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہی دنیا مین بھی نیکنامی اور آخرت مین بھی خداوند عالم کی خوشنودی اور حضرت صلعم کا تقرب اِس سی بڑھکر کون دولت ہی اور اِس سے بہتر کیا مصرف ہوگا توجہ اور ہمت درکار ہی علاوہ اِسکے اُخوت اسلامی بھی اِسیکو متقاضی ہی کہ جو لوگ اپنی بے استطاعتی سی علم حاصل نہین کرسکتے اِنکی دستگیری کیجائے حدیث مین آیا ہی

یعنی اللہ اپنے بندے کی مدد کرتا ہی جبتک بندہ دوسرے بندے کی مدد کرتا رہتا ہی لہذا رؤسائے اسلام سی امید ہی کہ وہ توجہ فرماکر وظائف کیواسطے سرمایہ مہیا کردینگے تاکہ اُس سے غریب طلبا کی مدد کیجائے۔

قواعد رکنیت ندوۃ العلما

(۱) ہر مسلمان کم از کم دو روپیے سالانہ دیکر ارکان ندوۃ العلما مین شامل ہوسکتا ہی عطیے کی مقدار ہر شخص کی مقدرت اور فیاضی پر موقوف ہی۔

(۲) ارکان ندوۃ العلما کے فرائض حسب تفصیل ذیل مندرج ہین (۱) احکام شرعیہ کا پورا احترام کرنا (۲) باہمی اتحاد و ارتباط کو بڑھانا (۳) ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض کی انجام دہی مین پوری کوشش کرنا۔

(۳) روداد جلسہ سالانہ ارکان ندوۃ العلما کو بلا قیمت دیجائیگی اور جلسہ عام مین انکو تجویز پیش کرنے اور پیش شدہ تجویز پر رای دینے کا حق ہوگا اور جلسہ انتظامیہ مین ممبری کیواسطے منتخب ہوسکینگے بشرطیکہ پوری ہمدردی اور تعلق ندوۃ العلما سے رکھتے ہون اور رکنیت جلسہ انتظامیہ کے فرائض ادا کرسکتے ہون۔

(۴) اراکین کو وہ کتابین جو انکی رکنیت سے پہلے شائع ہوچکی ہین پوری قیمت پر اور سال رکنیت کی کتابین باستثنای روداد کے نصف قیمت پر ملسکین گی۔

اطلاع

بکادی الاولی ۱۳۱۶ھ ہجری سے دار العلوم کم درجہ بی کا افتتاح گولہ گنج لکھنؤ مین ہوگیا ہی اسمین وہ طلبا لیے جاتے ہین جو فارسی مین کافی استعداد رکھتے ہون اور انکی عمر پندرہ ۱۵ برس سے زیادہ نہو۔ جو دار الاقامہ مین رہکر پڑھنا چاہتے ہین اُنسے بابت مصارف خورد و نوش و قیام کے پانچ روپیہ ماہوار لیے جاتے ہین جو شخص مدرسے مین داخل ہونا چاہتا ہو اسکو دفتر ندوۃ العلما لکھنؤ سے پہلے قواعد داخلہ منگوا کر دیکھ لینا چاہیئے فقط

قد تبین الرشد من الغی

البرق اللامع والنور الساطع

جسمین مدینہ منورہ کے علمای کرام اورحضرت شیخ المشایخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اورعلمای پنجاب و بہار کے فتوے ندوۃ العلما کی حقانیت پر ترتیب دیے گئے ہین

(مرتبہ)

مولانا حاجی سید ظہور الاسلام صاحب رئیس فتحپور ہسوہ

مطبوعہ اسلامی پریس تحفۂ محمدیہ کانپور

مقاصد و فوائد ندوۃ العلما

اس مبارک انجمن ندوۃ العلما کے تین اصلی مقصد ہین (۱) ترقی تعلیم اور اسکی اصلاح کرنا (۲) نزاعات باہمی کے رفع کی کوشش کرنا جنسے علاوہ اضاعت جان و مال کے ہتک اسلام و مسلمین ہی۔ (۳) مسلمانونکی صلاح و فلاح کی تدابیر سوچنا اور اونکے اجرا مین سعی کرنا لیکن معاملات سیاست سے کوئی تعلق نہوگا۔

ہر ایک مقصد کے مناسب عملی تجاویز قرار دیے گئے ہین جنکا اجرا مسلمانونکی حالت موجودہ کیلیے نہایت ضروری ہی اور انکی دینی و دنیاوی ضرورتون کیلیے پوری طرح کافی و وافی ہی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ اگر فضل ایزدی سے انکے اجرا مین پورے طور سے موید ہوا تو قوم کو اس سے فوائد کثیر حاصل ہونگے جنکا اجمالی اندازہ حسب ذیل ہی (۱) ترقی مذہب اسلام (۲) لامذہبی اور الحاد کی بیخکنی (۳) علمای باکمال کا موجود ہونا (۴) علما کی عزت و توقیر (۵) صنعت و تجارت کی ترقی و اشاعت (۶) اُن خلاف شریعت عادات اور اسراف سے بچنا جو تباہی اور بربادی کے باعث ہین (۷) احکام ضروری صوم و صلوۃ کی پابندی (۸) شبہات کا جواب درحسب ضرورت زمانہ مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۹) علما سے اُن نزاعونکا دفع ہوجانا جنسے علاوہ اضاعت اموال مسلمین کے ہتک اسلام متصور ہی (۱۰) تمام اہل اسلام کا نزاعات باہمی کے مفاسد سے بچکر معاش و معاد کے عمدہ تدابیر پر چلنا۔

قواعد شرکت ندوۃ العلما

ہر مسلمان کم از کم دو روپے سالانہ دینے پر اراکین ندوہ مین داخل ہوسکتا ہی اور جو اس سے کم دے وہ بھی شریک ندوہ ہی۔ عطیے کی مقدار ہر شخص کی مقدرت اور فیاضی پر منحصر ہے۔

رکنون پر فرض ہوگا کہ وہ مقاصد و فوائد ندوۃ العلما کو شائع کرین اور اوسکی ترقی و بہبودی کے واسطے فکر و کوشش کرین اور تجاویز منظور شدہ پر عملدرآمد اور ضوابط دستور العمل کی پابندی کرین اور ایسے افعال و حرکات سے مجتنب رہین جو مخالف اسلام اور خلاف عظمت ندوہ ہون۔

روئداد جلسہ سالانہ تمام اراکین ندوہ کو بلاقیمت دیجائیگی و رائے دینے کا حق ہوگا اور جلسۂ انتظامیہ کیواسطے منتخب ہونگے بشرطیکہ پوری ہمدردی و دلچسپی ندوہ سے رکھتے ہون اور فرائض جلسۂ انتظامیہ ادا کرسکتے ہون اور سالانہ جلسے مین دعوت دیجائیگی اراکین کو وہ کل کتابین جو قبل از رکنیت سال گذشتہ کے متعلق شائع ہوئی ہون پوری قیمت پر اور سال رکنیت کی بقیہ کتابین سوای روئداد کے نصف قیمت پر ملسکین گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - بعد اسکے فقیر ظہور الاسلام فتحپوری عرض کرتا ہے کہ یہ فقیر اس سال جلسۂ متبرکۂ ندوۃ العلما مین شریک نہین ہو سکا زیارت حج مین شریفین گیا ہان معلوم ہوا ہندوستان کے بعض حضرات نے اوسکی مخالفت کی ہے اسلیے مین نے چاہا کہ ہندوستان کے علما کے اختلاف کا فیصلہ حرمین شریفین کے علما سے کراؤن مگر جن ایام مین مکہ معظمہ مین قیام ہوا وہ ایام حج تھے اور میرے ماموں صاحب مرحوم سخت علیل ہو گئے تھے جو میرے مربی اور جانے کے باعث تھے مین اپنے اس ارادے کو پورا نہ کرسکا جب اونکا انتقال ہو گیا اور مجھے مدینۂ منورہ کے جانے کا اتفاق ہوا اور خوش نصیبی سے قریب دو ماہ کے وہان شرف اندوزی کا اتفاق ہوا تو اس موقع کو غنیمت سمجھکر مین نے وہانکے مستند علما سے فتوی کرایا جسکو مین پیش کرتا ہون الحمد للہ کہ جو جگہ ہدایت کا منبع اور مرجع ہے وہان کے علما نے ندوۃ العلما کو نہایت عمدہ مجلس فرمایا ہے اور تمام مسلمانون کو اوسکی مدد کرنے کا حکم دیا ہے میرا ارادہ تھا کہ واپسی کے وقت مکہ معظمہ کے علما سے بھی مہرین کراؤنگا مگر افسوس ہے کہ لوٹنے کے وقت مکہ معظمہ مین جانے کا اتفاق نہوا اسلیے وہان کے علما کے دستخط نہ کرا سکا البتہ مدینۂ منورہ جانے سے پہلے حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی امداد اللہ المہاجر المکی مدظلہ سے اسکا ذکر آیا تھا اوسوقت حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ جتنے بڑے کام شروع کیے جاتے ہین اونکی مخالفت ہوتی ہی ہے نیک نیتی کے ساتھ اسکو کرتے رہو اللہ تعالی خود اپنا کام پورا کرے گا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی وہ تحریر اس فتوے کے ساتھ شائع کیجاتی ہے یہان آکر معلوم ہوا کہ بعض احباب نے پنجاب وبہار کے علما سے ندوے کی موافقت مین دستخط کرائے ہین مجکو یہ سنکر حیرت ہوئی کہ ندوہ تو خود علما کی مجلس ہے جسمین سیکڑون عالم شریک ہین جنکا قول وفعل مستند سمجھا جاتا ہے پھر انکو دوسرے فتوے کی کیا حاجت ہی مگر دوستون نے مجبور کیا کہ اسکو بھی اوس فتوے کے ساتھ چھپوا کر شائع کردون لہذا مین نے ایک مجموعہ مرتب کرکے اوس کا نام البرق اللامع والنور الساطع رکھا ہے اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

والسلام على نبيه سيدنا محمد الرسول المختار وعلى آله واصحابه الفائزين من صحبته
الشريفة بمحاسن الآثار والتابعين والمجتهدين في تشييد علوم الدين الرفيع المنار
اما بعد فاتفاق الجماعة على ما ذكر لا شك انه من التعاون المامور به على البر والتقوى
وانه بتوفيق الله تبارك وتعالى يحصل لعلوم الملة الاسلامية عظيم الفائدة والجدوى
فينبغي لكل مسلم خصوصا اعيان الاغنياء والامراء والاكابر كمال الاهتمام بالسعي المشكور
في احياء هذه المآثر وفي الحديث الشريف عن مؤيد بالمعجزة والكرامة من سن سنة حسنة
فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيمة + حرره العبد الضعيف
خادم العلم بالمسجد النبوي الشريف خليل بن ابراهيم الخربوطي

جوابي ما اجاب به فاتحي العظام والعلماء الاعلام لان هذا الامر فيه نصرة الدين
وقمع المفسدين وقد قال الله تعالى عز شانه إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ
كتبه الراجي عفو ربه المنجي سر كاتب قضاء المدينة المنورة
حافظ محمد معتوق القاشغري المعلم بالحرم الشريف النبوي غفر له ولوالديه

الحمد لله الموفق من اراده لقمع جيش الضلالة من العلماء العاملين والصلاة
والسلام على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه ومن اقتفاهم ذابا عن الحق مبينا
للشريعة اتم تبيين اما بعد فان اجتماع الجماعة على ما ذكر على الوجه الموافق
للشريعة الغراء لا ريب انه من اعظم القربات وفروض الكفاية والتعاون على
نصرة الدين الهمهم الله وابقاهم لتشييد قواعد الحق وجعلهم من اسعد العبيد
وضاعف لهم الاجر بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وعلى آله وصحبه اجمعين
والحمد لله رب العالمين + الحقير محمد امين بن المرحوم السيد حمد
رضوان خادم العلم وشيخ الدلائل بالحرم المدني غفر الله له آمين

ترجمہ

سوال

کیا فرماتے ہین آپ اس مسئلہ مین کہ اس زمانے کے علمائے ہند نے باہم اخوت قائم کی ہے اور ایک دوسرے کی معاونت کرنی چاہی ہے اور اتفاق پر آمادہ ہوئے ہین اور چاہتے ہین کہ باہمی جنگ و جدال کو موقوف کر دین اس وجہ سے کہ وہ دیکھتے ہین کہ روز بروز جہالت بڑہتی جاتی ہے اور علم کم ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ دین مبین جو سہل اور آسان صاف اور روشن تھا تنگ و تاریک ہو جائے کیونکہ جھگڑے بڑہتے جاتے ہین اور انصاف مٹتا جاتا ہے جس سے ہمیشہ حسد بڑہتا ہے اور فتنے پیدا ہوتے ہین اسی وجہ سے اہل اسلام مین گروہ بندی ہوگئی ہے اور دشمنون نے مسلمانون پر دشمنی کے دروازے کھول دیے ہین اور سخت دشمنی پر آمادہ ہوگئے ہین یہان تک کہ اہل اسلام کی باہمی جنگ و جدال پر نصاری اور آریہ سماج اور برہمو سماج مضحکہ کرنے لگے ہین انھین سب باتون پر نظر کر کے خدا کے توفیق اور مدد کے بھروسے پر علما ان فتنون کے مٹانے کے واسطے کھڑے ہوگئے اور ایک مجلس اونھون نے ترتیب دی جسکا نام ندوۃ العلما رکھا ہے بڑا مقصد اونکا اس مجلس سے یہ ہے کہ اتفاق پیدا ہو اور تعصب و قیل و قال جاتا رہے اور فرق اسلامیہ کی نزاعین بند ہو جائین تاکہ اہل اسلام خاص اس بارے مین شی واحد ہو کر مخالفین دین اور اعدای اسلام کا رد کرین۔ لیکن چونکہ یہ کام اوسوقت تمام و کمال کو پہونچ سکتا ہے جبکہ اہل اسلام مین علم نافع کا رواج ہو اسلیے اونھون نے ہر علم سے اچھی اچھی باتین اختیار کر لین ہین اور بڑا مقصد اونکا ہر علم مین کمال بہم پہونچانے سے یہ ہے کہ دینی علوم سمجھنے کی استعداد پیدا ہو اسیواسطے علوم مین کمال پیدا کرنے کی طرف بقدر طاقت بشری کے وہ بالکل مائل ہوئے ہین اور کسیقدر علم کلام جو ملحدین کی تردید اور اعدای اسلام کی شوکت مٹانی مین سودمند ہو اضافہ کر دیا ہے اور اونکا یہ خیال ہے کہ جب تک وہ اپنی اعلی کوششون مین عرب کے لباس و اخلاق و دینی و دنیوی تہذیب کا نمونہ قائم نہ کرین گے اونکو اپنی کوششون مین کامیابی نہوگی علاوہ یہ کہ اگر سادہ عرب کے طرز پر چلین گے تو بہت سے جھگڑون اور نزاعون سے محفوظ رہین گے اب اسمین شبہہ نہین کہ وہ اگر ایسا کرین گے تو وہ بہت ٹھیک راستے پر چلین گے اور اونکو خطا نہوگی اور یہ بھی سبب ہے کہ اس طریقے سے دشمنون کے بازو ٹوٹ جائین گے اور اس اجتماع سے ملحدون کی شوکت مٹجائے گی بہر حال اگر یہ امور آپ لوگون کے نزدیک پسندیدہ ہون تو آپ لوگ اسکی مدد کرنے کے واسطے سب سے زیادہ حقدار ہین

اس صورت مین ہمکو امید ہے کہ آپ اسکی پسندیدگی پر اپنی رای ظاہر فرمائین گے تاکہ وہ ہمارے واسطے دستور العمل ہو جائے کیونکہ سب سے بڑا مقصد ہمارا یہ ہے کہ ہم عرب کی چال چلین اور اونکے عمدہ چال چلن کی پیروی کرین خدا اونکو ہمیشہ عزت اور رفعت کے ساتھ قائم رکھے جب تک لیل و نہار قائم ہین۔

الجواب

(ہم اللہ تعالی سے توفیق و استعانت چاہتے ہین قول و فعل مین) اسمین شک نہین کہ یہ امر عمدہ مقاصد دین سے ہے بلکہ بزرگ و برتر ہے اسکی وجہ سے مذہب حنفیہ کو رونق و تازگی ہوگی اور ہمارے دشمن خرابی کے ساتھ بھاگتے پھرین گے سچ یہ ہے کہ یہ عمدہ کام ہے اور بہت اچھا فعل ہے اللہ تعالی اوس شخص کو اجر عطا فرمائے جسنے اسمین کوشش کی ہے۔

دستخط مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی احناف مدینہ منورہ

میرا جواب بھی وہی ہے جو حضرت مفتی احناف نے دیا ہے کیونکہ یہ ایسا کام ہی جسکی طرف ہر شخص کو توجہ کرنا چاہیے

دستخط سید جعفر بن سید اسمعیل برزنجی مفتی شوافع

اسمین شبہہ نہین کہ یہ علما جس کام پر اٹھ کھڑے ہوئے ہین یہ دین کے فرائض مین سے ہے جسکی طرف مسلمانونکو پوری توجہ کرنی چاہیے اسمین خدا کی رضامندی حاصل ہوگی اللہ تعالی انکی سعی مشکور فرماوے اور اون کو اجر جزیل دے۔

دستخط مولانا سید احمد برزنجی مدرس مسجد نبوی

پوشیدہ نہ رہے کہ اتفاق مسلمانون کا نیک کامون پر اور ایک دوسرے کی مدد کرنے پر کسی امر مین اُمور دین سے مطلوب ہی اللہ تعالی فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى پس اللہ تعالی اونکو جزاے خیر دے جنھون نے اپنی کوششون کو اللہ تعالی کی رضامندی مین صرف کیا ہے۔

دستخط سید مصطفے صقر مدرس حرم مدینہ منورہ

سب تعریفین اللہ تعالی کو سزاوار ہین جسنے اپنے بندون مین سے اونکو نیک کام کی توفیق دی جنھون نے اسکے لیے پسند کیا اور ہر شی اوسکے نزدیک ایک اندازے پر ہے اور برتر سے برتر درود و سلام ہمارے نبی اور سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لائق ہے اور اونکے آل و اصحاب کو جنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے عمدہ عمدہ فضیلتین پائین اور تابعین اور مجتہدین کو جنھون نے علوم دین کے مضبوط کرنے مین کوششین فرمائین - اما بعد - اسمین شک نہین کہ اتفاق جماعت

باتون پر جو سوال مین درج کی گئی ہین تعاون مین داخل ہے جسکا حکم دیا گیا ہے اور یہ تعاون خداوند کے توفیق سے علوم ملت اسلامیہ کے واسطے بہت بڑا فائدہ دے گا اور نفع پونہچائے گا اسلیے ہر ن کو چاہیے خصوصًا اغنیا اور اُمرا اور اکابر ان عمدہ باتون کی کوشش مین کمال توجہ و اہتمام سے بن حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَه۔

دستخط مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی مدرس حرم شریف

ب وہی ہے جو بڑے بڑے مفتیون اور عالمون نے دیا ہے کیونکہ اسمین دین کی نصرت اور مفسدین لع ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔

دستخط مولانا حافظ محمد معتوق القاشقجی مدرس حرم شریف

تعریفون کی سزاوار وہ ذات پاک ہے جسنے گمراہون کے لشکر کے پراگندہ کرنے کا کام علما سے ین سے لیا چاہا ہے اور درود و سلام کے لائق ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی آل اور اصحاب اور جنھون نے حق کے ثابت کرنے اور شریعت کے اسرار ظاہر کرنے مین اُنکی ی کی ہے۔ **اما بعد**۔ اسمین شک نہین کہ ایسا اجتماع جماعت کا جسطور پر ذکر کیا گیا ہے شریعت کے تی بڑے عمدہ کام اور فرض کفایہ اور تعاون مین داخل ہے اللہ تعالی اونکو کامیاب کرے اور باقی تاکہ قواعد حق مضبوط ہون اور اونکو اپنے نیک بندون مین کرلے اور اونکے اجر المضاعف کردے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

دستخط مولانا سید امین رضوان مدرس حرم شریف و شیخ الدلائل

تحریر قدوۃ الکملا شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر بیت اللہ دامت برکاتہم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله وصحبه اجمعین **اما بعد** محض نظر الدین النصیحة چند کلمات خاص اپنے احباب و نیز عام مسلمانون کے خدمت مین بحق اخوت اسلامی پیش کرتا ہے اور دل

ہے دعا کرتا ہے کہ حق تعالی توفیق عمل رفیق فرما دے۔ آمین۔ علما اور اہل علم کی فضیلت قرآن مجید و احادیث مین بکثرت موجود ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہین انکی شان مین ہے علی الخصوص وہ علما جو جامع شریعت و طریقت و حقیقت ہین علما حکم قلب رکھتے ہین اور لوگ مثل جسم کے اور ظاہر ہے کہ جسم تابع قلب کے ہوتا ہے اسیطرح عوام کو تبعیت انکی اپنی صلاح و فلاح دارین کے واسطے ضرور ہے ایسے ہی جماعت علما اونکو واسطے صلاح و فلاح مسلمانون کے بفحوای امرهم شوری بینهم کے باہمی شورے سے چارہ نہین ید الله فوق الجماعة جماعت علما اگر اسکی مصداق نہین تو پھر کون ہو گا ایسے پر آشوب وقت کہ نفاق اور بغض و عداوت کا بازار گرم اور آزادی پھیلی ہوئی ہے یہ بات بہت غنیمت ہے کہ ایک جماعت کثیر علما کی محض بنظر خیرخواہی اسلام کسی جا مجتمع ہو اور سفر دور و دراز کی مشقت اور مصارف گوارا کرے مسلمانونکی نہایت خوش قسمتی ہے کہ عرصہ تین سال سے اس قسم کا جلسہ ہند مین قائم ہوا ہے جسکے تین جلسے بمقام کانپور، لکھنؤ بریلی بڑی شان و شوکت سے ہوئے ہزارہا مسلمانونکے علاوہ صدہا علما و مشائخ دور دور سے آکر شریک ہوئے درحقیقت یہ تائید غیبی ہے پروردگار عالم نے بفحوای اذا اراد الله شيئا هيأ اسبابه کے مجلس ندوۃ العلماء اصلاح و ترقی اہل اسلام کے واسطے اس آخر زمانہ مین بطور لطیفہ غیبی کے ظاہر فرمایا ندوۃ العلما کو مسلمانون کے حق مین امداد غیبی سمجھنا چاہیے اور مسلمانون کو خلوص کے ساتھ اسمین دامے درمے قدمے سخنے شرکت و اعانت کرنی چاہیے اور بمقتضای لئن شكرتم لازيدنكم کے اس نعمت کا شکریہ ادا کر کے زیادتی نعمت یعنی اوسکے برکات کے مستحق ہون باہمی نزاع و اختلاف کی وجہ سے مسلمانون کو صدہا قسم کے نقصانات پہونچتے ہین

غیر قومون کو شماتت اور تحقیر کا موقع ملتا ہے بڑی غرض اس مجلس کے اتفاق باہمی اہل سنت و الجماعت ہے فقیر نے ایک خاص تحریر بطور مختصر رسالے کے واسطے نفع مسلمانون کے شائع کرائی ہے وہ میرے نزدیک اس کام کے واسطے بہت خوب ہے اب رہے دیگر فرق اہل اسلام اونکے ساتھ بھی نزاع و جدال اس طریقے سے کہ باعث توہین اسلام و تحقیر علما و اضاعت مال ہو نہونا چاہیے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن کی پابندی کے ساتھ اگر مناظرہ و تحقیق حق خالی از فتنہ عوام ہو تو کیا مضائقہ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

العبد الضعیف فقیر امداد اللہ فاروقی چشتی

نقل کرامت نامہ حضرت حاجی صاحب مدظلہ بنام مولوی منور علیشاہ صاحب

بخدمت سراپا محمود الالسنہ عزیزی مولوی منور علی صاحب سلمہ اللہ العلی

پس از ادعیہ وافرہ و ترقیات متکاثرہ واضح رای عزیز باد کہ الحمد للہ والمنہ کہ مین بفضلہ تعالی بخیریت سے ہون ہان بمقتضای سن پابند ضعف ہوگیا ہون احباب کے حق مین دعای خیر کرتا ہون۔

عزیزم آپکا راحت نامہ مفصلہ بیخورتہ مشعر حالات ضروریہ تفصیلا باعث سرور قلبی ہوا۔ پہلا محبت نامہ بھی مع تحائف بذریعہ منشی محبوب علی صاحب پونہچا اوسکا جواب بالتفصیل اوسی وقت روانہ کیا گیا اغلب ہے کہ وہ خط وصول ہولیا ہوگا جس سے پوری کیفیت یہانکی آپکو معلوم ہوجائے گی۔ ماشاء اللہ اس مرتبہ آپنے بہت اچھی طرح سیر کی برادران طریقت و نیز دیگر علما و صلحا و مشائخ کی زیارت سے بہرہ یابی ہوئی۔ باہمی میل جول اہل اللہ کی ملاقات بھی باعث ترقی درجات و رافع سیئات ہے خوش قسمتی سے اونکی زیارت میسر آتی ہے نصیبہ والونکو ہی یہ دولت تمناؤن سے ملتی ہے۔ البتہ جو لوگ جیسی ندوۃ العلما مین شریک ہوتے ہین وہ لوگ اسلامی اجتماع کے برکات سے محظوظ ہوئے ہین یا اوسکے فوائد سے مستفید ہوئے ہین اور مسلمانون کی صلاح و فلاح دارین کا ذریعہ ہوسکتے ہین۔ فقیر کی ہر وقت یہی دعا ہے کہ جو امر مسلمانون کی بہبودی کا باعث ہو اوسمین اللہ تعالی غیبی ترقی عطا فرماوے اور اسکو حسد حاسدین و شر مفسدین سے ہمیشہ مامون رکھے اول بھی فقیر نے ندوے کی اعانت کے باب مین کچھ تحریر کیا تھا اس مرتبہ پھر دوبارہ عزیزی مولوی ظہور الاسلام فتحپوری نے ایک مضمون لکھوایا ہے انشاء اللہ تعالی وہ آپکے مطالعے مین بھی آئیگا مجھے جسقدر تائید مقصود رہے کرتا ہون باقی رہا اختلاف و اعتراض یہ تو معمولی بات ہے اذا اذا امور مین ہوتے ہین یہ بہت بڑا اہم اور مفید امر ہے اسمین ہزارون قسم کی مشکلین درپیش ہون تو تعجب نہین۔ ان اغراض کے پھر انجام و درستگی و حصول کے لیے ایک مدت مدید چاہیے۔ اللہ تعالی اپنے کام کا آپ مددگار ہے۔ کسی کی نکتہ چینی اور بخکنی کی پرواہ نہین کرنا چاہیے۔ استقلال و استقامت سے اس اہم کام کو اللہ صاحب پر بھروسہ کرکے سب کو انجام دینا اور پورا کرنا چاہیے۔

فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

۱۵ محرم از مکہ مکرمہ سنہ ۱۳۱۴ ہجری

سوال

کیا فرماتے ہین علمای دین اس بات مین کہ ندوۃ العلما کا جلسہ جو چند دنون سے خاص مسلمانون کی دینی و دنیوی بہبودی کی غرض سے قائم ہوا ہے اور اوسمین علمای اہل سنت وجماعت مجتمع ہوکر اوسکی کوشش فرماتے ہین اوسکی نسبت بعض کوتاہ اندیش لوگون نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ نامشروع ہے اور جو اوسمین شریک ہو وہ مذہب اہل سنت وجماعت سے خارج ہے لہذا شہادت صادقہ طلب کی جاتی ہے اون بزرگون سے جو اپنی آنکھون سے اوسکو ملاحظہ فرما چکے ہین یا اہل علم ذی فہم دیکھنے والے سے حالات سُنے ہین کہ

(۱) آپنے اس جلسے مین کوئی امر خلاف اہل سنت وجماعت پایا یا نہین۔

(۲) جس شان وشوکت سے یہ جلسہ ہوتا ہے وہ اس وقت مین اظہار شوکت اسلام کیلیے مناسب ہے یا نہین اور بالخصوص جب کہ ہمارے ملک مین ہمارے روبرو آریہ۔ ہندو اپنے مذہب کی ترقی اور اظہار شوکت کے لیے بڑے بڑے جلسے کرتے ہین تو اس صورت مین ہمین اوسکے مقابلے مین ایسے جلسے کی جیسا کہ ندوہ ہے ضرورت ہے یا نہین۔

الجواب

مین دو سال سے اس جلسہ ندوۃ العلما مین شامل ہوتا ہون مین نے نہایت امعان نظر اور دقیق خیال سے ادلۂ اربعہ شرعیہ کو معیار قرار دیکر خوب غور کیا اوسمین کسی امر وتجویز کو خلاف اہل سنت والجماعت کے نہ پایا۔ اور بتقضای رفتار زمانہ بمقابلہ مخالفین اسلام اپنے جلسہ اسلامی کو پُر شوکت کرنا بلاشک موجب اظہار شوکت وشان اسلام ہے ایسے اُمور مشروعہ سے شرعاً عظمت اسلام کو دکھانا کوئی امر ممنوع نہین ہے بلکہ محبوب شارع علیہ السلام ہے مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد فتح مکہ معظمہ اپنے صحابۂ کرام کو ارشاد فرمانا کہ طواف خانۂ کعبہ مین رمل کرنا چاہیے تاکہ مخالفین اسلام کی نظرون مین اہل اسلام ضعیف نہ معلوم ہون پھر ایسے جلسہ اسلامی کو نامشروع کہنا اور اون علما وصلحا ومشایخ کو جو اُسمین شامل ہوتے ہین خلاف اہل سنت والجماعت قرار دینا نہایت جسارت وخوفناک امر ہی اعاذنا اللہ سبحانہ اس سے بچائے

احقر العباد غلام محمد ہوشیارپوری

ماشاء اللہ جب اصل اصول اس جماعت عظیمہ کا باہمی مشورے پر منحصر ہے جسکی شان مین ید اللہ فوق الجماعۃ ناطق ہے اور علاوہ برین جب یہ جماعت اہل سنت وجماعت سے ہو پھر آمین کسی کو کیا گفتگو ہی میرے نزدیک تو ایسی جماعت کا مخالف خود مخالف اہل سنت وجماعت ہے اس مجمع کی امداد اور اسمین شامل ہونا موجب شوکت اسلام ہے کیونکہ اتفاق ہونا اُمت مرحومہ کا بہت عمدہ خیر ہے یہ عاجز بھی اس امر مین داعی ہے۔ اہل سنت کو چاہیے کہ اسمین خوب کوشش کرین اور اس ندوۃ العلما کو غنیمت اور نعماے الٰہی سمجھکر اسمین شریک ہونے کو اپنا فخر اور بہبودی دارین جانین فقط

کتبہ خادم العلما فقیر الٰہی بخش عفی عنہ ٹہڈوی من مضافات ہوشیارپور تاریخ ۱۵- ذالحجہ روز جمعہ

اس ندوۃ العلما کو مقتضیات اور شہد صفر دریات وقت سے نہ سمجھنا میری سمجھ مین حسد ہے یا حمق ہے وارحم الراحمین مسلمانان ہند کو اس بلا سے بچاوے آمین ثم آمین۔ المذنب خاکسار محمد بخش حکیم ٹہڈوی ضلع ہوشیارپور

۱۶- ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری مقدس

حامداً ومصلیاً مساعی جمیلہ وترددات کثیرہ حضرت علماے ندوہ دربارہ ازدیاد دین مبین وترویج علم شریعت غرا ولت بیضا مطلوب چنانچہ از بعض ثقات شاملین جلسہ ندوۃ العلما سموع میرسد واز بعض کتب مصنفہ مقاصد ایشان معلوم میشود درین فساد زمان وزمانہ پُر از جہالت وطغیان از مقتضیات عظمی ومحبت کبرے حق سبحانہ وتعالی باید شمرد والحمد للہ علی ذلک باید خواند وترقی روزافزون از ایزد بیچون مسئلت باید نمود اللّٰہم اجعلہا فائزۃ الی مقصودہا وواصلۃ الی مطلوبہا آمین ثم آمین

بندہ فتح الدین مدرس اسکول ہوشیارپور

چونکہ علماے متبحر وفضلاے وحید الدہر اور اکابران دین کا امر خیر پر جمع ہونا اور ایسے مجالس بانزک وشان کا انعقاد جو ترقیات اور بہبودی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکا مقتضا ہو موجب عزت وتوقیر اسلام ہے اسلیے حامیان دین متین اور معاونان شریعت زرین پر لازم ہی کہ بنظر تعاون علی البر والتقوی شریک ندوہ ہوکر جو مقاصد فروغ دین اونکے مافی الضمیر ہون خوش اسلوبی سے پیش کرتے رہین تاکہ وفاق کثرت راے سے منجر ہون الا ان حزب اللہ ہم الغالبون اور اگر رونق افروزی ندوہ سے عوائق تعلقات دنیویہ سد راہ ہون تو مردان اولوالعزم ناصران دین کا شکریہ ادا کرین۔ احقر عباد رب جلیل محمد خلیل مدرس ہوشیارپور

جلسۂ ندوۃ العلما جسکے اراکین اکابر علمای اہل اسلام اور جسکے بانی مستند صلحای کرام ہین از سرتا پا خیر و برکت اور تمامی فیض و موہبت ہے۔ اسکے مقاصد یعنی اتفاق باہمی اہل اسلام و ترقی علوم دین و جواب اعتراضات مخالفین وغیرہ اسلام کے مقاصد ہین بس ایسے متبرک جلسے کی تائید کرنا اسلام کی تائید کرنا اور اس سے مخالفت کرنا اسلام سے منازعت کرنا ہے ہرچند راقم الحروف کو ابتک اس متبرک جلسے مین حاضر ہونے اور شرف حاصل کرنے کا موقع نہین ملا مگر اسکے تفصیلی حالات اون علمای حقانی سے سُنے جو اسکے ہر ایک جلسے مین شریک ہوئے اور روئداد مطبوعہ اور اخبارات سے معلوم کیے کوئی امر شرع شریف کے خلاف معلوم نہین ہوا بلا شبہہ اس جلسے کے قیام سے شوکت اسلام کا اظہار ہے اور اسکے اجرای مقاصد سے مقاصد اسلام کا استحکام واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

کتبہ العبد العاصی مشتاق احمد عفی عنہ

اقول و باللہ التوفیق کسی جلسے کا مشروع یا غیر مشروع ہونا اوسکے مقاصد کے لحاظ سے ہوتا ہے ندوۃ العلما کے مقاصد یعنی باہمی اتفاق اہل اسلام و ترقی علوم دین و جواب اعتراضات مخالفین وغیرہ چونکہ اسلام کے مقاصد ہین اسلیے یہ جلسہ مشروع ہے اور ایسے زمانے مین اظہار شوکت اسلام کے لیے ایسے عالی شان جلسے کا ہونا مناسب بلکہ بہت اور ضروری ہے فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ مسکین مفتی شاہ دین عفی عنہ

اللھم ارنا الحق حقا۔ کمترین کو مطالعہ اخبارات و روئداد جلسۂ ندوۃ العلما سے جو جو اغراض و مطالب اس انجمن کے معلوم ہوئے اور نیز جو کچھ زبانی شاملان ندوہ مذکور خصوصاً مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری سے سُنے گئے ہین اور نیز بوجہ شامل ہونے اکثر علمای حقانی کے خصوصاً بعض اساتذہ و شیوخ کے یہ کمترین اس ندوے کی امداد کو فرض عین سمجھتا ہے اور ضروریات زمانہ کے لحاظ سے بہت ضروری تھا کہ یہ ندوہ ایک عرصے سے قائم ہوا ہوتا اور ابتک اسکے بہت کچھ ثمرات عامہ مومنین کو پہنچے ہوتے۔ اس تاخیر مین بھی کوئی حکمت الٓہی ہوگی۔ بہرصورت جو شخص اس ندوے کا مخالف ہے یا تو متعصب ہے یا اسکے اغراض و مقاصد سے جاہل ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم

نور محمد اڈیٹر نور علی نور لدھیانہ۔ ۱۲۔ مئی ۱۸۹۶ء

جو علمای بالا نے تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح و درست ہی جلسۂ مذکور قابل قدر و موجب شوکت اسلام ہے

نہین کوئی مقصد تجویز خلاف مذہب اہل سنت والجماعت نہین اور نہ کوئی امر ممنوع شرعی ہے فقط

محمد اسحاق پروفیسر صیغہ عربی مہندر کالج پٹیالہ

اگرچہ از شمولیت جلسہ ندوۃ العلما ہر دو مرتبہ معذور ماندم و از تفصیل حالات جلسہ نیز مطلع نیستم مگر بشہادت ثقات بر اغراض و مقاصدش علم اجمالیم حاصل ست نظر بران انعقاد و شمول این جلسہ متضمن برکات ست

العبد

غلام رسول الحنفی عفی عنہ مفتی امرتسر

بیشک ایسے وقت مین کہ اسلام کی حالت نہایت ہی نازک ہو رہی ہے ایسی انجمن کا قائم ہونا ترقی اسلام کی نہایت ہی نیک فال ہے اور اسکی امداد جس قسم کی ہوسکے منتج حسنات و مثمر برکات سمجھتا ہون اور جیسا کہ مین نے حالات ندوہ تحریراً اور تقریراً دیکھے اور سنے ہین وہ شہادت دے رہے ہین کہ اس ندوہ کا منعقد ہونا اسلام کی تائید کا نشان ہے

ابو عبید اللہ احمد وفقہ اللہ لتزود الغد — واعظ جامع امرتسر ۲۳ محرم ۱۳۱۲ ہجری

میرا جوش اسلامی اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ اس ضعف اسلام مین ہمارے علمای نامدار و مشائخ ذوی الاعتبار اول باہمی اتفاق پیدا کرین اور پھر اجتماعی قوت سے مخالفین اسلام کا کہ آندھی کیطرح چارون طرف سے پھیل رہے ہین ہمہ تن ہو کر اعلای کلمۃ اللہ کے لیے مقابلہ فرمائین سو الحمد للہ کہ تھوڑے عرصے سے ندوۃ العلما نے کمر ہمت کی باندھی ہے خداوند کریم اپنے دین کا آپ حامی ہے اور جو حامیان دین ہوتے ہین انکی مدد کیلیے مدد کرنے کا وعدہ فرماتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم الآیۃ بس ایسے وقت مین جہان تک ہوسکے علما کا فرض ہے کہ اس جلسے کی تائید و نصرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمائین۔ جو کچھ کام ندوہ کر رہا ہے مین بدل و جان اسکا حامی ہون اور داعی ہون کہ خداوند کریم اسکو روز افزون ترقی دے اور اسکے مخالفین کو فروغ نہونے دے اور جسقدر کوئی مخالفت کرے اسیقدر اسکی ترقی ہوتی جاوے الحق یعلو ولا یعلی کا ظہور ہو۔

حررہ راجی رحمت ربہ القوی احمد علی عفی عنہ حنفی بٹالوی مدرس مدرسہ اسلامیہ شاخ دینیات امرتسر

ندوۃ العلما مین اگرچہ یہ نیازمند شامل نہین ہوا مگر ہر سال جلسے کے موقع پر شوق از حد رہا مگر کوئی باعث کی وجہ سے مجھے شمول کا موقع نہین ملا اللہ تعالی کی درگاہ سے توقع ہے کہ بحکم کل امر مرہون باوقاتہا

کسی کیسی وقت دلی مراد پوری ہو اور جلسے مین شامل ہون۔

مین نے اپنے احباب سے سنا اور نیز کاغذات ندوہ کو وقتاً فوقتاً دیکھا لہذا مین اپنے معزز مولوی احمد علی صاحب کی تحریر سے زیادہ اتفاق کرتا ہون کہ پہلے علمای کرام اتفاق کرین یہ ایسی دولت ہو کہ اسکے سبب سے سب کچھ حاصل کرینگے مجھے کمال افسوس ہوا یہ حال سنکر کہ بعض لوگ اسکے مخالف ہو گئے ہین اس مبارک مجلس کے اصول ہرگز ہرگز مخالفت کے لائق نہین۔ مخالفین اگر کوئی اصول اسکا خلاف شرع پاوین تو جلسے مین بحث اور غور کیلیے پیش کرین نہ کہ مخالفت پر کمر باندھین یہی علامت ادبار کی ہم بین دل سے چاہتا ہون کہ اللہ تبارک وتعالی اس مبارک مجلس کو ہمیشہ چمکتا رکھے اور باد صرصر سے محفوظ و مصون رکھے بالنون والصاد والنبی وآلہ الامجاد۔۔

العبد ——— الل

انا الراجی الی رحمۃ اللہ ابو الحسین غلام اللہ قصوری

بیشک ایسے وقت مین علمای کرام کا اتفاق اور ندوۃ العلما کی امداد مین کوشش کرنا منتج حسنات و مثمر برکات ہو اور اس مبارک مجلس کی مخالفت موجب ادبار۔ اللہ تعالی ناظم علام کو جزای خیر عطا فرماوے

انا الراجی الی رحمۃ اللہ
فقیر محمد فیض اللہ عفی عنہ

"تعاونوا علے البر والتقوے"

علمای اسلام کا اتفاق اسلام اور اہل اسلام کے لیے نہایت ہی مبارک اور باعث سعادت ہو مسلمانونکو ایسے اتفاق کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ اللہ تعالی ندوے کی ان مفید کوششون مین برکت دے اور اونکو اُنکے نیک ارادون مین کامیابی بخشے۔ اس ندوے کی امداد اہل اسلام کے لیے نہایت ہی ضرور ہے۔ خیر خواہای اسلام سے ایسی برکت متصور نہین ہوسکتی کہ مبارک قصد مین اسی ہو کر منافع لیجر بنے۔ ندوہکی ابتدائی چند روزہ کوششون سے ہی عام اہل اسلام کی محبت بھری نگاہین اسکی طرف لگ گئی ہین جبکہ اجتماعی طاقت جبکی بنا و محض الست پر ہو بہت کچھ عمدہ نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ اس دن کا بڑی خوشی سے انتظار کیا جاتا ہے جبکہ مسلمان دینی و دنیوی ترقیات کے اعلی معارج پر پہونچین گے۔

کمترین احمد دین مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

مین نے ندوۃ العلما کی رویداد دیکھی ہے اور اوسکے بعض خاص جلسون مین شامل ہوا ہون میری راے مین اوسکے اصول بالکل شریعت کے موافق ہین اور ترقی اسلام کے باعث ہین اسلیے اوسمین شریک ہونا خصوصًا ایسی حالت مین کہ شریک ہونے والیکو اصلاح کی تجویز پیش کرنے کا پورا اختیار ہو کسی قسم کی قباحت کا باعث نہین بلکہ ہر ایک طرح مستحسن ہی۔ واللہ اعلم بالصواب

خاکسار مفتی محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔ پروفیسر عربی اورنٹیل کالج لاہور

چندانکہ کارروائی جلسۂ ندوہ مرا معلوم ست دران ہیچ امرے از وجوہ مخالفت شریعت نیست۔

غلام احمد مدرس مدرسۂ نعمانیہ لاہور

جسقدر مین نے کارروائی جلسۂ ندوۃ العلما کی مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب موصوف و غلام احمد صاحب سے سنی ہے بالکل مطابق شرع ہے شریک ہونا مین مستحب ہی۔

الجواب صحیح المجیب مصیب
محمد حسن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نعمانیہ لاہور

لاریب ندوۃ العلما کے جلسے مین کوئی امر خلاف شرع و خلاف طریقۂ اہل سنت والجماعت کے نہین پایا جاتا ہے مجکو ندوے مین چند بار شرکت کا اتفاق ہوا حاشا وکلا کوئی امر غیر مشروع نہین دیکھا بلکہ اسلامی برکات سے یہ جلسہ مالامال دیکھا گیا ابتک اس جلسے کے تین اجلاس سالانہ ہوئے ہین جسمین سے دو جلسے مین مسند صدارت کو جناب مولانا مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدظلہ نے رونق بخشی ہے جو اسوقت مین اکثر علماے اہل سنت کے سرگروہ اور استاذ مسلم ہوچکے ہین میرے خیال مین اس ندوے سے بڑھکر کوئی جلسہ بابرکت ہنوز ہندوستان مین قائم نہین ہوا ہے اسکی شرکت و تائید جسطور سے ممکن ہو موجب اجر جزیل ہے انشاء اللہ تعالی یہ ہونہار باغ دین کا بہت سے ثمرات منفعت اہل اسلام کو عطا کرے گا کیونکہ غرض اسکی اشاعت علوم و دفع نفاق اہل اسلام ہے وکفاک بہ قدوۃ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون و علی اللہ فلیتوکل المتوکلون فقط

حررہ ابوالخیر عبد الوہاب البہاری عفی عنہ الباری مدرس اول مدرسہ دار العلوم کانپور

بھلا اس سے کون سا جلسہ بڑھکر ہوسکتا ہے جسمین اس آیت قرانی وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا الآیہ کی پکار ہوتی ہے ذرا انصاف سے دیکھیے تو صاف معلوم ہو جائے کہ اسمین کوئی امر خلاف شرع

نہین ہے ۔ حررہ عبد النور نائب مدرس مدرسہ دار العلوم

یہ احقر بھی علی التواتر باستثناء ہی جلسۂ آخری مجالس ندوۃ العلماء مین شریک ہوا ہے مجکو جہانتک تحقیق ہے اس محفل مین ایسا کوئی امر خلاف شرع معلوم نہین ہوتا جو کافۂ اہل اسلام کو شرکت سے مانع ہو بلکہ عامۂ مسلمین کو علی العموم اور گروہ علما کو بالخصوص چاہیے کہ اسکی معاونت اور شرکت کو واجب خیال کرین واللہ علم

نور محمد مدرس مدرسہ فیض عام کانپور

مین جلسۂ ندوۃ العلماء جو کانپور مین منعقد ہوا تھا اول سے آخر تک حاضر تھا کوئی امر خلاف شرع وقوع میں نہ آیا بلکہ اشاعت علوم اور باہمی اتفاق اور رفع نفاق اور حسن اخلاق اور خوبی اسلام اور ذرائع ترقی اہل اسلام کا جو کے ہم امور دمکلف ہین بیان تھا اور ایسی شان وشوکت سے اہل اسلام کا جلوس تھا کہ مخالفین اہل اسلام کا چہرہ زرد اور رنگ فق تھا اور تابعین طریقۂ انیقہ سید البریہ علی اہلہا الصلوۃ والتحیۃ کا دریای جوش فرق اور شوق موج زن تھا اور بزبان حال بندای بلند پکارتے تھے ؎

درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسہا

اور ایسی ہی حال جلسۂ دوسرے اور تیسرے کا بڑے بڑے فضلای نامدارون سے جو ندوۃ العلما کے جلسے مین بغرض حمیت دین شریک تھے سُنا پس بمقتضای حمیت اسلام اور اہل اسلام ایسے جلسے مین شریک ہونا اور رونق دینا اور شرکت نہو سکے تو جس قسم کی اعانت ہو سکے کرنا عین اعانت اسلام اور اہل اسلام ہے فطوبی لمن ہذا شانہ وویل لمن اتبع ہواہ نفسہ وہذا حالہ ۔

حررہ مسکین غلام حسین عفی عنہ پنجابی وطناً کانپوری مسکناً

بندے کو اس مبارک جلسے مین تین دفعہ شامل ہونے کا اتفاق ہوا ۔ کانپور ۔ لکھنو ۔ بریلی ۔ ہر دوسرے جلسے مین بہ نسبت اول کے ترقی اہل اسلام خصوصاً علمای کرام وفضلای عظام کی پائی اور نیز اکثر علمای اہل سنت والجماعت نے جو اس جلسے مین شریک ہوئے اسکے خیر ہونے پر اطمینان قلبی ظاہر کیا اور کہا کہ بلاشک یہ جلسہ موافق شریعت ہی اور فی زمانہ جسکی حالت اظہر من الشمس ہی ضروری بلکہ اشد ضروری ہے پس جسکے احسن ہونے پر قلوب مومنین اطمینان ظاہر کرین اُسکے خیر اور موافق شرع ہونے مین کب شک سکتا ہو ہی کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قلب مومن کو امتیاز خیر وشر کے لیے معیار قرار فرمایا ہے چنانچہ حدیث وابصۃ بن معبد سے جو مشکوۃ شریف مین موجود ہے معلوم ہوتا ہے ۔ البر ما اطمانت الیہ

النفس واطمئن الیہ القلب والاثم ما حاک فی النفس وتردد فی الصدر وان افتاک الناس میرے نزدیک یہ جلسہ مثمر برکات ہے اور کوئی امر ایمین خلاف شرع اب تک نہین پایا گیا۔

حررہ مسکین خیر الدین پنجابی مدرس سوم مدرسۂ فیض عام کانپور۔

فی الواقع یہ جلسۂ ندوۃ العلما کہ جسکی تصدیق میرے مخلص مہربان مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری اور دیگر علمای معتمدین لکھتے ہین اور نیازمند نے خود بھی رویداد جلسہ کو دیکھا اور دوسرے بہت سے علما سے اوسکا حال سُنا موجب حصول برکات ہے علمای اہل اسلام کو ایسے مبارک جلسے مین شریک ہونا اور جان و دل سے سعی کرنا باعث حسنات ہے اور جو کوئی ایسے مجمع خیر کو اپنے غرض نفسانی سے خلاف شرع کہے وہ خود شرع شریف کے مخالف ہی۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ والله متم نورہ وصلے اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ سہارنپوری مقیم حال میرٹھ شہر

بندہ جلسۂ سوم مین شریک ہوا اس جلسۂ متبرکہ کی نسبت جداگانہ تقریر خدمت مین ناظم صاحب کے بھیجونگا بہرحال مین اسکی ذات کو اسوقت بحیثیت موجودہ امر اہم اور اسکے مقاصد کو کار مہتم بالشان سمجھتا ہون۔

ابوالحسنات حبیب الرحمن عفی عنہ

شع ہم سخن سنج ہین غالب کے طرفدار نہین۔ گو مجکو اسوقت تک اس جلسۂ عالیہ حقانیہ علمائی عالی الاحترام وفضلای عالی مقام وصوفیای ذو المجد والاکرام مین شرکت کا موقع دستیاب نہین ہوا اور نہ میری نظر کوئی اسکی روئداد گذری مگر جہانتک احباب دینی ومخلصان یقینی سے سُنا گیا تو تمدح اسکوا اسکی ثنا وصفت مین رطب اللسان پایا میرے دل مین کچھ اس جلسۂ عالیہ کے حالات عاد صدا ودعوا رضا سدا لاحقہ کی نسبت شبہات تھے مگر الحمد للہ کہ وہ سب کے سب تقریر دلپذیر میرے مکرم مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری سے رفع ہوگئے علاوہ اسکے جب مین قدرے تامل کو کار فرما کر نظر غور و فکر سے دیکھا تو اس جلسۂ ندوۃ العلما کو سراپا مجمع حسنات منبع برکات مشعل راہ ہدایت مطلع نور ہدا۔ فروغ طالع وفاق واتفاق۔ برق خرمن سوز نفاق وشقاق پایا اور دائرہ سنت سنیہ وطریقہ مرضیہ صاحب الصلوۃ والتحیہ سے سرمو باہر نہ دیکھا۔

راقم الحروف ناصر الاسلام ابوالفیض محمد شفیع ناصر امیٹھوی حصل اللہ مرادہ

یہ احقر بھی اس مبارک جلسۂ ندوۃ العلما کا ممبر ہے بعض جلسون مین شریک بھی رہا۔ سبحان اللہ اوسکے

عظمت اوسکے شوکت ایسے ہین کہ بیان سے باہر ہے۔ تھوڑے بھائیون نے جو اس جلسے سے اختلاف کیا ہے اونکی سمجھ کے لیے دعای خیر کرنی چاہیے۔ اللہم اہد قومی فانہم لایعلمون۔

وحید الحق مدرس اول مدرسۂ اسلامیہ بہار

گرچہ یہ ہیچمیرز اس جلسے مین باوصف کمال اشتیاق کے بسبب موانع کے حاضر نہین ہوا لیکن کئی لوگون سے خبر مین اسکی خوبی اور عظمت کی سن رہا ہون علے الخصوص اپنے احباب علماسے جو اس جلسے مین شریک رہے ہے اسلیے مجکو وثوق تام ہوا کہ اسکی بنا اوپر قولہ تعالی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا پر ہے بے شبہہ ہر شے کی قوت کے لیے جماعت درکار ہے اسباب ضعیفہ کے ملنے سے سبب قوی حاصل ہوتا ہی اللہ تعالی معین جماعت ہی ید اللہ علی الجماعۃ الخ یہ جلسۂ معززہ مقبولہ میرے نزدیک انشا اللہ تعالے حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ دونون مین موثر ہوگا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

محمد احسن بہاری عفا اللہ عنہ

یہ جلسۂ ندوۃ العلما کا جو بہبودی اسلام واہل اسلام کیلیے قائم ہوا ہے ہرگز ہرگز نامشروع وناجائز نہین اور شریک اسکا اہل سنت وجماعت کے مذہب سے خارج نہین بلکہ اس مذہب کا موید ومثاب ہے۔ ہمنے اس جلسے مین کوئی امر خلاف اہل سنت وجماعت کے نہین پایا حاشا وکلا۔ یہ جلسہ باشان وشوکت ایسے زمانہ پر فتنہ مین نہایت ہی مناسب بلکہ واجب وضروری ہے اس سے بہتیرے فوائد حاصل ہین ولوکرہ المنکرون فقط

المحرر والشاہد العاجز محمد عبد الشکور البہاری العظیم آبادی عفا اللہ عنہ وعن اسلافہ

الجواب صحیح۔ محمد بشارت کریم الاسحاقوری البہاری۔

ہمنے جہانتک اسکے حالات سنے ہین اسکا نامشروع ہونا کسیطرح ثابت نہین ہوتا۔

اصغر حسین دسنوی البہاری

مین ضعیف ہون اور اکثر بوجہ ضعیفی کے آمد ورفت مین تکلیف ہوتی ہے بشرط صحت البدن کے مجھے جلسے مین آنے سے کچھ عذر نہین ہے۔ مجھے لایخافون لومۃ لائم سے کچھ خوف نہین ہے فقط

عاصی محمد اشرف عفی عنہ ساکن موضع ہرگانوان ضلع پٹنہ

مین اس جلسے کے حالات سے کماینبغی واقف ہون کوئی امر نامشروع اسمین نہین ہی۔ عبد الباری عفی عنہ

ندوۃ العلما کے عمدہ ہونے مین کسی اہل علم صاحب عقل کو شک نہین - ندوہ شریعت غرا کی ترقی مین سعی کر رہا ہے بلکہ کامیاب بھی ہوتا جاتا ہے - ندوہ اور اوسمین خلاف شرع کارروائی ہو محال ہے ندوے کے شرکا وہ بزرگان دین ہین کہ جنسے دین مبین کو فروغ ہے - ندوے مین جو فوائد ہوئے اور آیندہ ہونگے حد بیان سے زائد ہین - ندوے کے موافقین پر خدا کی رحمت ہو اور مخالفین کو اللہ تعالی ہدایت فرما دے کہ وہ مخالفین توبہ کرکے شریک ندوہ ہون -

محمد حفیظ اللہ عفی عنہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

برادران اسلام یہ وہ جلسہ عظیم الشان ہے جو بقاے شیرازۂ اسلام کے لیے ہر زمانے مین عموماً اور اس زمانے مین خصوصاً مسلمانون پر واجب و لازم ہے مجیب نے نہایت ہی عمدہ جواب دیا ہے - احقر انام کفایت حسین حنفی قادری عفی عنہ مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

مجیب لبیب نے جو تحریر فرمایا ہے بہت ہی صحیح ہے صرف استدلال مین بجای فتح مکہ کے بعد صلح حدیبیہ عمرۃ القضا ہے فقیر کو بھی اِس بابرکت جلسے کی شرکت کا اتفاق ہوا ہے کوئی امر خلاف طریقۂ اہل سنت والجماعت کثرہم اللہ دیکھا نہین گیا - بیشک ایسے جلسے کے ہونے کی اہل اسلام کو سخت ضرورت تھی اور ہے واللہ اعلم -

فقیر خاکپای درویشان قادری چشتی نقشبندی مجددی محمدی ابو الحسنات محمد عبد الغفور دانا پوری عظیم آبادی واعظ اسلام مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

حامداً و مصلیاً

اما بعد - اجتماع اہل سنت وجماعت واسطے ترقی اسلام و باہمی اتفاق وغیرہ مقاصد اسلامیہ موجب خیر و برکت ہے اسمین خلوص و استقامت لازم ہے فرقۂ غیر اہل سنت و جماعت کے ساتھ دنیوی امورین اتفاق و امور دینیہ مین علیحدہ علیحدہ برتا و چاہیے اور ہر صورت مین ایسی ایسی نزاعونکو موجب قلت و اہانت اسلام بنظر اغیار ہین اٹھا دینا چاہیے فقط

بندۂ کمترین محمد جسیم الدین عفی عنہ واعظ اسلام انجمن اسلامیہ مونگیر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلسۂ ندوۃ العلما کو من توفیق اللہ سمجھنا چاہیے۔ فقیر بھی سال پیوستہ مین شریک جلسہ تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سیکڑون علمای نامدار کا یکجا ہوکر فلاح اہل اسلام مین کوشش بلیغ کرنا جسکا نتیجہ علی قدر فہم ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ خراب حالت اسلام و نازک کیفیت اہل اسلام کو بد جسکی اسوقت کمال ضرورت ہے کسقدر فائدہ بخش ہے ہمارے بعض ہمعصر علما معلوم نہین کیون اسکے خلاف مین قلم و زبان کو تکلیف دینا گوارا کیا ہے افسوس ہے ندوۃ العلما کے فضائل و فوائد اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے جسکو فقیر نے علٰحدہ تحریر مین ضبط کیا ہے

عبدہ حفی شفیعہ ۱۲
محمد امانت اللہ

مین نے بھی جہانتک غور کیا ندوۃ العلما کی خیریت مین کوئی شک نہ پایا وہ جلسہ کیون اچھا نہو گا جسمین علما شریک ہون اور اتفاق بین المسلمین کے ساعی ہوکر اجر جزیل کے مستحق ہوں ہرچند کہ مین نے بجز جلسۂ انتظامیہ کے کسی بڑے جلسے مین شریک ہوکر فخر حاصل نہین کیا لیکن میرے بزرگ اسمین شریک ہوتے رہے اور اونسے مین اسکے محاسن اور فضائل سنتا رہا سبا کیون دولت از گفتار خیزد۔ اللہ تعالی علمای کرام کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

وانا العبد الکئیب المستغفر الذنوب عبدہ محمد ایوب
الکویلی الاسرائیلی اصلح اللہ شانہ وصانہ عما شانہ

غازیپور کے مشہور عالمون اور مشائخ مین ہیں ۱۲

اعلان کتب موجودہ دفتر ندوۃ العلما

اسامی کتب متعلقہ ندوہ	قیمت باعتبار کاغذ عمدہ	قیمت باعتبار کاغذ رسمی	کیفیت
حصہ دوم روئداد سال اوّل	۸/	+	اسمین مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی وغیرہ علما کی تقریرین درج ہین
رسالہ تنظیم	عہ/	۱۲/	یہ رسالہ مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی کا دربابِ اصلاح طریقہ تعلیم ہے
مضامین ثلثہ	۳/	۲/	اسمین مولوی عبد الحق صاحب و مولوی حبیب الرحمن خان صاحب و مولوی غلام محمد صاحب کی تقریر ہے
مضامین نظم و نثر	۷/	۵/	اسمین تیرہ تقریرین ہین جو جلسۂ دوم ندوۃ العلما مین پیش ہوئین
اتفاق	۴/	۲/	تقریر مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب مہتمم مدرسہ احمدیہ آرہ۔
مضامین اربعہ	۸/	۶/	اسمین مولوی ابراہیم صاحب آروی مولوی اعظم حسین صاحب خیرابادی مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی و مولوی سلیمان صاحب پھلواروی کے مضامین درج ہین۔
مسودۂ دار العلوم	بلاقیمت		ندوہ جس قسم کے اعلیٰ درجے کا مدرسہ جاری کرنا چاہتا ہے اوسکا پورا خاکہ۔
روئداد سال دوم	۱۲/	۱۰/	اسمین جلسہ ندوۃ العلماء منعقدۂ لکھنؤ کی مفصل کیفیت درج ہے۔
بشارات ندوۃ العلما	بلاقیمت		بعض حضرات کو ندوۃ العلما کے متعلق جو بشارتین ہوئین وہ اسمین درج ہین
نصاب عربی	″		ناظم ندوۃ العلما نے نصاب عربی کا خاکہ تیار کرکے بغرض استصواب شائع کیا
مختصر کیفیت جلسۂ سوم	۱/	۱/	اسمین جلسہ سال سوم کی کاروائی مجملاً درج ہے جو جلسہ سوم منعقدۂ بریلی مین ہوئی تھی
تجویز دار العلوم	۳/	۲/	اسمین دار العلوم کے نصاب کے متعلق جتنی رائین آئی ہین اُن سبکا خلاصہ درج ہے اور وہ تقریرین بھی درج کیگئی ہین جو حضرات علمانے اسکی منظوری کے وقت جلسہ سوم منعقدہ بریلی مین کین
روئداد سال سوم مع ضمیمہ	۱۴/	۱۲/	اسمین جلسہ ندوۃ العلماء منعقدۂ شہر بانس بریلی کی مفصل کیفیت لکھی ہے اور اسکے ضمیمہ منسلکہ مین خزانۂ محمدیہ و دستور العمل مع دیگر فوائد مندرج ہے

فہرست اُن رسالونکی جو ندوۃ العلما کی تائید مین اہل حق نے تصنیف کیے ہین

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	نام مطبع	[illegible]	کیفیت
۱	ارشاد الکملا	مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب	مجتبائی دہلی	۲؍	یہ نہایت عمدہ رسالہ ہی جسمین بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بحوالہ کتب معتبرہ مخالفین کے جواب دیے گئے ہین اور ندوہ کی کاروائیو نکا ثبوت اقوال و افعال سلف سے دیاگیا ہی یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی سے ملسکتا ہی
۲	اتمام الحجۃ علے مخالفی الندوہ	مولوی سید احمد صاحب حسنی قادری	گلزار حسینی بمبئی	۱؍	اسمین نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ مولوی عبد القادر صاحب کے خط کا جواب دیا ہی اس رسالے کو جناب بدرالدین بن عبداللہ صاحب تاجر نے چھپوایا ہی اور غالبًا اونکے یہان ملے گا
۳	اعلام التفہیم الاعلام و تنبیہ العوام	مولانا محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی	انتظامی	ـ؍	اسمین مخالفین ندوہ کو بغرض اصلاح دعوت دی گئی ہے اور ندوۃ العلما کی حقیقت ظاہر کیگئی ہی۔
۴	بدیۃ اللبالی ندوۃ العلما	مولوی محمد علی صاحب	”	٠؍	یہ دونون رسالے دفتر تحفۂ محمدیہ کانپور مین ملین گے۔
۵	مقاصد ندوۃ العلما	مرزا حیرت صاحب دہلوی مصنف سیرت محمدیہ	گلزار حسینی بمبئی	۱؍	اسکو بھی جناب بدرالدین صاحب تاجر نے چھپوایا ہے اور وہین مل سکتا ہے۔
۶	القول الفاصل بین الحق والباطل	مولوی حکیم محمد ایوب صاحب پھلواروی	انتظامی	۱؍	یہ بہت اچھا رسالہ ہی مصداق مائل و دل سکے نہایت شائستہ عنوان سے ندوۃ العلما کی حقانیت ثابت کی ہی۔ یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی اور دفتر تحفۂ محمدیہ کانپور سے ملسکتا ہے
۷	ہدایۃ المخلوق	مولوی علی اسلم صاحب پھلواروی	احسن المطابع پٹنہ	۱؍	یہ دونون رسالے مولوی عبد القادر صاحب مالک مطبع احسن المطابع سے مل سکتے ہین۔
۸	تائید الندوہ				
۹	بشارات ندوۃ العلما	.	انتظامی	٠؍	ندوۃ العلما کے بارے مین بعض صلحا نے جو خواب دیکھے ہین وہ اسمین درج کیے گئے ہین۔
۱۰	البرق اللامع والنور الساطع	مولوی ظہور الاسلام صاحب فتحپوری	اسلامی پریس کانپور۔	۱	اسمین علمای مدینۂ منورہ و ہندوستان کے فتوے اور تحریرین ہین جنمین ندوۃ العلما کی ضرورت و عظمت تسلیم کیگئی ہی آخر کے دونون رسالے دفتر تحفۂ محمدیہ سے ملسکتے ہین

تحفۂ محمدیہ ۔ یہ ماہواری رسالہ جسمین مضامین ردّ نصاریٰ اور اثبات حقانیت و حمایت اسلام و ترقی مسلمانان کے شائع ہوتے ہین ایک روپیہ سالانہ قیمت پر مولوی محمد احسن بہاری منتظم تحفۂ محمدیہ کانپور سے ملسکتا ہی

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

تبلیغ

جس مین ندوة العلما کی حقیقت و ماہیت اور اسکے اغراض و مقاصد سے بحث
کی گئی ہے اور جابجا ثابت کیا گیا ہے کہ یہ انجمن سُنّی المذہب مسلمانون کا ایک
دینی جلسہ ہے جو سراسر تعلیم اسلام کے مطابق ہے اور اُسکی نسبت جو بدگمانیان
یا غلط بیانیان کی جاتی ہین وہ محض تعصب و عناد اور بالکل بہتان و افترا ہے

مؤلفہ

خادم العلما و کفش بردار مشائخ خاکسار سیّد ابو ظفر دہلوی
مترجم ہائیکورٹ کلکتہ۔ نائب ناظم انجمن معین الندوہ کلکتہ

در مطبع سعیدی کلکتہ بنمبر ۹ کلنگا اسٹریٹ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیّ العظیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسمع اُخیّ وصیّۃً من ناصحٍ	نصیحتے کنمت بشنو وبہانہ مگیر
ماشاب محض النصح منہ بغشہ	کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم انما الاعمال بالنیّات وانما لکل امرءٍ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ماھاجر۔ متفق علیہ

نظم

جناب مصطفےٰ نے یہ کہا ہے	نیت سے اعتبار اعمال کا ہے
جو نیت خوب ہے تو کام بھی خوب	اگر بد ہے عمل بھی ہوگا معیوب
سفر حج کی نیت سے کیجیے گر	تو یہ اچھا عمل ہے اے برادر
اگر چوری کی نیت دلنشین ہے	تو ہرگز یہ سفر اچھا نہین ہے
کہین جائے جو دنیا کی طلب کو	ارادہ خواہ بیوی کرنے کا ہو
تو اس جانے کا ثمرہ بھی وہی ہے	عزیمت جس کی اُسنے دل مین کی ہے
پھل اُسکا پائیگا گر دل مین ہوگی	نیت راہ خدا و مصطفےٰ کی

علاوہ اُن چند در چند فوائد بہیہ و عوائد سنیہ کے جو علامہ بدرالدین عینی نے شرح صحیح بخاری مین اس حدیث منقولہ صدر کے باب مین بیان کیے ہین کہ تاج المحدثین جناب امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی تمہید و تصدیر اس مبارک قول نبوی سے کن کن وجوہ پر کی ہے اور بنظر اُن خیالات و تعلقات گوناگون کے جو اس زمانۂ پرآشوب مین باعتبار قومی حالت کے ہم مسلمانونکی عام خصوصیات

مین شمار کیے جانے لگے ہین مجکو زیادہ تر اُن حالات کا بھی لحاظ ہے جن کی مستقل ابتدا مدینۂ منورہ مین اُس خطبۂ مصطفوی کے بعد سے ہوئی جسکا آغاز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث نیت سے فرمایا تھا۔ پس جسطرح اُس مبارک وقت کے بعد سے ظہور و استعلا مقاصد تعلیم نبوی کا ہوا مجکو بتصدق روح پُر فتوح جناب خاتم الانبیا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پروردگار حکیم و قادر ذوالجلال کے فضل و کرم سے پورا پورا بھروسا ہے کہ اس عجالۂ نافعہ کی اشاعت ہوتے ہی انشاء اللہ الرحمن ہم مسلمانون کی نیتون کے سامنے بل تکلف کی صورت نکل جائینگے اور دلون کے کھوٹ جو قلم و زبان کی لغزشون سے ابتک ظاہر ہوتے رہے ہین بفضلہ تعالےٰ کھرے پن سے بدلکر آیندہ ہمیشہ کے لیے صلاح و سداد کے سچے رنگ مین جلوہ گر ہوا کرینگے۔ لوگون مین اگرچہ مشہور ہے کہ "من صنف قد استہدفٰ" لیکن مین نے اس سے قطع نظر کرکے اُس عاقلانہ و حکیمانہ نصیحت کی بھی پیروی کی ہے جسکی نسبت علامۂ بدرالدین عینی کا خیال ہے کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ گویا ابن مہدی کے اُسی قول پر عامل ہوئے اور جسکو بالفاظ مندرجۂ ذیل نقل کیا جاتا ہے۔ "انما اتی بہ علی قصد الخطبۃ و الترجمۃ للکتاب کما قال ابن مہدی الحافظ "من اراد ان یصنف کتابا فلیبدأ بھذا الحدیث۔ و قال "لو صنفت کتابا لبدأت فی کل باب منہ بھذا الحدیث ۱۲ عینی۔

اِن واقعات کی تحریر و اشاعت سے کسی قسم کا مناظرہ و احتجاج منظور نہین ہے اور نہ رد سخن کسی شخص خاص کی طرف ہے بلکہ اسلامی حقائق اور شرعی اسرار سے غافل اور قومی مصالح اور دنیاوی ضروریات سے بے خبر ہونے کے سبب ہمارے بعض نہ سوچنے والے بھائیون نے محض خودغرضی اور نفس پروری کی بنا پر ہندوستان کے علماے عظام و مشائخ کرام کی ایک اسلامی جماعت اور دینی مجلس سے نہ صرف کنارہ کشی کی بلکہ دیدہ و دانستہ اُسکے اغراض و مقاصد کو جو باعتبار درستیِ تمدن و اصلاح معاشرت کے۔ اشاعتِ علوم دینیۂ اسلامیہ و رفع نزاعات و مناقشاتِ دنیّہ سے علاقہ رکھتے ہین محض ناسمجھی اور سخت بیدردی کرکے یک لخت بالکل اُلٹا کر دکھایا ہے اور گوناگون افترا ات و بہتانات کے ذریعے سے سیدھے سادے نیک دل مسلمانون کو جو اصل حال سے واقف نہین ہین طرح طرح کے

مغالطون مین ڈال دیا ہے اور اسطرح بجاے اسکے کہ نیک نیتی سے اختلاف کرتے۔ گو وہ کیسی ہی ناعاقبت اندیشی و غلط فہمی پر مبنی ہو پھر بھی تو کچھ نہ کچھ باعث رحمت ضرور ہوتا۔ ہمارے ان جوشیلے مغلوب الغیظ بھائیون نے حقائق و واقعات سے چشم پوشی کر کے سچی باتون اور مسلمانون کی دینی و دنیاوی بھلائی کی تدبیرون پر پانی پھیرنا شروع کر دیا ہے اور بدنصیبی سے سمجھتے ہین کہ ہم بہت بڑا مذہبی کام کر رہے ہین بھائیو! تمھارا ایسا کہنا اور سمجھنا تو جب ہی درست و مفید ہو سکتا تھا کہ چلتے ہوئے کام مین اڑنگا لگانے کے بدلے تم خود بھی کام کرنے کی کوئی اچھی صورت اختیار کرتے۔ تمھاری ان اسلام کش تدبیرون اور مغویانہ تحریرون سے سوا اسکے کہ اسلام کی رسوائی اور مسلمانون کی جگ ہنسائی ہو اور مسلمان رہے سہے طبق دنیا سے مٹ جائین۔ اگر جیین بھی تو معاذ اللہ بنی اسرائیل کی طرح ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ کا نمونہ بنکر نہایت ہی ذلیل ترین حالت کمینہ ترین زندگی بسر کرین۔ بھلا کوئی دوسرا فائدہ بھی متصور ہو سکتا ہے۔

ہماری بڑی آرزو اور دلی خواہش تو اب بھی یہی ہے کہ آپکے قول کے مطابق جب ہمارے علما و مشائخ کے مقابلے مین آپکے علما و مشائخ کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے تو پھر اندیشہ کس بات کا ہے آپ ان جملہ حضرات کو جمع کر کے اپنے ساتھ لیجیے اور ندوۃ العلما کے سالانہ جلسے مین جو بفضلہ تعالیٰ عنقریب ہی دار السلطنت کلکتہ مین منعقد ہونے والا ہے تشریف لا کر ندوۃ العلما کے مہمان بنیے۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہم ناچیز مشتاقان زیارت کی عزت و آبرو بڑھائیے۔ ہمارے اجلاسون مین شریک ہوجیے۔ جو کچھ کاروائی ہم لوگ کرین صبر و سکون کے ساتھ اسکو دیکھیے۔ فکر و تدبر سے کام لیجیے اور نیک نیتی سے اسکی غرض و غایت کو پہنچیے۔ اسطرح سوچنے سمجھنے کے بعد اگر آپ ہمارے ساتھ ہمارے کامون مین اتفاق کرین فہو المراد بالفرض اگر آپ کو ہمارے ساتھ نیک نیتی و مصلحت اندیشی سے کسی قسم کے اختلاف کرنے کی معقول وجہ نظر آئے اور ہم لوگون کو برسر خطا سمجھین کیونکہ ہم لوگ بھی آخر آدمی ہی ہین ممکن ہے کہ ہمسے بھی کسی قسم کی بھول چوک ہو جائے تو بیشک اس صورت مین آپ حق رکھتے ہین کہ دنیاوی تہذیب و شایستگی اور اخلاق محمدی کی رعایت ملحوظ رکھکر پورے زور سے اختلاف کے دلائل و شواہد پیش کیجیے اور دنیا و دین دونون کے

عام دستور کے مطابق کثرت رائے سے اُس امر اختلافی کا قطعی فیصلہ کرلیئے اور بہ نیّت طمانیت مطمئن ہوکر دل و جان سے ہمارے شریک کار بن جائیے۔ یہ صورت تو اتفاق کے ساتھ مل بیٹھنے اور مل جُل کر کام کرنے کی ہے لیکن اگر اُن نعمتون اور برکتون سے جن کو اللہ تعالےٰ نے اجماع و اتفاق کے ساتھ وابستہ کیا ہے اپنے آپ کو اور دوسرے بھائیون کو متمتع کرنا مقصود نہین۔ اور ندوۃ العلما کے سواد اعظم سے علیٰحدہ رہکر حدیث "مَنْ شَذَّ" کے وعید شدید کو نظر انداز کرنا مرکوز خاطر ہے تو پھر ہم ندوۃ العلما کی دینی مجلس اور اسلامی جماعت کی طرف باجبار و اکراہ آپ کو متوجہ کرنا بھی نہین چاہتے۔ کیونکہ جو کام بالخصوص دین کا کام خوشدلی و رضامندی سے ہونا مناسب ہے اُسکو زبردستی اور دھینگا دھینگی سے کیا واسطہ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ اچھا آپ جانیے اور آپ کا کام۔ لیکن یاد رہے کہ مسلمانون کی ایسی نازک حالت مین یہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیٰحدہ بنانا اور اپنے ہم عقیدہ و ہم مشرب سُنّی بھائیون سے ترک تعلقات کرکے یہ ڈھائی چانول کی ہنڈیا الگ چڑھانا ہرگز ہرگز سزاوار نہوگا اور کبھی بھی کسی عنوان راس نہین آئیگا۔ دیکھو! آگے چلکر کچھ دنون بعد ضرور پچھتاؤگے اور شرماؤگے کیونکہ اختلاف و اعتزال کی یہ چال جو آپ لوگ چل رہے ہین قطع نظر اس سے کہ وہ خدا اور رسولؐ اور سلف صالحین کے بالکل خلاف ہے رفتار زمانہ کے بھی کسی طرح متوازی نہین۔ اور زمانہ کی مخالفت بھائیو! یاد رکھو عین خدا کی مخالفت ہے کہ اِنَّ الدَّھْرَ ھُوَ اللّٰہُ۔

آج کئے برسون ہوئے جو مین نے دنیا کے بہت سے تعلقات کو منقطع کردیا ہے اور صدمات گوناگون کے بعد اب مین ہرگز اس قابل نہین رہا ہون کہ خوشدلی کے ساتھ کاغذ کے میدان مین قلم کے گھوڑے دوڑاؤن لیکن مسلمانون کی حالت زار جو مدت دراز سے مین دیکھ رہا تھا اُسکے درد نے اسوقت مجھکو حد سے زیادہ بیچین کردیا۔ یہی قومی درد اور اسلامی سوز و گداز ہے جسنے مجھ جیسے ازکار رفتہ سے اس زمانہ شورش و اغتشاش مین یہ چند صفحے درد کے بھرے ہوئے لکھوادیے۔ مجکو امید ہے کہ قوم کے دردمند جو خدا اور رسولؐ کا پاس و لحاظ کرکے امت مرحومہ کی اصلاح و خدمت گزاری چاہتے ہین وہ دردمندانہ نگاہ سے اس ناچیز تحریر کو پڑھین گے اور غور سے پڑھین گے۔

نظم

در کتاب من مکن اے مرد راه ۔۔۔ از سر بحث و سر کبرے نگاه

از سر دردے نگہ کن دفترم ۔۔۔ تا ز صد یک درد آری باورم

گو بے دولت آن بر و تا پیشگاه ۔۔۔ کز سر دردے کند این را نگاه

در گذر از زاہدی و سادگی ۔۔۔ درد باید درد کار افتادگی

ہر کرا درد نیست درمانش مباد ۔۔۔ ہر کہ درمان خواہد او جانش مباد

مرد باید تشنۂ و بے خورد و خواب ۔۔۔ تشنۂ کو تا ابد ترسد ز آب

ہر کہ زین شیوہ سخن بوئے نیافت ۔۔۔ از طریق عاشقی موئے نیافت

ہر کہ این برخواند مرد کار شد ۔۔۔ وانکہ این دریافت برخوردار شد

این کتاب آرائش ست ایام را ۔۔۔ خاص را داده نصیب و عام را

گر چو یخ افسرده دید این کتاب ۔۔۔ خوش بروان آید چو آتش از حجاب

درد من خاصیتے دارد عجیب ۔۔۔ زانکہ ہر دم بیشتر بخشد نصیب

گر ثناے ندوه من گویم بسے ۔۔۔ کے پسندد آن ثنا از من کسے

لیک خود منصف شناسد قدر من ۔۔۔ زانکہ پنہان نیست نور بدر من

اس ژولیدہ بیانی کے بعد مجکو اپنے پروردگار ارحم الراحمین کی ذات سے امید ہے کہ اس درد بھری سچی تحریر سے مسلمانون کے دلون مین قوم کا درد پھیلیگا اور اُن کے سینون مین ندوۃ العلما کی حقانیت کا نور چمکیگا۔ تعصب کی گھنگھور بدلیان اُتر جائین گی اور ابر رحمت کی برکھا ہونے لگیگی۔ قوم کے دل سے نفاق و عناد کی کدورتین دُھل جائین اور طبیعتون مین صدق و صفائی روشنی آجائیگی۔ اور قومی کام کو اپنا ذاتی کام سمجھکر مسلمان تن من دھن سے اُس مین شریک ہونگے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیان

ندوۃ العلما کی حقیقت و ماہیت اور اُسکے باب مین بعض سادہ دِرون و کج اندیش مسلمانون کے تعصّبات

ماشاءاللہ آٹھ نو سال کے عرصے سے ندوۃ العلما اس باب مین پورے زور سے کوشش کر رہا ہے کہ جہالت و نادانی اور نفاق و عناد جو مسلمانون کی دینی اور دنیاوی تباہی کے بہت بڑے باعث اور اہل عقل و ارباب دانش سب کے نزدیک مانے ہوئے اسباب ہین جہان تک بن پڑے اُن کو دور کر کے مسلمانون مین عربی علوم دینیہ کا رواج دیا جائے۔ امور تعلیم اور طریقۂ تعلیم مین جو تسلیم شدہ کمزوریان ہین اُن کو رفع کر کے ایسے عمدہ اسباب اور ایسا مفید و آسان طریقۂ تعلیم جاری کیا جائے جس سے بہت تھوڑی مدت مین لڑکون کو عربی زبان کے سمجھنے لکھنے اور پڑھنے مین ایسی مشاقی و مہارت پیدا ہو جائے کہ تین برس کی تعلیم کے بعد وہ اُن کتابونکو جو عقائد و اعمال و اخلاق و معاملات کے متعلق عربی زبان مین ہین بقدر ضرورت اچھی طرح سمجھ سکین اور ساتھ ہی اس کے اُن کو علم حساب جغرافیہ تاریخ وغیرہ وہ فنون جو انگریزی مدارس مین پڑھائے جاتے ہین کسیقدر زبان انگریزی کے ساتھ اسدرجے تک پڑھا دیے جائین کہ وہ اسکول مین داخل ہو کر بہت سے بہت پانچ چار سال کے اندر انٹرنس پاس کرلین۔ اور اسطرح عقائد و اعمال و اخلاق کی طرف سے مسلح و مطمئن ہو کر زمانے کی ضروریات کے مطابق اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کی انگریزی تعلیم حاصل کرین اور دنیاوی علوم و فنون اور دنیاوی رشد و وجاہت کے ذریعے سے بوقت ضرورت یہ فضلائے قومی اسلام اور اہل اسلام کی پشت و پناہ بن سکین۔

یہ مختصر مگر ضروری و مفید طریقۂ تعلیم سلمانون کے اُن بچون کے لیے تجویز کیا گیا ہے جن کے بزرگ و سرپرست
چاہتے ہین کہ اسلامی حیثیت اور عربی زبان کے ذریعے سے وہ اپنے بچون کو بقدر ضرورت عقائد و اعمال و
اخلاق کی معرفت سے آراستہ و مضبوط کرکے باطمینان تمام اُن کو انگریزی کی اعلےٰ تعلیم دلائین اس موقع پر ہم صاف
لفظون مین اس قدر جتا دینا نہایت ضروری سمجھتے ہین کہ اہل اسلام یا غیر اہل اسلام مین سے جس کسی شخص کا یہ خیال
ہو کہ ندوۃ العلما کے اغراض و مقاصد تعلیم زبان انگریزی کے مخالف یا تحصیل علوم جدیدۂ مغربیہ کے منافی
ہین - وہ صاحب درحقیقت سخت افسوسناک غلطی مین پڑے ہوئے ہین - اور اُن کی نسبت بے تکلف یہ کہا
جا سکتا ہے کہ انھون نے ندوۃ العلما کی حقیقت و ماہیت کے سمجھنے اور اس جامع البرکات انجمن کے
اغراض و مقاصد پر غور کرنے مین نہایت کوتاہی و بے پروائی کو برتا ہے پس وہ تمام اہل انتش اور جملہ
ارباب بصیرت جو علی العموم باشندگان ہند اور بالخصوص سلمانون کے تعلیمی اخلاقی تمدنی اور ملکی تعلقات
سے قلبی شغف اور سچی دلبستگی رکھتے ہین اور ان معاملات پر خوض و تدبر سے کام لینے مین اُن کو
روحانی ذوق و وجدانی لطف حاصل ہوتا ہے - عام اس سے کہ وہ کسی طبقے اور درجے کے لوگ کیون
نہون - حاکم ہون یا محکوم - عالم ہون یا غیر عالم - امیر ہون یا غریب - ادنےٰ ہون یا اعلےٰ وہ سب کے
سب اس امر واقعی کو سمجھ لین اور خوب اچھی طرح سمجھ لین - اور بدون غائلۂ اشتباہ یقین کرلین کہ
ندوۃ العلما کے باب مین کسی نے اگر یہ توہم کیا کہ اسکے ارکان تعلیم زبان انگریزی کے دشمن اور تحصیل
علوم جدیدۂ مغربیہ کے راہزن ہین تو ایسے غلط اندیش دوستون کا یہ سمجھنا یا کہنا - ندوۃ العلما
کی نسبت سراسر بہتان عظیم اور نہایت درجے کا سوءِ ظن ہوگا - اس لیے ہم نہایت ادب سے سب صاحبون
کی خدمت مین بالعموم اور اپنے مسلمان بھائیون کی خدمت مین بالخصوص درخواست کرتے ہین
کہ وہ ایسے نازیبا سوءِ ظن کا اپنے آپ کو مرتکب نہ بنائین کیونکہ بدگمانی اور اتہام بازی یہی نہین
کہ بہت بڑی صفت مذموم ہے بلکہ یقیناً داخل منہیات شرعی اور موجب ارتکاب معصیت ہے -
اے عقل والو! گناہ سے بچو اور خدا کے عذاب سے بھاگو - یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ
الظَّنِّ - اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ - یقیناً سخت کوتاہ اندیشی ہے ہمارے اُن بھائیون کی جو یہ سمجھتے ہین کہ

ندوۃ العلما کی تعلیمی کوششون سے اُس انگریزی سلسلۂ تعلیم کو جو آج کل ھندوستان کے اسکولون
یا کالجون مین رائج ہے کسی طرح کا صدمہ پہنچنے والا ہے اب اس بیان واقعات و اظہار خیالات
کے بعد مذکورۂ بالا قسم کے نادان دوست ندوہ کی حقیقت حال کو سمجھکر ان توہمات سے اپنے
دل و دماغ کو پاک صاف کر لین۔ اور یقین جانین اور یاد رکھین کہ ندوۃ العلما تعلیم زبان انگریزی
کا معین و حامی اور ترویج۔ علوم و السنۂ غربیہ کا دل وجان سے موید و مددگار ہے۔ چنانچہ عملی
ثبوت اس واقعۂ نفس الامری کا اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ ندوۃ العلما نے خود اپنے
دار العلوم مین عربی کے ساتھ ساتھ تعلیم زبان انگریزی کو بھی جاری کر دیا ہے اور اس طرح اس
جدید و مفید طریقۂ تعلیم سے اشاعت تعلیم انگریزی کے دائرے کو جو اب تک علی العموم اسکولون ہی
تک محدود تھا عربی خوان طالب العلمون کو انگریزی پڑھاکر اور بھی زیادہ وسیع کر دیا ہے۔ یہان
تک جو کچھ بیان ہوا وہ دار العلوم کے اُن طلبہ سے متعلق ہے جن کو دار العلوم مین صرف تین برس
پڑھنا اور اسکے بعد انگریزی اسکولون اور کالجون مین داخل ہوکر اعلی درجہ کی دنیاوی تعلیم حاصل
کرنا مقصود ہے رہے وہ طالب العلم جو دنیاوی علوم و فنون کے متعلق ضروری واقفیت حاصل
کرنے کے علاوہ علوم دینیۂ اسلامیہ کو بزبان عربی درجۂ تکمیل اور مرتبۂ فضیلت تک پہنچانا چاہتے ہین
اُن پر لازم ہوگا کہ ندوۃ العلما کے دار العلوم مین مذکورۂ بالا تین سال کے بعد پانچ سال تک
اور رہین یعنے داخل ہونے کے بعد سے لیکر کل آٹھ سال تک دار العلوم مین تحصیل علوم دینیہ کرتے
رہین۔ پس جو طلبۂ دار العلوم ندوۃ العلما مین اس طرح برابر آٹھ سال تک تعلیم پائین گے وہ خدا تعالی
کے فضل و کرم سے امید قوی ہے۔ کہ علوم دینیۂ اسلامیہ کے متعلق انشاء اللہ العزیز کل آٹھ سال کے
عرصے مین فضیلت و کمال کا وہ درجہ حاصل کر سکینگے۔ جو دیگر مدارس عربیہ مین دس دس بارہ بارہ
برس تک پڑھتے رہنے سے بھی علی العموم اُن کو حاصل نہین ہوتا۔ مزید بران جو طالب العلم یہ چاہین
کہ کسی ایک فن مین مثلاً تفسیر۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ سیر۔ و تواریخ یا علم کلام وغیرہ مین اعلی
درجے کا فضل و کمال پیدا کرین اُن کو ان آٹھ سال کے علاوہ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے دو سال

تک اور بھی دار العلوم مین رہنا پڑیگا تاکہ اس دو سال کی مدت مین وہ اپنے پسندیدہ فن خاص کے متعلق اعلیٰ درجے کی بڑی بڑی کتابون کا مطالعہ - اور وہان کے علمائے موجودہ کے ساتھ آزادی سے بحث و مباحثہ کر کے اُس ایک فن مین نہایت درجے کا توغل و تبحر پیدا کر لین اور اس طرح علوم دینیہ اسلامیہ مین ذروہ کمال کو پہنچکر وہ دنیاوی علوم کے اُن فضلا کی جماعت کے ساتھ ساتھ جو زبان انگریزی اعلیٰ درجے کی تعلیم حاصل کرینگے یہ علمائے علوم دینیہ بھی اپنے مذہبی فضل و کمال شرعی صلاح و سداد اور اسلامی تقدس و رعب داب کے وسیلے سے ملت بیضائے احمدی و شریعت غرائے محمدی (علی صاحبہا الصلوۃ و السلام) کی نصرت و حمایت فرماتے - اور مسلمانون کے دل و دماغ تک روحانی برکتون اور قلبی روشنیون کا مبارک اثر پہنچاتے رہینگے + پس یہ تو پہلا سبب تھا مسلمانون کی دینی تباہی اور دنیوی ذلت کا جسکے ازالہ و استیصال کے متعلق ندوۃ العلماء نے اشاعت علوم دینیہ و اصلاح طریقہ و تعلیم عربیہ کو اپنا مقصد اول ٹھیرا کر اُس سامان کا اہتمام کیا ہے جس کا مختصر سا حال ہم نے اوپر بیان کیا ہے بے شک اس مین کسی طرح کا شبہ نہین ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانون نے اگر خدا و رسول کے بتائے ہوئے اسلامی اتحاد اور قومی محبت کو پیش نظر رکھکر فیاضانہ ہمدردی کا ثبوت دیا اور دین و دنیا دونون کے اعتبار سے مسلمانون کی علمی اصلاح اور اخلاقی درستی کا بھاری بوجھ جو ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا ہے توجہ و فراخ حوصلگی سے اگر اُس مین مدد کی تو بلا ریب وہ بار عظیم نہایت آسانی سے اور حسن اسلوب کے ساتھ بہت کچھ ہلکا ہو جائیگا - اور دوسرا سبب جس نے ہندوستان کے مسلمانون کے حسن معاشرت کو بالکل زیر و زبر کر ڈالا ہے وہ مسلمانون کا علی العموم اور مسلمانون کے علما کا بالخصوص باہمی نفاق و عناد ہے جس کی ناگفتہ بہ مثالین چھپی ہوئی اور اپنی آنکھ سے مسلمان آبادیون مین دن رات دیکھنے و سننے اور پڑھنے مین آتی رہتی ہین - پس قومی تباہی و ذلت کے اس دوسرے تسلیم شدہ سبب کو بھی ندوۃ العلماء نے پیش نظر رکھکر اس کے قلع و قمع کرنے کو اپنا دوسرا مقصد بنایا اور اس نیک مقصد کے حاصل کرنے کے لیے جو تجاویز و تدبیرات سوچین اُن سب مین اہم اور نہایت ضروری اس امر کو پایا کہ سب سے پہلے زمرۂ علماء مین اس مقصد عظیم کے متعلق رشتہ وداد اور سلسلہ جنبانی کا ہونا واجبات سے ہے مگر یہ عملدرآمد

اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ علما کے پیدا کئے ہوے متعدد فرقون مین مذہبی فروعات کے متعلق اختلافات و نزاعات کا جو پیچ سخت کسا ہوا ہے خود علما ہی قوم کے حال زار پر رحم فرما کے ازراہ اخلاق محمدی اس کو کسیقدر ڈھیلا کردین۔ اور خدائی تعلیم اور نبوی تربیت اور مصطفوی اخلاق و معاشرت کے کثیر التعداد بیش بہا نمونون کو۔ جو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے حالات ستودہ صفات مین جا بجا ملتے ہین نصب العین رکھکر ان اصول ربانی و قواعد حقانی کے لائق اتباع مجموعے کو جو مسلمانون کے ان تمام مختلف فرقون مین یقیناً امور مابہ الاشتراک ہین اپنا اسلامی شیوہ اور قومی دستور العمل بنالین تاکہ ان جزئی و فروعی اختلافات کی بنا پر تمام جماعت اسلامیہ مین جو بد فضیحت آگین و تباہی انجام شرمناک جھگڑے فتنے بیرا کیری۔ گالی گلوچ۔ جوتی پیزار۔ مارکٹائی اور فوجداری عدالتون مین مقدمہ بازی غرضکہ انواع و اقسام کے ناشدنی فسادات و نزاعات ہوتے رہتے ہین اور جن کے سبب سے مسلمانون کی قومی عزت برباد مجموعی وقار ندارد اور اسلامی شان و عظمت نیست و نابود ہوئی چلی جارہی ہے اُن کا دروازہ بند ہوجائے۔ چنانچہ علمائے ربانی مین سے جن بزرگون نے امت محمدی کی ڈگمگاتی ہوئی دیوار کو اس خطرناک کمزور حالت مین پایا۔ خدا تعالی کا خوف اور رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کی محبت کا دریا اُن کے سینون مین جوش زن ہوا اور انھون نے احکام خداوندی اور ہدایات نبوی اور شمائل مصطفوی کا ادب و احترام کرکے نفسانی جذبات اور شہوانی تحریکات کے بھڑکتے ہوے شعلون پر تعلیمات احمدی اور اخلاق احمدی کا پانی ڈالدیا۔ اور اس طرح طبیعتون کو ٹھنڈا اور مزاجون کو دھیما کرکے قومی فلاح و بہبود اور اسلامی تعلیم و تربیت کے میدان مین وہ بھی مصلحان قوم و خادمان امت مرحومہ کی آواز پر لبیک و سعدیک کہتے ہوئے چل پڑے۔ اور ملک کے اطراف و جوانب سے روانہ ہوکر ایک مقام پر اکٹھے ہوگئے جہان ان افراد منتشرنے ایک صورت اجتماعی پیدا کرلی۔ اور اُسکا نام نامی ندوۃ العلما قرار پایا پس اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ علمائے ربانی کا یہ ہمایون مجمع نہایت کامیابی اور نیل مرام کے ساتھ اسلام اور اسلامیون کی سچی خدمت و نصرت اور علوم حقہ اسلامیہ کی ترویج و اشاعت مین دل و جان سے سرگرم ہے مگر ملک اس خوشی

کے ساتھ کسی قدر افسوس بھی ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے بعض دینی بھائیون نے جو ہم ناچیز و گنہگار بندون کو طرح طرح کے نازیبا القاب اور ناشدنی کلمات سے یاد کرتے ہین اسلام کے حقائق و معارف اور مسلمانون کی دینی ضروریات اور دنیوی حاجات سے بالکل چشم پوشی کرلی۔ اور نفس کے سرکش گھوڑے کو ہوا و ہوس کے میدان مین ان بزرگوارون نے ایسا بگٹٹ چھوڑ دیا کہ الامان والحفیظ خلاف ادب سمجھکر ہم یہ تو نہین کہہ سکتے کہ ہمارے یہ دینی برادران محترم یا مذھبی بزرگان باحشم ان واقعات نفس الامری سے ناواقف ہین کیونکہ ہم دیکھتے ہین بلکہ پانچ چار کو تو جانتے بھی ہین کہ واقعی وہ درس و تدریس کے فاضل و رپکے معلمان کتابی ہین اور اُن کے صاحب علم ہونے مین ہمکو ذرا بھی کلام نہین۔ مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ کتب درسیہ کے الفاظ و عبارات مین مفہومات و معانی کے جو غوامض و اسرار ہین اُن پر فکر و تدبّر سے کام لینے کا موقع ان بزرگون کو نہین ملا۔ کیونکہ ہمارے یہ تقدس پناہ حضرات خدا کے عاجز و حقیر بندون کی تجہیل و تحمیق اور مسلمانون کی تفسیق و تکفیر مین رسالہ بازیان اور گوہر افشانیان کرنے ہی سے فرصت نہین پاتے۔ پس جو انسان اللہ کے سچے بندون کو احمق و جاہل اور اپنے پکے مسلمان بھائیون کو دیدہ و دانستہ محض نفسانیت و استکبار سے فاسق و کافر بنانے کے فکر و اندیشہ مین شب و روز ڈوبا رہے اُس کو حقانی جلوون کی نورانیت اور ربانی فیوض سے روحانیت کس طرح میسّر ہو سکتی ہے واقعی کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ انسان جس دُھن مین لگا رہتا ہے اُسکے ظاہر و باطن اور حال و قال پر اُسی کا رنگ چڑھ جاتا ہے

بے شک اخلاق کی یہ تعلیم نہایت سچی اور پکی ہے

کہ جو انسان نیکی اور خوبی کا رنگ اپنے دل و دماغ پر چڑھانا چاہتا ہے اُس کو لازم و مناسب ہے کہ ہر طرح کی خوبیان اور محاسن اپنے دل و دماغ کے سامنے موجود و قائم رکھے اور کسی وقت اپنے قوائے متصرفہ کو اُن کے تصور اور روح و قلب کو اُن کی روحانیت و نورانی فیض سے معطل و بیکار نہ رہنے دے۔ کیونکہ جس شے کا خیال و تصور انسان کے ذہن و حافظہ مین بسا رہتا ہے شدہ شدہ وہی خیال و تصور اُس کے نفس پر منقوش و مرتسم ہو جاتا ہے اور پھر اس کیفیت راسخہ

کے مطابق وہی طبعی رنگ و نفسی اثر اُسکے تمام حرکات و سکنات و اقوال و افعال مین سرایت کرجاتا ہے اور اس بدنصیب انسان کو محسوس تک نہین ہوتا کیونکہ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ - اشعار

اول ہی سے بشر کو ہے رغبت خلاف سے | لیتا تھا کام منہ کا شکم مین یہ ناف سے
کب وہ گذرتے ہین سر لاف و گزاف سے | جن کی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

غالبًا اسی قسم کے وجوہات ہین جن کی بنا پر ہمارے چند دینی بھائیون سے مذہبی اُمور مین بعض حقائق و واقعات کی نسبت چند در چند غلط فہمیان غلط اندیشیان اور غلط بیانیان ظہور مین آرہی ہین لیکن باوجود ان باتون کے کہ ہمارے یہ دینی بھائی ندوۃ العلما اور اُس کے سچے حامیون کو ضال مضل بد دیانت - فاسق - مرتد - بے ایمان - زندیق - ملحد - کافر - جہنمی - اور اسی قسم کے الفاظ پر عتاب سے یاد کرتے ہین اور اپنے خیال و کوشش کے مطابق اُن دیندار سچے پکے مسلمانون کو جن مین علما صلحا - اتقیا - سادات عظام - مشائخ کرام یعنے ہر طبقہ اور ہر درجہ کے مسلم و مومن داخل ہین رحمت باری سے محروم رکھنا چاہتے اور اللہ کے ان نیک بندون کا ٹھکانا دوزخ ہی مین بنانا پسند کرتے ہین تاہم ندوۃ العلما کے اکابر اراکین اور اُن کے اتباع و اقتدا سے ندوہ کے جملہ خدام و ہواخواہان کا ہر ہر فرد جناب باری عز اسمہ مین لیل و نہار علی العموم فرائض پنجگانہ کے بعد یہی دعا کرتا ہے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ - رَبِّ اهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - خیر وہ جو چاہین سو لکھین یا کہتے پھرین ہم کو اپنے ان ناسمجھ بھائیون سے چندان شکایت نہین ہمارا مقولہ تو یہ ہے - شعر

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش | دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

اسلئے کہ ہم مین سے ہر ایک کو اپنے ان دینی بھائیون کے بگڑ جانے اُن کے روٹھ بیٹھنے اور بگڑا رہنے کا سخت قلق و ملال ہے وجہ یہ ہے کہ گو وہ کیسے ہی کیون نہون اور ہم کو کتنا ہی برا اور بدتر از بدترین سمجھتے لکھتے اور کہتے پھرین آخر کو تو ہمارے بھائی ہین - قطع نظر معدودے چند اختلافات کے جو اُنہون نے زبردستی نکال کھڑے کئے ہین - اُن کے ہمارے درمیان

بے انتہا وجوہ اتحاد و ارتباط کے پائے جاتے ہیں دیکھو ان عالم آشکار واقعات سے کس ہوش مند کو انکار ہو سکتا ہے کہ ہم اور یہ دونو ایک ہی اللہ رب العالمین مالک ذوالجلال اور قادر علی الاطلاق کی پیدا کی ہوئی مخلوق اور علی العموم بہت کچھ ملتی جلتی شکل و صورت کے بنائے ہوئے بندے ہیں۔ ہمارا اور ان کا طرز ماند و بود ایک دوسرے سے مشابہ ہے رہنے سہنے کھانے پینے شادی بیاہ مرنے جینے کے دستور آپس میں بالکل یکساں ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونو ایک ہی ماں باپ کی اولاد یعنے آدم و حوا کے سلسلۂ نسب میں مسلسل ہیں اور ہم اور وہ دونو ایک ہی طرح کے آدمی کہتے اور کہلاتے ہیں۔ ایک ہی زمین پر ہم اور وہ دونو چلتے پھرتے اور ایک ہی آسمان کے تلے بستے بساتے ہیں۔ ایک ہی سورج سے گرمی اور ایک ہی چاند سے روشنی لیتے ہیں۔ ایک ہی خدا کا پیدا کیا ہوا پانی پیتے اور ایک ہی مالک کی چلائی ہوئی ہوا کا استنشاق کرتے ہیں غرض کہاں تک وجوہ ارتباط و اسباب اتحاد کی گنتی کریں۔ بھلا اور تو اور ایک ہی حاکم کے ماتحت اور ایک ہی گورنمنٹ کی ہم اور وہ دونو رعیت ہیں اور انتظامیہ کے لحاظ سے ایک ہی قانون کے ہم اور وہ دونو پابند ہیں۔ اور سرکار برطانیہ کی بدولت ہمکو امن و امان اور ایسی آزادی دیگئی ہے کہ ہم اور وہ دونوں مذہبی فرائض کے ادا کرنے اور اسلامی رسوم کے بجالانے میں پوری طرح سے مجاز و مختار ہیں تو کیا اسلامی تعلیم و تہذیب انسانیت کے لحاظ سے ہمارا اور انکا دونوں کا ایک ہی طرح کا فرض نہیں ہے کہ ہم اور وہ دونوں حکام وقت کے دل سے خیرخواہ اور انکی برکات و ملاطفات سے بخوبی متمتع ہونے کے پوری خواہشمند رہیں۔ انتظامی امور میں جہاں کہیں اور جسکبھی ضرورت ہو بطیب خاطر ہم اور وہ دونوں سرکار کے معین و مددگار بن جائیں ان سے انسانی محبت رکھیں۔ انکے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے میں اُس اخلاق و مدارات کا پورا پورا برتاؤ کریں جو ہمارے ہادی برحق مرشد کامل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قولی نصیحت اور عملی طریقہ سے ہم مسلمانوں کو تعلیم فرمایا ہے کیا ہمارے ساتھ وہ بھی اس امر پر متفق نہیں ہو سکتے کہ جن حکام والا مقام نے بحیثیت رعایا ہونے کے ہم لوگوں کے واسطے طرح طرح کے آسائشیں اور رنگ برنگ کی سہولتیں بہم پہنچا رکھی ہیں۔ باعتبار سچے مسلمان اور پکے محمدی ہونے کے ہم اور وہ دونو

حاکمان وقت کے دل سے شکرگزار اور زبان سے منت پذیر رہین اُن کی تعظیم وتکریم کرین اور اُن اُمور مین جو خلاف شریعت اور مذہبی مداخلت (جن کی نسبت سرکار کی طرف کسی قسم کا گمان بھی نہین ہوسکتا) سے نہون خوش دلی سے اُنکے فرمان بردار بنے رہین - پس ایسی دنیاوی نعمتون اور مذہبی آزادی ہونیکے ہوتے ہوئے کیا عقل جایز رکھتی ہے کہ خدانخواستہ ہم یا وہ کوئی بھی اس حدیث صحیح کا مصداق ٹھیرے لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس - نظم

نہین کرتا جو کوئی شکر انسان
اگر پہنچے تجھے نعمت کسی سے
یہ سمجھیگا جسے کچھ بھی سمجھ ہو
خدا کا شکر ہر اک پر ہے واجب
یہ معنی پا ہین اس پاکیزہ گوہر
نہین کرتا ہے جو شکر آدمی کا
اگر مانا کسی نے حق انسان
کبھی اچھا نہین کفران نعمت

کہ شکر انسان کا شکر خدا ہے
حقیقت مین یہ فضل ایزدی ہے
حقیقت مین کروگے شکر حق تم
کبھی اس سے نہین غفلت مناسب
ذرا اس کو سمجھنا دل لگا کر
غرض جاتی رہی اس کی عبادت
کریگا وہ مقرر شکر یزدان

او اکرتا نہین جو شکر یزدان
سمجھ لو یہ نہین اُس سے جدا ہے
کردی بلا واسطہ اللہ نے تجھکو
بظاہر گرچہ ہوگا شکر مردم
زیادہ شکر سے ہوتی ہے نعمت
خدا کا شکر بھی اُس سے نہوگا
ہوئی احسان خداوند کی عادت
ذرا مانا کرو احسان نعمت

اگرچہ یہ امور بہ اعتبار تعلیم اسلامی کے مطابق ہین لیکن پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ انکا تعلق زیادہ تر دنیا اور اہل دنیا سے ہے - اس مین ہماری اور اُنکی ہی خصوصیت نہین بلکہ دنیا جہان کے سارے انسانون مین یہ امور قدر مشترک ہین - اس قول کو بیشک ہم بھی بسر و چشم قبول کرتے ہین اور اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین پاتے لیکن اتنا عرض کئے بغیر بھی نہین رہ سکتے کہ جب خدا نے اپنی شان رب العالمین کے اظہار اور جب رسول نے اپنی صفت رحمۃ للعالمین کے اثبات مین تمام افراد انسانی کے درمیان عام اس سے کہ وہ فرمان بردار ہون یا نافرمان، مسلم ہون یا غیر مسلم اس قدر وجوہ ارتباط و اسباب اتحاد پیدا کر رکھے ہون بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسے واسع الرحمۃ خدا اور ایسے عمیم الاشفاق پیغمبر نے جن انسانون کے لئے جو دل و جان سے ایسے خدائے رحیم کی بھی تصدیق کرنے والے اور ایسے نبی کریم کی شہادت دینے والے ہون روابط اتحاد و علائق ارتباط کا کوئی باندازہ

مستقل سلسلہ نہ قایم کیا ہو۔ قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

پس خدا اور خدا کے رسول دونون نے اپنے مطیع بندون اور محبت امتیون کے لئے بے انتہا رشتے جوڑے اور بے شمار ناطے قایم کئے ہین۔ اور یہ اسلامی روابط کا جوڑ بند ایسے زبردست اور مضبوط طریقون سے پکی کر دیا گیا ہے کہ کسی انسان کے ڈھیلا کئے ڈھیلا نہین ہو سکتا۔ بیچنے کہنے والون کے خیال کے مطابق اُن دنیاوی رشتون کے علاوہ جو ہم نے اوپر بیان کئے ہین ذیل مین بہت کچھ اختصار کے ساتھ ہم دنیا جہان کے تمام مسلمانون کے درمیان اُن وجوہ ارتباط و روابط اتحاد کو بھی عرض کئے دیتے ہین جو سراسر دینی اور قرابتہً اسلامی ہین

کیا اس مین کسی نوع کا شک ہو سکتا ہے۔ کہ روئے زمین کے سارے مسلمانون کی طرح ہم اور ہمارے جدوی بھائی ایک خدائے واحد لاشریک لہ۔ خالق الارض و السموات کے بندے ہین اُسی کو اپنا معبود حقیقی سمجھتے ہین۔ یقیناً وہ اللہ مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے۔ جو کچھ ہے اُسی کا ہے اُسی سے ہے اور جو کچھ ہو اُسی کے واسطے ہونا بھی چاہئیے۔ ہر چیز کی جو اجزائے کائنات مین داخل ہے۔ ابتدا اور انتہا اُسی ہی کی جانب سے اور اُس ہی کی طرف ہے۔

خداوند بخشندۂ دستگیر	کریم خطا بخش و پوزش پذیر	عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت	سر پادشاہان گردن فراز	بدرگاہ او بر زمین نیاز
نہ گردن کشان را بگیرد بفور	نہ عذر آوران را براند بجور	وگر خشم گیرد بکردار زشت
چو باز آمدی ماجرا در نوشت	دو کونش یکے قطرہ در بحر علم	گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
ادیم زمین سفرۂ عام اوست	چہ دشمن برین خوان یغما چہ دوست	اگر بر جفا پیشہ بشتافتے
کہ از دست قہرش امان یافتے	بری ذاتش از تہمت ضد و جنس	غنی ملکش از طاعت جن و انس
پرستار امرش ہمہ چیز و کس	بنی ادم و مرغ و مور و مگس	لطیف و کرم گستر و کارساز

که دارای خلق است و دانای راز
پس پرده بیند عمل‌های بد
تضرع کنان را بدعوت مجیب
بقدرت نگهدار بالا و شیب
به بر حرف و جای انگشت کس
بسر ماورای جلالش نیافت
نه فکرت بغور صفاتش رسد

مر او را رسد کبریا و منی
همو پرده پوشد بالای خود
بر احوال نابوده علمش بصیر
خداوند دیوان روز حسیب
جهان متفق بر الٰهیتش
بعصر منتهای جمالش نیافت

که ملکش قدیم است و ذاتش غنی
فرو ماندگان را برحمت قریب
باسرار ناگفته لطفش خبیر
نه مستغنی از طاعتش پشت کس
فرو مانده در کنه ماهیتش
نه ادراک در کنه ذاتش رسد

بلاشبہ ہم اور وہ دونوں ایک نبی امّی و رسول برحق یعنی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت میں داخل ہیں۔ اور جو کچھ احکام وہ رب ذو المنن کی طرف سے بندونکی ہدایت کے واسطے لیکر آئے اُن سب کو حرف بحرف سچا جانتے اور اُن پر ایمان رکھتے ہیں۔

نظم

کریم السجایا جمیل الشیم
امین خدا مہبط جبرئیل
کلیمے که چرخ فلک طور اوست
کتب خانهٔ چند ملت بشست
چو عزمش در افواه دنیا فتاد
باعزاز دین آب عزی ببرد
چنان گرم در تیه قربت براند
که دارد چنین سید پیش رو

نبی البرایا شفیع الامم
شفیع الوری خواجهٔ بعث و نشر
همه نورها پرتو نور اوست
چو عزمش براهیخت شمشیر بیم
تزلزل در ایوان کسری فتاد
نه از لات و عزی بر آورد گرد
که در سدره جبرئیل ازو بازماند
چه نعت پسندیده گویم ترا

امام رسل پیشوای سبیل
امام الهدی صدر دیوان حشر
یتیمی که ناکرده قرآن درست
بمعجز میان قمر زد دو نیم
بلا تمامت لات بشکست خرد
که توریت و انجیل منسوخ کرد
نماند بعصیان کسی در گرو
علیک السلام ای نبی الوری

درود ملک بر روان تو باد
بر اصحاب و پیروان تو باد

اے جناب رسالت مآب در جملہ انبیاء و مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ اسم مرحومین خلفاء راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا ہمارے اور تمہارے یعنے دنیا جہان کے کل مسلمانوں کے وہ پیشوا ذی عظم

اور بزرگان ذوی الاحترام نہین ہین جن کے صدقہ مین روے زمین کے سارے مسلمانون کو جو آغاز اسلام سے لیکر اس وقت تک دنیا مین گذر چکے اور جو اب بھی موجود ہین۔ مومن بننے اور مسلم کہلاے جانے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے اور تا قیام قیامت جب تک انسان کی نسل چلتی ہے یہ سلسلہ برابر باقی رہیگا زمین کے پردہ پر ایسا کوئی مسلمان نہ تو گزرا ہے اور نہ اب ہے اور نہ آیندہ ہو سکتا ہے جو خلفاے راشدین اور جملہ صحابہ کرام کے بار احسان سے سبکدوش اور اُنکی منت پذیری و شکرگزاری سے عہدہ برآ ہو سکے بے شک بدنہاد و ناسپاس ہے وہ دل جوان سب بزرگون کا اعظام و احترام نکرے۔ اور یقیناً خائب و خاسر ہے وہ کور باطن جو اُنکی نسبت کسی قسم کی بے آدبی کا خیال ذہن مین لائے و للہ در من قال۔

نظم

درود از مصطفےٰ بر چار یارش	کہ بودند از صحابہ اختیارش	نخستین و مہین صدیق اکبر
بہ علم۔ او گشتہ بر اصحاب سرور	دوم فاروق حق و باطل دین	کہ اسلام از وجودش یافت تمکین
سوم کان حیا و حلم عثمان	کہ او بد جامع آیات قرآن	چہارم مرتضائے مجتبےٰ بود
کہ شیخ اولیا شیر خدا بود	بدند اصحاب ہر یک سرور دین	تمامت گشتہ یک یک رہبر دین
ہمہ ان یک را کہ تابع گشتی از جان	برو بے شک ترا بر راہ ایمان	برون کن از سر این بادہوس را
مدان بہتر از یشان۔ ہیچ کس را	کہ تا دینت بماند در سلامت	نیاید بر تو در عقبیٰ ملامت

فرمائے کیا ائمہ اہل اطہار یعنے خاندان نبوی اور اسباط مصطفوی صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کا ہر ہر فرد اکمل وہ دُر بے بہا اور گوہر یکتا نہین ہے جنکے نام نامی اور اسم گرامی پر دنیا جہان کے سارے اہل اسلام ہر زمانہ مین فدا ہونے کو تیار رہے اور اب بھی دنیا مین ہم تم اور تمام مسلمان گھر بار لٹانے بلکہ جی جان سے سر مٹنے کو موجود ہین۔ کیا آل نبیؐ و اولاد علی (صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین) اسقدر مرے کے وہ سرتاج نہین ہین جنکی محبت اور یادگیری سے ہمارے تمہارے و دنیا جہانکے مسلمانونکا ایمان تازہ دل مسرت اندوز اور روح فرحت آگین ہوتی ہے بے شک ان بزرگان باصفا اور رہادیان برحق کے ذکر جمیل سے ہمارے تمہارے سب مسلمانونکے گھر ونکی رونق و زینت بڑھتی ہو در حقیقت اسلام کی عظمت و شان دوبالا ہوتی ہے برباد ہو جیو وہ دل جو اُن کا والہ و شیدا نہین اور تباہ ہو جیو وہ انسان جو اُنکے عشق و محبت سے بے بہرہ ہے۔ اے اللہ ہر مسلمان اور سب مسلمانونکے طفیل مین یہ بندۂ ناچیز کمترین

خدام اہل بیت الطہار سید ابوظفر عصیان شعار ان بزرگان با احترام اور مقتدیان ذوی الاحتشام کے سچے عشق و محبت مین جیتے جب تک جیے اور ان ہی کے عشق و محبت مین مرے جبکہ مرے دریب قبر سے اٹھے تو محبت اہل بیت کا سہارا لئے ہوسے اٹھے۔ آمین ثم آمین سہ خدایا بحق بنی فاطمہ۔ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ۔ اگر دعوتم رد کنی ور قبول۔ من و دست و امان آل رسول ۔ خدا کے واسطے ہمارے مہدوی بھائی انصاف کرین کہ کیا ہم اور وہ دونو آئمہ مجتہدین و آئمہ محدثین و متصوفین متقین کے دل و جان سے شیدا نہین ہین اور انکی تحقیقات انیقہ اور تدقیقات رشیقہ سے مستفیض ہونے کو اپنے لئے دو نو جہان کا فخر نہین سمجھتے ہین۔ کیا امام ہمام جناب امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کو ہم اور وہ دونون اعظم الائمہ اور سلطان المجتہدین نہین سمجھتے اور انکے مسائل فقہیہ اور اجتہادات سنیہ کو واجب واجب الاقتدا و لائق تمسک نہین جانتے ہین کیا ہم مین اور ان مین سے کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے جو بلحاظ ان اجتہادیات کے اپنے آپ کو سنی و حنفی کہنے سے شرماتا ہو۔ بھائیو! ان آئمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت تو ہم ارکان ندوۃ العلما مین سے ہر ایک متنفس کا یہ عقیدہ ہے جسکو ہمارے رہبر طریقت حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار ذیل مین نظم فرمایا ہے ۔

آن امامانیکہ کردند اجتہاد ۔ رحمت حق بر روان جملہ باد

بوحنیفہ بود امام باصفا ۔ آن سراج امت مصطفی

باد فضل حق قرین جان او ۔ شاد باد ارواح شاگردان او

صاحبش بویوسف قاضی شدہ ۔ وز محمد ذوالمنن راضی شدہ

شافعی ادریس و مالک بازفر ۔ یافت ذیشان دین احمد زیب و فر

احمد حنبل کہ بود او مرد حق ۔ در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

روح شان در صد رغبت شاد باد ۔ قصر دین از علم شان آباد باد

بھلا اراکین انتظامیہ ندوۃ العلما اور ہمارے مہدوی بھائی کیا صوفیہ کرام و مشائخ عظام کے سلاسل اربعہ سے علی العموم کثیر الانتشار واسطے نہین رکھتے۔ کیا ہم مین اور ان مین سے بہتیرے نقشبندی۔ کوئی قادری۔ کوئی چشتی۔ اور کوئی سہروردی نہین ہے۔ کیا ان چارون سلسلونکے بزرگونکو ہم اور وہ دونو سالکان مسالک طریقت و عارفان معارف حقیقت باور کر کے ان مقبولان بارگاہ احدی اور محبوبان حضرت صمدی سے علی حسب عقیدت روحانی برکتون عرفانی ذخائر اور انواع و اقسام کے فیوض و انوار کا اکتساب نہین کرتے

کیا ہم مین اور تم مین دونو طرف کثرت سے ایسے اللہ کے بندے نہین ہے جنکے نامونکے ساتھ ان ہی سلاسل اربعہ کی نسبت فخر و مباہات کے طور پر ظاہر کی جاتی ہے - غرض یہ خیالات و عقائد تو اسلاف و متقدمین کے باب مین تھے جو ہمارے اور ہمارے جدوی بھائیون کے درمیان باعتبار سنی المذہب ہونے کے یقیناً امور مابہ الاشتراک وین اب ہے ہمارے اور انکے دونونکے وہ بزرگان مشترک جو متاخرین کے زمرۂ علما و متصوفین مین داخل ہین - سو انکی نسبت بھی جہان تک کہ مشہور و متعارف ہے ہم مین اور ہمارے جدوی بھائیون مین کوئی وجہ عدم اتحاد و فقدان ارتباط کی نہین پائی جاتی - ہندوستان مین اشاعت علوم دینیہ و ترویج فنون آلیہ کے اعتبار سے خواص و عوام سب کے نزدیک مانے ہوئے دلی اور لکھنؤ دونو ایسے مقامات ہین جو ہر زمانہ اور ہر عہد مین برابر معدن العلوم اور منبع الفنون رہے ہین - فرمایئے مولانا عبد العلی بحر العلوم کا خاندان جن کے تعلقات ہمیشہ سر زمین لکھنؤ سے رہتے چلے آئے ہین - کیا ایسا زبردست خاندان نہین گزرا ہے جہان سے علوم و فنون کا رواج اس دھوم دھام سے ہوا کہ فضلائے ہند مین چھوٹا بڑا کوئی ایسا نہین پیدا ہوا اور نہ اس وقت موجود ہے جو اساتذۂ لکھنؤ کے علمی افادات سے بالواسطہ یا بلا واسطہ بہرہ اندوز نہوا ہو سلسلہ النظامیہ کے افاضات سے ہم مین یا آپ مین کوئی شخص ہے جو کسی طرح کا انکار کر سکے؟ نہین ایک بھی نہین - بلکہ ہم اور آپ سب کے سب علمائے محققین لکھنؤ کے احسانات گوناگون سے اس قدر گران بار منت ہین کہ دم بھر کے لئے بھی اس سے سبکدوش نہین ہوسکتے - دور نہ جاؤ اور رونکو رہنے دو فقط مولانا مولوی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب غفران مآب دونو بزرگ ایسے عالم لوذعی اور فاضل یلمعی گزرے ہین کہ انکے نتائج تحقیقات سے ہم اور آپ سب کے سب نہایت شکر گزاری سے مستفید ہو رہے ہین اور انکے سلسلۂ تلمذ و نسبت شاگردی کو اپنے لیے بڑے فخر کا باعث سمجھتے ہین - بھلا کیا آپکو ہمارے ان خیالات سے جو از راہ عقیدت کیشی ہمنے ان علمائے لکھنؤ کے بابمین ظاہر کیے ہین کسی طرح کا اختلاف ہو سکتا ہے؟ نہین ہرگز نہین (اگرچہ افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ فاضل بریلوی وغیرہ نے ان سب کو بری طرح ہم اسی طرح دلی کے علمائے عظام اور مشائخ کرام کی نسبت مین حیران ہون کہ کیا لکھون اور کن لفظون مین لکھون کیونکہ اباً عن جد پشتہا پشت سے مین دلی کا رہنے والا ہون جو کچھ لکھونگا - واقفان حقیقت کے سوا ممکن ہے کہ بعض کم بین لوگ یہ سمجھین کہ راقم چونکہ خود دلی کا رہنے والا ہے - اپنے شہر کی مدح و ستائش اور جن علما

ومشائخ کو دلی سے علاقہ رہا ہے انکی صفت وثنا کرتا ہے۔ لیکن الحمدللہ کہ دلی جیسا مشہور مقام اور وہان کے
جیسے علماے نامدار وفضلاے عالی مقدار دونو ایسی چھپی گی چیزین نہین ہے کہ وہ مجھ جیسے ہیچ میرز ژولیدہ
بیان کی ستائش گستری داو فضا شماری کی محتاج ہون۔ کیا کسی اہل علم کو یہ تسلیم نہین کہ فن حدیث کی خدمت و
اشاعت سب سے پہلے تمام ہندوستان مین دلی ہی سے شروع ہوئی اور اس خدمت واشاعت کا شرف
تقدم حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کو حاصل رہا۔ اُنکے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم دہلوی
علیہ الرحمہ نقش بندی مجددی کے خاندان عالی مین کیسے کیسے نیر تابان ومہر درخشان پیدا ہوے کہ اُنہون نے
اسلامی دنیا کے آسمان پر آفتاب وماہتاب کی طرح روشن ونمودار ہوکر اپنے انوار علمی وبرکات روحانی
کی حیرت انگیز شعاعون سے دنیا جہان کو چکاچوند مین ڈال دیا۔ کیا کوئی شخص دعوے کرسکتا ہے کہ عرب و
عجم کے جملہ علماے متاخرین کی تصنیفات مین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کی شروح موطا تفہیمات
الٰہیہ وحجۃ اللہ البالغہ جیسی بےمثل کتابین پائی جاتی ہین ہندوستان مین ایسا کونسا خاندان ہے ؟
جسنے ہمارے علماے دہلی کے اس خاندان سے پہلے یا اُس کے بعد۔ کلام اللہ۔ اور حدیث رسول اللہ
کی ایسی زبردست فیض آگین خدمت واشاعت کی ہو جیسے کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نقش بندی
مجددی رح حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی رح۔ حضرت مولانا
شاہ رفیع الدین دہلوی رح۔ حضرت مولانا شاہ اسمعیل دہلوی رح۔ اور سب سے پیچھے حضرت مولانا شاہ اسحٰق
دہلوی رح نقش بندی مجددی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے زمانون مین درس وتدریس کے
پائدار سیلون اور تصنیف وتالیف کے عالمگیر ذریعون سے کی ہے۔ رہا علم سلوک وتصوف اُسکی خدمت مین
جو کچھ ان حضرات نے کی ہین اور اس خصوص مین جو کچھ فیض رسانیان اور سعادت افشانیان اس سلسلہ مین
خاص وعام پر ہر زمانہ مین ہوتی رہین اور ماشاء اللہ اس وقت بھی ہو رہی ہین۔ فرماے بزرگان
سلسلۂ نقش بندیہ اور بزرگان سلسلۂ چشتیہ کے جتنے نفوس قدسیہ واجساد متبرکہ کثرت سے ہماری
دلی مین زیر زمین آسودہ ہین اور زمین کے اندر ہی سے معتقدین ومسترشدین کو روحانی فیوض
عرفانی برکات اور باطنی انوار سے مستفیض ومستنیر فرما رہے ہین ہندوستان کے کسی دوسرے شہر

کو بھی یہ سعادت فخر حاصل ہے ؟ کیا ہم مین اور ہمارے حنفی بھائیون مین کوئی متنفس بھی ایسا ہے
جو حقائق و معارف کہ ان سرچشمون سے سر مو اختلاف کر سکے اور اُنکی عظمت وعقیدت کو اپنے لئے
مایۂ افتخار و موجب سعادت نہ سمجھتا ہو۔ بھائیو! ہمارے تمہارے ظاہر و باطن کے ان تعلقات کی
نوعیتین وہ زبردست زنجیرین ہین کہ ہم تم تو کیا ہمارے تمہارے دونو کے بزرگ تک بھی ان مین جکڑے
ہوے ہین اور ذرا نہین اُکس سکتے۔ پھر تو کیا یہ انسلاک مشترک ہمارے تمہارے قلبی اتحاد
اور روحی ارتباط کا باعث قوی نہین ہو سکتا ہے۔ بے شک ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہو سکتا ہے بلکہ
یقیناً ہے اور بلاشبہ ہے اور ایسا پکا سچا اور مضبوط و مستحکم ہے کہ اُس کو زندہ کئے اور قائم رکھے بغیر
ہم کو تم کو اب کسی کو چارہ نہین۔ ہمارے سنی المذہب و علما و مشائخ کی جماعت مین ایک نہایت
عظیم الشان اور بہت بڑا مقدس گروہ اُن علمائے نامدار و مشائخ ذی اقتدار کا ہے جن کے
نفوس قدسیہ و ذوات فیض آیات کا تعلق سہارنپور و دیوبند سے ہے ان بزرگان اسلام
مین جناب مولانا مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری۔ جناب مولانا مولوی شیخ محمد صاحب
جناب مولانا مولوی محمد مظہر صاحب۔ جناب مولانا مولوی احمد حسن صاحب نانوتوی مولائی اُستاذی
حکیم امت جامع کمالات صوری و معنوی جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ و مولائی
و سیدی جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب جامع معقولات و منقولات فخر اقلیدس و نازش
ارسطو قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی سید احمد صاحب دہلوی بڑے نامی نامدار علما گزرے ہین (رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین) یہ سب کے سب مقدس الالقاب علما و مشائخ ہین کہ ہندوستان کے تمام سنی مسلمان
ان حضرات کو اپنا پیشوا سمجھتے اور مقتدا مانتے ہین اور مشہور علمائے موجودہ مین سے بہت
سے ایسے نکلینگے جنہون نے ان حضرات مین کسی نہ کسی کے آگے زانوے ادب ضرور طے کیا ہوگا
اور ہم ارکان ندوۃ العلما مین سے تو ایک بھی اہل علم ایسا نہین ہے جو اس گروہ علما مین سے ہر ایک
کو اعلیٰ درجہ کی عظمت اور نہایت سے نہایت ادب کی نگاہ سے نہ دیکھتا ہو اور انکے ساتھ حسن
عقیدت نہ رکھتا ہو۔ کیا ہمارے حیدوی بھائی ان جملہ بزرگان کرام کو لائق تعظیم و قابل اقتدا نہین

سمجھتے ۔ یا اُن مین کسی ایک کے نسبت بھی کسی قسم کا مذہبی سوء ظن رکھتے ہین ۔ ؟

سہارنپور و دیوبند کے ان علمائے عظام و مشائخ کرام مین سے علی العموم سب کے نزدیک نہایت مقدس پناہ طریقت آشنا عالم محدث وہ بزرگوار ہین جنکا نام نامی واسم گرامی حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (زیدہ مجدہ العالی) ہے ۔ سنی المذہب علمائے ذی شان و مشائخ بلند رتبہ مین سے حضرت مولانائے ممدوح و مقدس عالم و درویش حقیقت آگاہ ہین کہ ہم وجملہ ارکان ندوۃ العلما اُنکو نہایت ہی ادب و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے اور اُنکو ہر طرح سے واجب التکریم اور اُنکی ذات ملکوتی صفات کو اپنی جماعت کے لئے موجب افتخار سمجھتے ہین کہ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہمارے درمیان ایسے مقدس عالم اور ایسے زبردست شیخ وقت موجود ہین کہ اُنکے وجود با جود سے ہم مسلمانون کو انواع و اقسام کی عرفانی برکتین اور روحانی فیوض حاصل ہین خدا تعالیٰ ایسے شریعت پناہ تقدس مجسم معرفت دستگاہ حقیقت آشنا بزرگ کو ہم سنی المشرب مسلمانونکے سر پر سلامت اور اُنکے انفاس سعادت آیات اور انوار حقیقت بار سے ہم سبکو فائز المرام رکھے تاکہ وہ اپنے گوشۂ عزلت و زاویۂ خلوت ہی سے ہم ناچیز خادمان امت مرحومہ کے لئے باوقات خاص دعائے خیر فرماتے اور اس طرح ساری قوم کو روحانی فیض پہنچاتے رہین ۔

المختصر کہ خلفائے راشدین و صحابۂ کرام و آئمۂ اہل بیت نبوی صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے لے کر ائمۂ مجتہدین و بزرگان سلاسل ربعہ یعنے حضرات نقشبندیہ ۔ چشتیہ ۔ قادریہ ۔ سہروردیہ تک ہمارے اور ہمارے اہلحدیث بھائیون کے متفق علیہ پیشوایان مذہب ہین جن مین کسی ایک کی نسبت بھی ہم مین سے دونو کو کسی طرح کا کلام نہین ہوسکتا ۔ اب رہے دوسرے علمائے متاخرین و مشائخ کرام جو سب کے سب علی العموم سنی المذہب ہین ۔ پس کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ ہم اور ہمارے جدی بھائی بالاتفاق ان سب بزرگون کو اپنا ذیعم محترم اور مصلح خیر اندیش نہ سمجھین ۔ کل پیشوایان مذہب و بزرگان دین کو اپنا اور اہل جماعت کا اجماعی و متفق علیہ گروہ ثابت کرکے اب ہم پھر ضروریات دین کے مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہین ہمارے سنی مسلمان بھائی غور سے اسکو پڑہین اور نیک نیتی سے منصفانہ رائے دین ۔

ہان تو اُلوہیت و رسالت کے بعد ہم اور ہمارے بیرادران جو وہ دونو قرآن مجید کو

کتاب اللہ اور کلام برحق مانتے اور اُس کے ایک ایک لفظ پر مُنزل من اللہ
ہونے کا یقین رکھتے ہین۔ وجود ملائکہ پر اعتقاد رکھنا داخل ایمانیات باور کرتے
ہین۔ ایک ہی قبلے کی طرف مُنھ کرکے ہم اور وہ دونون نماز پنجگانہ پڑھتے
ہین۔ رمضان شریف کے روزے رکھنے اور بیت اللہ شریف کا حج اور
زکوٰۃ بشرط استطاعت ادا کرنی یعنی اُن پانچون احکام دین کو جن پر اسلام
کی بنیاد رکھی گئی ہے ہم اور وہ بالاتفاق فرض قطعی جانتے۔ اُن کو صدق دل
سے مانتے اور زبان سے اُن کا اقرار کرتے ہین۔ اور بتوفیق خداوندی
اُن پر عمل کرنے مین حتے الوسع کوتاہی نہین کرتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے
ارکان و خدام ندوۃ العلما کا ہر ہر متنفس اور نیز ہر وہ شخص جو ندوہ سے کسی
قسم کا بھی علاقہ رکھتا ہے۔ ایمان مجمل یعنی اٰمنت باللہ کما ھو باسمائہ
وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ کا اور نیز ایمان مفصل یعنی اٰمنت
باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر و
القدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ والبعث بعد الموت۔
کا سچے دل سے معتقد اور زبان سے اقرار کرنے والا ہے بالکل
اُسی طرح جس طرح کہ دنیا جہان کے سارے مسلمان علی الخصوص
حامیان ندوۃ العلما بھی معتقد و معترف ہین جو اپنے جیسے ناچیز
بھائیون کو بے وجہ بدنام کرنے کی غرض سے سفت کی زحمتین اُٹھا رہے ہین

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بُنی الاسلام علی خمس۔ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ
ورسولہ۔ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان متفق علیہ۔

الحاصل دنیا مین بُری بھلی بسر کرکے ایک ہی طرح کے گڑھے مین جسکا نام قبر ہے ہم اور وہ دونون جا پڑنے والے ہین اور یہی نہین کہ ہمارا ان کا ساتھ اس قبر ہی تک ہے بلکہ لحد مین رکھے جانیکے بعد جو جو مراحل اپنے اپنے عقیدہ اور قول فعل کے مطابق ہر ایک پر گزرنے والے ہین انکو طے کرکے اُسی واحد مطلق ارحم الراحمین مالک یوم الدین کے حضور مین ہمکو اور اُنکو دونون کو یہی اپنی حالت سے ایک ہی طرح میدان حشر مین پھیل کر اپنی اپنی تقدیر و قسمت کے بموجب رضای الٰہی یا عدم رضا کا تمغا لینا ہے۔ بھائیو! عمل پر ناز ہوگا تو آپ جیسے مقدس دین دار شریعت پناہون کو جو دنیا مین اسقدر کتر بیونت کرتے اور ناپ ناپ کر قدم دھرتے ہین۔ ہم گنہگار بندے ایسے عمل کہا سے لائین جنکے بھروسے پر نجات کا دعویٰ ہوسکے۔ یہان تو اُسوقت مقام محمود مین کھڑے ہونیوالے کی عظمت شان و رفعت مکان کو دیکھکے اور دوڑکے نور محمدی کے سایہ مین جا کھڑے ہونگے یعنی خدا تعالے کے محض فضل و کرم کی امید کامل اور محبوب رب العالمین شفیع المذنبین کی شفاعت کبرےٰ کا پورا سہارا ہوگا جبکہ انحضرت سے کہا جائیگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع ۔ وسل تعطه واشفع تشفع اور حضرت فرمائینگے یارب امتی امتی بس ہمکو یقین واثق ہے کہ ایسے نازک وقت مین ہمارے پیشوائے دوجہان اور ہادی کونین بفضل خداوندی ہم گنہگار مگر سچے جان نثار امتیون کے ضرور آڑے آئینگے اور اُنکی مدد سے ہمارا بیڑا پار لگائینگے انشاء اللہ العزیز بمنہ وکرمہ۔ رہا اُن فتاوون کا انبار جو آپ صاحبون نے ہم گنہگار و خطاوار بندونکے لیے فراہم کر رکھا ہے یا آیندہ بھی اُس مین ازراہ عتاب کچھ اور اضافہ کرتے رہے تو یہ سارا گٹھر کا گٹھر نامۂ اعمال کا حصہ غالب بنکر یا رون کے سر گردن کا بوجھ ہو جائیگا تب بیشک ہمارے اور آپکے ایمان و کفر کا قطعی فیصلہ ہونا ہے لیکن اللہ نکرے کہ ہم مین سے کسی ایک پر بھی حالت کفر کا اطلاق ہوسکے بلکہ ہم جس صدق دل سے عقائد و اعمال متذکرۂ صدر پر ایمان و یقین رکھتے ہین وہی دل صادق و قلب سلیم گواہی دے رہا ہے کہ انشاء اللہ تعالے اس دل مصدق و قلب سلیم کو لیکر ہم دربار خداوندی مین حاضر ہونگے اور بفضلہ تعالے پوری سرخروئی کے ساتھ فوز عظیم یعنی دیدار خداوندی و رضاے ربانی کے بعد نیل مراد کی عزت جاودانی اور حصول مقصد کی مسرت ابدی حاصل کرینگے اور اسطرح وہ تعالے شانہ کو راضی و خوشنود کرکے برضا و رغبت

تمام زمرۂ عباد اللہ الصالحین مین داخل ہو کر باغ جنت کو اپنے اور اپنے سارے نیک عقیدہ مسلمان بھائیون کے لئے دار القرار بنائینگے انشاء اللہ الرحمن بفضلہ ولطفہ لیکن ہم اپنے اُن بھائیون سے جو ندوہ کے مخالفت کو ایمان اور ندوہ کی موافقت کو اسلام جانتے ہین اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتے کہ بھائیو جو کچھ چاہو لکھتے پڑھتے کرتے کراتے اور کہتے کہاتے مرجاؤ مگر خدا کے لئے (لا الہ الا اللہ) جس سے آجکل اتنا چڑھتے اور گھبراتے ہو اُس کا علم الیقینی توشۂ آخرت کے طور پر ضرور اپنے ساتھ لئے جانا جیسا کہ صحیح مسلم بروایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منقول ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ رواہ مسلم کیونکہ اعمال جو چاہے سو ہون اعتبار خاتمہ بالخیر کا ہے جو صرف یہی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ ہے وبس کیونکہ صحیح مسلم مین روایت جابر رضہ معلوم ہوچکا ہے کہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتین ایسی ہین جو دوسری دو باتون کو واجب اور لازم کر دینے والی ہین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی دو باتین وہ کونسی ہین جنکی وجہ سے دوسری اور دو باتین واجب ضروری ہو جاتی ہین؟ جواب مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کرتا ہوا مرجائے وہ دوزخ مین پڑیگا اور جو کوئی اللہ تعالے کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کرتا ہوا نہ مرے وہ بہشت مین داخل ہو گا" علے ہذا القیاس صحیحین مین روایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مین انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ ایک سفید کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے سو رہے تھے (مین چلا گیا یا ٹھہرا رہا) جب آپ جاگ اُٹھے تو مین کچھ دیر بعد پھر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ جس کسی بندہ خدا نے صدق دل سے) لا الہ الا اللہ کہہ لیا اور پھر اسی عقیدے پر وہ مر گیا تو وہ ضرور جنت مین داخل ہوا" اور اسکے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ کی جو بحث اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عتاب آمیز جواب ہے وہ تو مشہور ہی ہے علما سب جانتے ہین لیس اے حضرات ندوہ اس کلمہ شریف کی عظمت اور اسکی قدر و منزلت سے اتنا نہ بھڑکے۔ اور خدا و رسول نے جس امر مین اپنی ذمہ داری کرلی ہے للہ اسمین مداخلت و دراندازی نفرمائیے۔ اور ندوہ کی صلاح کے جوش مین آکر خدا اور رسول اللہ پر صلاح کا ہاتھ نہ صاف کیجئے۔ اور اپنے زعم مین نہ سمجھ بیٹھئے کہ ہملوگ جو کلمہ شریف کی اسقدر عظمت و وقعت لکھتے یا بیان کرتے ہین وہ ہمارے گھر کی باتین ہین۔ نہین۔ بلکہ احکام خدا و رسول مین ہملوگ جو امور مشرح و مفصل پاتے ہین انکو جون کا تون حسب ضابطہ کے ساتھ بے کم و کاست بیان کر دیتے ہین اور "ایجاد بندہ اگرچہ گندہ" کو کسی طرح اسمین راہ نہین دیتے۔ نہین معلوم

خُدا کی جنّت کو جو اوسکے پیارے بندون کے لئے بنائی گئی ہے اور جسکی فراخی و پنہائی کو آسمان زمین کی وسعت کے ہم پلہ بتایا گیا ہے آپ کس مصلحت سے اوسکو اسقدر تنگ کئے دیتے ہین کہ سوائے اپنے اور اپنے چند ہمخیالون کے دوسرون کے واسطے اُسمین گنجایش ہی نہین رکھتے۔ بھائیو اللہ سے اور اللہ کے غضب سے ڈرو اوسکی رحمت واسعہ کو اپنے خیال کے مطابق سُکیڑ کے اسقدر تنگ بنا دو۔ اور خدا کی خُدائی مین دخل دیکر جنّت کے ٹھیکہ دار نہ بن بیٹھو اور دوسرون کو نکال کر اسکا اِجارہ اپنے واسطے اور اپنے ساتھیون کے لئے ہی نہ لے لو۔ اور ایسی غاصبانہ حق تلفیان نکرو۔ جو کسیطرح بھی جائز نہوین کہ آخر کو وہ حق تلفیان انواعِ اقسام کی خرابیون کا باعث اور گوناگون حسرتون کا موجب ہون۔ المختصر اے دین دارانِ محترم! اور اے مذہبی بزرگان باحشم!! اسقدر رشتون کو جو خُدا اور خدا کے رسول کی طرف سے ہمارے اور تمہارے بلکہ دُنیا جہان کے سارے مُسلمانون کے درمیان ازلاً و ابدًا جوڑ دئے گئے ہین اور جنکے قائم رکھنے کا سخت حکم تاکید کے ساتھ دیا گیا ہے مفت کی دھینگا دھینگی سے اُنکو توڑ کر خُدائی مواخذہ اور پیغمبری بازپرس کے مستوجب نہ بنو۔ اور ساتھ اسکے حالت غیظ و غضب مین بے سوچے سمجھے یہ حکم نہ لگا دو کہ یہلوگ صرف لا اله الا اللہ کے معتقد نہین اور ضروریات دین کے مُنکر اور اعمال ظاہری کے عمل درآمد کو روکنے والے اور کیا کیا ہین۔ ایسے اتہامات باندھکر منہیات شرعی کے مرتکب نہو (لا تاتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم) کہ اوسکا نتیجہ خُدا نکرے جو عذاب دنیا و خسران آخرت تک پہنچے۔ لہٰذا آپ ہم خیرخواہون کی محبت و خیراندیشی کی قدر کیجئے کہ مین وقعات لکھتے لکھتے آپکے حالات دردانگیز سے بیچین ہو کر بمقتضاے "الدين النصيحه" آپکے واسطے پند و موعظت کا دفتر کھول بیٹھا۔ اور جو بات احکام خُدا و رسول کے لحاظ سے آپکے دینی و دنیوی بہتری کی تھی اُسکو آپکے گوش مبارک تک پہنچائے بغیر نہ رہ سکا۔ خیر ع ز ما گفتن شنیدن اختیار ست کہ ع بر رسولان بلاغ باشد و بس۔ (لہٰذا یہ نہ سمجھیے گا کہ ان لفظون سے دعوی رسالت کیا گیا ہے)

دیکھئے عادات کی خرابی کیسی بُری بات ہے بہتان باندھتے باندھتے آپکی تحریرات داستان امیر حمزہ کے قصے اور بوستان خیال کے افسانے بنی جاتی ہین اور اسکا ثمرہ غیر قومون کی نگاہ مین مُسلمانون کی بدسلیقگی اور علے العموم مذہب اسلام کی بدوقعتی کے سوا دُوسرا کیا ہو سکتا ہے اور جب مولوی صاحبان کے اخلاق و عادات ایسے شرمناک و تباہی خیز ہون تو بھلا پھر قوم کی

حالت کسطرح درست ہوسکتی ہے اور جو لوگ اپنے آپکو داخل زمرۂ علما سمجھتے ہین انکی ان عادات وخصائل کے قائم وموجود رہتے ہوئے افراد ملت اسلامیہ کی اصلاح کی تدبیرین کیونکر بارآور بن سکتی ہین پس صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے خیالات عادات اور اسی طور کے سوچ بچار مین لگے رہنے سے نتیجہ کیسا بُرا پیدا ہوتا جاتا ہے اور انسان لپنے ان ہی اقوال وفعال ظاہر و باطن کی وجہ کیسے کیسے نازیبا وناشدنی بہتانات واتہامات کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ دوسرے بیشمار افترا پردازیون سے قطع نظر کرکے اسوقت ہم تمام ہندوستان کے مسلمانون پر علی العموم اور کلکتہ کے مسلمانون پر بالخصوص ایک سچے واقعہ کے اصلی حالات کو ظاہر کرنا چاہتے ہین اور اسکے فیصلے کو خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین چھوڑے دیتے ہین۔ امید ہے کہ خداتعالے غلط بیانی اور غلط فہمی کے اندھیرے کو کائی کی طرح پھاڑکر حقائق وواقعات کے حقیقی نور کو اپنے فضل وکرم سے مسلمانون کے دیدہ ودل کے سامنے جلوہ گر فرماویگا۔ میری مراد اس واقعہ سے وہ واقعہ ہے جو مولوی غلام حسنین صاحب شیعی کنتوری کے نام سے منسوب کیا گیا ہے اور بہانہ سے زبردستی ندوۃ العلما کو بدنام اور مسلمانون کو ندوہ کیطرف سے بدگمان کیا جاتا ہے۔ ندوۃ العلما کے جملہ ارکان انتظامیہ مین سے جن بزرگ کی ذات ستودہ صفات کو جناب کنتوری صاحب کے فرضی واقعہ سے باعتبار حقیقت نفس الامری کے جوکچھ عملی کارروائی کرنی پڑی وہ بزرگ عالیجناب مقدس الالقاب عالم باعمل اور صوفی باصفا حضرت مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب مدظلہٗ محدث رامپوری ہین جو ۳ جمادی الثانیہ کو بدھ کے روز حسن اتفاق سے وارد شہر کلکتہ ہوکر سینٹ ہال سے تھوڑے فاصلہ پر گول تالاب کے محاذی خیر اتیخان کی مسجد مین اقامت گزین ہوے اور جنکے دیدار فیض آثار اور مواعظ روح پرور سے ہر طبقہ اور ہر درجہ کے ہزارہا مسلمان شرف اندوز سعادت ہوچکے ہین کیونکہ جناب مولانا صاحب عم فیضہم قریباً ایک ہفتہ کے کلکتہ مین تشریف فرمارہے اور جس مسجد مین حضرت فروکش تھے کوئی دن ایسا نہ تھا جو لوگون کے جوق کے جوق آپکی خدمت مین مشرف زیارت حاصل کرنے اور کلمات طیبات سے بہرہ اندوز ہونیکو صبح سے لیکر رات کے دس گیارہ بجے تک برابر نہ جاتے رہے ہون۔ چنانچہ تشریف آوری کے تیسرے دن یعنی ۱۲ جمادی الثانیہ کو جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ کے

حضرت شاہ صاحب قبلہ کے صاحبزادہ والا تبار مولوی سید حامد شاہ صاحب نے جامع مسجد ناخدا مین
تشریف لاکر مکرمی محترمی جناب شاہ ابو سراج نظام الدین احمد صاحب سے ملاقات کی اور بیان کیا کہ حضرت
قبلہ و کعبہ نے آپکو اور دیگر ارکان ندوۃ العلما کو جو یہان کلکتہ مین موجود ہین یاد فرمایا ہے۔ یہ نوید جانفزا
پاتے ہی ہم لوگ جو مسجد مین حاضر تھے یعنی جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری و جناب شاہ نظام الدین
صاحب اور راقم الحروف خادم العلما و کفش بردار مشایخ خاکسار ابوالظفر دہلوی اور ہمارے ساتھ آٹھ دس اور
ہمارے ملنے والے مسلمان بھائی سبکے سب میان حامد شاہ صاحب کے ہمراہ فرودگاہ پر حاضر ہوکر حضرت شاہ صاحب
قبلہ کے دولت دیدار سے مشرف و فیض قدمبوسی کے گوناگون انواع اور برکات سے سعادت یاب ہوے اوسی دور
اثناے گفتگو مین مین نے حضرت سے عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب! مولوی غلام حسین صاحب شیعی کی تقریر کا جو واقعہ
طشت از بام ہو رہا ہے اوسکی حقیقت حال کیا ہے مولانا نے ہم سب حضار خدمت کے جزئیات واقعہ کو
نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا حقیقت نفس الامری کو سنکر مین نے عرض کیا کہ واقعہ تو اسقدر صاف
و روشن ہے نہین معلوم پھر ہمارے خدام اہل سنت نے حق پوشان ناحق کوش نے کیون بات کا بتنگڑ اور رائی کا
پہاڑ کیون بنا دیا ہے۔ فرمایا بھائی تعجب کا مقام نہین ہے دنیا مین ہمیشہ سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہی رہے ہین کوئی
نئی بات نہین ہے۔ افسوس یہ ہے کہ جو تقریر مین نے اوسوقت مجتہد صاحب کے جواب مین سر اجلاس کی تھی اوسوقت
لکھی نہین گئی اسی واسطے رپورٹ مین نہین چھپ سکی مگر وطن پہونچکر مین نے اوسکو حرف بحرف قلم بند کرلیا اور کچھ عرصہ بعد
دفتر مین بھی بھیج دیا تھا لیکن وہ دفتر مین غالبا ایسے وقت پہنچی جبکہ رپورٹ مرتب ہو کر لکھی جا چکی تھی ان حضرات نے جو خندہ زنی
مین لگے ہوے ہین میدان خالی پاکر کچھ کا کچھ بنا دیا لیکن میری اوس تقریر کا مسودہ یہان اب بھی میرے ساتھ موجود ہے۔ رات کو
مین نکال رکھونگا کل صبح کو حسب وعدہ آپ مجھسے ملنے آئینگے مین آپکو وہ تقریر دیدونگا چنانچہ دوسرے روز ہفتہ کی صبح کو
جو مین حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے وہ تقریر دست مبارک کی لکھی ہوئی مجکو عنایت فرمادی۔ مین نے اوسکو حضرت سے لیکر
اوسکی دو نقلین دوسرے کاغذ پر صاف کرالین اور خدمت والا مین پیش کین آپنے اول سے آخر تک دونون کو ملاحظہ فرماکے
آخر مین اپنی دستخط سے مزین فرما دیا۔ اس طرح اصلی تقریر کے دو نسخے میرے پاس موجود ہو گئے۔ اب جو اتہامات حد سے
بڑھے جاتے ہین اور سادہ دل نیک باطن مسلمانون کو دھوکا دیکر طرح طرح کی افترا پردازیان ہو رہی ہین مین نے مناسب سمجھا

کہ تحقیقات کامل کے بعد جو امر واقعی مجکو معلوم ہوگیا ہے اپنے دوسرے مسلمان بھائیون کی خدمتمین بھی اوسکو پیش کردون۔ تاکہ اس بیان واقعات کے بعد عقل و فہم والے جنکو نیک و بد مین فرق اور حق و باطل مین امتیاز کرنے کا سلیقہ دیا گیا ہے بخوبی سمجھ لین کہ اصل بات کیا تھی جسکے متعلق جناب مولوی غلام حسنین صاحب شیعی مجتہد العصر نے اجلاس ندوۃ العلما مین تقریر کی اور تعلّی کی تھی۔ اور اوسکے جواب مین ندوۃ العلما کی طرف سے حضرت قبلہ و کعبہ جناب مولانا سید محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی نے جو اوسوقت مسند آرا ے صدارت تھے مسند صدر سے ہٹکر اور استاذ الاساتذہ جناب مولانا مولوی لطف اللہ صاحب مفتی عدالت عالیہ حضور سرکار نظام کو اپنی جگہ صدر بناکر بحیثیت ایک واعظ کے بروقت جو ایک نہایت زبردست و معقول تقریر فرمائی۔ اوسکی حقیقت حال کیا ہے۔ اور جو دینی بھائیون نے جو ندوۃ العلما کے بہت بڑے خیر اندیش و مصلح ہونے کا دعوی کرتے پھرتے ہین کینہ توزی و عناد پروری کی راہ سے اوسکو کیا سے کیا کر دکھایا ہے نیز جزاہم اللہ جزاء موفورا بھائیو! اللہ تعالے اپنے کلام پاک مین ایمان والے بندون کو اظہار واقعات اور اعلان حقائق کے متعلق صاف صاف امر فرما دیا ہے[ع] اے ایمان والو! انصاف پر قایم رہو اور اللہ واسطے گواہی دو۔ اگرچہ تمھاری اس شہادت کا برا اثر تمھاری اپنی ذات پر یا تمہارے مان باپ یا رشتہ دار قرابت مندون ہی پر کیون نہ پڑے۔ اگر کوئی غنی یعنی اچھی حالت والا ہے یا فقیر یعنی بری حالت والا ہے۔ (تو تم اون تعلقات کا فکر نہ کرو) اللہ اپنے اُن بندون کا تمسے زیادہ خیرخواہ ہے۔ اسلیے تمکو لازم ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی کرکے عدل و انصاف سے منہ نہ موڑو۔ اور کھوٹے کھرے کو برابر نکئے دو۔ اور اگر بات کو تم چبا چبا کر بیان کروگے اور حقیقت حال کو پیچ و خم دیکر زبان پر لاؤگے یا امر واقعی کے ظاہر کرنے سے روگردان ہوگے تو (یاد رکھو) اللہ تمھارے سارے کرتوتون سے واقف ہے"

جن آیات کا مضمون ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ آیات حاشیہ میں بھی درج کر دی گئی ہین۔ پارۂ والمحصنت اور سورۂ نسا مین جسکا جی چاہے قرآن شریف کھول کر دیکھ لے۔ ان ہی آیات کے متعلق

ع یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ و لو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا

جو اردو حاشیہ مولانا و مقتدانا جناب مولوی مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ عوام الناس کو سمجھانے کی غرض سے کسی قدر وضاحت کے ساتھ جوں کا توں ذیل میں مندرج ہے۔
"یعنی گواہی دینے میں محظوظ و خوشحال کی خاطر نہ رہو اور مفلس و محتاج پر ترس نہ کھاؤ۔ اور رشتہ داری قرابت مندی یا اور کسی قسم کی دوستی و محبت وغیرہ کا پاس و لحاظ نہ کرو بلکہ جو کچھ حق یعنی مطابق واقعے کے ہو سو کہو اور اگر سچ کہا پر ملی زبان سے یا دبے لفظوں میں جس سے سننے والے کو شبہ پڑے۔ یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام کی رکھ لی تو یہ بھی گناہ میں داخل ہے"

اب صاف روشن ہو گیا کہ واقعات کے بیان میں کسی قسم کی لاگ لپیٹ کرنی یا اُتار چڑھاؤ سے کام لینا اُس امر خداوندی سے جو آیات مندرجۂ صدر میں مرقوم ہوا ہے گویا بالکل سرتابی کرنی اور یقیناً داخل معصیت ہونا ہے۔ قبل اسکے کہ ہم حضرت شاہ صاحب کی تقریر کو نقل کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے کلکتہ والے مسلمان بھائیوں کو عام اس سے کہ وہ کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں توضیح احوال کی نظر سے چند امور واقعی سے آگاہ کر دیں تاکہ واقعات کی متواتر شہادت سے کیفیت نفس الامری کے اندرونی زور پر بیرونی قوت کا اور اضافہ ہو جائے۔ پس ہمارے جملہ دینی برادران کلکتہ پر روشن ہو کہ عالیجناب حضرت مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب نقشبندی محدث رامپوری وہی عالم باعمل اور فرشتہ صورت بزرگ ہیں جنھوں نے ۵ ا رجمادی الثانیہ کو اتوار کے دن نماز ظہر کے بعد مسجد ناخدا میں وعظ فرمایا تھا اور اس مبارک مجمع میں شریک ہو کر سعادت دوجہانی حاصل کرنے کی نیت سے ہزاروں مسلمان اطراف و جوانب سے آ کر داخل حسنات ہوئے تھے اس وعظ کا اشتہار جناب مکرمی و معظمی مولوی عبدالباری صاحب عظیم آبادی کی طرف سے دیا گیا تھا یہ اشتہار شہر کی اکثر مسجدوں اور بعض دیگر مقامات پر بھی چسپاں کرا دیا تھا۔ جناب شاہ صاحب قبلہ نے اپنے دل آویز و پر اثر وعظ میں کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عظمت و شان۔ اسلامی اخوت۔ ایمانی محبت اور سورۂ والعصر کی تفسیر میں دیگر فوائد عظیمہ کے ساتھ تواصی بالحق و تواصی بالصبر کے مطالب عقیدۂ ضروریہ کی تشریح۔ مسلمانوں کے باہمی عناد و نفاق کی خرابیاں۔ دینی و دنیاوی ضرورتوں کے لحاظ سے تمام اسلامی فرقوں کے لئے

یکجہتی واتفاق کی خوبیان۔ غرضکہ زمانۂ حال مین بحیثیت مجموعی جن صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی مسلمانون کو علی العموم ازلبس حاجت ہے نہایت ہی موزون شرح وبسط اور مناسب مقام تصریح وکنایات سے انکو بیان فرمایا جسکے سننے سے مسلمانون کی روح کو فرحت ایمان کو تازگی۔ دلکو تقویت حاصل ہوئی۔ اور اثناے تقریر مین نہایت زور وتاکید کے ساتھ جتایا اور ڈرایا کہ بھائیو برائیان توسب ہی بُری ہین لیکن یاد رکھو مسلمانون کو کافر بنانے سے بڑھکر کوئی برائی نہین ہے کیونکہ (جیسا مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) اوسمین مسلمان کو کافر بنانے والے کی نسبت سخت اندیشہ ہے کہ کہین مرتے وقت خود اس سے ہی ایمان سلب نہ کرلیا جاوے وغیرہ وغیرہ۔

اوسی روز کا واقعہ اور ان ہی شاہ صاحب کے تعلق کی بات ہے کہ وعظ ختم ہونے کے بعد حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری جب مسجد کے اقامت خانہ مین جہان جناب مولوی شاہ نظام الدین صاحب ٹھہرے ہوے ہین تشریف لے گئے۔ ہمارے بدعتی بھائیون کی طرف سے ایک چھپا ہوا اشتہار لیکر ایک شخص عامی بالاخانہ پر پہنچا اور اوس نے پکار کر کہا کہ یہ اشتہار جناب شاہ صاحب کے نام کا ہے جنھون نے ابھی نیچے مسجد مین وعظ کہا ہے۔ اشتہار اوسکے ہاتھ سے لے لیا گیا اور جناب شاہ نظام الدین صاحب قادری نے اس بھرے مجمع مین کھڑے ہوکر اس اشتہار کو پڑھ سنایا۔ اس اشتہار مین حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری کو مخاطب کرکے بہت کچھ مدح وثنا کے بعد غالبًا یہ خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ آپ ہم حنفیون کے بہت بڑے عالم باعمل اور صوفی مشرب بزرگ ہین۔ آپکی دینداری وراست بازی کا ہمکو یقین ہے۔ ہم خوب جانتے ہین کہ آپ ندوہ اور جدوہ دونون سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔ اسواسطے ہم نہایت آرزو سے خواہش مند ہین کہ آپ ہمارا انصاف کیجے ہملوگ آپ کے حضور مین فریادی آئے ہین کہ آپ ندوہ اور جدوہ کا فیصلہ کرتے جائیے۔ غرضکہ اشتہار کو اوّل سے آخر تک حضرت مولانا صاحب نے سماعت فرماکے جواب یہ دیا کہ ”بھائیو! مجھکو جواب دینے مین کوئی عذر نہین۔ اگر فریقین کے علما مجھکو حکم بنا دین تو بیشک مین قرآن شریف ہاتھ مین لیکر اور ممبر پر

پڑھ کر صاف صاف بتادونگا کہ حق کس طرف ہے اور کس طرف نہین اور یون فضول باتین بنانی مجھکو نہین آتین۔ رہی میری اپنی رائے وتحقیقات اور میرے اپنے عقائد وخیالات وہ آج وعظ ہی مین بخوبی مین ظاہر کرچکا ہون۔ مسلمانون کے جم غفیر نے اُسکو سن لیا ہے۔ اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ جاؤ جسکی طرف سے آئے ہو۔ اُسکو میرا سلام اور یہ پیغام پہنچادو۔

اسکے بعد ہمارے ان جدوی بھائیون کے حالات وخیالات پر کچھ عرصہ تک سخت افسوس ہوتا رہا۔ اُسی روز کا مذکور ہے کہ سیٹھ غلام حسین عارف صاحب کے ہان صبح کے کھانیکے بعد اور پھر سہ پہر کو اور بعد ازان رات کو شام کے کھانے سے پہلے اور پیچھے بہت دیر تک ندوۃ العلما کے اغراض ومقاصد اور اُسی سے متعلق بہت سے ضروری مسائل حضرت مولانا صاحب نے بعنوان گوناگون بیان فرمائے اور غالباً دو یا تین مرتبہ جناب کنتوری صاحب کا قصہ بھی مفصلاً بیان فرمایا۔ بلکہ ایکمرتبہ کھانا کھانیکے بعد بھی جبکہ جناب حاجی نور محمد زکریا صاحب حضرت شاہ صاحب سے اس وقت کے مولوی صاحبان کا احوال پُر یاسف بیان کرکے مسئلہ تکفیر مسلمین اور دیگر مباحث ضروریہ وقت کے متعلق کچھ استفاضہ و استعلام کر رہے تھے کہ اتنے مین ابراہیم معلم صاحب جو سیٹھ غلام حسین عارف کے رشتہ مین ماموں ہوتے ہین اور جنکا نام اُسی روز کے اشتہار مذکورہ بالا مین بدون اُنکے علم ورضامندی کے بزمرۂ مشتہران لکھ دیا گیا تھا اور جس واقعہ کا یعنے عدم علم وغیرہ کا اقرار وہ غریب اس سے پہلے اُس مکان مین دو صاحبون کے روبرو کر چکے تھے یکایک تشریف لے آئے۔ سیٹھ غلام حسین عارف صاحب نے حضرت شاہ صاحب سے اُنکی تقریب ملاقات کرائی اور اُنہون نے نہایت تپاک سے اُٹھکر جناب شاہ صاحب سے مصافحہ کیا۔ اور اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے۔ جو تقریر ہو رہی تھی اُسکے ختم ہوتے ہی سیٹھ غلام حسین عارف نے شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ کہ حضرت یہ میرے ماموں صاحب کبھی کبھی بہت جوش مین آجاتے اور جدوہ کی طرف سے ندوہ پر اعتراض اور ناخوشی کا اظہار کیا کرتے ہین۔ ندوہ کے متعلق جو قصہ کنتوری صاحب کا ہے یہ بھی اسکو اُلٹا سنے ہوے ہین۔ ذرا مہربانی فرماکے اُسکی اصل حقیقت سے انکو بھی مطلع فرمادیجئے۔ اُنکی اس خواہش پر حضرت مولانا صاحب

نے جزئیات واقعہ کو من وعن پھر بیان فرما دیا اور حضار مجلس مین جو صاحب پہلے دو موقعون پر بھی حضرت کی تقریر سن چکے تھے انکو جناب شاہ صاحب کے حافظہ پر کمال تعجب ہوا کہ ہر ایک دفعہ جب اس واقعہ کو بیان فرمایا تو علے العموم قریب قریب ایک ہی عبارت سے اُسکا اعادہ کیا گیا۔ لیکن میرے خیال مین یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ کیونکہ حضرت شاہ صاحب جیسے عالم باعمل اور عارف معارف شریعت نے جب قریب چالیس برس کے فن حدیث کی خدمت کی ہو اور جنکی ہر معمولی سے معمولی بات چیت مین ہر ایک صحبت مین قرآن و حدیث ہی کا چرچا رہتا ہو۔ روایت واقعہ کے باب مین اُنکے الفاظ و معانی کا اس قدر ٹھیک ہونا ضروریات سے ہے۔ اللہ اللہ حقیقت و معرفت کے پکے رنگ مین رنگا جانا اور شمائل نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے انوار عرفانی سے ظاہر و باطن کا منور ہو جانا بھی کیسی نعمت عظمیٰ ہے جسکے آگے دنیا و ما فیہا سب ہیچ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کے اُن روزون کی صحبت کا لطف اور جو اسرار و غوامض اور انوار و برکات اُن کی سادہ مگر جادو بھری تقریر و سخن سے مجھ عقیدت کیش کے قلب و روح کو حاصل ہوئے ہین اُن کا مزہ جانفزا ہر وقت دل کو مست محبت یعنے بہت کچھ مطمئن کئے رہتا ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ خداوندا وہ مبارک صحبتین جلد تر پھر نصیب کر دے اور یہ میری ہی حالت نہین ہے بلکہ بعض اور دوستون کی بھی جو ان لذائذ روحانی سے مشام جان کو چاشنی اندوز کر چکے ہین

اس جامع مسجد کے وعظ کے بعد دوسرا وعظ مخدومی و محترمی جناب مولوی محمد عبد الباری صاحب عظیم آبادی کے مکان پر ہوا۔ اس جلسہ ضیافت مین کلکتہ کے بہت سے عمائد و رؤسا اور حکام و اُمرا مدعو تھے۔ اور وعظ مین بھی سیکڑون مسلمانون کا ہجوم تھا۔ جامع مسجد مین تو سورۂ والعصر کی تفسیر تھی اور اُس مین تذکرہ صدر مطالب عالیہ بیان ہوئے تھے۔ یہان سورۂ فرقان کا آخری رکوع وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ تلاوت کرکے اسکا ترجمہ نہایت حقائق و معارف

کے ساتھ بیان فرمایا۔ اور سلسلۂ بیان مین قومی ضروریات اسلامی توسعات اور دیگر شرعی لطائف وعقلی نکات کو خوب جامعیت سے بیان کیا۔ اس جلسہ مین ارکان انجمن معین الندوہ کلکتہ کے علاوہ بہت سے علمائے عظام ومشائخ کرام جو ندوۃ العلما سے تعلق رکھتے اور اس کے اغراض ومقاصد پر فریفتہ وشیدا ہین تشریف فرما تھے۔ سامعین مین سے ہر ایک شخص کے دل مین جو لذت روحانی پیدا ہو رہی تھی وہ دیکھنے اور رشک کرنے کے لائق تھی علی الخصوص ہمارے مخدوم محترم جناب مولوی ابو الحسن خان صاحب بہادر جج عدالت خفیفہ پر جو حالت وجد طاری تھی وہ بیان نہین کیجا سکتی۔ اس جلسہ مین کھانے کے وقت جناب شاہ صاحب قبلہ نے ہم جملہ ارکان ندوۃ العلما سے جو اس موقعہ پر موجود تھے۔ اثنائے تقریر مین خطاب کر کے فرمایا کہ لوگون نے جو طوفان اٹھا رکھا ہے کہ ندوۃ العلما ضروریات دین کا منکر ہے بھائیو! بتاؤ تو سہی ہم تم مین ضروریات دین کا کون منکر ہے۔ ہائے تعصب بھی کیا بری بلا ہے کہ انسان کو حق کی طرف سے بہرا گونگا کر دیتا ہے نہین معلوم ان حدوہ والون نے ہم لوگون کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ اس پر ایک ٹھنڈی آہ بھری اور فرمایا۔ اللہ مسلمانون کے حال پر رحم کرے اور اُن کو حق کی توفیق دے۔ ہمارے کلکتہ کے وہ مسلمان بھائی جو حضرت شاہ صاحب قبلہ کے مواعظ بیش بہا سے شرف اندوز سعادت ہوئے ہین۔ وہ ایمان داری سے عقلی فیصلہ اور دلی شہادت سے سچا اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ علمائے کرام ومشائخ عظام کی جس مبارک جماعت کے ارکان اسلامیہ مین ایسے زبردست علمائے باعمل او مشائخ باصفا داخل ہون وہ جماعت کیسی خیر وبرکت کا معدن اور کن انوار وسعادات کا چشمہ ہو سکتی ہے پس مولانا صاحب کے شاہد عادل وثقہ ہونے مین کسی متدین مسلمان کو جو اُنکے حالات سے واقف ہے ذرا سا بھی شک نہین ہو سکتا۔ علاوہ ازین یہ وہ بزرگ ہین جو ندوۃ العلما کے سالانہ جلسون مین باوقات مختلف بار بار صدر رہ چکے ہین۔ اس طرح کی سچی

پکی دینی و دنیاوی قابل اعتبار و لائق اعتماد شہادتون کو تمام مسلمانون کی خدمت عالی مین پیش کر کے اب سب سے آخر مین ہم حضرت مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب کی اُس تقریر کو جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے ذیل مین بجنسہٖ نقل کر دیتے ہین۔ تاکہ ہمارے دیندار سچے مسلمان بھائیون کے شکوک کا ازالہ اور شبہات کا استیصال ہو جاے اور بڑی بات بلکہ سب سے بڑی بات جس کی غلط فہمی پر وہ اب تک اس قدر بگڑے بیٹھے ہین اُس کی حقیقت و ماہیت سے وہ آگاہ ہو جائین۔ اور اپنے سچے اور اچھے دلون سے اس دیرینہ مگر غلط کدورتون کے غبار کو شہادت قلبی و اقرار لسانی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کے دھیمے دھیمے نرم نرم جھوکون سے ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا کر دین۔ اور جیسا کہ مسلمانون کا دستور رہے صلوا علی النبی صلو علی النبی کہتے ہوے خلاف و نفاق کو بیخ و بُن سے اُکھیڑ پھینکین۔ اور اسلامی حیثیت سے یک جہت و یک سو ہو کر اس طرح متحد المقاصد و متحد الاغراض ہو جائین ع

تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری +

نقل تقریر جناب مقدس الالقاب حضرت مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب مد ظلہ نقشبندی محدث رامپوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از طرف سید محمد شاہ رامپوری بجواب استفسار سید ابو ظفر دہلوی

لکھا جاتا ہے کہ مین کانپور کے جلسۂ ندوۃ العلما مین شریک ہوا تھا چند صاحبون نے یکے بعد دیگرے وعظ کہا آخر کو جب وقت مولوی غلام حسنین صاحب شیعی کا آیا تو انھون نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرا وقت مقرر گذر چکا لہذا مین پھر کسی وقت پر بیان کرونگا۔ مگر اسوقت اتنا کہتا ہون کہ آپ لوگ جو ترقی مدرسہ کے خواہان ہین آپ کے مدرسہ کو کیون کر ترقی ہو سکتی ہے جب تک کہ کچھ علم نہ پڑھائے جائین اور وہ علم میرے سینے مین ہین

نہ سفینہ مین اُن کو میرے سوا کون جانتا ہے مین بوقت فرصت بیان کرونگا تب مین نے
جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے کہا کہ آپ میری جگہ صدر رہو جائین۔ مین اپنے
آپ کو ایک واعظ قرار دیکر کچھ کہنا چاہتا ہون۔ انہون نے قبول فرمایا۔ پس مین
نے مجتہد صاحب کے جواب مین کہا۔ کہ اے صاحبو۔ علم صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان
بدیع۔ لغت۔ منطق۔ حکمت۔ ریاضی۔ عروض۔ قافیہ۔ سیر۔ تاریخ۔ نظم و نثر فارسی
وعربی۔ طب۔ وتشریح۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہہ۔ اصول۔ قرائت۔ فرائض حساب
عقائد۔ کلام۔ تصوف۔ ان علوم کے جاننے والے تو یہین موجود ہین گو ایک شخص
سب فنون کا حاوی نہ بھی ہو مگر بہیئت مجموعی تو سب علم یہان موجود ہین پھر ہم کو
نہین معلوم کہ وہ پچھتر علم کون سے ہین۔ جن کے فیض سے ہم سب محروم ہین
رہا یہ امر کہ ہم مسلمانون کا فخر کن کن علوم کے حاصل کرنے مین ہے سو وہ
تو علم حدیث۔ تفسیر۔ فقہہ۔ اصول۔ قرائت۔ فرائض۔ عقائد۔ کلام۔
تصوف۔ مین ہی ہے۔ علم صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ لغت۔ منطق
حکمت۔ قدرے حساب یہ فنون البتہ بقدر آلہ حصول علم دین ہونے کے
ضروری سمجھے جاتے ہین۔ اور فقط ان ہی کے ماہرین کو ہم لوگ فاضل قابل
ادیب کہا کرتے ہین۔ نہ کہ عالم۔ ہمارے یہان تو جو شخص علوم دینیہ کا ماہر
بھی ہو اگر وہ عالم باعمل نہین ہے تو اُس کو بھی عالم نہین کہتے۔ کیونکہ جب اُس
نے عمل مین سعی نہ کی تو گویا جاہل ہے۔ استغفر اللہ من علم بلا عمل۔ لقد
نسبت بہ نسلاً لذی عقم اور بالفرض اگر بعض فنون اور بھی ایسے
ہون کہ جن مین ہم لوگ اپنی ہمت کو مصروف نہین کرتے تو ہماری طرف
کیا الزام ہے۔ صاحبو ذرا غور کرنے کی جگہ ہے کہ عرب کے لوگ کیا
صرف۔ نحو۔ معانی۔ لغت۔ انساب وغیرہ نہین جانتے تھے بلکہ وہ لوگ

ان علوم مین ایسے معتمد تھے کہ آج تک آپ لوگ اپنے اشعار
اپنی عبارت کو ان کے دواوین کہنہ سے درست کرتے ہین اور مستند
جانتے ہین۔ پھر باین ہمہ علوم دینیہ اور ان پر عمل نہونے کی وجہہ سے
اللہ سبحانہ ان کو خطاب فرماتا ہے کہ افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون
توجن فنون کے جاننے والون کو اللہ سبحانہ جاہل کہے ان
کے نجاننے پر یا بعض کے ماہر نہونے پر ہمارے مجتہد صاحب ہم کو توبیخ کرین
یہ آپ کا ہی فہم عالی ہے اور آپ کی یہی انصاف پسندی ہے۔ بعد ازان جلسۂ
لکھنؤ مین بھی مولوی غلام حسنین صاحب نے ایک رقعہ اہالی ندوہ کو بھیجا تھا۔
مین نے بھی دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ مین بھی تو ایک قوم مومنین کا سردار ہون پھر کیا
سبب کہ مجکو شریک جلسہ نہین کرتے۔ حسن اتفاقات سے اس وقت ایک اشتہار
ملا اس مین یہ لکھا تھا کہ مولوی غلام حسنین نے کانپور کے جلسہ مین بحضور علماء اہل سنت
جناب امیر المومنین کا بلافصل خلیفہ ہونا ثابت کر دیا اور کسی نے لب تک نہ ہلایا۔ اسکا
جواب مین نے ارا کین ندوہ سے یہ لکھوایا کہ وہ علی رؤس الاشہاد جلسہ مین یا اقرار کرین
کہ یہ اشتہار میرے علم اور خواہش سے نہین چھپوایا گیا۔ یا یہ کہین کہ مین نے ہی چھپوایا تھا
مگر اب مین اسسے رجوع کرتا ہون میری مراد اس سے یہ تھی کہ اگر خلافت بلافصل کے باب
مین تحقیق اور تنقیح کرنا چاہین تو اب کرلین۔ وہی علماء سنت یہان بھی موجود ہین اگر یہ امور
نکرین تو اہالی ندوہ کی طرف سے مدعو نہین ہوسکتے۔ ویسے آئین تو انہین اختیار ہے
پھر انہون نے اس رقعہ کا جواب نہین دیا۔ رہا یہ جو لوگون نے مشہور کر رکھا ہے کہ مجتہد صاحب
نے مجلس علماء اہل سنت مین صحابہ کرام کے جناب مین الفاظ بے ادبانہ اور گستاخانہ زبان
سے نکالے بالخصوص خلافت بلافصل کو ثابت کر دیا یہ افترا محض اور بہتان عظیم ہے کیونکہ
جن جلسون کے متعلق یہ اتہام کیا جاتا ہے۔ انہین مین شریک تھا میری موجودگی مین اس قسم کا

کوئی لفظ مجتہد صاحب نے زبان سے نہین نکالا۔ تحریر بتاریخ جمادی الثانی

از شہر کلکتہ راقم سید محمد شاہ بقلم خود

مسلمانو! خدا کے لئے اپنے اور اپنی قوم کے حال زار اور اسلامیون کی بے کسی اور بے بسی پر رحم فرماکے۔ للہ انصاف کرو۔ دل کی آنکھین کھولو۔ اور رحمت و فضل کے اس ازلی و ابدی مخزن کی طرف دوڑو۔ بھائیو بہت لڑے جھگڑے۔ روٹھے۔ بگڑے حسبۃً للہ من جاؤ مان جاؤ۔ اچھا ہم ہارے اور تم جیتے ہم کچھ نہین۔ تم سب کچھ۔ ہم خادم تم مخدوم۔ ہم بُرے تم اچھے۔ دیکھو خدا کے واسطے دیکھو جیتو۔ سوچو اور سمجھو۔ برے ہین یا بھلے۔ گنہگار ہین یا خطاوار آخر کو ہین تو تمھارے ہی بھائی۔ آؤ ہمارے پیارو آؤ۔ اور ہمارے بزرگو آؤ۔ آؤ برب کعبہ آؤ۔ اور گلے مل جاؤ۔ توحید ربانی کے ساتھ اتحاد اسلامی کے راگ گاؤ۔

اشعار

خدا و مصطفےٰ ہادی۔ تو غارت سب لڑائی ہو
مسلمان سے مسلماں کی بھلا کیونکر برائی ہو

شریعت سے تمسک ہو متبع ہو بزرگون کا
رسول اللہ کی تعلیم سے دل مین صفائی ہو

حقیقت ندوۃ العلما کی دیکھو اپنی آنکھون سے
بھلا دو ساری وہ گپ شپ جو یارون نے اڑائی ہو

یہ مجمع خیر و برکت کا خزانہ ہے سعادت کا
سراسر رحمت حق ہے۔ جو تم حصے مین آئی ہو

مشائخ اس کا زیور ہین۔ تو عالم اسکی رونق ہین
تمھارے پیشوا سب ہین مسلمانو۔ فدائی ہو

زیارت سے مشرف ہو سنو پرزور تقریرین
نصیحت کو گرہ باندھو۔ جو ناصح کی بتائی ہو

محبت اس سے لازم ہے اعانت اسکی واجب ہے
کرو امداد کچھ دل سے۔ جو پاکیزہ کمائی ہو

لڑائی جھگڑے کی باتین اٹھادو دل سے اے یارو
کرو وہ کام سب مل کر کہ جس مین کچھ بھلائی ہو

شریک درد ہوجاؤ۔ محب قوم بن جاؤ
نہ برتو اس تعصب کو۔ کہ جس سے جگ ہنسائی ہو

تشدد چھوڑ کر۔ گر کام لو رفق و مدارا سے
یقیناً تم مین اور غیرون مین الفت آشنائی ہو

پیمبر کے عظیم خلق کے پیرو بنو دل سے
کہ یہ رشتہ ہو بے پیچ نہ ہم تم مین جدائی ہو

لڑے۔ روٹھے۔ بہت بھاگے۔ خدارا ابتو من جاؤ　　　چلو آؤ گلے مل لو۔ کہ آخر کو تو بھائی ہو

اے خدائے کریم و رحیم ۔ اے خدائے غفور و شکور ۔ اے ستار العیوب ۔ اے غفار الذنوب
اے ارحم الرحمین بطفیل اپنے اُس رسول محبوب کے (صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)
جس کی ذات مقدس کو تونے اپنے کلام پاک مین رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہے۔ ہم پر جو
دل وجان سے تیرے بندے اور اُس نبی برحق کی اُمت ہین۔ لطف کر۔ رحم فرما۔ کرم کر۔ آمین

بحمد اللہ کہ رسالہ

القول الفاصل
بین الحق و الباطل

مصنفہ

جناب مولوی حکیم محمد ایوب صاحب قادری چشتی رئیس پھلواری شریف

جسمین

ندوۃ العلما کی حقانیت کے دلائل اور مخالفین کے بیجا الزامون
کے جوابات عام فہم عبارت مین کتب معتبرہ فقہ و تصوف و
سیر سے دیے گئے ہین جسکے دیکھنے سے مخالفین کی
تمام رد و کد کی حقیقت اہل انصاف پر روشن ہو جائیگی

مطبوعہ انتظامی پریس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ الذی احکم بکتابہ اصول الشریعۃ البیضاء وبعث الینا محمدؐ رسولاً داعیا الی الطریق الحق البین من الورطۃ الظلماء ونشکرہ علی ما اعطانا بفضلہ من الآلاء والنعماء ومن تزیین محافل الناس ومجالسہم بندوۃ العلماء ونصلی علی افضل الرسل محمد ونجیب معاشر الانبیاء محمد وآلہ واصحابہ واولیائہ النجباء الاتقیاء

اما بعد

خادم العلما محمد ایوب قادری کہتا ہے کہ مجھے عرصہ دو سال سے ندوۃ العلما کے ساتھ نہایت ہی دلچسپی کے ساتھ تعلق تھا اور ایسے عظیم الشان جلسہ کو مین ایک نعمت عظمیٰ سمجھتا تھا مگر اس سال قبل از جلسہ میرے پاس مختلف تحریرین جناب مولانا عبد القادر صاحب بدایونی مدظلہ العالی اور جناب مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی مدظلہ کی جانب سے ایسی پہنچین کہ فی الجملہ مین ندوہ کی جانب سے ذرا ساتائل ہوا اور انھین وجوہات سے اس سال میری شرکت بھی نہوئی پھر انھین دونون بزرگون کے اتباع کے رسائل اور بھی مخالفت ندوہ مین میری نظر سے گذرے مین اس معاملہ مین مدتون سخت متحیر رہا کہ دونون طرف علما ہین آخر یہ جھگڑا کیون اٹھے ہو کیون نہین پاتا اور نزاع بھی کوئی طول طویل نہین معلوم ہوتی ہے جس کا سلجھنا دشوار ہو بالآخر مین نے ان سب تحریرون کو بغور دیکھا اور بزرگان ندوہ سے بالمشافہہ اور بذریعہ کتابت بعضے شبہات کو پیش کیا اور ان کے جواب . مین غور کیا ـ تو اب میری عقل و انصاف نے مجھپر ثابت کر دیا کہ مخالفین ندوہ محض بر سر خطا ہین اور علمائے ندوہ بر سر حق ہین ـ

اور مخالفین ندوہ نے جو اعتراضات کئے ہین وہ بالکل لایعنی ہین اسلئے پہلے مین علمائے ندوہ کے حقیت کے وجوہات لکھتا ہون پھر شبہات کا جواب عرض کرونگا۔

وجہ اول واضح ہو کہ ندوۃ العلما مین تقریباً اکثر علماے ہندوستان شریک ہین اور علما بھی ہر طبقہ کے مدرسین متکلمین فقہا محدثین صوفیہ اور وہ علما شریک ہین اور اسکے ارکین ہین جو ہندوستان مین مقتدا سمجھے جاتے ہین جیسے حضرت استاذ الاساتذہ شیخ الجہابذہ مقدام المحققین شیخ شیوخ المدرسین مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھی مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد جنکی اس وقت ہندوستان مین کم سے کم پانچ سَو عالم شاگرد ہون گے اور جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب دام مجدہ کہ آپ قطع نظر تبحر علمی کے حضرت مخدومنا شیخ الشیوخ عارف باللہ مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ کے اجل خلفا سے ہین اور آپ کی حق پسندی و زہد و تقوی تمام ہندوستان مین ضرب المثل ہے اور جناب فاضل اجل محقق اکمل مفسر کلام ربانی مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی کہ آپ کی تصانیف رد نصاریٰ و آریہ سماج و ملاحدہ و نیچریہ مین اسوقت مستند ہو رہی ہین اور آپ کا مناظرہ فرق مخالفین سے مشہور و معروف ہے آپ کی تفسیر اس زمانہ مین بہ زبان اردو گویا امام رازیؒ کی تفسیر کبیر کہلاتی ہے اور کس قدر اس سے فائدہ لوگون کو پہنچ رہا ہے اور جناب مجمع علم و فضل و عرفان حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان دامت برکاتہ کہ اسوقت آپ مجمع علم ظاہر و باطن ہین اور تمام ہندوستان بیشہا مقتدا تصور کئے جاتے ہین اور جناب مخدومی عالیجناب شریف النسب و سیادت مآب مولانا سید محمد شاہ محدث کہ آپ کا تقوی اور اتباع سنت و درس حدیث زمرہ علما مین بنظر عزت دیکھا جاتا ہے پھر عوام کو کون کہتا ہے اور عالی جناب فخر الاشباہ والاقران صوفی باصفا مست بادہ توحید فرد فرید تاج العلما مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی دامت برکاتہ وغیرہم من العلماء الکرام اور مخالفین ندوہ سے نام گننے کے لئے تو بہت سے نکل آئین مگر درحقیقت مشاہیر اور قابل لوگون مین فقط جناب مولانا عبد القادر اور جناب مولانا احمد رضا خان صاحبان ہین یہ دونو بزرگ بھی اگرچہ میرے نزدیک بہت بڑے لائق اور فاضل اجل ہین اور بالخصوص مناظرہ و مخاصمہ اہل تو ہب مین تو علم برافراختہ ہین مگر دو آدمی جماعت کثیرہ

اہل علم کی جانب مقابل کیونکر ہو سکتے ہین۔ تواب ہم کو جماعت کثیرہ و سوادِ اعظم علمای کرام کو برسرِ حق سمجھنا چاہیئے اور انھین کے ساتھ ہونا چاہیے سنن ابن ماجہ کی صفحہ ۲۹۲ مین یہ حدیث منقول ہے قال رسول اللہ صلعم ان امتی لا یجتمع علی ضلالۃ فاذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم حاصل اس کا یہ ہے کہ میری امت گمراہی پر مجتمع نہین ہو سکتی تو تملوگ جب انھین مختلف پاو تو بڑی جماعت کے ساتھ ہو لینا اور سنن ترمذی کی صفحہ ۲۴ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا علیکم بالجماعۃ و ایاکم و الفرقۃ فان الشیطان مع الواحد اور یون بھی آیا ہے ان اللہ لا یجمع امۃ محمد علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار۔ حاصل ان دونون حدیث کا یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو جماعت سے علیحدہ مت ہو جماعت کے ساتھ خدا کی مدد ہے اور ابن ماجہ کی صفحہ ۲۹۲ مین ہے کہ عوف بن مالک کہتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہ قسم فرمایا لتفترقن امتی ثلثا وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وثنتان وسبعون فی النار قیل یارسول اللہ من ہم قال الجماعۃ یعنی میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی ایک جنتی ہوگا باقی سب جہنمی لوگون نے عرض کیا حضرت جنتی کون ہے؟ آپنے فرمایا جماعت یعنی جدھر مجمع زیادہ ہو۔ اور نسائی کی روایت مین ہے فان ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع من فارق الجماعۃ یرکض یعنی اللہ تعالی کی مدد ہے جماعت پر اور شیطان جماعت سے جدا ہونیوالونکی ساتھ دوڑتا ہے۔ اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے ومن مات وھو مفارق للجماعۃ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو جماعت سے جدا ہوکر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

انصاف سے جو شخص ان حدیثون پر غور کرے گا ہرگز ندوۃ العلما کی مخالفت نہین کریگا اور شرذمہ قلیلہ کے مقابلہ مین جماعت عظیمہ کا تخطیہ ہرگز پسند نہ کریگا۔

دوسری وجہ حقیت علماے ندوہ کی یہ ہے کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین فان تمسکتم بھالن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی یعنی بہ تحقیق مین تم مین دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون جب تک مضبوط تم پکڑے رہوگے ان دونو کو ہرگز گمراہ نہوگے ایک ان مین دوسری سے بڑا ہی کتاب اللہ کی

یعنی قرآن اور دوسری میری عترت واہلبیت۔

اس حدیث پر علمای ندوہ نے پوری طرح سے عمل کیا اور قرآن و عترت دونوں ہی کی ساتھ تمسک کیا تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ندوہ کی اصلی غرض اور اہم مقاصد دو چیزین ہین ایک اشاعت تعلیم دوسری اتفاق باہمی ان دونون کی بہ نسبت قرآنی ہدایتین موجود ہین فرمایا اللہ تعالی نے فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون اور فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون اور اتفاق کی بہ نسبت مختلف نہجون سے ہدایت کیگئی ہے اور افتراق واختلاف کی ممانعت کیگئی ہے فرمایا اللہ تعالی نے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اور فرمایا ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم اور فرمایا ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء اور فرمایا واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین اور فرمایا شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

اب دوسرا تمسک یعنی اہلبیت وعترت کے ساتھ اسکی کیفیت یہ ہے کہ اہلبیت اطہار افتراق و اختلاف کو پسند نہین فرماتے تھے اور جماعت سے علیحدہ ہوجانے والے پر نفرین فرماتے تھے چنانچہ باتفاق شیعہ وسنی نہج البلاغہ وغیرہ مین منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا الزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب یعنی بڑی جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ خدا کی مدد جماعت کے اوپر ہے اور بچو تم جدائی اور علیحدگی سے اس لئے کہ جدا ہونے والا ایسی جماعت سے شیطان کے لئے ہے جیسے بکری اپنے گلے سے جدا ہوکر بھیڑیے کے لئے ہوجاتی ہے اور بعض روایتون مین یون بھی آیا ہے کہ آپنے فرمایا ان للناس جماعۃ ید اللہ علیہا وغضب اللہ علی من خالفہا حاصل اسکا یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ خدا کی مدد ہے اور مخالفین جماعت پر خدا کا غضب ہے۔ اور ایسا ہی دوسرے ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے اور کتب سیر ومناقب ایسی روایتون سے مالامال ہین۔

الغرض علماے ندوہ نے قرآن و اہلبیت کے ساتھ تمسک کرکے دکھلادیا پھر آنکی حقیقت مین
کیا شک ہے اور اب ہم لوگون کو بھی اس حدیث پر عمل ور آمد کرنا چاہیے یعنی قرآن و اہلبیت
کے ساتھ متمسک ہونا چاہیے قرآن کے ساتھ تمسک کی یہی صورت ہوگی کہ ندوہ کے ساتھ
اتفاق کرین اور ایسے مقدسین مومنین کے طریق کے سوا کوئی دوسرا طریقہ تفرد وافتراق کا
نہ نکالین ورنہ پھر جہنم ہی ٹھکانا ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَمَن يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ
نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا حاصل اُسکا یہ ہے جو مسلمانون کے طریق کے سوا کوئی دوسری
سبیل چاہے تو اُسکو ہم پھیر دین گے جدھر وہ پھرا اور ڈال دین گے اُسکو جہنم مین اور بُرا ٹھکانا ہے وہ
اور اہلبیت کے ساتھ تمسک یون بھی قرار پائیگا کہ ہم لوگ اور تمام عامہ مسلمین بزرگان ندوہ کی
اطاعت کرین اسلیئے کہ انمین اکثر سادات کرام اور خاندان اہلبیت اور بنی ہاشم ہین مثل جناب
مولنا مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوہ کہ آپ سادات حسنیہ قادریہ سے ہین اور جناب
مولوی سید عبد الحیّ صاحب مددگار ناظم کہ آپ سادات حسنیہ سے ہین اور جناب مولانا حاجی حکیم سید
محمد ظہور الاسلام صاحب کہ آپ سادات رضویہ نیشاپوریہ سے ہین اور جناب مولنا حضرت
سید محمد شاہ صاحب محدث آپ سید حسینی جلالیہ بخاریہ ہین اور جناب مولنا سید عبد اللہ صاحب
دیوبندی کہ آپ بھی حضرت سید شاہ ابو المعالی انبھٹوی کی اولاد سے ہین اور علی ہذا القیاس
اور بزرگان بھی سادات بنی ہاشم سے اراکین و مویدین ندوہ ہین انکے اقوال کے ساتھ تمسک کرنا
بیشک تعمیل ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے شعر ع این سلسلہ از طلای ناب است ۞
این خانہ تمام آفتاب است ۞ یہ بزرگان اگر ناز سے یون فرمائین تو بھی بجا ہے ع ذرہ ام
لیکن زمہر بوترابم ۞ آفتابم آفتابم آفتاب ۞ ع گر ز ہندوستان شدیم چہ باک ۞ بلبل
گلشن خراسانیم ۞ اور مخالفین ندوہ کا تمسک بموجب اس حدیث کے جیسا چاہیے نہین ہوا
قرآن پاک اور اہلبیت تو اتفاق کو پکار رہے ہین اور یہ حضرات افتراق اور اختلاف کی فکر مین
ہین نہ تعلیم کے لئے ابتک کوئی کوشش و توجہ ہوا اور نہ اس شرذمہ قلیلہ مین اتنے بزرگان
علماے سادات ہین بلکہ رب النوع مخالفین جو دو بزرگ ہین انمین خاندان عترت کا شرف نہین
جناب مولنا عبد القادر صاحب قبلہ تو شیخ عثمانی ہین یعنی خاندان بنی امیہ سے ہین اور جناب مولنا

احمد رضا خان صاحب پٹھان افغانی ہین۔ اور افتراق و اختلاف بھی آپ لوگون کا اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ جس کا ٹھکاہی نہین شیعہ و وہابیہ کے تکفیر کا فتوی لکھکر ان کو جماعت اسلام سے خارج کیا باقی رہے اہل سنت ان مین مولوی اسمٰعیل و مولانا اسحٰق اور انکے جماعت بھی زمرۂ کفرہ و مضلین مین داخل کیے گئے پھر علماے دیوبند و سہارنپور و گنگوہ شریف ان حضرات کی بھی تضلیل و تفسیق و تکفیر مین قلم دوڑ گیا ادھر دار العلم دار العمل فرنگی محل کے اکابر پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا اور توہب کا التمغہ انھین بھی دیا گیا پھر مشائخ کرام کی طرف توجہ کی گئی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر خوب لام و کاف کیا گیا انپر الزامات لگائے گئے تمام مجددیہ فاسد العقائد ٹھہرائے گئے پھر تھوڑی سی جماعت قادریہ و چشتیہ جو باقی رہ گئی تھی انمین بعضے اکابر مثل جناب حضرت شاہ نظام الدین حسین صاحب قبلہ اور دیگر بزرگان پر تفضیلیت کا الزام لگایا گیا اور وہ بھی اہل سنت سے خارج کیے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ الحاصل بجز آپ دو عالم اور آپکی اتباع کے گویا کوئی مومن کامل ہی نہین۔ میری ان باتون کی تصدیق جسکو کرنا ہو وہ بریلی و بدایون مین جا کر کرلے یا بذریعہ خطوط جناب مولوی احمد علی عاصی بریلوی اور حضرت شاہ قاضی علی احمد سجادہ نشین بدایون سے تحقیق کرلے۔

تیسری وجہ حقیت علماے ندوہ کی یہ ہے کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنی میرے بعد جو تم مین زندہ رہیگا تو بہت اختلاف دیکھیگا تو اسوقت تم لوگون کو لازم ہے کہ میری اور میرے خلفاے راشدین کے چلن کو اختیار کیجیو الخ۔

اس حدیث پر علماے ندوہ نے عمل کیا اور خلفاے راشدین کی سنت کو لازم پکڑا تفصیل اسکی یون ہے کہ جب سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی اُسوقت حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ اب فتنہ کا بازار گرم ہو جائے گا اور اختلاف و خودسری حد سے زیادہ ہو جاوے گی اس لئے سب کامون کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لے گئے وہان انصار کا مجمع تھا سرداری و امارت مین گفتگو شروع ہوئی ان لوگون نے

خطبہ اور مواعظ سے انصار کو معقول کیا اور ایک قریشی خلیفہ ہونے کی راے قرار پائی پھر
سبھون نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ امام برحق تسلیم کیے گئے بعض لوگون کو
اس انتخاب کے ساتھ اختلاف تھا مگر رفتہ رفتہ اُنکی خلوص نیت نے سب کو اپنی جانب جھکا دیا
اور اُنکی نرمی و حسن تدبیر نے سب کو اپنا بنا لیا اور کوئی مخالفت باقی نہ رہی اور اپنی اس امارت و
حکومت پر ذرا فخر نہین کرتے تھے بلکہ اسکو بڑا بھاری بوجھ سمجھتے تھے اور لوگون سے فرماتے
کہ آپ اس بوجھ کو ہماری گردن سے اُتار لین تو مین ممنون و مشکور ہونگا چنانچہ یہ خطبہ آپ کا
مشہور ہے اما بعد فانی ولیت ہذا الامر وانا لہ کارہ وواللہ لوددت ان بعضکم کفانیہ الا وانکم ان کلفتمونی ان اعمل فیکم
بمثل عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانما انا بشر ولست بخیر من احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی
واذا رأیتمونی زغت فقومونی انتہی مختصرا اب مین دیکھتا ہون کہ علماے ندوہ نے بھی
ایک مجمع شوریٰ قائم کیا اور فتنہ و فساد و اختلافات کے روکنے کے لیے ان لوگون نے بھی
ایک سردار یعنی صدر انجمن انتخاب کیا اور اُسکی اطاعت فرمانبرداری پر ہر دم مستعد رہتے
ہین اور صدر انجمن صاحب بھی اس صدارت کو فخریہ قبول نہین فرماتے بلکہ براہ خاکساری
مثل حضرت ابو بکر صدیقؓ براہ عجز و انکساری پیش آتے ہین اور جو لوگ اس ندوہ مین شریک
نہین یا اختلاف رکھتے ہین وہ آشتی و سہولت مدعو کیے جاتے ہین اور جیسا حضرت ابو بکرؓ
وعمرؓ کے زمانہ مین بڑے بڑے مہمات دینی و دنیوی مین صحابہ کے مشورہ پر انجام کار ہوتا تھا ویسا ہی
علماے ندوہ بھی کر رہے ہین اور بر سر اعلان یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر ہم لوگ کوئی بات خلاف
کتاب تجویز کرین آپ لوگ عام مسلمانون کو اسکے اصلاح کا حق ہے جو لوگ جلسہ لکھنؤ و
بریلی مین شریک ہوے ہین وہ لوگ حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب قبلہ صدر انجمن
کی خاکساری اور جناب مولانا محمد شاہ صاحب نائب صدر انجمن کی عجز و انکساری اور جناب
حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ کی سحر بیانی کے ساتھ نہایت ہی عاجزانہ طرح کی
صدق گفتاری سب دیکھ سُن آئے ہین اور میرے بیان کی تصدیق کرین گے یہ لوگ
ممبران و ارکین مشورہ کے وقت اپنی آزاد رایون کا اظہار کرتے ہین اور بہت کچھ اختلاف
بھی ہوتا ہے مگر پھر جو امر بغلبہ راے سے پاس ہو جاتا ہے اُسکی پوری تعمیل کرتے ہین

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی خلاف ہی نہین ہوا تھا۔
اور مخالفین ندوہ کے احوال پر ہم جب غور کرتے ہین تو انکو بالکل اس اتباع سے علیحدہ پاتے ہین ہمارے دونون مولانا کی طرف سے رسالہ پر رسالہ تو لکھا جاتا ہے مگر نہ کوئی آپس مین صدر انجمن ہے نہ مشورہ ہے نہ اسکے ممبران ہین اور نہ لینت و حلم سے کام لیا جاتا ہے۔
بلکہ اپنی باتون کے پاس اور جانبداری حد سے زیادہ ہی وعاۃ دواعظین بھی جو اس طرف سے مقرر کئے گئے ہین وہ نہایت ہی سخت گو جنکے مواعظ سے تفریق جماعت و اشتعال طبع پیدا ہو سب و شتم انکے نزدیک کوئی عیب ہی نہین در بھنگہ و مظفر پور مین ان وعاۃ سے لوگ عاجز آ گئے آخر یہی نوبت آئی جو بریلی و بدایون مین حکامون کی طرف سے انسداد کیا گیا۔
ان سب حالتون کے ساتھ بھی علماے ندوہ آجتک عاجزی کے ساتھ صلح و تصفیہ پر آمادہ ہین اور نہایت ہی جوش کے ساتھ ان بزرگون کی خیر مقدم کے لئے مستعد بیٹھے ہین
کنونت گر بسر صلح ست باز آ : کزان محبوب تر باشی کہ بودی : اور علماے ندوہ نہین چاہتے کہ دو عالم متبحر اس جماعت سے علحدہ رہین یا انکی اتباع کنارہ کش ہو کر رہین حاشا و کلا
بے حجابانہ در آ از در کاشانہ ما : کہ بجز درد تو کس نیست درین خانہ ما : میرے مخدوم حضرت اخی و مولائی جناب شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ کو باعتبار دیگر بزرگان ندوہ کے ان دونون مولانا سے کچھ ربط زیادہ معلوم ہوتا ہے اور انھین ان لوگون کے ملانے کا بہت خیال رہتا ہے بریلی سے تشریف لانے کے بعد حضرت نے مجھ سے ایک دن ارشاد کیا کہ مجھے ایک عریضہ بدایون شریف ارسال کرنا ہے اور مین چاہتا ہون کہ مولانا کی شکائتین رفع ہون اور مین انکو ندوہ کی طرف سے مدعو کرون۔ مین نے عرض کیا کہ حضور ندوہ کی معیت و شرکت گویا تمام علماے کر لی اب دو بزرگون کے لئے آپکو اتنا کد و جد کیون ہے آپ نے ان حضرات کی قابلیت علمی وغیرہ وغیرہ کی بہت کچھ تعریف کی۔ حسن اتفاق سے نہج البلاغہ سامنے رکھی ہوئی تھی ایک ذی علم نے جو کھولا تو اسمین وہ نامہ نامی سیدنا امیر المومنین نکل آیا جو آپ اپنی ابتداے خلافت مین بعد بیعت مہاجرین و انصار امیر شام کو لکھا تھا انھون نے عرض کیا حضور اس خط کو صدر انجمن کی طرف سے وہان

بھیجدین اور انصاف فرمائین کہ طابق النعل بالنعل ہے یا نہین وہو ہذا اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان للہ رضی فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم وساءت مصیرا

جناب مخدومی اس لطیفے پر دیر تک ہنستے رہے پھر فرمایا ہرگز نہین ہمارے اور ان کے درمیان جو خصومتین ونزاعین ہوئین وہ مثل واقعہ جنگ جمل ہے کہ محض دھوکے دھوکے مین اتنا قصہ طول ہوگیا اللہ تعالے ہم دونون کے حال پر رحم فرماے اور اس اختلاف کو مٹائے۔ اراکین ندوہ ان دونون بزرگون کی تنقیص شان ہرگز پسند نہین کرتے اور وہ لوگ علماء کرام اور نواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہین ان لوگونکے جناب مین گستاخی کرنا نہایت بُری بات ہے۔

چوتھی وجہ حقیت علماے ندوہ کی یہ ہے کہ ندوہ کی بہ نسبت خیریت اکثر اکابر وعرفا نے منامات صالحہ دیکھے ہین اور بعضون پر اسکی حقیت مکشوف ہوئی ہے اور ارواح طیبہ کو اسکا ممد ومعاون پایا ہے۔ خواب وکشف والہام اگرچہ حجج شرعیہ سے نہین مگر پھر بھی بے اعتبار محض نہین خواب کے بہ نسبت جزء من اجزاء النبوۃ وارد ہوا ہے اور کشف والہام کے بہ نسبت اکابر نے فرمایا ہے کہ ملہم علیہ وکاشف کے عمل کے لئے کافی ہے اور غیر بھی بطریق ادب اسپر عمل کرلے تو مضائقہ نہین ملا جیون نور الانوار مین فرماتے ہین الہام الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشریعۃ ولم یتعد الی غیرہم الا اذا اخذ بطریق الادب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھنے کے بہ نسبت نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مین لکھا ہے سئل لنووی عمن راہ فی منامہ یامرہ بامر ہل یجب علیہ امتثالہ فاجاب بانہ ان لم یخالف الشرع کان لہ خاصۃ فی نفسہ ینبغی العمل بہ الخ غرض میری ان تقریرون سے یہ ہے کہ خواب وکشف سے تائید اقوال علماے تو ضرور ہوگی۔ ندوہ کے بہ نسبت ایک خواب طولانی تو چھپکر شائع ہو ہی چکا ہے جس مین دیکھنے والے نے حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کو دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوکر خزانہ محمدیہ ندوہ سے آگاہ ہوا۔ پھر بریلی مین جناب مخدوم مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام کو دیکھا اور آپکی نعلین سے بہت فیض پایا اور اس فیض صادقی کا اثر تمام حاضرین ندوہ پر ہوا اور جس مکان میں علما مجتمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے جناب مولانا العارف باللہ حکیم علی حیدر صاحب نے بین النوم والیقظہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مجمع کثیر کے ساتھ جلوہ فرما دیکھا اور دہنے دست مبارک سے حضور کوئی کام فرما رہے ہیں اور دست مبارک سے بیاض و انوار نمایاں ہیں۔ حکیم صاحب مدظلہ جس وقت اس واقعہ کو بیان فرماتے ہیں نہایت شگفتہ ہو جاتے ہیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا مجھے بھی ندوہ کی طرف سے فی الجملہ شکوک تھی مگر اس واقعہ نے وہ سب کھو دیا ع ہر جا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نباشد عام را اور بھی اکابر کے واقعات کشفیہ و منامیہ ہیں مگر بوجہ نارضا مندی ان لوگوں کے میں اسکو شائع نہیں کر سکتا۔ جناب حضرت مولانا محمد سلیمان مدظلہ نے بہتیری باتیں اس مادہ میں مجھ سے ارشاد کیا ہے مگر اسکی اشاعت سے منع فرمایا ہے۔ ایک موقع میں بھی ارشاد فرمایا کہ مولوی سید محمد علی صاحب کے مددومعاون ارواح طیبہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی ہے اور حضرت غوث الثقلین کی نظر خاص انپر ہے اور حضرت مولانا القطب شیخ الاولیا فی عصرہ مولانا فضل رحمن صاحب نے ایسا فرمایا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذا الباب مغمضا عن اکثر الدلائل التی ھی ظاہرۃ لذوی الالباب واللہ الموفق للصواب وفی ھذا القدر کفایۃ لمن لہ الدرایۃ فان الحق حصحص ولاح واتضح حق الاتضاح فیا ایہا المصنف اطفئ المصباح فقد طلع الصباح۔

بحث موالات

مخالفین کے تمام اعتراضوں میں یہ بہت بڑا اعتراض ہے اور بار بار اسی ایک تقریر کا اپنی وہ اعادہ کرتے ہیں اور اوسپر کچھ اور اضافہ کرکے حضرت مجدد الف ثانی کے قول سے استناد کرتے ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں میں اپنی تحقیق لکھوں اور ایسا لکھوں کہ اسی سے مخالفین کی تمام شبہے دفع ہو جائیں پھر حضرت مجدد کے قول کی توضیح کروں فاقول متوکلا علی ربی الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمین شک نہین کہ نص قرآنی کفار کی ترک موالات مین وارد ہے کہین لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور کہین لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ وغیرہ فرمایا گیا لیکن ترک موالات سے یہ مطلب ہے کہ ان سے مذہبی مسائل مین دوستانہ برتاؤ نہ کرو اور محبت دنیوی بھی ایسی نہ کرو کہ اپنے دینی کام مین انکے محتاج ہوجاؤ یا انسے اعانت چاہو کیا تمھارے دینی بھائی ان کامون کے لئے نہین ہین۔

اور ان آیتون کا یہ مطلب نہین کہ انکے ساتھ حسن معاشرت و راہ و رسم و معاملات بھی نہ ہون ہرگز نہین یہ باتین تو ضرور جاری رہین گی ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ مخالفین کے ساتھ مشہور ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے بیماریون مین انکی عیادت بھی کرتے تھے انکے ہدایا و تحائف کو بھی قبول فرماتے تھے۔ وہ لوگ حضرت کی مجلس شریف مین آتے تھے حضرت کو سلام کرتے حضرت انکے سلام کا جواب دیتے وہ مسائل کی مطارحات کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآشتی انکو جواب دیتے صحابہ کو انکے ساتھ سختی کرنے سے منع فرماتے جو باتین احکام الٰہی کی مشترک ہوتین حضرت انکو یاد دلاتے انکو خطوط و فرامین لکھکر یون اپنی طرف بلاتے تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ الخ۔

اور ایک بار حضرت کی مسجد شریف مین انھون نے اپنی طور سے عبادت کی حضرت نے اُس سے منع نفرمایا بلکہ اسکی اجازت دی ہدایہ چھاپہ مصطفائی جلد چہارم صفحہ ۳۷۶ مین لکھا ہے کہ قبیلہ ثقیف کے جو سفیر آئے تھے اور وہ کفار تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مسجد مین اوتارا تھا۔ اور زیلعی نے تخریج مین اتنا اور بھی لکھا ہے کہ لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ تو مشرک ہین حضرت نے فرمایا زمین نجس نہین ہوتی اور تفسیر کبیر و معالم التنزیل اور تفسیر ابوسعود حنفی اور تفسیر مظہری اور دیگر کتب معتبرہ مین مذکور ہے کہ وفد بنی نجران جو عیسائی مذہب رکھتے تھے وہ لوگ اپنے سردار عبد المسیح نامے کے ساتھ ساٹھ آدمی حضرت کے پاس آئے اور مسجد شریف مین بیٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مباحثہ و گفتگو

کرتے تھے اسی درمیان مین اُنکی نماز کا وقت آگیا وہ لوگ اُسی مسجد مین نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے بعضے حاضرین صحابہ اُنکے مزاحم ہونا چاہتے تھے کہ حضور نے خود اُنکو نماز پڑھنے کی اجازت دی اور مزاحمت سے لوگون کو باز رکھا اُن لوگون نے رو بہ مشرق یعنی بیت المقدس کیطرف ہو کے نماز پڑھی چنانچہ عبارت تفسیر ابو سعود صفحہ ۱۰۱ کی یہ ہے

وقد حانت صلاتهم فقاموا ليصلوا في المسجد فقال عليه السلام دعوهم فصلوا الى المشرق انتهى مختصرا

اِن روایتون کو پڑھکر مجھکو سخت حیرت ہوتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اہل کتاب کو اپنی مسجد شریف مین نماز پڑھنے کی اجازت دی اور افسوس ہے ہملوگون کی حالت پر کہ مسلمان مسلمان کو مسجد مین آنے سے روکتا ہے اور اُسکو نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہین دیتا ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا کیا غیر مقلدین و شیعہ اہل قرآن واہل قبلہ بھی نہین سبحان اللہ وہان تو بیت المقدس کیطرف رخ کرنے کو اجازت ملے یہان اپنے قبلہ معظمہ کی طرف بھی رخ نہین کرنے پاتے یا عجبا وا اسفا پھر ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ کے کیا معنی ہونگے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے بیجا تشدد و تعصب سے لوگون کو منع فرماتے تھے لا تشددوا على انفسكم آپکا فرمان ہے اور آپنے یون بھی فرمایا یسروا ولا تعسروا وسكنوا ولا تنفروا اور فرمایا الدين يسر ولن يشاد الدين احد الا غلبه فسددوا وقاربوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین یون بھی آیا ہے کان یحب التخفیف والیسر علی الناس ۔

اور صحابہ کرام نے بھی حضرت کے بعد اسی طریقہ تخفیف و آسانی کو برتا مخالفین اسلام سے بھی اُنکا نیک برتاو رہا اخلاق و مدارات کا دروازہ ہر کسی کے واسطے کھلا رہتا تھا اگرچہ مخالفین کے عقائد فاسدہ سے دل اُنکا کارہ تھا مگر معاملات و رسم و راہ مین اُسکا کسی قسم کا اثر ظاہر نہین ہوتا تھا صحیح بخاری مین باب الانبساط الی الناس مین حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہین خالط الناس ودینك لا تكلمنه تم لوگون سے خلط ملط کرو یعنی ملے جلے رہو اور اپنے دین کو مجروح نہ کرو اور باب المدارات مع الناس مین حضرت ابو الدرداء کا قول ہے انا لنكشر في وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم یعنی مین مختلف قومون سے ہنس بول لیتا ہون

حالانکہ میرے دل انپر نفرین کرتے ہین۔

صحابہ کے آخر زمانہ مین بدعات کا بھی شیوع ہونے لگا تھا اُس سے صحابہ کرام بیزار تھے اور نہی عن المنکر بھی فرماتے تھے مگر یہ سب اُنکی تنبیہات کے لئے تھا اصول اسلام مین اُنکو علیحدہ نہین کرتے تھے جمعہ و جماعت سب مین اُنکو شریک کرتے تھے خلفاء و اُمراے بنی اُمیہ مثل مروان ابن حکم حجاج ابن یوسف اور اُنکی اتباع سے صحابہ کرام بوجہ بدعت بیزار تھے مگر قطع تعلقات تو بھی اُنسے کسی نے نہین کیا نماز اُنکے ساتھ پڑھتے تھے اور خطبہ و مواعظ مین شریک ہوتے تھے اُنکی لغویات پر نکیر بھی فرماتے تھے صحاح ستہ مین ایسے قصے بہت منقول ہین اور تاریخ الخلفاء و کامل وغیرہ ایسے حکایات سے مملو ہین۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ریاض الصالحین مین جہان باب فی استحباب العزلۃ عند فساد الزمان والخوف من الفتنۃ فی الدین ووقوع حرام وشبہات ونحوہا قائم کیا ہے وہان ایک باب یون بھی قائم کیا ہے باب المستحب فی فضل الاختلاط بالناس وحضور جمعہم وجماعاتہم ومشاہد الخیر ومجالس الذکر معہم وعیادۃ مریضہم وحضور جنائزہم ومواساۃ محتاجہم وارشاد جاہلہم وغیر ذلک من مصالحہم لمن قدر علی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وقمع نفسہ علی الایذاء وصبر علی الاذی۔ اعلم ان الاختلاط بالناس علی الوجہ الذی ذکرتہ ہو المختار الذی کان علیہ رسول اللہ صلعم وسائر الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم وکذلک الخلفاء الراشدون ومن بعدہم من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من علماء المسلمین واخیارہم وہو مذہب اکثر التابعین ومن بعدہم وبہ قال الشافعی واحمد واکثر الفقہاء رضی اللہ عنہم اجمعین

اسی مقام سے محبت و نفرت کے مسئلہ کو بھی خوب سمجھ لینا چاہیئے اکثر ناقص الفہم یہ سمجھتے ہین کہ جب اُن سے نفرت ہو گی تو محبت کیسے ہو گی حالانکہ یہان پر اجتماع نقیضین نہین ہوتا جہات مختلف ہین ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بوجہ اپنے بعضے افعال قبیحہ و عقیدہ فاسدہ کی مبغوض ہو اور پھر بعضے افعال محمودہ اور عقائد حقہ کی وجہ سے محبوب ہو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین جیسا کہ فرمایا ہے وان اجتمع فی شخص خیر و شر احب لاجل ذلک الخیر ویبغض لاجل ذلک الشر سید مرتضیٰ زبیدی شرح مین فرماتے ہین وفی ہذا المقام یجتمع الحب والبغض معًا۔

پس یہی طور اہل ندوہ کا بعضے مختلف فرق اسلامیہ کے ساتھ ہے بوجہ بعضے عقائد فاسدہ
انکی اُنسے خلوص نہین مگر اسلامی اصول اور اخوت اسلامی خواہ مخواہ انکی محبت پر انکو مجبور
کرتی ہے اور بیشک جسوقت یہ خیال آتا ہے کہ یہ میرے مالک خداوند تعالیٰ کی موحد بندی ہین
اُسکی اشاعت کرتے ہین میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ گو ہین انکی غلامی
پر فخر کرتے ہین انکے دین کی اشاعت چاہتے ہین۔ اوسوقت انکی ساتھ ہمدردی کا
نہایت ہی جوش ہوتا ہے اور دل یہی چاہتا ہے کہ ان سے بالکل شیر وشکر ہو جاے
اور وہ جو تھوڑا فرق ہے وہ بھی جاتا رہے۔

اور اس خیال کے ساتھ ہو نہین سکتا ہے کہ ان سے ترک معاشرت کیجاوے
مذہبی تقاریب ومجالس مین انکو شریک نہ کرین دعوت ومدارات مین کچھ فرق کرین
درس وتدریس واشاعت علوم مین انکو شریک وسہیم نہ کرین۔ اگر تعصب کی
یہی گرم بازاری رہتی جیسا مخالفین ندوہ کہتے ہین تو آج میرے پاس علوم وفنون
کی کتابین بھی نہوتین اور اسلام کی یہ علمی صورتین بھی دکھائی نہ پڑتین۔

جناب ابن جوزی محدث وعظ فرمایا کرتے تھے اِن کے مواعظ مین شیعہ وسنی
برابر شریک ہوتے تھے دونون اپنا مقتدا سمجھتے ذرا علامہ ابن خلکان کی تاریخ ملاحظہ
فرمائے ابن سمعون واعظ بھی علیٰ ہذا القیاس دونون ہی قوم کی مقبول تھی اور شیعہ انپر
ویسا ہی اعتماد مذہبی کرتے تھے جیسے سنی۔ علامہ سید رضی کا احوال دیکھیے کہ باوجود
تشیع کے ابن السیرافی کی شاگرد تھی اور اُستاد کے سامنے ایک مرتبہ تبرائی جملہ
بول اوٹھے مگر اسپر بھی حلقہ درس سے خارج نہ کیے گئے اور پھر خود علامہ سید رضی سے
صدہا علماے اہل سنت نے تعلیم پائی انکو تعظیمی الفاظ سے یاد کرتے آئے جیسا کہ علامہ
ابن خلکان وفیات الاعیان مین فرماتے ہین الشریف الرضی ابو الحسن محمد بن طاہر ذی المناقب
ابی احمد الحسین بن موسی بن محمد بن موسی بن ابراہیم بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن
محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن ابیطالب رضی اللہ عنہم۔ ابدع ابناء الزمان وانجب
سادات العراق تحلی مع محتده الشریف ومفخره المنیف بادب ظاہر وفضل باہر وحظ من جمیع المحاسن وافر

وذکر ابو الفتح بن جنی المقدم ذکرہ فی بعض مجامیعہ ان الشریف الرضی المذکور احضر الی ابن السیرافی النحوی وھو طفل الی قولہ من تاریخ الخطیب وکانت ولادتہ سنۃ تسع وخمسین وثلثمائۃ ببغداد وتوفی فی بکرۃ یوم الاحد سادس المحرم من سنۃ ست واربع مائۃ وصلی علیہ الوزیر فخر الملک فی الدار مع جماعۃ کثیرۃ رحمہ اللہ تعالی انتھی مختصرا

علی ہذا القیاس علّامہ محقق نصیر الدین طوسی وہ خود بعض علماے اہل سنّت کے شاگرد تھے اور اُن سے ہزارہا علما و فضلاے اہل سنّت نے تعلیم پائی جنمین ایک شخص علّامہ قطب الدین رازی کے تھے اور مذہبی مقتدا ہوکر قضا و افتا کے عہدہ پر ممتاز تھے جیسا کہ کتب تراجم و سیر مین مذکور ہے اور جناب شیخ العلما حضرت مولنا عبد الحی صاحب علیہ الرحمہ نے طبقات حنفیہ و تراجم وغیرہ مین ذکر کیا ہے من شاء فلیرجع الیہا ۔ اور علّامہ بہاء الدین عاملی کو دیکھیے کہ علماے اہل سنّت اُنھین کس طرح یاد کرتے ہین اور فضلاے اہل سنت کسقدر اُنکے شاگرد تھے اور اُنکی تصانیف کے ساتھ آجتک کیسا اعتنا کیا جاتا ہے جیسا کہ شیخی مصری شرح قصیدہ وسیلۃ الفوز والامان مین لکھا ہے محمد ابن حسین بن عبد الصمد الملقب بہاء الدین الحارثی العاملی الہمدانی صاحب التصانیف والتحقیقات

وھو احق من کل حقیق بذکر اخبارہ ونشر مزایاہ واتحاف العالم بفضائلہ وبدائعہ وکان امۃ مستقلۃ فی الاخذ باطراف العلوم وما اظن ان الزمان سمح بمثلہ ولا جاد بندہ وقد ذکرہ الشہاب فی کتابیہ وبالغ فی الثناء علیہ ۔ اور ایک مقام مین لکھتے ہین خاتمۃ اھل الادب کعبۃ ارباب الکمال التی ینسلون الیہا من کل حدب محمد بہاء الدین العاملی رحمہم اللہ اور ایک مقام مین لکھتے ہین وکان یجتمع مدۃ اقامتہ بمصر بالاستاذ محمد بن ابی الحسن البکری وکان الاستاذ یبالغ فی تعظیمہ ۔ انتھی مختصرا

اور علی ہذا القیاس جار اللہ زمخشری معتزلی اور صاحب فتاوی قنیہ معتزلی یہ لوگ طبقات حنفیہ مین لکھے جاتے ہین اور اُنکی تفسیر و فتاوی عموماً مثل کتب اہل سنت کے متداول ہوئے ہین اور دور جانے کی کیا ضرورت ہے اسی درس نظامی کو دیکھین جس کے ذریعہ سے آج مولوی کہلاتے ہین شرح تہذیب ہم لوگ پڑھتے پڑھاتے ہین یہ ملّا عبد اللہ یزدی شیعی کی تصنیف ہے اور خلاصۃ الحساب اور تشریح الافلاک علّامہ بہاء الدین شیعی کی تصنیف ہے صدرا صدر الدین شیرازی شیعی کی تصنیف ہے علی ہذا القیاس

حاشیہ قدیمہ و شرح تجرید و شرح اشارات و افق المبین وغیرہا علماے شیعہ کی تصانیف
سے ہین اب انصاف کرنا چاہیے کہ انکی تصنیف و تصانیف کے ساتھ اعتنا کرنا اور پڑھنا
پڑھانا اور فائدہ و استفادہ بسبب مخالطت و صحبت و مرابطت نہین ہے تو کیا ہے۔
اور اگر یہ موالات نہین ہے تو کیا ہے۔ معتزلہ کی تفسیر پر اعتبار کرنا مواعظ و مباحث مین
اُس سے استنا دیگر نا اُنکے فتاوی مولفہ سے افتا و استفتا کرنا یہ سب موالات نہین ہے
تو کیا ہے مناظرۂ مذہبی مین انکو قرار دینا موالات نہین تو کیا ہی۔ علامہ تفتازانی اور سید شریف جرجانی
کے درمیان مین جو مناظرہ ہوا اسکا ثالث و حکم نعمان الدین الخوارزمی المعتزلی تھا جیسا کہ طبقات حنفیہ کے
صفحہ ٣ ہ مین مولانا عبدالحی لکھتے ہین وجری بینہما بحث فی اجتماع الاستعارۃ و التبعیۃ و
والتمثیلیۃ فی کلام صاحب الکشاف فی قولہ تعالی اولئک علی ھدی من ربہم کان الحکم بینہما النعمان الدین
الخوارزمی المعتزلی فرجح داعی السید انتھی۔ ہاے افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ باوجود اختلاف مسائل
اسلامی فرق درس تدریس و تالیف و تصانیف مین شیر و شکر ہو رہے تھے ایک دوسرے کی
کتاب سے استناد کرتا تھا اور آج یہ زمانہ ہے کہ علمی مجامع مین ان لوگون کی شرکت بھی ناگوار ہوتی
جاتی ہے۔ کیا جار اللہ زمخشری معتزلی کی عظمت و جلالت آج بالکل مٹ گئی کیا
تفسیر کشاف کا درس نہوتا تھا علماے دین اہل سنت نے اسپر حواشی و تعلیقات
نہین لکھی ہین کیا اسکی روایتین مواعظ و کتب تفاسیر مین ذکر نہین کیجاتی
تھین کیا یہ تفسیر مذہبی کتاب مین شمار نہین کی گئی تھی ہاے وہ ایک زمانہ تھا کہ شیعہ سُنّی
ایک دوسرے کے علم و فضل کا اعتراف کرتے تھے اپنی اپنی تالیفات و تصنیفات مین اُنکو
بادب و تہذیب الفاظ مین یاد کرتے تھے اور آج یہ زمانہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کو بُری لقب سے
یاد کرتا ہے زبان زیرجر ناصبی خارجی رافضی وہابی سے دوسرا الفاظ نرمی و آشتی کا تو آتا ہی
نہین اور علم و فضل کا تو اعتراف خاک ہوگا۔ دیکھیے علامہ محقق طوسی شیعی تھے اور امام رازی
کے شرح اشارات پر کچھ اعتراضات کیے ہین مگر اُسکے ساتھ خطبہ شرح اشارات مین امام کو
کیسے بڑے بڑے لفظون مین یاد فرماتے ہین وقد شرحہ فیمن شرحہ الفاضل العلامۃ ملک المناظرین محمد بن عمر بن
الحسین الخطیب الرازی جزاہ اللہ خیراً فجہد فی تفسیر ما خفی منہ باوضح تفسیر الخ اور ہیئت و اسطرلاب کے رسالہ مین

امام کو افضل المتاخرین کی لقب سے یاد کرتے ہین۔ اور محقق طوسی کو بھی علماے اہل سنت نے محترم القاب سے یاد کیا ہے شرح تجرید یا علاّمہ قوشجی کے خطبہ کی عبارت ملاحظہ کرنا چاہیئے دیکھئے وہ سنّی ہو کر محقق طوسی اور انکی کتاب کے بہ نسبت کیا ارشاد فرماتی ہین

وان کتاب التجرید الذی صنفه فی هذا الفن المولی الاعظم والحبر المعظم قدوة العلماء الراسخین اسوة الحکماء المتالهین نصیر الحق والدین محمد بن محمد الطوسی قدس الله نفسه وروح رمسه انتهی

اور علاّمہ ابن مطہر حلی شیعی نے اپنی کتاب منہج الحق مین بعضے صحابہ کی شان مین جب سخت الفاظ استعمال کیئے اور علماے اہلسنت کی شان مین بے ادبانہ الفاظ لکھے باوجود ان حالتون کے فضل بن روزبہان نقلی نے اس کتاب کے تردید مین جسے لوگ ابطال الباطل کہتے ہین علاّمہ موصوف کو تہذیب سے یاد کیا اور انکے لئے دعاء مغفرت کی عبارت انکی یہ ہے

فلما استقر بکابی نبهتی قاسان اتفق لی کتاب من مولفات المولی الفاضل جمال الدین ابن مطهر الحلی غفر الله ذنوبه انتهی

اور دور کیون جائے اسی بدایون شریف کی خاکپاک کے اگلی تہذیب کو دیکھ لیجئے ملا عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جو بدایون کے علماء محققین سے گذرے ہین اور زمانہ جلال الدین اکبر مین بڑے معزز عہدے پر ممتاز تھے قاضی نور اللہ شستری شیعی کی علم و فضل و صلاح و تقوی و دیانت کی تعریف مین اپنی کتاب منتخب التواریخ مین کیا فرماتے ہین۔ قاضی نور اللہ شستری اگرچہ شیعی مذہب ست اما بسیار بصفت انصفت و عدالت و نیک نفسی و حیاء و تقوی و عفاف و اوصاف اشراف موصوف است و بعلم و حلم و جودت فہم و حدت طبع و صفاے قریحہ و ذکا مشہور ست صاحب تصانیف لائقہ توقیعی بر تفسیر مہمل شیخ فیضی نوشتہ کہ از حیز تعریف و توصیف بیرونست بوسیلہ حکیم ابو الفتح بملازمت شاہی پیوستہ در زمانیکہ موکب منصور بہ لاہور رسیدہ و شیخ معین قاضی لاہور را در وقت ملازمت از ضعف پیری و فتور قوی سقطہ در دربار واقع شد رحم بر ضعف او آوردہ فرمودند کہ شیخ از کار ماندہ بنابران قاضی نور اللہ بآن عہدہ منصوب گردید الحق مفتیان تاجر و محسبان بدلاہور را کہ بمعلم الملکوت سبق می دہند خوش بضبط در آوردہ و راہ رشوت پریشان بستہ در پوست پستہ گنجانیدہ چنانچہ فوق آن متصور نیست و می توان گفت کہ قائل

این بیت اوراسنطور واشتہ وگفتہ سے تو ای آنکس کہ کردہ بہمہ عمر قبول ؓ وقضا ہیچ زکس غیر شہادت زگواہ ؓ انتہی مختصراً۔

یہ سب اسکے پیشواؤنکی تہذیب کا نمونہ ہے اوراس زمانہ کی تصنیف و تالیف جو ہے اب اسکو ملاحظہ کیجیے بجز مردود رافضی خبیث مرتد کافر کے دوسرے الفاظ استعمال ہی نہین کیے جاتے۔

محمد بن اسمٰعیل بخاری جو امام الدنیا فی الحدیث کہلاتے ہین اور جنکی جامع الصحیح اصح الکتاب بعد کتاب اللہ شمار کی جاتی ہے انکے شیوخ و رواۃ صدہا مخالفین اہل سنت ہین مرجیہ ناصبی خارجی شیعی وہ سب سے روایت کرتے ہین۔ ہمارے مخالفین ندوہ کی خاطر سے بوجہ ترک موالات والبغض فی اللہ ایک تو ان لوگون سے روایت ہی کرنا حرام تھا اور کیا بھی تھا تو اس تعصبی تہذیب کے موافق سب کے نام کے ساتھ فرقہ کا لقب بھی لگا دینا تھا مثلاً عن عکرمۃ الخارجی وعن عباد بن العوام الرافضی و عباد بن یعقوب الرافضی وغیرہم تاکہ مخالفین ندوہ خوش ہوتے۔ اگر ان رواۃ کی بدمذہبی مین شک ہو تو لیجیے میزان و تاریخ ابن خلکان وغیرہما ملاحظہ کیجیے عباد ابن یعقوب اسدی کے بہ نسبت میزان الاعتدال مین ہے من غلاۃ الشیعۃ ورؤس البدعۃ لکنہ صادق فی الحدیث وروی عبدان الاہوازی عن الثقۃ ان عباد بن یعقوب کان یشتم السلف وقال صالح جزرہ کان عباد بن یعقوب یشتم عثمان وسمعتہ یقول اللہ اعدل من ان یدخل طلحۃ والزبیر الجنۃ قاتلا علیاً بعد ان بایعاہ اور مروان بن الحکم بخاری کے عمدہ ترین روایت سے ہے اور اسکی بدمذہبی وافساد کا حال تمام کتب تاریخ و رجال مین مصرح موجود ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وہی ہے فتنہ حضرت عثمان کا بانی وہی ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض اسکے بہ نسبت فرماتی ہین کہ اسکے باپ حکم پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی وھو یتفیض من اللعنۃ فی صلبہ اور کبھی اسے آپ ونزغ ابن الوزغ فرماتی تھین تاریخ الخلفاء وغیرہ ملاحظہ فرمائیے۔ باایں ہمہ حال امام الدنیا فی الحدیث نے اخذ روایت مین اس سے تامل نہ کیا اور فقط بخاری ہی کو کون کہتا ہے امام الفقہا

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی موطا مین اس سے روایت کی بلکہ اسی روایت پر اخذ کیا اور فتویٰ دیا۔ صفحہ ۲۶۳ موطا امام محمدؒ ملاحظہ فرمایئے۔

وغیر ذلک بہتیری مثالین ایسی ہین غرض میری یہ ہے کہ اگر فرق مخالفہ و مبتدعین سے مخالطت و صحبت ناجائز ہوتی تو یہ اخذ روایت و استناد و اعتماد کیونکر جاری رہتا یہ باتین تو بغیر مخالطت و مرابطت ممکن نہین۔ کیا امام محمد و امام بخاری وغیرہما متقی و پرہیزگار نہ تھے اور اگر تھے تو پھر کیون اجتناب نہ کیا۔ بے ادبی معاف انصاف یہ ہے کہ وہ لوگ ایسی لغو جزئی خیال مین پڑنا نہین چاہتے تھے اور نہ متعصب تھے اور نہ اپنے دین کو کچا دھاگا سمجھتے تھے وہ تو عُرْوَۃُ اللّٰہِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَہَا جانتے تھے پھر عوام کی مخالطت سے انھین نقصان کیون پہونچتا۔ حضرت سلامت ندوہ بھی انھین کی روش پہ چلا چاہتا ہے اور اسی کو بھلا جانتا ہے کوئی کچھ سمجھے اسے اسکی پروا ہی نہین وکفاہ بہم شرفا وعلوا حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے کلام پر جو حیرت ظاہر کی ہے میرے دانست مین اس جملہ سے کوئی انتشار قلبی نہین پیدا ہوتا ہے اور مخالفین ندوہ جو اس سے دینا مطلب یہ نکالتے ہین کہ شیعہ وغیرہ مقلدین کی شرکت ندوہ مین ناجائز ٹھہری یہ غلط ہے اب اس کے وجوہات آپ سنین۔

اوّل یہ مسئلہ مسلم ہے کہ حسن و قبح شرعی ہے عقلی نہین جب خیریت و قباحت شریعت ہی پر منحصر ہوئی تو اس شرکت و عدم شرکت مبتدعین کے جواز و ناجواز شریعت ہی سے معلوم ہونا چاہئے اور ادلہ شرعیہ کتاب و سنت و اجماع و قیاس مین منحصر ہین۔ تو اب اس قول مجددؒ سے مخالفین کا استدلال پکڑنا بالکل صحیح نہین ہوا اس لئے کہ یہ جملہ نہ تو آیت قرآنی ہے نہ حدیث نہ آئمہ دین کا اجماعی مسئلہ نہ قیاس مجتہدین اور کسی بزرگ کا مجرد قول و فہم حجت نہین ہو سکتا وقال شیخنا غوث الثقلین الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ فی کتابہ فتوح الغیب واجعل الکتاب و السنۃ امامك وانظر فیہما بتامل وتدبر اعمل بہما و لا تغتر بالقال والقیل والھوس۔

دوم۔ جب یہ بات تسلیم کیجا چکی ہے کہ المجتہد قد یخطی و یصیب اور

خطاے اجتہادی پر بھی مجتہد مستحق ثواب واجر ہے تو اگر حضرت مجدد کے اس قول کو بھی اس جناب کے خطاے اجتہادی پر ہم محمول کرین تو کوئی قباحت نہین لانا لانعتقد العصمة لهم وله رحمه الله اجر علی اجتهاده - و کیف احمل ده جوم هذا القول وهو یخالف الآثار والاخبار و تعامل اهل السنة -
سوم فقہی معاملات مین ارباب تصوف وائمہ سلوک کے اقوال وافعال کو علما پیش نہین کرتے اور نہ وہ چندان قابل اعتنا ہوتے ہین ہان آداب وسلوک کے مسائل مین ضرور پیش کئے جاتے ہین اور جن بزرگ کا قول ہوتا ہے اس خاندان والے پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے نہ عموماً۔ تو اب علماے ندوہ پر اس قول سے حجت پکڑنا اور انکو الزام دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس ندوہ مین سب حضرات صوفی مشرب بھی نہین اور جو بزرگان ہین وہ بھی مختلف طریقہ کے بعضے قادری ہین بعضے چشتی بعضے نقشبندی وغیر ذلک یہ حضرات کیون اس جملہ کے پابند ہون گے ہان ہمارے مکرم مخدوم جناب مولانا سید محمد علی صاحب پر اس جملہ کا باعتبار دیگران فی الجملہ زیادہ اثر ہو گا اسلئے کہ وہ مجددی ہین اور حضرت مجدد کے بزرگی کا اعتراف گو عموماً اہل ندوہ کو ہے مگر مولانا سے موصوف کو حضرت کے ساتھ تعلق قلبی بہت زیادہ ہے مگر واضح رہے کہ ہمارے مولانا مثل جہال مشائخ وپیرزادگان کے نہین ہین کہ کتاب وسنت بالاے طاق بس مکاتیب وملفوظ ہی پر عملدرآمد ہو نعوذ باللہ من ذلک - بلکہ بزرگان سلف کا ایسے معاملات مین جو دستور رہا ویسا ہی میرے مولانا کا معمول ہے سنئے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا سماع سنتے تھے اور آپ کے بڑے خلیفہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی گانا نہین سنتے تھے ایکدفعہ یاران کا مجمع تھا اور صحبت صوفیہ تھی اس درمیان مین لوگون نے سماع کا سامان کیا نصیر الدین محمود چراغ دہلی اُٹھ کھڑے ہوئے لوگون نے کہا کہ کیا آپنے اپنے پیرو مرشد کے مشرب کو چھوڑ دیا اور منکر سماع ہوے حضرت نے اسکے جواب مین

فرمایا حجت نمی شود دلیل از کتاب وسنت بیارید۔ یعنی صاحبو فقط پیر کا مشرب
میرے لئے حجت نہین قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کرو کہتے ہین حضرت
سلطان المشائخ کے حضور مین جب اس قصے کا مذکور ہوا تو آپنے انکی اس
تقریر کو نہایت پسند کیا۔ اور یہ بھی ضرور واضح رہے کہ عموماً خادمان ندوہ
حضرت مجدد قدس سرہ کو اکابر دین اور اولیاء کبار سے سمجھتے ہین اور حاشا و
کلا کہ انپر کسی قسم کا الزام و تشنیع کسی کے ذہن مین بھی ہو والی اللہ المشتکی
من صنیعات الجہال الذین زرعوا بذر الفساد فی الحیدر آباد وطالت السنتہم
وتغلغلوا فی ذلک الامام اہل الارشاد فرد علیہم اہل السنة فخابوا
وخسروا والقصة مشہورة لدی اولی الانجاد ــــ
چہارم۔ حضرت مجدد کا یہ ارشاد بہت صحیح ہے مگر یہ فقط اسی زمانہ اور اسکے مماثل
پر ہی نہ عموماً تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ حضرت مجدد زمانہ جہانگیر مین تھے
اور اسوقت تمام ہندوستان مین اسلامی سلطنت تھی کفار ہنود میرے ماتحت و
قبضہ اقتدار مین تھے ہم انپر ہر طرح سے حکمرانی کرتے تھے انھین کسی قسم کا دعوے
تقابل میرے ساتھ نہ تھا پھر انکی صحبت اور انسے خلط ملط برابری کا نہ تھا جو انسے
کسی قسم کی ضرر کی امید ہوتی بخلاف مبتدعین کے کہ اُس زمانہ مین اکثر امراء و
وزراء تھے اور انکی اہل علم خفیہ طرح سے نہین بلکہ کبھی بالاعلان اپنی اشاعت
مذہب کیلئے لوگون کی تالیف قلوب کرتے تھے اور اس کام کے لئے زرپاشی کیجاتی تھی
نورجہان بیگم شیعہ مذہب تھین اور مالک سلطنت ہو رہی تھین قاضی نور اللہ
شستری اور ملا فتح اللہ شیرازی لوگونکو اپنے دام مین لاتے تھے۔ اس وقت
باعتبار عموماً ہنود کے ان مبتدعین کے صحبت ضرررسان بہت زیادہ تھی اور ہر
عاقل اسکو سمجھ سکتا ہے بخلاف اس زمانہ کے کہ اب اسلامی سلطنت نہین ہنود علم و
دولت وجاہت دنیاوی مین ہمسے بہت زیادہ ہوگئے میرے مذہبی تردید مین رسائل
لکھتے ہین اور ادھر عیسائی لوگ اپنی سلطنت کی قوت پر اسلام پر حملے کرتے ہین شیعہ و

غیر مقلدین نہ امرا و نہ وزرا پھر بھلا انکی صحبت بمقابلہ نصاری و ہنود کیا ضرر کریگی ۔
اور شیعہ و غیر مقلدین کا بہت سے بہت ضرر ہوگا تو یہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
سے خارج نہ کرے گا بخلاف صحبت نصاری و ہنود کہ وہ تو توحید و رسالت ہی کو کھو دیگی
یا نہین تو گڈ ڈا کر نیچری بنا دیگی اور زمانہ کے تجربہ کار اسے دیکھ رہے ہین مگر افسوس
ہے کہ مخالفین ندوہ اس بات کو نہین سمجھتے اور شیعہ و غیر مقلدین کو نصاری و ہنود سے
بھی بدتر سمجھے ہین انکی تردید مہتم بالشان سمجھی جاتی ہے اور مخالفین اسلام کے
حملون کا ذرا بچاؤ بھی نہین کیا جاتا شیعہ و غیر مقلدین کی شکست پر انکو خوشیان
ہوتی ہین انا للہ و انا الیہ راجعون کیا ان بزرگون کو سورہ روم کا قصہ سہو ہو گیا
کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بمقابلہ مجوسیان ایران رومیون کے جو اہل کتاب تھے
فتح مناتے تھے ۔ سبحان اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مجرد اہل کتاب کی بوجہ کتابی ہونیکے
پاسداری کیجاتی تھی اور آج یہ زمانہ ہے کہ اہل قرآن کی صحبت کفار سے زیادہ تر
ضرررسان بتائی جاتی ہے اور اہل قرآن کی شکستون کی خوشیان منائی جاتی
ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اب معالم التنزیل کی عبارت
سنئے الم غلبت الروم فی ادنی الارض ۔ سبب نزول ہذہ الآیۃ علی ما ذکرہ المفسرون
انہ کان بین فارس والروم قتال وکان المشرکون یودون ان یغلب فارس الروم لان اہل فارس کانوا
مجوسا امیین والمسلمین یودون غلبۃ الروم علی فارس لکونہم اہل کتاب الخ
پنجم حضرت مجدد کی جملے کی یون بھی توجیہ ہوسکتی ہے کہ عوام الناس کو بوجہ اعتماد نہ ہونے
مبتدعین ان سے ضرر زیادہ پہونچ سکتا ہے باعتبار کفار کے کہ بوجہ کفر سرے سے
مذہبی باتین انکی تسلیم ہی نہین کیجاتی ہین ۔ تو اس صورت مین بھی اہل ندوہ ملزم
نہ ہونگے اس لئے کہ اراکین ندوہ خدا کے فضل سے علما و فضلا و اہل فہم و فراست
ہین نہ عوام کہ فریب مین آجاوین اور بھی اس حالت مین کہ تعداد اراکین و عامہ
انکی بہت زیادہ ہے اور مخالفین محض اقل قلیل پھر ڈر ہی کیا ہے ۔ اور بھی وجہ
ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانہ مین مبتدعین ظلمہ بنی امیہ بنی

عباس و دیگر مخالفین سے ان بزرگوارون کو خلط ملط تھا مگر انکو خاصکر کچھ ضرر نہو نہچا
اگر کفار سے صحبت انکی زیادہ مضر تھی تو تمام صحابہ و اہلبیت علیہم السلام اسوقت
اسلامی حکومت سے علیحدہ ہوکر نصاریٰ کے ممالک مین چلے جاتے مگر ایسا کسی نے
نہ کیا حضرات ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر کیا کیا ظلم نہین ہوا اسا لہا سال بنی امیہ
بر سر منبر سیدنا امیر المومنین پر سب و لعن کرتے تھے مگر حضرات اہلبیت نے انکو بالکل
علیحدہ نہ کیا بلکہ معاشرت و ازدواج سب ان لوگون سے جاری رکھا جمعہ و جماعت
ساتھ ہی ساتھ تھا عیادت و تعزیت ہر طرح کا خلط تھا — و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فہرست اُن رسالون کی جو ندوۃ العلما کی تائید مین اہل حق نے تصنیف کیے ہین

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نام مطبع	قیمت	کیفیت
۱	ارشاد الکملا	مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب	مجتبائی دہلی	۲ر	یہ نہایت عمدہ رسالہ ہے جسمین بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بحوالہ کتب معتبرہ مخالفین کے جواب دیے گئے ہین اور ندوہ کی کارروائی کا ثبوت اقوال و افعال سلف سے دیا گیا ہے یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی سے ملسکتا ہے
۲	اتمام الحجۃ علی مخالفی الندوہ	مولوی سید احمد صاحب حسنی قادری	گلزار حسینی بمبئی	۱ر	اسمین نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ مولوی عبد القادر صاحب کے خط کا جواب دیا ہے اس رسالہ کو جناب بدر الدین بن عبد اللہ صاحب قور نے چھپوایا ہے اور غالباً اونکے یہان ملے گا۔
۳	اعلام التفہیم الاعلام و تنبیہ العوام	مولانا محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی	انتظامی	۔ر	اسمین مخالفین ندوہ کو بغرض اصلاح دعوت دی گئی ہے اور ندوۃ العلما کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے یہ دونون
۴	ہدایۃ الاولیا الی ندوۃ العلما	مولوی محمد علی صاحب	”	۔ر	یہ دونون رسالے دفتر ندوہ سے مل سکتے ہین۔
۵	مقاصد ندوۃ العلما	مرزا حیرت صاحب دہلوی مصنف سیرت محمدیہ	گلزار حسینی بمبئی	۱ر	اسکو بھی جناب بدر الدین صاحب قور نے چھپوایا ہے اور وہین ملسکتا ہے۔
۶	القول الفاصل بین الحق و الباطل	مولوی حکیم سید محمد ایوب صاحب پھلواروی		۱ر	یہ بہت اچھا رسالہ ہے مصداق ما قل و دل کے نہایت شائستہ عنوان سے ندوۃ العلما کی حقانیت ثابت کی ہے یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی اور دفتر تحفہ محمدیہ سے ملسکتا ہے۔
۷ ۸	ہدایۃ المخلوق تائید الندوہ	مولوی علی اسلم صاحب پھلواروی	احسن المطابع پٹنہ	۱ر	یہ دونون رسالے مولوی عبد القادر صاحب مالک مطبع احسن المطابع سے ملسکتے ہین۔
۹	بشارات ندوۃ العلما		انتظامی	۔ر	ندوۃ العلما کے بارے مین بعض صلحا نے جو خواب دیکھے ہین وہ اسمین درج کیے گئے ہین۔
۱۰	البرق اللامع والنور الساطع		زیر طبع		اسمین علمای مدینہ منورہ و ہندوستان کے فتوے اور تحریرین ہین جنمین ندوۃ العلما کی ضرورت و عظمت تسلیم کی گئی ہے آخر کے دونون رسالے دفتر تحفہ محمدیہ سے ملسکتے ہین۔

تحفہ محمدیہ۔ یہ ماہواری رسالہ جسمین مضامین رد نصاریٰ اور اثبات حقانیت و حمایت اسلام و ترقی مسلمانان کے شائع ہوتے ہین ایک روپیہ سالانہ قیمت پر مولوی محمد حسن بہاری منتظم تحفہ محمدیہ کانپور سے ملسکتا ہے۔

قد تبین الرشد من الغی

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ مقالہ ……… رسالہ

ارشاد الکمال

جسمین

جناب مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب نے بہم کتب تفسیر حدیث و فقہ و تصوف و سیر و تواریخ وغیرہ سے نہایت محققانہ طور سے مخالفین ندوۃ العلما کے کل شبہات کا لائق توجہ کامل جواب دیا ہے اور سو سے زائد شواہد ندوہ کی حقانیت کے پیش کیے ہیں جس سے ہر ایک طالب حق کو پوری تشفی اور

کامل تسکین ہو سکتی ہے

جناب مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب کے ارشاد سے بماہ رجب ۱۳۱۲ھ

مجتبائی پریس دہلی میں چھپا

صحتنامہ ضرور ملاحظہ ہو جو ٹائٹل پیج کے حاشیہ صفحہ ۲ و ۳ پر مندرج ہے

مختصر فہرست کتب مطبوعۂ خاص مطبع مجتبائی دہلی

قرآن شریف واضح جلی قلم مترجم
بدو ترجمہ (۱) ترجمہ اُردو شاہ
عبد القادر صاحبؒ موضح القرآن
(۲) ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ صاحبؒ
قرآن شریف چار ترجمہ دو ترجمہ
فارسی شاہ ولی اللہ رح و شیخ سعدی
شیرازی رح و دو ترجمہ اُردو شاہ
رفیع الدین و شاہ عبد القادر رح
مع فوائد و شان نزول برحاشیہ

حمائل شریف معری و مترجم
ایک اشرفی فی غلطی انعام والی۔
متن اسکا معری ہے اور حاشیہ پر
بندسہ وار آیۃ آیۃ کا بامحاورہ اُردو
ترجمہ شاہ عبد القادر رح کا لکہا
ہوا ہے۔
حمائل شریف معری نہایۃ صحیح

کتب تفاسیر عربی فارسی اُردو

تفسیر جلالین مع کمالین محشے
بحواشی جدیدہ نافعہ
تفسیر بیضاوی جلد اول تا
سورہ بقر و جلد دوم تا سورہ کہف
محشی بحواشی نافعہ از شہاب خفاجی
و شیخزادہ و ملا عصام الدین الحکیم
سیالکوٹی
تفسیر عزیزی فا
بقر موسوم بہ فتح العزیز از مولانا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح
جمال نسانی المعروف بہ ظہور صفا
تفسیر آیۃ لقد خلقنا الانسان فی
احسن تقویم
تفسیر سورۂ فجر اُردو منظوم
تفسیر سورۂ فیل اُردو منظوم
تفسیر سورہ نازعات اُردو منظوم
تفسیر سورہ شفا یعنی سورۂ فاتحہ
تفسیر سورہ فاتحہ بزبان اُردو
از مفتی اکرام الدین صاحب دہلوی مرحوم
تفسیر حقانی یہ نادر تفسیر سلیس اُردو
مین سات جلدون مین تمام ہے

کتب حدیث و اصول حدیث

ابن ماجہ نصف اول فاروقی
و نصف ثانی مجتبائی محشے
اکمال فی اسماء الرجال ہم تقطیع
مشکوۃ جن لوگون کے پاس مشکوۃ
شریف بلا اکمال ہے وہ اوس کے
ساتھ اسکو ضم کر سکتے ہین
بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام
مع نخبۃ الفکر محشی بحواشی جدید۔
جامع الترمذی مع شمائل
مبوب محشی باضافہ فہرست ابواب
طبع جدید صحیح و خوشخط
شمائل ترمذی محشے علیحدہ
چہاپی گئی ہے۔
موطا امام مالک رح محشی
بحواشی نافعہ نہایت خوشخط
مشکوۃ المصابیح مع اکمال
فی اسماء الرجال محشی بحواشی جدید
نخبۃ الفکر مع شرح نزہۃ النظر
محشے
تسخیر شرح چہل حدیث منظومہ
مولوی ہادی علی صاحب رح ۔
خیر متین ترجمہ اُردو حصن حصین
یہ نادر کتاب اوراد و وظائف
مین تمامی کتب صحاح اور کتب
احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ
کا لب لباب ہے۔
ماثبت بالسنۃ مع شرح اُردو
زیر متن و برحاشیہ حل لغات الموسوم
بہ اعمال الماثورہ فی الایام المشہورۃ

کتب فقہ و اصول فقہ عربی و فارسی و اُردو

فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری
اصول فقہ تصنیف مولانا محمد
الرغیقان مین دنیا الرحمٰن [illegible]
مسند امام اعظم رح
کیدانی محشے
قدوری محشی بحواشی جدید
المباحث [illegible]
جوہرہ نیرہ شرح قدوری
منیۃ المصلی محشی بحواشی جدیدہ
مع حل لغات ۔
اصول الشاشی محشی بحواشی
جدیدہ و قدیمہ
حسامی محشی بحواشی جدیدہ عمدہ
واضح پر قلم زیر طبع
کشف المبہم شرح مسلم الثبوت
مسلم الثبوت محشی نہایۃ صحیح
خوشخط پاکیزہ کاغذ پر اہتمام کیا ہے
مع اضافہ حواشی جدیدہ چہاپی گئی ہے
نامی شرح حسامی حامل المتن از
مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مؤلف
تفسیر حقانی

مختصر رسالہ ارشاد الکلام

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
وہ	کیا	۱۰	۱
نہا	سنا	۱۹	〃
ہین	ہین	۱	۳
چیز	بیز	۱	۵
بت	بیا	۲	〃
حملے	جلے	۱۱	〃
سنے	ے	۱۶	〃
اونہین	لہین	۲۰	〃
	سے	۲۲	〃
بیچکے	ے	〃	〃
سفرنے	نفر	〃	۶
الجھکنے	الجھنکے	۱۱	〃
[illegible]	ابہر	۱	〃
جماعتے	بہاعت	〃	〃
اوسنے	اونا	۱۰	
اونکا	اونکی	۷	۱۱
ابن	بین	۸	۱۰
بوجھہ	بوجہ	۱۷	〃
آیندہ	آیند	۲۲	〃
اوسکی	اوسلی	۲	۱۰
لوانسا	لواسا	۱۶	〃
الفقۃ	انفعۃ	۱۸	۱۸
ہی ہین	نہین	۲۹	۲۲
کلام	کام	〃	〃

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مختصر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱ طالبین حق کی خدمت مین گزارش ہی کہ رسالہ **ارشاد الکلام** مین نے کیسکی رد و کد اور بحث و مباحثی کی غرض سے نہین لکہا بلکہ محض اظہارِ حق کے لیے لکہا ہی ارا کین ندوۃ العلما کا سکوت نہایت مناسب ور بہت سے اکابر امت محمدیہ کا اتباع ہی مین نے یہ خیال کیا کہ بعض سادہ دل جو حقیقت امر سے نا آشنا ہین مخالفین کی حق پوشی سے راہ حق سے بہک جائینگے اسلیے مین نے نہایت تحقیق اور تفتیش سے یہ رسالہ لکہا ہی اور کتب معتبرہ تفسیر اور احادیث اور شروح احادیث اور عقائد اور سلوک وغیرہا سے انتخاب کیا ہی جسکی فہرست ذیل مین درج ہے۔

فہرست اون کتابون کی جنکے مضامین اس رسالہ مین لیے گیے ہین

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	نمبر	نام کتاب	نام مصنف
	قرآن مجید	اللہ جل جلالہ وعم نوالہ	۱۰	مشکوۃ شریف	خطیب
۱	**کتب تفسیر**		۱۱	خلاصہ کنز العمال	شیخ متقی رح
۲	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	۱۲	مسند امام احمد رح	امام احمد بن حنبل رح
۳	مدارک التنزیل	ابو البرکات نسفی	۱۳	فتح الباری شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی
۴	تفسیر خازن	علامہ علاء الدین علی بغدادی	۱۴	عمدۃ القاری شرح جامع صحیح امام بخاری	شیخ الاسلام بدر الدین عینی
۵	تفسیر ابو سعود	علامہ ابو سعود	۱۵	تدریب الراوی	علامہ جلال الدین سیوطی
۶	روح المعانی	علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی	۱۶	مجمع البحار	علامہ محمد طاہر فتنی
	کتب احادیث		۱۷	سفر السعادت	علامہ مجد الدین فیروزآبادی
۷	صحیح بخاری	امام محمد بن اسمعیل بخاری		**کتب سلوک و تصوف**	
۸	سنن ابن ماجہ	ابن ماجہ قزوینی	۱۸	بستان	فقیہ ابو اللیث سمرقندی
۹	شمائل ترمذی	امام ابو عیسی ترمذی	۱۹	شرعۃ الاسلام	یعقوب ابن علی

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	نمبر	نام کتاب	نام مصنف
۲۰	مفاتیح الجنان	یعقوب بن علی معروف بہ سید علی زادہ	۳۳	شیم العوارض	ملا علی قاری
۲۱	احیاء العلوم	امام غزالی رح	۳۴	طبقات الحفاظ	علامہ شمس الدین ذہبی
۲۲	کیمیای سعادت	"	۳۵	طبقات الکبرے	علامہ تاج الدین سبکی
۲۳	فتوحات مکیہ	شیخ محی الدین ابن عربی	۳۶	سیرۃ النبویہ	شیخ احمد دحلان مکی
	کتب فقہ		۳۷	میزان الاعتدال	علامہ شمس الدین ذہبی
۲۴	بحر الرائق	زین بن نجیم	۳۸	وفیات الاعیان	ابن خلکان
۲۵	درمختار	علامہ حصکفی	۳۹	شفا فی حقوق المصطفے	قاضی عیاض
۲۶	رد المحتار	علامہ ابن عابدین شامی		**کتب عقائد وکلام**	
۲۷	فتاوی بزازیہ	علامہ محمد معروف ابن البزاز	۴۰	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری
۲۸	منظومہ ابن وہبان	قاضی القضاۃ عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی	۴۱	شرح عقائد جلالی	ملا جلال الدین دوانی
			۴۲	شرح مقاصد	علامہ سعد الدین تفتازانی
۲۹	طحطاوی حاشیہ درمختار	علامہ سید احمد طحطاوی	۴۳	عقائد عضدیہ	قاضی عضد الملۃ والدین
۳۰	ہدایہ	علامہ برہان الدین مرغینانی	۴۴	شرح عقائد نسفی	علامہ تفتازانی
۳۱	فتح القدیر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۴۵	الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر	امام شعرانی
۳۲	کبیری شرح منیہ	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی	۴۶	حاشیہ شرح عقائد جلالی	مولانا عبد الرحمن
	کتب رجال وسیر وتواریخ		۴۷	"	مولانا عبد الحلیم لکھنوی

اب ہمارے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ یہ کتاب ائمہ اہل سنت وجماعت واکابر اہل اسلام کی کیسی جلیل القدر تصنیفون سے مرتب کی گئی ہی اسمین معتبر روایتین اور انکے صریح اقوال وافعال بیان کیے گئے ہین جنمین چون و چرا کی گنجایش نہین ہی نہ اسمین کسی پر الزام بیجا لگایا گیا ہی نہ افترا پردازی کی گئی ہی نہ الفاظ نامہذب استعمال کیے گئے ہین صرف تحقیق مسائل کی غرض سے یہ رسالہ ترتیب دیا گیا ہی امید ہی کہ طالب حق کو اس سے بہت کچھ فائدہ ہوگا

۲ اس رسالے مین ثابت کر دیا گیا ہی کہ ندوۃ العلما کی تمام کارروائیان موافق طریقہ سلف صالح کے ہین اور جس میل جول پر بڑے زور وشور سے اعتراض کیا جاتا ہی اوسے بیس دلیلون بلکہ ایک سو بیس دلیلون سے

ثابت کر دیا گیا (صفحہ ۱۱-۴۲ مین) علاوہ اسکے صلح و آشتی کی صورت بینہ (صفحہ ۴۱-۴۲ مین) اور فرق اسلامیہ سے ترک منازعت کا سبب (صفحہ ۴۳ مین) اور خصوصًا امام غزالی رح کا مقولہ لائق غور ہی۔

ضروری عرض

مجھے عمومًا اہل اسلام اور خصوصًا اہل علم انصاف پسند کی خدمت مین یہ عرض ہی کہ مسائل مین اختلاف اور رای کی مخالفت ہمیشہ سے ہوتی آئی ہی اگر اسکا مقصد اسقدر ہو کہ ہمارے نزدیک امر حق ہی تو لائق تحسین ہی اور اہل علم کا فرض منصبی ہی مگر مخالفین ندوہ کی مخالفت جہان تک دیکھی جاتی ہی اور اسکی ابتدا جسطرح ہوئی ہی اوسکا علم مجھے نہین ہی مگر اب جو تحریرین یا تقریرین دیکھی سنی جاتی ہین اوس سے مقصود مخالفین کو اظہار حق نہین ہی بلکہ اپنی بات کی پچ اور اظہار علو ہی خواہ کسی حیلے و ذریعے سے ہو اسکے متعدد وجوہ میری پیش نظر ہین مثلًا محض غلط الزامات دیکر لوگون کو مغالطہ دیا جاتا ہی چنانچہ مکہ معظمہ کے علما سے استفتا کیا گیا ہی جسکی نقل بہت معتبر ذریعے سے مجھ تک پونہچی ہی جسمین ندوہ کی بیان حالت مین لکھا ہی کہ مولوی غلام حسنین شیعی نے علماے اہل سنت کے روبرو اوس جلسے مین بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سر پر عمامہ خلافت باندھا اور تمام علما خاموش رہے۔ حال آنکہ یہ بالکل غلط ہی مین ندوۃ العلما کے تمام جلسون مین حاضر رہا ہون کہین ایسا نہین ہوا واقعی امر اس رسالے مین بیان کیا گیا ہی پھر اوسی سوال مین یہ بھی ہی کہ دوسرے جلسے مین پھر مولوی غلام حسنین صاحب کو بلایا اور اس امر کو موکد کیا کہ کسی شیعہ وغیرہ کا رد ہرگز نکیا جاے" یہ بھی سراسر غلط ہی مجھے معلوم ہی کہ وہ ہرگز بلائے نہین گئے بلکہ خود آئے اور شرکت کے لیے اصرار کیا مگر داخل نہین کیے گئے اور وہ اشتہار جو کسی نے چھپوایا تھا وہ اونھین دکھایا گیا اور اونھون نے چھپوانے سے انکار کیا مگر باوجود انکار کے بھی وہ داخل نہین کیے گئے اسی قسم کی اوس سوال مین اور بھی غلط باتین ہین جسکو مین پھر کسی وقت انشاء اللہ تعالی بیان کرونگا۔

اب خیال کرنے کا مقام ہی کہ ایسے خلاف واقع اور غلط واقعے بیان کرکے استفتا کیا جاتا ہی اور پھر عوام کو دھوکا دیا جائیگا کہ علماے حرمین شریفین نے ندوۃ العلما کی برائی پر فتوی لکھدیا اور اتنے علما کی اوسپر مہرین ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا۔ کیا اہل علم کی یہ شان ہوسکتی ہی؟

کہ ایسے غلط واقعات بیان کرکے عوام مین اپنی بات کی سچائی بیان کرین۔ ہرگز نہین۔ اب طالبین حق مخالفین کی سچائی کا اندازہ اس نمونے سے کرسکتے ہین۔ اگر اونکے اور رسائل مشتہرہ کے غلط واقعات بیان کیے جائین تو ایک رسالہ ہو جائے۔

میرے نزدیک تو تحریرات کا سلسلہ ختم نہین ہو سکتا۔ دوات قلم ہاتھ مین ہی جو چاہا سو لکھدیا کون روک سکتا ہی اگر تقریری مناظرہ ہو جائے اور دو حکم مقرر کیے جائین تو بہت مناسب ہی عمدۃ المتکلمین مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی میرے روبرو فرماتے تھے کہ مین مناظرہ کرنے کو موجود ہون۔

اب اگر جناب عالم اہل سنت و جناب تاج الفحول بدایونی آمادہ ہون تو مولانا ممدوح اونکی تسلی کرنے کے لیے موجود ہین۔ اور بریلی مین بھی اسکا اعلان دیا تھا مگر سوائے قلم کی گھس گھس کے مقابلہ نہین کیا گیا اور اگر ان حضرات کو پورا وثوق ہی تو مباہلہ کرلین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین کچھ عرصے سے مسلمانون کے تنزل علمی و عملی کو دیکھ کر علماے کرام کی ایک جماعت نے اونکی بہبودی کے لیے متفقہ کوشش شروع کی ہو اور سال مین ایک بار کسی مقام پر مجتمع ہو کر گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرکے اصلاح آیندہ کی تدبیرین اختیار کرتے ہین اسی اجتماع کا نام ندوۃ العلما ہی جسکی مبارک بنا ۱۳۱۱ ہجری مین قائم ہوئی ہو اور باوجود کمسنی کے اوسنے تمام دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہو کہ مقبولیت ایک خداداد چیز ہو اور وہ ہمیشہ نیک نیتی اور للہیت کے ساتھ رہتی ہو۔

جب بعض خودغرض لوگون نے دیکھا کہ اونکے ذاتی اغراض کو اس سے نقصان پہونچنے والا ہو تو اونھون نے اپنے ذاتی اغراض کو قومی بہبودی پر مقدم سمجھ کر اسکی مخالفت شروع کی اور مخالفت بھی ایسی ناشایستہ عنوان سے جو [illegible] بدتمیزی کی حد تک پہونچگئی ہو تہمت آمیز رسالے لکھے اشتہارات شائع کیے افترا پردازیان کین ارکین ندوہ کی تضلیل و تکفیر کی علما کو ہوا دینی شرکت مین داخل اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا الغرض جو کچھ نا کہنا تھا کہا اور جو نہ کہنا تھا وہ کہا مگر ندوۃ العلما کے ارکین نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور جو کام اونھون نے حسبۃً للہ قوم کی بہبودی اور مسلمانونکی اصلاح کے واسطے شروع کیا تھا اوسکو نہایت خاموشی اور متانت کے ساتھ پورا کرتے رہے۔

لیکن مین نے دیکھا کہ اونکی خاموشی کا اثر اس شائف کے سادہ مزاج لوگون پر اچھا نہین پڑا کیونکہ وہ ارکین ندوہ کی خاموشی کو عجز پر محمول کرکے ندوۃ العلما کا بلکہ اپنا نقصان کر رہے ہین اس سے [illegible] ندوۃ العلما کی ہو اوسکا پورا ہونا خطرے مین پڑ گیا ہو اسلیے مین نے چاہا کہ نیک نیتی سے مخالفین کی غلط فہمیونکو مسلمانون پر ظاہر کر دون مگر وہ تحریرین دیکھین تو اونمین [illegible] الکتا کسی مہذب اور دانشمند آدمی کا کام نہین ہو تاہم مین نے اس غرض کے پورا کرنے کے لیے مولوی عبد القادر صاحب کا ایک خط انتخاب کیا جو مولوی سید اشفاق حسین صاحب کے نام شائع ہوا ہو اور کسیقدر تہذیب اور شایستگی سے لکھا گیا ہو چنانچہ مین نے نہایت نیک نیتی اور تہذیب کے ساتھ کتب معتبرہ و حدیث و

تفسیر فقہ و تصوف و سیر سے (جنکی فہرست گذارش مین درج ہی) اس رسالے کو مرتب کرکے اونکے تمام شکوک اور اوہام باطلہ کا جواب دیا اور اونکے خلاف تحقیق مسائل کو ہبا ًء منثورا کرکے دکھا دیا لیکن ایسے الفاظ مین جو اہل علم کی شان کے خلاف نہین ہین۔

ہمارے دوستونکو اسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت اس رسالے مین مخالفین کے تمام سالہازیونکی قلعی کھولدی گئی ہی اور دلائل و شواہد سے اونکے تمام اعتراضات و شکوک کی غلط بیانی ثابت کردی گئی ہی جسکے دیکھنے سے طالب حق کو کامل تشفی ہوسکتی ہی۔

فاضل بدایونی نے اپنی تحریر مین روئیداد سال دوم کی تمہیدی عبارتون پر متعدد اعتراضات بیان فرمائے ہین اور اونھین کے ضمن مین اپنے وہ شکوک ظاہر کیے ہین جنپر اونکے اختلاف کا دارو مدار ہی ہم بھی اپنے رسالے مین اوسی ترتیب سے اونکی عبارتین نقل کرکے دکھاتے ہین کہ اونمین کیسی کچھ غلط بیانی کی گئی ہی۔

اول روئیداد سال دوم کے صفحۂ ۸ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہی "اس ندوے کا مقصد یہ ہی کہ جو کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور ہمارے قبلے کیطرف سجدہ کرتے ہین وہ ہمارے مذہبی بھائی ہین اونسے جھگڑا نرکھنا چاہیے فقط" اسکے بعد لکھا ہی "دیکھو اسمین التزام ہے اس امر کا کہ جو شخص کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھے اور ہمارے قبلے کیطرف سجدہ کرے صرف اسقدر سے مصداق کونوا عباد اللہ اخوانا کا ہوجاتا ہی خواہ دیگر ضروریات دین اسلام کا انکار کرے یا اقرار الخ۔ اس موقع پر ہم صرف اسی عبارت کے نسبت چند امور بیان کرتے ہین جس سے نامہ نگار کی لیاقت و دیانت کا پورے طور پر اندازہ ہوجائیگا (۱) جو مضمون روئیداد سال دوم سے لیا گیا ہی وہ اوسمین اسطور پر نہین ہی چنانچہ ہم اوسکو بجنسہ نقل کرتے ہین (اور جسکا جی چاہے روئیداد سال دوم کے صفحۂ ۸ مین دیکھ لے) "اس ندوے کا مقصد یہ ہی کہ جو کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور ہمارے قبلے کیطرف سجدہ کرتے ہین اونسے اس قسم کے نزاعات اوٹھا دینا چاہیئن جنسے مخالفین دین کو مضحکے کا موقع ملتا ہی اور ہمارے علما و معززین اہل اسلام کی ہتک ہوتی ہی" اس عبارت کو دیکھ کر ناظرین کہہ سکتے ہین کہ اس عبارت مین اور عبارت سابقہ مین کسقدر فرق ہی اسمین نہ کسیکو مذہبی بھائی کہا ہی اور نہ مطلقاً نزاع کو منع کیا ہی بلکہ اس عبارت کا صاف و صریح مطلب یہ ہی کہ جو اہل قبلہ ہون اور کلمے پر ایمان ظاہر

کرین اونسے نصیحت کن نزا ئین چھوڑ دو جوتی بیزار نکرو کفار کے اجلاسون مین دینی مقدمات نہ لیجاؤ
اپنے علما اور اپنے دین کے کتابون کی بیحرمتی نکراؤ۔ اب اہل حق انصاف کرین کہ رویداد کے کیسے سچے
اور صاف بیان کو مولوی صاحب نے غلط ظاہر کرکے عوام کو دھوکے مین ڈالنا چاہا ہی اور یہ جو مولوی صاحب
کہتے ہین کہ اسمین التزام ہی اِسکو مین تو کیا کون ہر شخص یہ کہدیگا کہ اونکی نافہمی ہی جہانتک مین سمجھا ہون
جناب ناظم مدظلہ کے پہلے فقرے مین اوس مضمون کا خلاصہ ہی جسے علامۂ بدر الدین عینی اسطرح لکھتے ہین

وقد اتفق اہل السُّنۃ من المحدثین والفقہاء والمتکلمین علی ان المومن الذی یحکم بایمانہ وانہ من
اہل القبلۃ ولا یخلد فی النار ہو الذی یعتقد بقلبہ دین الاسلام اعتقادًا خالیا من الشکوک
ونطق بالشہادتین (ج ۱ صـ ۱۴۹) یعنی اہل سنت نے کیا محدثین کیا فقہا کیا متکلمین سب نے اسپر
اتفاق کیا ہی کہ جس مومن کے ایمان کا حکم دیا جاتا ہی اور یہ سمجھا جاتا ہی کہ وہ اہل قبلہ مین سے ہی اور ہمیشہ
دوزخ مین نرہیگا وہ وہ ہی جو دل سے دین اسلام کا معتقد ہو ایسا اعتقاد جو بالکل شبہے سے پاک ہو اور
زبان سے کلمۂ شہادت پڑھتا ہو" اِس عبارت سے اہل قبلہ کے معنی معلوم ہوگئے کہ جو شخص دین اسلام پر
کامل یقین رکھے اور کلمہ شہادت کا پڑھے وہ اہل قبلہ ہی۔ اب مولوی صاحب انصاف سے فرمائین کہ علامہ نے
جو اہل سُنت کا متفق علیہ مقولہ لکھا ہی اسمین اگر مولوی صاحب کیطرح استلزامات نکالے جائین تو بہت سے
نکلین گے اونمین سے ایک یہ ہی کہ جتنے فرق اسلامیہ ہین جو دین اِسلام کو حق جانتے ہین وہ سب مومن اور مسلمان
ہین ہمیشہ جہنم مین نرہینگے اِس سے کوئی فرقہ مستثنیٰ نہین ہی الحاصل جناب ناظم صاحب نے اپنی طرف سے کوئی بات
نہین کہی ہی بلکہ علامہ عینی کے قول کا خلاصہ اور تمام اہلسنت کا مقولہ بیان کیا ہی۔ اب ہم ایسے شخص کے
نسبت کیا خیال کرین جو اہل سنت کے متفق علیہ مقولے کو غلط ٹھہرائے اور پھر اہل سنت ہونیکا مدعی ہو۔

(۲) یہان یہ بڑا مغالطہ دیا گیا ہی کہ ایک شخص کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھکر ضروریات دین اسلام کا منکر
ہو سکتا ہی حالانکہ کوئی عاقل جاننے کے بعد ایسا نہین کرسکتا کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھنے کے معنی یہی ہین
کہ ما جاء بہ الرسول پر ایمان لایا ہو اور جو احکامات رسول لائے ہین اونھین مانتا ہو ضروریات دین اُن
احکام مین داخل ہین بلکہ اوّل درجے کے احکام ہین پھر جو کوئی حضرت خاتم النبیین کو رسول مانتا ہی وہ ضروریات
دین اِسلام سے کیونکر انکار کرسکتا ہی اور جو کوئی انکار کرے وہ ہرگز کلمۂ طیبہ پر ایمان نہین رکھتا لہذا یہ
کہنا غلط ہی کہ کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھے اور دوسرے ضروریات دین کا انکار کرے یا اقرار بلکہ جو کلمۂ طیبہ پر

ایمان رکھتا ہی وہ ضروریات دین کو ضرور مانے گا البتہ اس امر کی تعیین ضرور رہی کہ ضروریات دین کون امور ہین اسکی تفصیل محققین کے کلام سے ضرور ہی۔

(۳۳) ناظم صاحب روداد مین اہل قبلہ کا ذکر کرتے ہین اور محققین کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل قبلہ ضروریات دین مین متفق ہین چنانچہ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ہو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد و علم اللہ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذلک من المسائل المہمات یعنی اہل قبلہ سے وہ گروہ مقصود ہی جسنے ضروریات دین پر اتفاق کیا ہی اور ضروریات دین اس قبیل کے اہم امور ہین جیسے عالم کا فانی ہونا قیامت کا قائم ہونا۔ اللہ تعالی کا تمام کلیات وجزئیات کو جاننا۔ اسی طرح کے اور جو اہم امور ہون اسکے بعد علامہ ممدوح لکھتے ہین فاعلم ان اہل القبلۃ المتفقون علی ما ذکرنا من اصول العقیدۃ اختلفوا فی اصول آخر کمسالۃ الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادۃ وقدم الکلام وجواز الرویۃ ونحو ذلک مما لا نزاع فی ان الحق فیہا واحد کلام سابق اور اسکے ملانے سے معلوم ہوا کہ اصول عقائد دو قسم کے ہین ایک تو ضروریات دین کہلاتے ہین اونمین اہل قبلہ کا اتفاق ہی دوسری وہ اصول ہین جو ضروریات دین نہین ہین انمین اختلاف ہی علامہ کا پہلے اصول کو ضروریات دین کہنا اور دوسرے اصول کو صرف اصول کہنا اسکا شاہد ہی اور اسیطرح علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین لکھا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شرح فقہ اکبر مین شرح مقاصد کی عبارت نقل کر دی ہی دو چار لفظون کے تغیر سے الحاصل صاحب روداد اہل قبلہ کا ذکر کرتے ہین اور اہل قبلہ ضروریات دین مین متفق ہین تو یہ کہنا کہ کلمہ طیبہ پر ایمان رکھے یعنی اہل قبلہ ہو اور دوسرے ضروریات دین کا انکار کرے محض ایک فرضی بات ہی یا معترض کے قلت معلومات کا قصور ہی اور اگر کوئی ایسا ہی تو بحث سے خارج ہی۔ اسکے سوا کچھ اور بھی ملاحظہ کیجیے۔

(۳۴) جن لوگون نے نظر بصیرت سے کتابون کو دیکھا ہی وہ جانتے ہین کہ ایک فن کا مسالہ جب دوسرے فن کی کتاب مین ذکر کیا جاتا ہی تو تمام قیود اوسکے اوس جگہ نہین بیان کیے جاتے اسکی نظیرین بلا مبالغہ ہزارون موجود ہین۔ یہان پر ہم ایک عبارت مثال کے طور پر بیان کرتے ہین عقائد نسفی مین ہی والاستحلال کفر اس متن مین کوئی قید نہین ہی کہ کونسے حرام کا استحلال کفر ہی اور ایسا ہی عموم عقائد عضدیہ مین ہی جس سے انمین محرمات ظنیہ اجتہادیہ سب داخل ہین مگر شراح نے محض حسن ظن سے قیود بڑھائے ہین پھر

آپکو کس چیز نے آمادہ کیا کہ کسی مسلمان کے کلام پر حسن ظن نکرین اور بزرگون کی پیروی چھوڑ دین خیال کیجیے کہ عقائد نسفی عقائد کی کتاب ہی اُسمین قیود کا ہونا غرابت سے خالی نہین اور رویداد کوئی عقائد کی کتاب نہین ہی اوسمین برسبیل تذکرہ ایک بات بیان کردی گئی تھی اور جو کچھ بیان کیا گیا تھا وہ صاحب رویداد نے من تلقاء نفسہ نہین بیان کیا تھا بلکہ وہ علامہ عینی کا بلکہ کل اہل سنت وجماعت کا مقولہ تھا اب انصاف آپکے ہاتھ مین ہی خواہ اوسکی توجیہ کیجیے یا کبرای امت کی تکفیر۔

اسی طرح حدیث شریف من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ بھی بہت عام ہی اسمین تو منکر نبوت بھی داخل ہی پھر کیا وجہ ہی کہ توجیہ کو حدیث کے ساتھ مخصوص کردیا جائے اور کسی مسلمان کی عبارت کے معنی خواہ مخواہ ایسے لیے جائین جسپر اعتراض ہوئے حال آنکہ حکم باری تعالی اجتنبوا کثیرا من الظن عام ہی اسوجہ سے بزرگون کے کلام کی توجیہین کی گئی ہین اگر ارشاد ہو تو حضرت محی الدین عربی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہما الرحمہ وغیرہما کے اقوال[لہ] پیش کیے جائین اب جو رویداد پر اعتراضات ہورہے ہین اور عبارتین پیش کرکے اُنھین اہل سنت سے خارج کیا جاتا ہی وہ بھی اوسی نوع کے حملے ہین جیسے پہلے بزرگون پر کیے ہین اگرچہ اراکین ندوہ اون حضرات کے کفش برداری بلکہ کفش برداری کا دعوی اِسی زبان سے نازیبا سمجھتے ہین مگر مسلمان ہین اہل علم ہین متعدد حضرات علم مین فضل مین تقدس مین مخالفین سے ہر طرح زائد ہین وہ کہتے ہین کہ ہمارا مقصود یہ نہین ہی جو تم کہ رہے ہو۔ پھر یہ بھی چھاپ کر شائع کردیا کہ اگر انھین عبارات پر جھگڑا ہی تو قلم پھیر دیجیے ہمکو لفظی نزاع منظور نہین مگر پھر بھی وہی غل ہی وہی لوگون کو اغوا ہی خدا کے لیے کچھ تو خوف خدا کیجیے۔

دوم اسکے بعد ہمارے معزز فاضل نے رویداد سال دوم کی عبارت مندرجہ ذیل پر اعتراضات فرمائے ہین جنکو ہم مع جوابات کے لکھتے ہین تاکہ سیدھے سادھے دیندار مسلمان دھوکے مین نہ پڑین رویداد سال دوم کے صفحہ ۱ مین یہ عبارت لکھی گئی ہی "اب بنظر انصاف اِس امر مین غور کرنا چاہیے کہ ہندوستان مین مقلدین اور غیر مقلدین مین جو فضیحت کن نزاعین ہوتی ہین اونکا کیا سبب ہی جب دیکھا جاتا ہی کہ بحیثیت مذہبی تو دونو مین اختلاف ویسا ہی ہی جیسا حنفیہ شافعیہ وغیرہما چارون گروہون مین ہی پس اس قسم کے جھگڑے بجز آمیزش نفس کے اور کسی باعث نہین معلوم ہوتے" اس عبارت پر ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ اکابر

لہ مثلاً شیخ اکبر رضی وعید باری تعالی مین خلف جائز سے کہتے ہین اور حضرت بریلوی اسپر کفر کا فتوی دے چکے ہین حضرت غوث اعظم نے غنیۃ الطالبین مین حنفیہ کو فرقۂ مرجیہ مین داخل کیا ہی پھر اب حنفی قادری فرمائین کہ یہ کیا بات ہی مخالف بہان کیا کچھ کہ سکتا ہی اور اگر حسن ظن پر مدار ہی تو اسکا حکم عام ہی رویداد کے عبارتون کی توجیہ انکی توجیہ سے زیادہ مشکل اور مستبعد نہین ہین ۱۲

دین نے اب تک جو مناظرے کیے ہین یا مہتممین ندوہ نے بیشتر جو فتاوی مرتب فرمائے ہین وہ بھی اِس تقدیر پر آمیزشِ نفس سے ہوئے حالانکہ یہ اعتراض اِس عبارت پر وارد ہی نہین ہوتا کیونکہ عبارت مذکورہ مین کہین مناظرہ کا نام ونشان بھی نہین ہی یہ عبارت بھی اونھین فضیحت کن نزاعون کو آمیزشِ نفس پر محمول کر رہی ہی جو در پردہ اسلام کی بیخکنی کر رہے ہین۔ اور اگر مقدمہ بازی یا جوتی پیزار کا نام مناظرہ ہی تو یہ ایک نئی اصطلاح ہی لیکن اِس صورت مین ہم کہینگے کہ حاشا وکلّا یہ اصطلاحی مناظرے اکابر دین نے کبھی نہین کیے لہذا وہ آمیزش نفس سے خالی تھی (۲) دوسرا اعتراض اِس عبارت پر یہ وارد کیا گیا ہی کہ اِس مقام پر جو یہ لکھا گیا ہی کہ مقلدون اور غیر مقلدون مین اختلاف ویسا ہی ہی جیسا حنفیہ شافعیہ وغیرہ مین یہ اوس تحقیق کے خلاف ہی جو خود ارالکین ندوہ نے فتح المبین اور جامع الشواہد وغیرہ مین فرمائی ہی اور غیر مقلدون کو خارج از اہل سنت ہونے کا فتوی دیا ہی" لیکن یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہی افسوس ہی کہ فاضل بدایونی نے بغیر دیکھے اور بغیر سمجھے بے سروپا اعتراض کرکے عوام کو دھوکے مین ڈالنا چاہا ہی کیا وہ یہ نہین جانتے کہ فتح المبین وغیرہ مین جنپر فتوی دیا ہی وہ غیر مقلدین وہ ہین جو بارہ ائمہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معصوم کہتے ہین جو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان اور حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضؓ کے درمیان عداوت بتاتے ہین (نعوذ باللہ منہ) جو مقلدین کو شیطان وکافر اور تقلید کو شرک۔ صحابۂ کرام کو مخترع بدعت وضلالت اور فقہ کو جعلسازی اور مکاری بتاتے ہین (فتح المبین کا صفحہ ۲۰ و ۴۲ و ۴۳ و ۵۴ ملاحظہ ہو) روئداد مین جن غیر مقلدون کے اختلاف کو مثل اختلاف ائمۂ اربعہ کے بتایا ہی وہ اِن عقائد سے بری ہین وہ سلف صالح کو بُرا کہنا بُرا جانتے ہین مقلدین کو مشرک نہیں کہتے بلکہ اپنا بھائی جانتے ہین اور جہانتک ہمین معلوم ہی اونکا کوئی عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت کے نہین ہی جب یہ حال ہی تو اونکا اختلاف بلاشبہ ویسا ہی ہی جیسا حنفیہ وشافعیہ مین ہی۔

جواب ثانی اگر کچھ اوقات کتب دینیہ کے مطالعے مین آپ صرف کرتے تو ایسا نفرماتے اگر وہی تحقیق ہے تو بھی مماثلت صحیح ہی۔ فتاوای بزازیہ مین معتزلہ اور اشاعرہ کا ایک حکم بیان کیا ہی اور بحر الرائق مین اشاعرہ کی تکفیر بھی نقل کی ہی اور شافعیہ تمامہ اشاعرہ ہین پس معلوم ہوا کہ ایک وقت مین شافعیہ اہل سنت سے خارج سمجھے گئے ہین اور اونکی تکفیر کیگئی ہی۔ شرح مقاصد سے ظاہر ہی کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ (یعنی حنفیہ و شافعیہ) مین صرف فروع ہی مین اختلاف نہین ہی بلکہ بعض اصول مین بھی اختلاف ہی۔ غیر مقلدین کے اختلاف کے نسبت اس سے زیادہ کوئی حکم نہین دیا گیا لہذا اونکی اختلاف کو شافعیہ کے مثل کہنا صحیح ہی۔ رہا یہ امر کہ شافعیہ کی نسبت پہلے کہا گیا ہی

اب کوئی نہین کہتا تو مین کہتا ہون کہ مشابہت کیلیے تو اوسقدر کافی ہی جو بیان کیگئی۔ اور اگر غیر مقلدین کیلیے بھی آیندہ ایسا ہی ہو جیسا شافعیہ کے ساتھ ہوا تو کوئی غیب دان نہین ہی کہ انکار کرے اور اگر کوئی شخص بوجہ وسعت نظر کے اپنے قول سابق کے خلاف تحقیق بیان کرے تو یہ کوئی الزام کی بات نہین ہی بلکہ اوسکی خوبی ہی۔ اگر اکابر کے کلام کو بنظر انصاف دیکھا جائے تو غیر مقلدین کا اہل سنت سے خارج کرنا مشکل ہوگا۔ داؤد ظاہری جو ائمہ اربعہ سے مخالف ہین اور وہ قیاس جو چارون اامون کے نزدیک ادلۂ شرعیہ مین سے ایک دلیل ہی اونکے نزدیک کوئی شی نہین اوسپر عمل کرنا گمراہی ہی اوسکو ہمارے اکابر نے مسلمانون کا ایک امام قرار دیا ہی اوسے مثل اور ائمہ کے ارکان شریعت مین لکھا ہی چنانچہ بدر الاحناف علامہ بدر الدین عینی شرح بخاری مین امام مالک کے حال مین لکھتے ہین

وهو احد المذاهب الستة المتبوعة والثاني الامام ابو حنيفة مات ببغداد سنة خمسين ومائة عن سبعين سنة والثالث الشافعي مات بمصر سنة اربع ومائتين عن اربع وخمسين والرابع احمد بن حنبل مات سنة ٢٤١ عن (٨٠) ببغداد والخامس سفيان الثوري مات ببصرة سنة ١٦١ عن ٦٤۔ السادس داؤد بن علي الاصبهاني مات سنة ٢٧٠ عن ٨٨ ببغداد وهو امام الظاهرية وقد جمع الامام ابو الفضل يحيى بن سلامة الحصكفي الخطيب الشافعي القراء السبعة في بيت وائمة المذاهب في بيت فقال ؎

جمعت لك القراء لما اردتهم ۔۔۔ ببيت تراه للائمة جامعا
ابو عمرو عبد الله حمزة عاصم ۔۔۔ علي ولا تنس المديني نافعا
وان شئت اركان الشريعة فاستمع ۔۔۔ لتعرفهم فاحفظ اذا كنت سامعا
محمد والنعمان مالك احمد ۔۔۔ وسفيان واذكر بعد داؤد تابعا

یہان علامہ عینی کا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ ارکان شریعت وائمہ حقہ چھ ہین اونمین سے ایک داؤد ظاہری بھی ہین جب داؤد ظاہری کا اختلاف بھی ائمہ اربعہ کے مثل ٹھہرا تو غیر مقلدین کے اختلاف کو مثل اسکے کہا جائے تو بیجا نہین ہوسکتا کیونکہ داؤد ظاہری قیاس سے مطلقاً انکار کرتے ہین اور غیر مقلدین منکر قیاس نہین ہین امام تاج الدین سبکی طبقات الکبری کی دوسری جلد مین لکھتے ہین

داؤد بن علي بن خلف البغدادي امام اهل الظاهر ولد سنة ٢٠٢ مائتين وكان آخر ائمة المسلمين في هداتهم وجالس الائمة وصنف الكتب قال ابو بكر الخطيب كان اماما ورعا ناسكا زاهدا

یعنی داؤد بن علی بن خلف بغدادی اہل ظاہر کے امام تھے ٢٠٢ھ مین پیدا ہوئے وہ مسلمانون کے اامون مین سب پچھلے امام تھے (یعنی اونکے بعد پھر کوئی امام مجتہد صاحب مذہب متبوع نہین ہوا) اور اونکے پیشواؤن مین تھے یہ ائمہ کی خدمت مین ایک مدت تک رہے اور کتابین تصنیف کین ابو بکر خطیب کہتے ہین کہ یہ امام متقی عابد زاہد تھے

اِن عبارتون کے دیکھنے سے ہمارے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ جب داؤد ظاہری جو ظاہریون کا امام ہی اور قیاس کا منکر ہی اوسکی تعریف اس شد و مد سے کیگئی ہی اور اوسکو ایۃ المسلمین مین داخل کیا ہی تو اس زمانے کے غیر مقلدین نے ایسا کیا جرم کیا ہی جو وہ اہل سنت سے بھی خارج کیے جاتے ہین باوجودیکہ یہ قیاس کے بھی منکر نہین ہین (دیکھو دراسات اللبیب)

جن غیر مقلدون کے وہ خیالات ہون جنکو ہمنے بقید صفحہ کے فتح المبین سے نقل کیا ہی وہ البتہ اس قابل ہین کہ اونکو اہل سنت سے خارج سمجھیے لیکن عموماً غیر مقلدونکا خارج سمجھنا انتہا درجے کی نا انصافی ہی۔

ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین سلطان ابو یوسف مغربی کے حالات مین لکھا ہی کہ شیخ اکبر محی الدین بن عربی اور ابو الخطاب بن دحیہ بھی غیر مقلد تھے یہ اول الذکر وہ حضرت ہین جنکو مولانا بحر العلوم رح خلیفۃ اللہ فی الارض اور خاتم الاولیا کے القاب سے یاد کرتے ہین اور دوسرے صاحب وہ ہین جو مجلس میلاد کے بانی ہین انکے تعریفی القاب مولوی عبد القادر صاحب بدایونی کے رسائل مین جسکا دل چاہے دیکھ لے اب اگر عموماً غیر مقلدین کو اہل سنت وجماعت خارج سمجھنے مین اصرار ہی تو یہ سمجھنے والون کی خوش فہمی ہی مگر ذرا اتنا سمجھ لین کہ اونکی اس خوش فہمی کا اثر کہان تک پہونچتا ہی۔

تنبیہ ہمارے مخاطبین فتح المبین و جامع الشواہد کا بار بار اپنی تحریرونمین حوالہ دے رہے ہین۔ اب قطع نظر اوس جواب کے جو اوپر دیا گیا اگر یہ کہدیا جائے کہ اراکین ندوہ بفضلہ ایسے تابع نفس نہین ہین کہ جو امر زبان یا قلم سے نکلگیا اوس سے پھرنا عار سمجھتے ہون گو کیسا ہی حق معلوم ہو جب ہمارے ائمہ کا یہ شیوہ تھا کہ جب اونکو قول کے خلاف امر حق اونھین معلوم ہوا فوراً رجوع کیا تو اراکین ندوہ جو اونکے مقلد ہین اگر ہمین بھی اونکا اتباع کرین تو اونکا فخر ہی اسکے بھی علاوہ ایک مختصر جواب یہ ہی کہ پہلے تغلیظاً اور تشدیداً قرین مصلحت خیال کر کے اونھین خروج کا حکم دیا تھا وہ خیال اب نہین رہا اسلیے وہ تغلیظی حکم اب مناسب نہین ہی بہت سے احکام احادیث اور کتب فقہ مین لکھے ہین جسے علما کہتے ہین کہ تغلیظاً کہا گیا ہی واقعی حکم مراد نہین ہی لہذا فتح المبین کی تحقیق اور اس تحریر مین مخالفت نہین ہے۔

سوم اسکے بعد رویداد مذکور کی عبارت مندرجہ ذیل کسیقدر نقل کیگئی ہی جسکو ہم بعینہ رویداد سے نقل کرتے ہین تاکہ عمدہ طور پر رائے زنی کا موقع حاصل ہو دو ان چارون فریق مین بہت کچھ اختلاف ہی ایک شے شافعیہ کے نزدیک فرض یا واجب ہی اور حنفیہ کے نزدیک حرام یا مکروہ اسیطرح حنفیہ کے یہان ایک شے حرام یا مکروہ ہی

اور شافعیہ کے یہان حلال و مباح ہی اب خیال کیجیے کہ بلحاظ عمل و اعتقاد دونون کے کسقدر فرق ہی اگر اسپر خیال کیا جائے کہ فرض کو ممنوع اعتقاد کرنے والا اور حرام کو حلال جاننے والا ہمارے عقائد کی رو سے کیسا ہی تو ایسا سخت حکم نکلے گا کہ ان چارون گروہون مین اسلامی شرکت بھی نرہیگی"۔ اس عبارت کے نسبت ہمارے معزز ہم عصر لکھتے ہین کہ "یہ خیال کسی ادنی طالب علم کے دل مین نہین آسکتا کیونکہ تحلیل حرام اور تحریم حلال جو کفر ہی وہ متعلق ہی اون محرمات قطعیہ و مباحات قطعیہ سے جنکا حکم قطعی حضرت شارع علیہ السلام سے قطعاً ثابت ہو کر ضروریات اجماعیہ اسلام مین داخل ہو گیا ہی او سکو حکم حلت و حرمت اجتہادیہ ظنیہ اختلافیہ صحابہ سے کیا علاقہ بالجملہ قیاس مخالفت اصول اعتقادیہ مسائل اجماعیہ اہل سنت کا جو روافض و غیر مقلدین زمانہ کا ہے بعض فروع اختلافیہ ائمہ سلف اہل سنت پر کرنا موجب تضلیل جہال ہی"۔ یہ شبہہ جو مولانا نے نہایت قوت کے ساتھ وارد کیا ہی مضمون نگار کی عبارت کو غلط معنون پر محمول کرنے سے پیدا ہوا ہی کیونکہ عبارت مذکورہ بالا کا یہ محمل ایسا ہی جو بقول مولوی صاحب ممدوح کے ادنا طالب العلم کے دل مین نہین آسکتا چہ جائیکہ ایک فاضل متکلم جسکی عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ مناظرے مین صرف ہوا ہو اصل یہ ہی کہ یہ عبارت بنا بر تحقیق مقام کے استعمال نہین کیگئی بلکہ الزاماً لکھی گئی ہی مقصود اس سے یہ ہی کہ جو لوگ عموماً غیر مقلدین کو دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھتے ہین اونکے اس خارج کرنے کا مبنی بظاہر یہ ہی کہ اونکے نزدیک غیر مقلدین بوجہ اختلاف ائمہ اربعہ کے تحریم حلال اور تحلیل حرام کے مرتکب ہین اور تحلیل ما حرم اللہ و تحریم ما احل اللہ کفر ہی لہذا فرقۂ اہل سنت سے خارج ہوئے اونکے الزام کے واسطے فاضل ناظم نے یہ عبارت استعمال کی ہی کہ یہ مبنی غیر مقلدین کے اختلاف اور مقلدین ائمہ اربعہ کے باہمی اختلافات مین مشترک ہی اسواسطے کہ اسطرحکے اختلافات باہم مقلدین ائمہ اربعہ کے یہان بھی موجود ہین بعض چیزین حنفیہ کے نزدیک حلال ہین اور شافعیہ کے نزدیک حرام اور بعض چیزین شافعیہ کے نزدیک حلال ہین اور حنفیہ کے نزدیک حرام پس اگر علی العموم فرض کو ممنوع اعتقاد کرنے والا اور حرام کو حلال جاننے والا دائرۂ اہل سنت سے خارج ہو تو باہم مقلدین ائمہ اربعہ مین معاذ اللہ اسلامی شرکت باقی نرہیگی حالانکہ یہ بالکل تحقیق کے خلاف ہی جیسا کہ عامہ محققین نے تصریح کی ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ تحریم و تحلیل کا قاعدہ اگر منصوص التحلیل و التحریم کے ساتھ مخصوص نہوگا بلکہ مسائل اجتہادیہ اختلافیہ مین جاری کیا جائیگا تو اسمین غیر مقلدین کی کوئی تخصیص نہوگی جو وجہ اسکے جاری ہونے کی غیر مقلدین مین ہی وہی مقلدین مین بھی ہی کیونکہ غیر مقلدون کی علی العموم یکسان حالت نہین ہی اسمین کوئی شک

نہین کہ انمین بعض بہت سخت ہین اور تعصب و نفسانیت کے اعلی درجے پر پونہچے ہوئے ہین مگر وہ خود اس فرقے کی نظرون سے گرے ہوئے ہین اور اکثر جو متعصب نہین ہین اور ائمہ اربعہ یا اولیای کرام کی شان مین گستاخی نہین کرتے اور شفاعت وغیرہ وغیرہ مسائل ضروریہ اجماعیہ کے منکر نہین ہین انھین کے نسبت جا بجا رویداد مین اصلاح و اتفاق کا ذکر کیا گیا ہی۔ باقی رہے شیعہ اونکا یہان مطلق ذکر نہین ہی مجکو حیرت ہی کہ ملازمان جناب افادت مآب نے غیر مقلدون کے ساتھ فرقۂ شیعہ کو ہر جگہ کیون ذکر کیا ہی رودادین جہان اس قسم کی عبارتین لکھی گئی ہین وہان کنایۃً بھی اونکا ذکر نہین آیا ہی بعض خاص موقعون پر جہان اونکا ذکر ہی وہ خاص اسباب سے ہین ہی کہ طرفین کی ذلیل و جاہلانہ نزاعین جو اکثر عوام کالانعام سے واقع ہوتی ہین اٹھ جائین کیونکہ احقاق حق و ابطال باطل خاص علمای کرام کا منصب ہی۔

ہمارے معزز فاضل کو مولانا سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما کی عبارت مذکورۂ بالا کو دیکھ کر سبب حیرت ہو گئی شاید اونھون نے فقہا کی وہ عبارتین نہین دیکھین جنمین شافعیہ کی تکفیر کیگئی ہی باوجودیکہ اس جگہ نہ منصوص التحلیل کی تحریم ہی نہ منصوص التحریم کی تحلیل اسی وجہ سے محققین کو اونکے تردید کی حاجت پڑی اُن عبارتون مین سے دو قول اس جگہ ہم نقل کرتے ہین بحر الرائق مین جس مقام پر شافعی کی اقتدا کی صحت و عدم صحت کی بحث کی ہی لکھا ہی الرابع مسئلۃ التعصب علی تقدیر وجودہ منہم انما یوجب الفسق لا الکفر والفسق لا یمنع صحۃ الاقتداء والظاہر من الشارطین لعدمہ انہ یوجب الکفر لکونہ فی الدین حاصل اس عبارت کا یہ ہی کہ منجملہ اور وجوہ کے جنسے بعض لوگ شافعیونکی اقتدا نادرست سمجھتے ہین چوتھی وجہ تعصب ہی اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اونمین تعصب پایا جاتا ہی تو بھی اسکی وجہ سے وہ فاسق قرار پائینگے کافر نہ ٹھہرینگے اور صرف فسق کی وجہ سے اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہین مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ جو لوگ اونکے پیچھے نماز پڑھنے کو نادرست سمجھتے ہین اونکا مطلب یہ ہی کہ یہ تعصب چونکہ دین مین ہی اسوجہ سے وہ کافر ہوئے اور کافر کے پیچھے نماز نہین ہوتی ہی۔

اور دوسری عبارت اوسی بحر الرائق مین یہ ہی وقال الفضیل لا یجوز المناکحۃ بین من قال انا مومن انشاء اللہ تعالی لانہ کافر ومقتضاہ منع مناکحۃ الشافعیۃ واختلف فیہا ہکذا قیل تجوز وقیل یزوجہم بنتہم ولا یزوجہم بنتہ وعللہ فی البزازیۃ بقولہ تنزیلا لہم منزلۃ اہل الکتاب یعنی فضیل رح نے کہا ہی کہ جو کہتا ہو انا مومن انشاء اللہ تعالی وہ کافر ہی اور اسکا مقتضے یہ ہی کہ شافعیہ کے ساتھ مناکحت درست نہو اور اسمین اختلاف ہی بعضون نے

کہا ہی کہ جائز ہی اور بعض کہتے ہین کہ اونکی بیٹیان لینا درست ہی اور اپنی بیٹی کے ساتھ اونکا نکاح کر دینا ناروا ہی بزازیہ مین اسکی علت یہ بیان کی ہی کہ وہ اہل کتاب کے مرتبے مین ہین" اب ہمارے معزز فاضل انصاف فرمائین کہ اونکے اسلاف کرام کی ان عبارتون کا کیا حاصل ہی حقیقت یہ ہی کہ ناظم صاحب کی عبارت کا وہ مطلب تو قطعاً نہین ہی جو فاضل بدایونی سمجھے ہین مگر ان عبارتون سے یقیناً وہی بات پیدا ہوتی ہی جسکا الزام اونھون نے دیا ہی۔ ؎ یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

چہارم اسکے بعد رویداد سال دوم کی عبارت مندرجہ ذیل کو مخدوش فرمایا ہی ردرویداد کی عبارت یہ ہی) دوسرے گروہ کے قول سے ہمین کمال حسرت ہوتی ہی کہ وہ اپنے مذہب کے علما کو ایسا ضعیف خیال کرتے ہین کہ باوجودیکہ فریق مقابل سے کتنی ہی زاید ہون یہانتک کہ ایک گروہ کے ایک ہی دو شخص ہون اور ہمارے فریق کے سو دو سو ہون جب بھی اوسی کا خوف ہی کہ اوس ایک شخص کا اثر ہماری جماعت پر پڑے گا اور ہماری جماعت کا اثر اوس ایک پر نہو گا" اس عبارت کو ہمارے معزز ہمعصران لفظون مین مخدوش فرماتے ہین "لیکن افسوس تو یہ ہی کہ آپ حضرات کے احکام اختراعیۃ کی تعمیل کا التزام اونکو نہایت مشکل ہی جب آپکے ندوے کی کرسی اعزازی تعظیمی پر بیٹھ کر کوئی شیعی یا نیچری یا وہابی جو آپکے ارکین جلسہ مین بذیل علمای دین شامل ہو کر اشارۃً وکنایۃً بلکہ صراحۃً خلاف تحقیق جمہور اہل سنت کے کچھ بیان کرے پس قطع نظر اِس امر کے کہ فرق باطلہ کی توقیر و تعظیم مجلس علمی دینی مین فی الحقیقت تحقیر و توہین مذہب اہل سنت کی ہی اگر کسی سنی طالب العلم کے نزدیک اوسکی مخالفت جماہیر سلف سے ثابت ہو اور اوسکا جواب فوراً نہ دیا جائے تو اتنی بڑے جلسۂ دینیہ مین لابد تسلیم کا الزام قائم ہو سکتا ہی اور اگر رد جواب کی کد کیجائے جواب مقاصد و اغراض کے خلاف ہی تو آپ حضرات اوسکو کب گوارا کر سکتے ہین" اِس تقریر مین دو اعتراض بیان کیے گئے ہین۔

پہلا اعتراض یہ ہی کہ شیعی یا نیچری یا وہابی کو مجلس مین شریک کرنا اور اونکو مخصوص جگہ پر بٹھانا اونکی تعظیم و توقیر کا باعث ہی اور وہ ناجائز ہی" یہ اعتراض مخالفین کی تحریر و تقریر سے مختلف طور سے دیکھا سنا گیا جسکا حاصل یہ ہوتا ہی کہ اہل سنت کی سوا کل فرق سے میل جول منع ہی نہ اونکے پاس بیٹھو نہ اونھین بلاؤ نہ اونھین اپنے پاس بٹھاؤ نہ اونسے کوئی مفید مضمون بیان کراؤ یہی ایک اعتراض ہی جو لائق جواب ہی اور جتنے طالب حق ہین اونھین تمام فضولیات سے قطع نظر کرکے اسی مسألے پر غور کرنا

چاہیے کیونکہ اور جزئی امور ہین اونکی اصلاح ہوسکتی ہی اگر ندوہ مین مختلف فرقے داخل بطور رکنیت ہین اور اونکا شریک کرنا اونسے میل جول رکھنا منع ہی تو ندوہ بیشک لائق اصلاح ہوگا اور مسلمانون کو ضرور ہوگا کہ اوسکی اصلاح کے درپے ہون۔ مگر نہ اُس طرز سے جو مخالفین ندوہ نے اختیار کیا ہی یہ کسی دانشمند کا کام تو کیون ہونے لگا کوئی مہذب بہلا آدمی بھی نہین کرسکتا۔ اور اگر یہ اعتراض غلط نکلے اور سکا جواب شافی دیدیا جائے تو مسلمانون پر فرض ہی کہ ندوہ کے آگے سر جھکادین اور ہر طرح اوسکی مدد کرین اس اعتراض کی بنا تین امرون پر ہی اوّل یہ کہ شیعہ وغیرہ ندوہ کے رکن ہون دوسرے یہ کہ اونکا شریک کرنا اپنے پاس بٹھانا اونسے بیان کرانا موجب تعظیم ہو تیسرے یہ کہ اونسے میل جول اور اونکی اکرام ہر حال مین منع ہو حالانکہ یہ تینون باتین غلط اور خلاف واقع ہین ہمکو خوب معلوم ہی کہ کوئی شیعہ یا وہابی اسکا رکن نہین ہی تمام ارکین اہل سنت والجماعت ہین مگر وہی اہل سنت وجماعت جو واقعی ہین اور ہمارے بزرگون کا بیان اونھین اہل سنت قرار دیتا ہی ہان اگر مولانا نے اہل سنت کی تعریف وہ قرار دی ہی جسکا مصداق بجز جناب کے چند مریدین کے اور کوئی نہین ہوسکتا تو البتہ جب تک کہ ہم وہ تعریف نہ سُن لین کچھ نہین کہ سکتے۔ دوسرے اور تیسرے امر کا غلط ہونا آیات قرآن مجید اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور صحابہ کرام اور دیگر بزرگان دین کے اقوال وبرتاؤ سے ثابت ہی۔ اب مین بترتیب ہر ایک کو بیان کرتا ہون۔

آیات قرآنی

اِذَا سَمِعْتُمْ آیَاتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِہَا وَیُسْتَہْزَأُ بِہَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَہُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ

جب تم اللہ کی آیتون پر انکار کرتے اور ہنسی کرتے سنو تو اونکے ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ دوسری بات مین مشغول ہون اِس آیت مین کافرونکے پاس بیٹھنے کو خاص اوسوقت منع فرمایا ہی جسوقت وہ اپنے جلسے مین اظہار کفر کررہے ہون۔ اِس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب اونکی مجلس اِس بُرائی سے خالی ہو اوسوقت اونکے پاس بیٹھنا منع نہین۔ تفسیر روح المعانی مین ہی والمعنی لاتقعدوا معہم وقت کفرہم واستہزائہم بالآیات (ج ۲ ص۱۹۷) آیت کے معنی یہ ہین کہ اونکے کفر کرنے اور ہنسی کرنے کے وقت اُنکے پاس نہ بیٹھو۔ صاحب تفسیر مدارک اِسی آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین فنھی المسلمین عن القعود معہم مادامو خائضین فیہ۔ مسلمانون کو کفار کے پاس بیٹھنا منع ہی جب تک وہ اللہ کے کلام مین عیب گیری کرتے رہین

اس آیت مین اگرچہ بظاہر کفار کے لیے یہ حکم ہی مگر فساق و مبتدعین بھی اسمین داخل ہین تفسیر خازن مین ہی قال ابن عباس دخل فی ہذہ الآیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیامہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جتنے بدعتی قیامت تک ہونے والے ہین سب اس آیت مین داخل ہین لہذا معلوم ہوا کہ جسطرح اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ کفار کے پاس اوسوقت نہ بیٹھو جب اونکی مجلس مین خدا کی باتون پر ہنسی اور انکار ہورہا ہو اور جب یہ نہو تو بیٹھنا جائز ہی اسیطرح یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ فساق اور مبتدعین کے پاس بیٹھنا اوسی وقت منع ہی جبکہ اونکی مجلس مین فسق و بدعت ہورہی ہو اور جسوقت اونکا جلسہ اس سے خالی ہو تو اونکے پاس بیٹھنا جائز ہی مولانا علی قاری علیہ الرحمہ حدیث لاتجالسوا اہل القدر کی شرح مین لکھتے ہین ولاینافی اطلاق الحدیث تقیید الآیۃ فی المنافقین حیث قال اللہ تعالی فلاتقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلم ینہہ عن مجالستہم مطلقًا آہ یعنی حدیث سے مطلقًا مجالست منع معلوم ہوتی ہی اور آیت قرآنی سے خاص وقت مین مگر یہان مخالفت اسوجہ سے نہین ہی کہ حقیقت مین مطلقًا مجالست منع نہین ہی بلکہ وہ مجالست منع ہی جو بوجہ محبت اور تعظیم کے ہو اور اونکا عقیدۂ بد اوس محبت تعظیم کا باعث ہو کیونکہ آگے چلکر ثابت ہوگا کہ مطلق محبت اور تعظیم بھی منع نہین ہی البتہ جو کوئی ایسا ضعیف الاعتقاد ہو کہ بہکجانے کا خوف ہو اوسے اجتناب چاہیے۔ الحاصل اس آیت سے ثابت ہوا کہ کفار فساق مبتدعین کے پاس بیٹھنا اوسوقت منع ہی جسوقت وہ اپنے کفر اور فسق اور بدعت کی باتین کرتے ہون اور جب وہ جائز باتون مین مشغول ہون تو اونکے پاس بیٹھنا منع نہین ہی **تنبیہ** مولانا علیہ الرحمہ نے قدریون والی حدیث کو اوس آیت سے خاص کیا جو کفار کے لیے تھی۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ اس امر مین کفار اور مبتدعین کا ایک حکم ہی۔

۲ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ جب تو دیکھے اونکو کہ ہماری آیتون مین ہنسی اور انکار کے ساتھ مشغول ہین تو اونسے کنارہ کر یہان تک کہ دوسری بات مین لگجائین۔ یعنی اونسے کنارہ کرنے کی حد یہ ہی کہ وہ اپنے کفریات کو چھوڑکر دوسری باتین کرنے لگین" اس آیت سے بھی مولانا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین وہی بات ثابت کی ہی جو اوپر کی آیت سے کی ہی۔ ان دونون آیتون سے ظاہر ہی کہ اونکی مجلس مین جاکر بیٹھنا اوسوقت درست ہی کہ امور نامشروعہ سے خالی ہو اور جب جاکر بیٹھنا درست ہی تو اگر وہ ہمارے جلسے مین آجائین تو اونھین بیٹھنے کی اجازت دینا یا کسی مصلحت سے اونھین اپنے پاس بلاکر بٹھانا بطریق اولی جائز ہوگا کیونکہ اونکے جلسے مین جاکر بیٹھنا زیادہ مضرت

رسان ہوسکتا ہی۔

۳ علامۂ شہاب الدین بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی مین آیۂ کریمہ لَایَتَّخِذِ المُؤمِنُونَ الکَافِرِینَ اَولِیَاءَ، (الی قولہ تعالی) اِلَّا اَن تَتَّقُوا مِنھُم تُقَاۃ کی تفسیر مین لکھتے ہین وعد قوم من باب التقیۃ مدارات الکفار والفسقۃ والظلمۃ والانۃ الکلام لہم والتبسم فی وجوہہم والانبساط معہم واعطاہم لکف اذاہم وصیانۃ العرض منہم ولا یعد ذلک من باب الموالاۃ المنہی عنہا بل ہی سنۃ وامر مشروع یعنی ایک گروہ علما کا اسطرف گیا ہی کہ کافرون اور فاسقون اور ظالمون سے مدارات کرنا اور نرمی کے ساتھ اونسے گفتگو کرنا اور اونکے سامنے تبسم کرنا اور خندہ پیشانی کے ساتھ اونسے ملنا اونکی زبان درازیون سے بچنے اور اونسے اپنی آبرو بچانے کے لیے جائز ہی اور اِن باتون کو اونھون نے موالات مین شمار نہین کیا جسکی ممانعت کیگئی ہی بلکہ یہ سنّت اور امر مشروع ہی۔ اِس عبارت سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی ہی کہ کفار وفساق اور مبتدعین کے ساتھ بخندہ پیشانی پیش آنا خاطر تواضع کرنا نرمی سے گفتگو کرنا اور یکجا ہونا باہمی محبت پر دلالت نہین کرتا۔ پس کسی مجلس مین مصلحت دینی کے لحاظ سے اونکا شریک کرنا اور نرمی کے ساتھ پیش آنا کیونکر محبت کی دلیل ہوسکتی ہی۔ اِسکے بعد علامۂ ممدوح نے اِسکے ثابت کرنے کے لیے متعدد حدیثین نقل کی ہین از انجملہ یہ حدیث ہی سیاتیکم رکب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا لھم (جامع) آیندہ کچھ لوگ تمھارے پاس آئینگے جنکو تم اپنا دشمن سمجھتے ہوگے مگر جب وہ آئین تو اونکے واسطے جگہ کشادہ کردینا۔

احادیث رسول اللہ و آثار صحابہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین کفار و منافقین برابر آتے تھے اور جہان ہمارے حضرت

لہ مراسلات سنت وندوہ کے نام سے فاضل بریلوی نے ایک رسالہ چھپوایا ہی اوسمین اپنے خطوط اور اونکے جوابات جو شاید ناظم صاحب نے دیے ہین شائع کیے ہین اور ناظم صاحب نے جس موقع پر آیۂ کریمہ اِلَّا اَن تَتَّقُوا مِنھُم تُقَاۃ سے استشہاد کیا ہی وہان یہ الزام قائم کیا ہی کہ ناظم صاحب تقیہ کے قائل ہین مجکو یہ مقام دیکھکر فاضل ممدوح کی وسعت نظر پر حیرت ہوگئی سچ ہی ع ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبی ست ۔ شاید فاضل ممدوح نے اِس آیۂ کریمہ کی تفسیر ملاحظہ نہین فرمائی یا دیدہ و دانستہ اِس سے اغماض فرمایا ہو اگر اسی کا نام تقیہ ہی تو شاید اس الزام مین سب سے پہلے مفسرین امت داخل ہونگے۔ دیکھو علامۂ شہاب الدین بغدادی نے اپنی تفسیر روح المعانی مین کسقدر تفصیل کے ساتھ اِس مسئلے کو بیان کیا ہی اور آخر مین تصریح کی ہی لا یعد ذلک من باب الموالاۃ المنہی عنہا بل ہی سنۃ وامر مشروع۔ شاید فاضل ممدوح نے اب تک موالات و مدارات مین فرق نہین سمجھا اسی وجہ سے یہ غلط فہمی واقع ہوئی ہی۔

اور اونکے اصحاب بیٹھے تھے اوڈھین کے پہلو بہ پہلو وہ بھی بیٹھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی کے ساتھ اونسے گفتگو فرماتے تھے اسکی مثالین احادیث و سیر مین بکثرت موجود مین اونمین سے چند مثالین اسوقت پیش کیجاتی ہین

۴ صحیحین مین روایت ہی کہ ایک روز عیینہ[1] بن حصن حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپنے ارشاد فرمایا ایذنوا لہ فبئس اخو العشیرۃ یعنی اوسکو آنے دو وہ اپنے خاندان مین برا شخص ہی جب وہ اندر آیا تو آپنے اپنے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر فرمائے اور نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ اوسکو لیا اور اپنے قریب اوسے بٹھایا جب وہ چلا گیا تو عایشہ صدیقہ رض نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہی کہ پہلے آپنے اوسکی نسبت وہ الفاظ فرمائے جب اندر آیا تو آپنے خوشی ظاہر کی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ اوسکو لیا حضرت نے فرمایا کہ تم یہ چاہتی ہو کہ مین فحش گو اور بدزبان ہوکر رہون حالانکہ اللہ تعالی کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برا وہ شخص ہوگا جسکو اوسکے شر اور بدزبانی سے بچنے کے لیے لوگ اوسے چھوڑ دین۔

اس حدیث سے چند باتین اخذ کیجا سکتی ہین از انجملہ ایک یہ ہی کہ بدعقیدہ اور برے شخص سے بھی خوش خلقی کرنا اور خندہ پیشانی کے ساتھ اوس سے پیش آنا اور اوسے اپنے پاس بٹھانا سنت ہی دوسرے یہ کہ ایسے لوگونسے بھی سختی کے ساتھ پیش آنا خلاف سنت اور داخل فحش ہی اور مرتکب فحش اللہ تعالی کے نزدیک بدترین لوگون مین سے ہی چنانچہ ملا علی قاری اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین المعنی انما النت لہ القول لانی لو قلت لہ فی حضورہ ما قلت فی غیبتہ لترکنی اتقاء فحشی فاکون اشر الناس یعنی مین نے نرمی اسوجہ سے کی کہ اگر مین اوسکے روبرو وہی کہتا جو اوسکے پیچھے کہا تھا تو وہ شخص میری بدخلقی کیوجہ سے میرے پاس آنا چھوڑ دیتا اور اسوجہ

[1] یہ روایت سنن ابی داود اور جامع ترمذی مین بھی ہی مگر کسی مین اوس شخص کے نام کی صراحت نہین ہی اسلیے شارحین نے اوسکے نام مین اختلاف کیا ہی اکثر عیینہ لکھتے ہین اور بعض مخرمہ اور ایک روایت مین مخرمہ کی تصریح بھی آئی ہی علامہ ابن حجر اسکو دو واقعون پر محمول کرتے ہین یعنی اسطرح کا قصہ دو مرتبہ واقع ہوا ایک مرتبہ عیینہ آیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظون سے یاد فرمایا دوسری مرتبہ مخرمہ آیا اوسکی نسبت بھی ایسا ہی ارشاد ہوا۔ محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہی کہ عیینہ اسوقت تک یا تو محض کافر تھا یا منافق اور اگر مسلمان ہو گیا تھا تو بھی اوسکا ایمان کچھ ٹھیک نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بھی اوس سے ایسے امور ظاہر ہوئے ہین جس سے اوسکا ضعف ایمانی ثابت ہوتا ہی۔ غرض کہ ایسے شخص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی برتاو کیا جو اپنے خاص اصحاب سے کیا کرتے تھے اس موقع پر ہمارے مخالف دوستونکو غور کرنا چاہیے کہ یہ وہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنکے اصحاب کبار کی صفت مین اشداء علی الکفار آیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ شدت کا موقع اور محل ہی اور یہی نہایت نافہمی ہی کہ ہر جگہ سختی سے کام لیا جائے اور اخلاق محمدی چھوڑ دیے جائین ملا علی قاری نے لکھتے ہین ای جملۃ قریباً من نفسہ ۱۲

مین بدترین لوگون مین سے ہو جاتا اس سے ظاہر ہوا کہ نیکون کو برون کے ساتھ خوش خلقی اور مدارات اسلیے کرنا ضرور ہی کہ اون لوگون کو نیکون کے پاس آنے کی رغبت ہو ایسا نہو کہ وہ اونکی سختی اور بدخلقی کی وجہ سے فیض صحبت سے محروم رہجائین اور پھر یہ نیک لوگ اوس سختی کی وجہ سے اللہ تعالی کے نزدیک برے ٹھہرین

۵ بخاری نے حضرت عائشہ رض سے بسند متصل روایت کیا ہی کہ ایک گروہ یہود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور اگر اوسنے کہا السّام علیک یعنی تجکو موت آئے مین اسکو سمجھ گئی اسلیے اِسکے جواب مین مین نے کہا علیکم السّام واللعنۃ یعنی تمکو موت آئے اور اللہ تعالی کی پھٹکار تمپر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ جانے دو عایشہ اللہ تعالی ہر بات مین نرمی اور ملایمت کو پسند کرتا ہی۔ مین نے کہا یارسول اللہ کیا آپنے نہین سنا اونھون نے کیا کہا آپنے فرمایا ہان سنا تھا اِسی سے مین نے کہا علیکم۔ علامہ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین فالذی یظہر عن ذلک کان لمصلحۃ التالف یعنی یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ یہ ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف قلوب کی مصلحت پر مبنی تھی۔

اِس حدیث سے بھی واضح طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ کفار کے ساتھ باوجود اونکی سختی کے نرمی کرنا اور تالیف قلوب کی غرض سے باوجود قدرت کے اونسے مواخذہ نہ کرنا خلق محمدی مین داخل ہی تاکہ وہ [illegible] رفت نچھوڑین اور فیض صحبت سے محروم نرہین۔ اِسی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سخت کلامی سے باز رکھا تھا پس جو لوگ کہ اہل سنت ہونے کا دعوی کرتے ہین اور باوجود اسکے نرمی اور ملائمت کو نامشروع قرار دیتے ہین اور ندوۃ العلما کی اس حکمت عملی پر عمل کرنے کو باعث گمراہی سمجھتے ہین وہ سوچین کہ اونکا یہ قول کہانسے کہان تک پہونچتا ہی۔

۶ طبرانی نے عائشہ صدیقہ رض عنہا سے روایت کیا ہی کان یقبل بوجہ وحدیثہ علی شر القوم یتالفہ بذلک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تالیف قلوب کی غرض سے بُرے لوگون سے متوجہ ہوکر باتین فرماتے تھے یعنی حضور علیہ السلام کی توجہ نیکون کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ برون کے ساتھ خاصکر اسلیے توجہ فرماتے تھے کہ اونکی تالیف قلب کرین۔

۷ علامہ شہاب الدین جامع صغیر سے تفسیر روح المعانی مین ایک حدیث ان الفاظ سے لکھتے ہین سیاتیکم رکب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا بہم آیندہ کچھ لوگ تمہارے پاس آئینگے جنکو تم اپنا دشمن سمجھتے ہوگے مگر جب وہ آئین تو اونکے واسطے جگہ کشادہ کر دینا اِس حدیث مین جن لوگون کے ساتھ مدارات

اور خوش خلقی کا حکم دیا گیا ہی اونکی تخصیص نہین کی گئی کہ وہ کفار ہون یا مبتدع فاسد العقیدہ بلکہ عام ہی۔ دوسرے یہ کہ صیغہ امر سے تعبیر کیا گیا ہی جسکا ادنی مرتبہ استحباب ہی آیندہ جب مین اوسکی ضرورت اور منافع بیان کرونگا تو یہی حدیث وجوب مدارات کی مؤید ہو سکتی ہی۔

۸ اسوقت تک ہمنے اس باب مین جسقدر آیات و احادیث نقل کی ہین اونسے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ کفار اور اہل زیغ سے ملنا اور اونسے خوش خلقی کرنا صرف جائز ہی نہین بلکہ مستحب ہی۔ اب ہم ایسی روایتے پیش کرتے ہین جس سے مدارات کا اکرام کی حد تک جائز بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوتا ہی ابن ماجہ نے ابواب الادب مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت کیا ہی اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ یعنی جب کسی قوم کا سردار تمھارے پاس آئے تو اوسکا اکرام کرو۔

اس حدیث کو مجمع البحار مین ان لفظون سے ذکر کیا ہی اذا اتاکم کریمۃ قوم فاکرموہ پھر بیان کیا ہی کہ ت مبالغہ کے واسطے ہی اور اوسکے معنے بزرگ خاندان اور شریف قوم کے ہین اور ترمذی نے شمائل مین ان لفظون سے روایت کیا ہی ویکرم کریم کل قوم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ ہر قوم کے سردار کا اکرام فرمایا کرتے تھے غرض کہ اس حدیث سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہی کہ ہر قوم کے سردار سے اوسکے منصب و شان کے لائق برتاؤ کرنا چاہیے کسی گروہ اور کسی فریق کی تخصیص نہین ہی الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قولی اور سنت فعلی دونوں سے مدارات کا اکرام کی حد تک مشروع اور مستحب ہونا ثابت ہوا۔

۹ اور اسی کے مؤید ہی ایک دوسری حدیث وانزلوا الناس منازلھم (ابوداود) یعنی جو شخص جس رتبہ کا ہی اوس سے اوسکے رتبے کے موافق برتاؤ کرو۔ شرعۃ الاسلام مین صحبت اور معاشرت کے اداب مین لکھا ہی ویکرم کریم کل قوم یا ہو اہلہ وان کان کافرا یعنی اداب معاشرت مین ہی کہ ہر قوم کے سردار کا ایسا اکرام کرے جسکے وہ لائق ہی اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہو۔ یہان پر بظاہر یہ شبہہ ہوتا ہی کہ اسکے معارض ایک دوسری حدیث ہی یعنی من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنی جسنے بدعتی کی توقیر کی اوسنے اسلام کے مٹا دینے کی کوشش کی اس سے معلوم ہوا کہ بدعتی اگر آوے گو وہ سردار ہی کیون نہو تو اوسکا اکرام نکرنا چاہیے لیکن یہ شبہ غلط فہمی پر مبنی ہی اگر توقیر سے مراد خاطر داری یعنی مدارات ہو تو البتہ اکرام کے منافی اور اس حدیث کے معارض ہو حال آنکہ یہ معنی نہین ہین بلکہ توقیر سے مراد اس جگہ نصرت اور معاونت ہی یعنی بدعتی کو اوسکی بدعت کے لحاظ سے مدد دینا

اور اوسکے اوس فعل نامشروع کو اچھا سمجھنا مجمع البحار مین علامہ محمد طاہر فتنی لکھتے ہین من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان

علی ہدم الاسلام المبتدع مخالف للسنۃ ومعاون مخالف الشئی معاون لہدمہ ولان توقیر البدعۃ تخفیف للسنۃ و

تخفیفہ ہدمہ یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مبتدع سنت کا مخالف ہے اور جو شخص کسی شی کے مخالف کا معاون ہو وہ

اوس شی کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز اسلیے کہ بدعت کی وقعت کرنا سنت کی اہانت ہے اور سنت کی اہانت در اصل

اوسکو مٹانا ہے" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس جگہ توقیر کے دو ہی معنی ہین ایک یہ کہ بدعتی کو اوسکی بدعت کے

لحاظ سے مدد دینا دوسرے اوس بدعت کو اچھا سمجھنا اور اوسکی توقیر کرنا۔ الغرض حدیث کے معنی یہ ہین

کہ جو کوئی بدعتی کی مدد کرے اوسکی بدعت مین یا اوسکی بدعت کو اچھا جانے اور اوس بدعت کے سبب اوسکی

آؤ بھگت کرے اوسنے اسلام کو توڑنے پر مدد کی۔ اب اگر کسی نے بغرض تالیف قلب یا اظہار محامد اسلام یا کسی دینی فائدے

کی غرض سے کسی بدعتی کی خاطر کی وہ اس حدیث مین داخل نہین ہے انھین وجوہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم شریف قوم کی تعظیم کیا کرتے تھے اور بد مذہبون سے بھی اوسی خلق سے پیش آتے تھے جیسے نیکون سے

اسیطرح سمجھنا چاہیے کہ ندوہ کے جلسے مین اگر آپکے خیال کے موافق کسی مبتدع کی خاطر داری ہوتی بھی ہو تو

وہ بخیال ترغیب و تشویق یا بغرض دفع مضرت کے ہوتی ہے نہ بوجہ اوسکی بدعت کے لہذا ندوہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی سنت قولی و فعلی کا عامل ہوا جو اوپر بیان کی گئین حدیث من وقر کا مصداق اوسکو سمجھنا نہایت غلط

فہمی ہے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔

۱۰ صحیح بخاری مین حضرت ابو درداء سے منقول ہے انا لنکشر فی وجوہ اقوام وان قلوبنا لتلعنہم یعنی

بعض لوگون سے ہم خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہین حال آنکہ دل ہمارے اونسے بیزار ہین علامہ ابن حجر

اس روایت کی شرح مین لکھتے ہین قال ابن بطال المداراۃ من اخلاق المومنین وہی خفض الجناح للناس ولین

الکلمۃ وترک الاغلاظ لہم فی القول و ذلک من اقوی اسباب الالفۃ یعنی مدارات مسلمانون کے عادات مین سے ہے

وہ ہے کیا؟ عامۃ ہر ایک شخص سے جھکنا نرمی سے بات کرنا کلام مین سختی نکرنا۔ یہ محبت و الفت کا قوی سبب ہے

جسکی وجہ سے دشمن دوست ہو جاتے ہین۔

۱۱ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین جہان اس بات کی بحث کی ہے کہ کافر کو ابتداءً سلام کرنا

جائز ہے یا نہین متعدد احادیث و آثار اثباتاً و نفیاً نقل کیے ہین اسکے بعد جن حدیثون سے اسکی ممانعت ثابت

ہوتی ہے اونکی توجیہ طبری سے ان الفاظ مین نقل کی ہے انما اذا کان الابتداء بغیر سبب و لاحاجۃ من حق صحبۃ

او مجاورة او نحو ذلک یعنی یہ ممانعت اوسوقت ہی جبکہ پیشقدمی سلام مین مسلمانون کی طرف سے بغیر کسی سبب
اور بدون کسی حاجت کے ہو مثل حق صحبت یا حق ہمسائگی یا اوسکے حق احسان سے سبکدوش ہونیکے
یا اسکے مانند اور جو وجہین ہون" اسی کتاب مین دوسری جگہ لکھتے ہین استثنٰی ابن مسعود ما اذا احتاج لذلک
المسلم لضرورة دینیة او دنیویة کقضاء حق المرافقة یعنی عبد اللہ مسعود رض نے کافرون کو سلام مین پیش قدمی
نہ کرنے سے اوس حالت کو مستثنی کیا ہی جب کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ہو مثلاً رفاقت کے حق ادا کرنے کی
غرض سے ہو" اور اوسکے بعد لکھتے ہین فاخرج الطبری بسند صحیح عن علقمة قال کنت ردفا لابن مسعود فصحبنا دہقان
فلما انشعبت لہ الطریق اخذ فیہا فاتبعہ عبد اللہ بصرہ فقال السلام علیکم فقلت الست تکرہ ان یبدؤا بالسلام قال نعم
ولکن حق الصحبة یعنی طبری نے بسند صحیح علقمہ سے روایت کیا ہی کہ مین عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ سوار تھا آگے
چلکر ایک دہقان ہمارے ساتھ ہو گیا جب ہمارے راستے سے اوسکی راہ جدا ہوئی تو وہ اوسطرف چلا عبد اللہ بن
مسعود نے اوسکی طرف پھر کر دیکھا پھر کہا السلام علیکم مین نے کہا عبد اللہ تم کافرون کو سلام کرنے مین پیشقدمی کرنا
ناپسند نہین کرتے کہا ہان لیکن حق صحبت بھی کوئی چیز ہی۔

ان عبارتون کے نقل کرنے سے ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ کافرون کو سلام کرنے یا نہ کرنیکی بحث کو
چھیڑین بلکہ یہ بات ثابت کرنا ہی کہ اسلاف کے نزدیک ضرورت دینی یا دنیوی کی وجہ سے بدینون کے
ساتھ خوش خلقی کرنا صرف جائز ہی نہین بلکہ مستحسن ہے باوجودیکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا مذہب یہ تھا کہ
کافرون کو سلام مین پیشقدمی نہ کرنا چاہیے مگر ذراسی رفاقت کی وجہ سے اونھون نے اوسکے واسطے
حق صحبت ثابت کیا اور بلحاظ اوسی حق کے سلام مین پیشقدمی فرمائی۔ یہان سے یہ بات بھی ثابت ہی کہ کافرونکو
اپنی صحبت مین لینا جائز ہی نہین بلکہ مستحسن ہے لہذا ہمارے معزز فاضل کا وہ خیال غلط ہی کہ اونکو شریک کرنا
اور اپنے پاس بٹھانا موجب تعظیم ہی اور تعظیم علی الاطلاق ناجائز ہی۔

۱۲ اب مین ایک اور نہایت قوی شاہد پیش کرتا ہون جس سے حق پرستون کو خوب ثابت ہو جائیگا
کہ ندوة العلما دانشمندانہ طرز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہی اور اوسکے مخالف نہایت کوتاہ
نظر پیر و نفس ہین اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خبر نہین وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن ابی بن
سلول جو مشہور منافق بلکہ اونکا سردار تھا جنگ احد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے پاس خاص
آدمی بھیجا اور لڑائی کے باب مین اوس سے مشورہ کیا باوجودیکہ سیکڑون صحابی موجود تھے مگر اس بلکہ سے

کسی کے پاس مشورہ لینے کو نہین بھیجا- سیرۃ النبویہ مین ہی ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعبد اللہ بن ابی بن سلول یستشیرہ تا لفا لہ (جلد اول صفحہ ۲۳۳) اب جو حضرات فرق ضالہ مین سے کلمہ گویون کو اپنے پاس بٹھانے اور جلسہ انتظامیہ کے رکن بنانے پر غل مچا رہے ہین وہ آنکھین کھولکر ملاحظہ کرین- یہ مشورہ کرنا کرین بنانا نہین تو کیا ہی پھر اِس خصوصیت کے ساتھ کہ اپنے اصحاب سے بھی نہین کیا- یہ کرسی اعزازی پر بٹھانا نہین تو شریعت محمدیہ کو بغور دیکھو اور خلقت کو گمراہ نکرو-

اسی واقعے مین ایک دوسرا امر لائق غور ہی وہ یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب لڑائی کا عزم کیا تو اوسی عبد اللہ بن ابی منافق کے پاس یہود کی جماعت کو دیکھا کہ وہ بھی ہمراہ چلنے کا عزم رکھتے ہین حضور علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ لوگ مسلمان ہو چکے ہین صحابہ نے فرمایا کہ نہین حضور کا ارشاد ہوا کہ انھین کہدو کہ لوٹ جائین ہم اونکی مدد نہین چاہتے (سیرت نبویہ جلد اول صفحہ ۲۴۳) الغرض عبد اللہ سردار منافقین مع اپنی جماعت کے ہمراہ چلا اور حضور نے منع نہین فرمایا اور یہود کو منع کیا اور فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کے لیے مشرکین سے مدد نہین چاہتے اب فرمائیے کہ اسکی کیا وجہ تھی بجز اسکے کہ عبد اللہ حسب زبان سے کلمہ پڑہتا تھا اوسکی یہ پاسداری تھی کہ اوس سے مشورہ بھی لیا ساتھ چلنے کی بھی اجازت دی- افسوس جو گروہ بصدق دل کلمہ پڑہتا ہی اوسکی پاسداری کو (اور اون ضرورتون کے سبب سے جو ہم اس رسالے کے آخر مین بیان کرین گے) گمراہی اور بیدینی بتلایا جاتا ہی اے اللہ تو ہمارے حال پر رحم کر

اقوال و افعال سلف

۱۳ شرح عشرۃ الاسلام کے صفحہ ۲۷۱ مین یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے وفی الحدیث مدارات الناس صدقۃ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت بمدارات الناس کما امرت باداء الفرائض ومعنی المدارات ما قال ابو درداء رضی اللہ عنہ انا لنکشر فی وجوہ اقوام وان قلوبنا لتلعنھم ویلین لہ القول ویظہر التعظیم فعلہ شرہ حدیث مین ہی کہ لوگون سے مدارات کرنا صدقہ ہی اور آپنے فرمایا ہی کہ مجکو لوگون سے مدارات کرنے کا حکم دیا گیا ہی جیسا فرائض کے ادا کرنے کا حکم ہی اور مدارات وہ ہی جسکو ابو درداء نے بیان کیا ہی کہ ہم بعض لوگون سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہین باوجودیکہ دل ہمارے اونسے بیزار ہین غرضکہ اونکے ساتھ نرمی سے گفتگو کرے اور ظاہر مین اونکی تعظیم کرے تاکہ اونکے شر سے محفوظ رہے اور اسی لیے

صفحہ ۲۷۲ مین یہ عبارت ہی ویخالق کل صنف من الناس بخلقھم من اہل الدنیا والاٰخرۃ فان الفاجر یرضی من الرجل بحسن الخلق بحسب الظاہر والطالب موافقۃ باطنہ وحسن اعتقادہ لہ آہ یعنی خلائق عامہ سے خواہ دنیادار ہون یا دیندار ایسے اخلاق سے پیش آنا چاہیے جس سے وہ راضی ہون کیونکہ فاسق ظاہری اخلاق سے خوش ہوجاتا ہی۔ اپنے اعتقاد کی تحقیق اور اپنے ہم خیال ہونے کو نہین چاہا کرتا"۔ اوسی کتاب کے صفحہ ۲۷۳ مین ہی ویکرم کریم کل قوم باھوا ہلہ وان کان کافر یعنی ہر قوم کے سردار کا اوسکے منصب و شان کے موافق اکرام کرنا چاہیے اگرچہ وہ کافر ہو۔

۱۴ علامہ ابن[۱] وہبان حنفی رحمہ اپنے رسالہ منظومہ مین فرماتے ہین ۔ وللمیل او للمال یخدم کافر وللمیل للاسلام لو قام یغفر ٭ یعنی کافر کو اگر اسلام کی طرف رغبت دلانی ہو یا اوس سے تحصیل مال مقصود ہو تو اوسکی خدمت کرنا درست ہی اور پہلی صورت مین اوسکے واسطے کھڑے ہونے مین بھی کوئی مضائقہ نہین علامہ شہاب الدین بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی مین اس شعر کو نقل کرکے لکھتے ہین ومن الناس من یجعل کل مصلحۃ دینیۃ کالمیل للاسلام لکن بشرط ان لا یقصد القائم تعظیما واللہ تعالی اعلم یعنی ایک گروہ کا خیال ہے کہ کافر کے لیے کھڑا ہونا ہر مصلحت دینی کے واسطے جائز ہی مثلاً اوسکو اسلام کیطرف رغبت ہو تو اوسکی ترغیب و تشویق کے لیے خاطرداری کرے تو ایسی خاطرداری کرنا درست ہی لیکن شرط یہ ہی کہ اوس شخص کو کھڑے ہونے سے اوس کافر کی تعظیم مقصود نہو۔

۱۵ فقیہ ابو اللیث سمرقندی بستان کے باب حسن المعاشرۃ ومعرفۃ الحقوق مین لکھتے ہین ینبغی للرجل ان یکون قولہ للناس لینا ووجھہ منبسطا مع البر والفاجر والسنی والمبتدع من غیر مداھنۃ ومن غیر ان یتکلم معہ بکلام یظن انہ یرضی بسیرتہ ومذھبہ لان اللہ تعالی قال لموسی وھارون علیھما السلام فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی وانک لست بافضل من موسی وھارون والفاجر لیس باخبث من فرعون وقد امرھما اللہ تعالی باللین القول مع فرعون۔ وروی ابراھیم النخعی عن حمزۃ العامری عن طلحۃ بن عمرو قال قلت لعطاء انک رجل یجتمع عندک ناس ذو ھواء مختلفۃ وانا رجل فی حدۃ فاقول لھم بعض القول الغلیظ فقال لا تفعل اذ یقول اللہ تعالی وقولوا للناس حسنا فدخل فی ھذہ الاٰیۃ الیھودی والنصرانی فکیف بالحنیفی آہ یعنی آدمی کو چاہیے کہ مخلوق سے کلام نرم کیا کرے

[۱] انکا نام عبدالوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی ہی یہ قاضی القضاۃ تھے ادب فقہ تفسیر مین انکو تبحر حاصل تھا فقہ مین ایک نظم لکھی ہی جو منظومہ ابن وہبان کے نام سے مشہور ہی اور اس فن کی معتبر کتابون مین اوسکا شمار کیا جاتا ہی اوسی منظومہ کا یہ شعر ہی یہ بزرگ آٹھوین صدی کے علامہ ہین کذا فی الدر البھیۃ فی طبقات الحنفیہ للشیخ العلامۃ المرحوم عبدالحی الکھنوی رحمہ اللہ تعالی۔

اور نیک و بدسے اور مبتدع سے بکشادہ پیشانی پیش آئے مگر مداہنت نہ کرے نہ ایسا کلام کرے جس سے بدعتی اور فاسق کو گمان ہو کہ میرے عقیدون اور فعلون کو یہ شخص پسند کرتا ہی اسلیے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السّلام کو فرمایا ہو کہ تم فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت مان جائے اور ڈر جائے اور بلاشبہہ تو موسیٰ اور ہارون سے فضل نہین اور وہ فاسق فرعون سے زیادہ خبیث نہین حال انکہ ادن دونون کو اللہ تعالی نے نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کا حکم دیا ہی۔ ابراہیم نخعی بواسطۂ حمزۂ عامری کے طلحہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین کہ مین نے عطا سے کہا کہ آپکے پاس طرح طرح کے مبتدع جمع ہوتے ہین اور مین تیز آدمی ہون ایسے دیسون کو برا بھلا کہہ بیٹھتا ہون اونھون نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وقولوا للناس حسنا (اور کہو لوگون سے نیک بات) پس جب اس آیت مین یہودی اور نصرانی داخل ہین تو مسلمان کیونکر نہ داخل ہوگا۔

فقیہ ابو اللیث کی اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوتی ہین (۱) ہر شخص سے نرمی اور ملائمت کے ساتھ گفتگو کرنا عام اس سے کہ نیک ہو یا بدسنی ہو یا مبتدع (۲) مبتدعین کا مرتبہ کافر سے گرا ہوا نہین ہی وہ لکھتے ہین کہ جب کافرون سے نرمی کرنے کا حکم ہی تو مبتدعین سے بطریق اولی ملائمت کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے (۳) مبتدعین کو اپنی مجلس مین شریک کرنا اور اپنے پاس بٹھانا اور اونسے نرمی و ملائمت کے ساتھ گفتگو کرنا اور خوش خلقی کے ساتھ ملنا جائز ہی کیونکہ حضرت عطا جو اتنے بڑے جلیل القدر تابعی تھے وہ انکو اپنے پاس بلا تکلف بٹھاتے تھے اور دوسرونکو ہدایت کرتے تھے کہ اونسے سخت کلامی نہ کرین پس ہمارے معزز فاضل کا یہ خیال کیونکر صحیح ہو سکتا ہی کہ انکا ندوہ مین شریک کرنا اور اپنے پاس بٹھانا موجب تعظیم ہی اور جو شخص اسپر راضی ہو وہ خود نیچری اور مبتدع اور دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہی فاضل مورخ پہلے حضرت عطا اور سلف صالحین کا بدعتی ہونا ثابت کرین پھر غریب اراکین ندوہ تو اونھین کے مقلد ہین جدہر وہ جائینگے ادہر اونکو جانے مین بھی کچھ عذر نہوگا ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست   می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

۱۶ فرق زائغہ سے کلام کرنا اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آنا اور اپنی مجلس مین شریک کرنا مطلقاً منع ہو تو قطع نظر اس سے کہ اون نصوص صریحہ کے خلاف ہوگا جو ہمنے خلائق عامہ کے ساتھ خوش خلقی اور مدارات کرنے کے بارے مین نقل کیے ہین بعض احکام فقہیہ بھی غلط ہو جائینگے مثلاً اہل اہوا کے ساتھ

مناکحت ممنوع ہو جائیگی حال آنکہ فقہانے تصریح کی ہے کہ وہ درست ہے درمختار مین ہے فی النہر وتجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لانکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث آہ یعنی معتزلہ کے ساتھ مناکحت درست ہے کیونکہ ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے اگرچہ بحث مین الزاما واقع ہو جائے اور بحر الرائق مین ہے فتجوز المناکحۃ بین الحنفیۃ والشافعیۃ بلا شبہۃ واما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ یعنی حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان مناکحت بلاشبہہ درست ہے اور معتزلہ کے ساتھ بھی درست ہے کیونکہ حق یہی ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہونی چاہیئے ۱۱ اب ملاحظہ کیجیے کہ جب معتزلہ کے ساتھ مناکحت جائز ہے تو اس سے زیادہ اور کیا طریقہ اختلاط اور میل جول کا مبتدعہ

سلہ عدم تکفیر اہل قبلہ کا مسئلہ آثار اور اکابر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کے اقوال سے ثابت ہے (۱) دیلمی سے روایت ہے رحم اللہ من کف لسانہ عن اہل القبلۃ الا باحسن مایقدر علیہ (کنز العمال) (۲) امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر مین لائق دید اسکی تحقیق کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کسی دلیل شرعی سے مأول کا کافر ہونا ثابت نہین ہوتا آخر مین حاصل یہ لکھا ہے کہ کسی بیدار عالم نے اہل قبلہ کی تکفیر نہین کی تمہین اونہین کی اقتدا کرنی چاہیے۔ (۳) بحر الرائق مین اکابر کے اقوال نقل کر کے حاصل یہی لکھا ہے کہ مذہب صحیح عدم تکفیر ہے پھر جمع الجوامع اور اوسکی شرح سے نقل کیا ہے لانکفر احدا من اہل القبلۃ ببدعتہ کمنکری صفات اللہ تعالی وخلق افعال عبادہ وجواز رویتہ یوم القیامۃ۔ (۴) مرقات مین علامہ تورپشتی سے منقول ہے الصواب ان لایسارع الی تکفیر اہل البدع لانہم بمنزلۃ الجاہل او المجتہد المخطی وہذا قول المحققین من علماء الامۃ احتیاطا یعنی علماء محققین عدم تکفیر اہل قبلہ کے قائل ہین اور مبتدعین کو بمنزلہ جاہل یا خاطی کے سمجھتے ہین۔ (۵) ابن حجر لکھتے ہین کہ اکثر متقدمین اور متاخرین کے نزدیک مبتدعین کی عدم تکفیر صحیح ہے جیسا کہ گذرا۔ (۶) شرح عقائد جلالی سے ظاہر ہے کہ امت اجابت یعنے مسلمانون کے تہتر فرقے بالاجماع مسلمان ہین اور ہمیشہ جہنم مین نہ رہین گے۔ (۷) مولانا عبد الرحمن بن عبد الرسول رحمانی قول مذکور کے حاشیے مین لکھتے ہین فالمقصود اجماع اہل السنۃ فان اسلافہم طرا لم یکفروا اہل القبلۃ کما ہو منصوص من امامنا الاعظم والشافعی وغیرہما اسکا حاصل یہ ہے کہ اسلاف اہل سنت متفق ہین کہ اہل قبلہ کافر نہین۔ (۸) مولانا عبد الحلیم لکھنوی شرح عقائد کے حاشیے مین لکھتے ہین لاریب فی ان اہل السنۃ اجمعوا علی امۃ الاجابۃ لایخلدون فی النار اس سے معلوم ہوا کہ باتفاق اہل سنت امت اجابت کا کوئی فرقہ کافر نہین ہے کیونکہ کافر کے لیے خلود فی النار ہے اور یہان خلود فی النار کی نفی کر دی گئی۔ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ مطلقا اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا چاہیے ان حضرات نے عدم تکفیر اہل قبلہ مین کوئی قید نہین لگائی اسکی وجہ میرے نزدیک یہی ہے کہ کوئی اہل قبلہ ضروریات دین کا منکر نہین ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کیونکہ اہل قبلہ وہ ہین جو دین اسلام کو سچے دل سے مانتے ہین اور اوسپر کامل اعتقاد رکھتے ہین کسی طرح کا شبہ اونکے دل مین نہین ہے اور کلمہ شہادت کو زبان سے کہتے ہین (شرح عقائد جلالی) اسکو علامہ عینی نے تمام اہل سنت کا مقولہ کہا ہے پس جسنے دین اسلام کو دل سے سچا مان لیا وہ ضروریات دین سے انکار نہین کر سکتا۔ امام طحاوی اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہین کہ کوئی شی انسان کو ایمان سے علیحدہ نہین کرتی مگر اوسکا انکار جسکے سبب سے یہ مسلمان ہوا ہے یعنے جسکے قبول کرنے سے یہ مسلمان ہوا ہے جب تک اوسکا انکار نہ کرے اسلام سے خارج نہین ہو سکتا (طحطاوی) اور اسی طحطاوی مین یہ بھی ہے والذی تحرر انہ لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ قابل لکھنے کے یہ بات ہے کہ کسی مسلمان کے کفر پر فتوی نہ دیا جائے جب تک کہ اوسکے کلام کا کوئی پہلو عمدہ نکل سکے یا کسی روایت ضعیف سے اوسکی عدم تکفیر نکلتی ہو۔ اس حاشیے سے مجھے چند امور پر آگاہ کرنا ہے اول یہ کہ ہمارے اکابر اہل قبلہ کی تکفیر نہین کی اسوقت کے مسلمانون کو بھی اونکی اقتدا کرنی چاہیے دوم یہ کہ جس قسم کی عبارت پر رویداد ندوہ پر اعتراضات کیے گئے ہین اوس قسم کی عبارتین ہمارے اکابر کے کلام مین ہین سوم جہان تک ہو سکے مسلمان کے کلام کا نیک پہلو نکالنا چاہیے یہ نہین کہ عمدہ پہلو ہوتے ہوئے خواہ مخواہ بد پہلو نکالنے مین کوشش کی جائے الغرض ہمارے اکابر اور اہل حق کا یہی طریقہ ہے جو مین نے بیان کیا اب جسے خدا توفیق دے وہ اختیار کرے ۱۲

سے ہوسکتا ہی اور یہ طریقہ صرف میل جول اور خوش خلقی ہی کو واجب نہین کرتا بلکہ غالبًا باہمی محبت کا باعث ہوتا ہی اگر مبتدعین سے مطلقاً محبت منع ہوتی تو مناکحت کا جواز نہوتا۔

۱۷ کفار و فساق وغیرہما کی بیمار پرسی درست ہی اور ظاہر ہی کہ یہ میل جول کا عمدہ ذریعہ ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ مشرکین کی عیادت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہی چنانچہ جامع صحیح کے باب عیادۃ المشرک مین امام بخاری انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ایک یہودی کا لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین رہا کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو آپ اوسکی عیادت کو اوسکے مکان تشریف لیگئے اور آپکے قدوم کی برکت سے وہ مشرف باسلام ہوا۔ فتح الباری مین حافظ بن حجر لکھتے ہین فیہ جواز استخدام المشرک وعیادۃ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مشرک کو اپنی خدمت مین رکھنا اور اوسکی عیادت کرنا جائز ہی، اوسی کتاب کے دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ ”ابن بطال کا مذہب یہ ہی کہ مشرک کے اسلام لانے کی توقع ہو تو عیادت جائز ہی“ اوسکے بعد اوسکو رد کرکے لکھتے ہین ”والذی یظہر ان ذلک یختلف باختلاف المقاصد فقد یقع بعیادتہ مصلحۃ اخری یعنی قوی مذہب یہ ہی کہ بوجہ اختلاف مقاصد کے اسکا حکم بھی مختلف ہی کبھی عیادت سے دوسری مصلحتین بھی واقع ہوتی ہین“۔ اور علامہ عینی عمدۃ القاری مین لکھتے ہین فیہ جواز عیادۃ اہل الذمۃ ولاسیما اذا کان الذمی جارا لہ لان فیہ اظہار محاسن الاسلام وزیادۃ التالف بہم لیرغبوا فی الاسلام یعنی ”اس حدیث سے کافرون کی عیادت کا جواز ثابت ہی خصوصًا جبکہ وہ پڑوسی ہو کیونکہ اس عیادت مین اسلامی خوبیون کا اظہار ہی اور اونکی تالیف قلوب بھی ہوتی ہی کیا تعجب ہی کہ اسلام لانے کی رغبت اونکو پیدا ہوجائے“۔ اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین فیہ دلالۃ علی جواز عیادۃ الذمی فی الخزانۃ لاباس بعیادۃ الیہودی واختلفوا فی عیادۃ المجوسی واختلفوا فی عیادۃ الفاسق والاصح انہ لاباس بہ یعنی ”اس حدیث سے نکلتا ہی کہ کافر کی عیادت کرنا جائز ہی خزانۃ الروایات مین لکھا ہی کہ یہودی کی عیادت کرنے مین کچھ مضائقہ نہین۔ البتہ مجوسی اور فاسق کی عیادت کرنے مین اختلاف ہی مگر صحیح تر یہ ہی کہ اوسمین بھی کچھ مضائقہ نہین“۔ اور بحر الرائق مین ہی یجوز عیادۃ الذمی المریض لما روی ان یہودیا مرض بجوار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال قوموا بنا نعود جارنا الیہودی فقاموا ودخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقعد عند راسہ وقال لہ قل اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فنظر المریض الی ابیہ فقال اجبہ فنطق بالشہادۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی انقذ بی نسمۃ من النار الخ ولان العیادۃ نوع من البر وہی من محاسن الاسلام فلاباس بہا ویرد السلام علی الذمی ولایزد علی قولہ وعلیک لانہ علیہ الصلوۃ والسلام

لم یزده علی ذلک و لا یبدؤہ بالسلام لان فیہ تعظیما لہ فان کان لہ الیہ حاجۃ فلا باس ببدائتہ ولا یدعو لہ بالمغفرۃ ویدعو لہ بالہدی ولو دعا لہ بطول العمر قیل یجوز لان فیہ نفعا للمسلمین بالجزیۃ وقیل لا یجوز وعلی ہذا الدعاء بالعافیۃ وہذا اذا کان من اہل الکتاب لو کان مجوسیا لا یعودہ لہ لانہ ابعد عن الاسلام وقیل یعودہ لان فیہ اظہار محاسن الاسلام وترغیبہ واختلفوا فی عیادۃ الفاسق والاصح انہ لا باس بہ آہ اور علامہ شامی رد المحتار مین لکھتے ہین (قولہ وجاز عیادتہ) ای عیادۃ مسلم ذمیا نصرانیا او یہودیا لانہ نوع بر فی حقہم وما نہینا عن ذلک وصح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد یہودیا مرض بجوارہ ہدایہ آہ یعنی مسلمان کا ذمی کی عیادت کرنا وہ یہودی ہو یا نصرانی جائز ہی اسواسطے کہ یہ ایک قسم کا اونپر احسان ہی اور اوس سے ہم منع نہین کیے گئے یہ روایت صحیح ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمسایہ یہودی کی عیادت فرمائی ہی (ہدایہ)“ ان عبارتون کے دیکھنے سے اور اونکے دلائل پر غور کرنے سے ہر شخص سمجھتا ہی کہ یہودی نصرانی فاسق بلکہ عامہ خلائق سے جو محارب نہو احسان کرنا اور اونکی بیمار پرسی کرنا ہماری شریعت مین جائز بلکہ مستحسن ہے اور یہ محاسن اسلام مین داخل کیا گیا ہی اب کوئی نہین کہہ سکتا کہ اس سے مبتدع مستثنی ہین کیونکہ زیادہ سے زیادہ اونکو یہود ہذہ الامہ کہا جائے گا او یہودی کی عیادت اوپر کی تقریرون سے ثابت ہو چکی ہی اسکے علاوہ ہم حضرت ابن عباس اور علامہ علی قاری کے قول سے اس باب مین کفار و مبتدعین کا حکم ایک ثابت کر چکے ہین جب اظہار محاسن اسلام اور تالیف قلب کی غرض سے کفار اور مبتدعین کے یہان جانا درست ہی تو اون ضرورتون کی وجہ سے جو اس رسالے کے آخر مین بیان کی گئی ہین اونکا اپنی مجلس مین بلا لینا بطریق اولے درست ہوگا۔

۱۸ رئیس الاحناف مولانا علی القاری مرقاۃ مین مرجیہ اور قدریہ کے باب مین ابن حجر سے ناقل ہین بل الصواب عند الاکثرین من علماء السلف والخلف انا لا نکفر اہل البدع والاہواء الا ان اتوا بمکفر صریح لا استلزامی لان الاصح ان لازم المذہب لیس بلازم ومن ثم لم یزل العلماء یعاملونہم معاملۃ المسلمین فی نکاحہم وانکاحہم والصلوۃ علی موتاہم ودفنہم فی مقابرہم لانہم وان کانوا مخطئین غیر معذورین حقت علیہم کلمۃ الفسق والضلال الا انہم لم یقصدوا بما قالوہ اختیار الکفر وانما بذلوا وسعہم فی اصابۃ الحق فلم یحصل لہم لکن لتقصیرہم بتحکیم عقولہم واہویتہم واعراضہم عن صریح السنۃ والآیات من غیر تاویل سائغ۔ یعنی اکثر علمائے متقدمین او متاخرین کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ مبتدعین کو کافر کہنا نچاہیے جب تک کہ وہ صریح کفر کی بات نکرین۔ لزوم کفر سے تکفیر نہین ہو سکتی کیونکہ لازم مذہب درحقیقت لازم نہین ہی اسی سبب سے ہمارے علما مبتدعین سے

ہمیشہ مسلمانون کا معاملہ کرتے رہے ہین نکاح کرنے مین اور نکاح کرا دینے مین یعنی یہ برابر جاری رہا ہی کہ
اونسے بیٹی لی ہی اور اونھین بیٹی دی ہی اونکے جنازے کی نماز پڑھی ہی اونھین اپنے قبرستان مین دفن کیا
ہی کیونکہ اگرچہ وہ غیر معذور خطاکار ہین فاسق و گمراہ کہنا اونھین صحیح ہی لیکن اونھون نے قصداً کفر
اختیار نہین کیا بلکہ حتی الوسع امر حق کی تلاش کی مگر نہ پایا۔ تاہم اونکو گمراہ اس وجہ سے ٹھہرایا گیا کہ اونھون
نے عقل کو حاکم بنایا اور صریح نص کی پیروی نہین کی" اس عبارت سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ
ہی کہ اکثر علمای متقدمین اور متاخرین کے نزدیک صحیح بات یہ ہی کہ مبتدعین اہل اہوا کو کافر نہ کہنا چاہیے
جب تک کہ صریح کفر کی بات نکرین لزوم کفر سے تکفیر نہین ہو سکتی دوسرے یہ کہ علمای اہل سنت نے مبتدعین سے
ہمیشہ میل جول رکھا ہے۔

۱۹ اب مین ایسی مستحکم اور نہایت واضح دلیل پیش کرتا ہون جس سے غفلت کا پردہ اوٹھ جائے گا
اور اہل انصاف طالب حق کو کسی طرح کا شک و شبہہ باقی نرہے گا وہ یہ ہی کہ بہت سے حدیث کے روایت
کرنے والے فاسد العقیدہ تھے کتب رجال و تواریخ سے اسکی کامل تصدیق ہو سکتی ہی۔ یہی فاسد العقیدہ
حضرات ہین جنھون نے بیسیون ائمہ دین کی خدمت مین رہکر دین کو سیکھا اور سیکڑون ائمہ دین انکی
شاگردی سے مستفید ہوئے اور اونکی صحبت مین رہکر دین کو سیکھا۔ پھر ہمارے سلف نے کتب رجال مین خوب
شد و مد سے اونکے محامد نقل کیے۔ اور اونکا فاسد العقیدہ ہونا بھی لکھدیا صرف اسوجہ سے کہ وہ سچے
اور ثقہ تھے بڑے بڑے محدثین جنپر علم روایت کا مدار ہی اونسے حدیث روایت کرتے ہین یہان نمونے
کے طور پر چند مثالین نقل کیجاتی ہین۔

پہلی مثال

تذکرۃ الحفاظ کی جلد اول صفحہ ۸۴ مین حضرت عکرمہ کے حال مین لکھا ہی وقد تکلم فیہ بانہ علی
رای الخوارج ومن ثم اعرض عنہ مالک الامام ومسلم یعنی عکرمہ کی نسبت گفتگو کیگئی ہی کہ وہ خوارج کی رائے
پر چلتے تھے اور اسیوجہ سے امام مالک و مسلم نے اونسے اعراض کیا ہی۔ اور عمدۃ القاری مین علامہ عینی
لکھتے ہین قال احمد یری برای الخوارج الصفریۃ وقال ابن المدینی یری رای نجدۃ والجمہور وثقوہ واحتجوا بہ
ولعلہ لم یکن داعیۃ یہان عکرمہ کی نسبت کئی امر قابل لحاظ ہین اول امام احمد رح خود اونھین فاسد العقیدہ
ہونے کا الزام دیتے ہین مگر اپنی مسند مین بکثرت اونسے روایت کرتے ہین یعنی یہ خیال بھی نہین ہو سکتا

کہ جنھون نے روایت کی اونھین فسق عقیدہ کی اطلاع نہ تھی اگرچہ یہ خیال اونکی شان مین کمال سوء ظنی ہے مگر میرا مطلب یہ ہو کہ یہان اس وہم کو گنجایش ہی نہین۔

دُوم یہ کہ عکرمہ وہ شخص ہین کہ باوجود فاسد العقیدہ ہونے کے امام الاولیا حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ انکی اسقدر عظمت کرتے تھے اور ایسا ادب و لحاظ فرماتے تھے کہ جب وہ بصرے آجاتے تھے تو جب تک وہ وہان رہتے تھے خواجہ علیہ الرحمۃ تفسیر بیان کرنا اور فتوی دینا بند کر دیتے تھے۔ چنانچہ تذکرہ مین ہو کان الحسن اذا قدم عکرمۃ البصرۃ امسک عن التفسیر والفتیا مادام عکرمۃ بالبصرۃ۔ اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ خواجہ علیہ الرحمۃ ان علوم مین اپنے سے زیادہ اونھین ماہر جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ علم دین کی اشاعت اور احادیث نبوی کی روایت اینسے ہوتی ہو۔ گو انکی ذات مین بعض نقص بھی سہی اس زمانے کے حضرات جو اپنے تیئن قادری یا چشتی کہتے ہین وہ اپنے بزرگون کی روشس کو دیکھین اور اپنے افعال کو شرم کی نگاہ سے ملاحظہ کرین کہ وہ کیسے بزرگ علامہ اور استاذ الکل سے کسقدر بے ادبیان کر رہے ہین اور کچھ خوف خدا نہین کرتے۔

دوسری تیسری مثال عمران بن حطان۔ امام بخاری انسے روایت کرتے ہین۔ یہ فرقۂ خارجیہ مین سے ہین اور صرف عقیدہ ہی خوارج کا نہین رکھتے تھے بلکہ خروج کیطرف لوگون کو بلاتے تھے (تدریب) داؤد ابن الحصین اِنسے کل صاحب صحاح روایت کرتے ہین حالانکہ یہ بھی اُسی فرقے مین سے ہین۔

چوتھی مثال قتادہ جو ایک مشہور روات حدیث مین ہین اور ائمہ حدیث اونسے حدیث روایت کرتے ہین قدریہ تھے اور علانیۃً[۱] اپنے عقیدے کو بیان کرتے تھے مگر باینہمہ بڑے بڑے ائمہ حدیث نے اونکی شاگردی کی اور اونکی روایت[۲] کو مستند اور قابل حجت مانا اور کسی نے خیال نکیا کہ قدریہ کے بارے مین

---

[۱] وکان یری القدر قال ضمرۃ ابن سوذب ماکان قتادۃ یرضی حتی یصیح بہ صیاحا یعنی القدر۔ یعنی قتادہ قدری تھے ضمرہ بن شوذب کہتے ہین کہ وہ راضی ہی نہ ہوتے تھے جب تک اوسکو بآواز بلند نہ کہہ لیتے یعنی عقیدۂ قدر کو ۱۲ [۲] قلت ومع ہذا الاعتقاد الردی ما تاخر احد عن الاحتجاج بحدیثہ اللہ یسامحہ یعنی اوس ردی اعتقاد پر بھی کسی نے اونکی حدیث سے حجت پکڑنے مین تامل نہین کیا۔ اللہ تعالی اوسکی بداعتقادی کو معاف کرے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ باوجودی کہ یہ حضرت قدری الاعتقاد تھے مگر محدثین نے عموماً انسے روایت کی اور انکی حدیثون کے ساتھ احتجاج کیا اور اپنی تصانیف مین انکی مدح کی اپنی مجلس مین شریک کیا اور اونکی مجلسون مین خود شریک ہوئے (کیونکہ استادی اور شاگردی بغیر اسکے ہو ہی نہین سکتی) یہانتک کہ علامۂ ذہبی باوجود صلابت مذہب کے آخر مین اپنے ترحم ظاہر کرتے ہین اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری مین انکی تعریف ان الفاظ مین کی ہی قتادۃ بن دعامۃ التابعی روی عنہ سلیمان التیمی والاعمش وسعید وخلق کثیر اجمع علی جلالتہ وحفظہ وتوثیقہ واتقانہ ولد اکمی (جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) یعنی قتادہ بیٹے دعامہ کے تابعی ہین انسے سلیمان تیمی اور اعمش و سعید اور بہت سے لوگون نے روایت کی ہی اونکی جلالت اور یادداشت اور ثقہ اور متقی ہونے پر سب کا اتفاق ہو۔ یہ نابینا پیدا ہوئے تھے۔

لا نجا لسوا الخ آچکا ہی۔ پھر کیا یہ بزرگان سلف حدیث کے خلاف عمل کرتے تھے اور اسوقت کے یہ اہل سنت حدیث پر عمل کرنے والے پیدا ہوئے ہین۔ نعوذ باللہ۔ قتادہ کا حال تذکرۃ الحفاظ کی جلد اوّل صفحہ ۱۰۱ مین ملاحظہ ہو عبارت اوسکی حاشیے پر منقول ہی۔

پانچوین مثال حافظ شعرانی جنکی نسبت علامہ ذہبی تذکرہ مین امام جوال کا لفظ لکھتے ہین غالی شیعہ تھے۔ چنانچہ اوسی تذکرہ کے جلد ثانی صفحہ (۲۰۱) مین ہی قال ابن اخرم صدوق غال فی التشیع۔ یعنی ابن اخرم نے کہا کہ حافظ شعرانی سچا ہی مگر غالی شیعہ ہی۔ اب باوجود غالی شیعہ ہونے کے ہمارے بزرگان سلف مین سے جماعت کثیر انکی شاگرد ہی اور بلا تامل اِنسے حدیث کی روایت کرتے ہین اسیطرح عباد بن یعقوب ہین کہ باوجود غالی شیعہ ہونیکے بخاری وغیرہ اونسے روایت کرتے ہین میزان الاعتدال مین اوسکی نسبت لکھا ہی کان یسب السلف وقال صالح جزرہ کان عباد بن یعقوب یسب عثمان یعنی وہ سلف کو گالیان دیا کرتا تھا اور صالح کہتے ہین کہ وہ حضرت عثمان کو برا کہتا تھا۔ اب ہمارے مخاطب فرمائین کہ کیا بزرگان سلف شیعونکی برائی سے واقف نہ تھے کیا حدیث حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کی انپر پوشیدہ تھی اگر وہ اپنے بزرگونکو واقف اور لائق اتباع جانتے ہین تو علمای ندوہ کے مقابلے مین شور و شر نکرین جس قسم کی ضرورت تونسے بزرگونے اِنسے خلا و ملا کیا اُسی قسم کی وجہونسے ندوہ بھی اُنھین کی اتباع کرنا چاہتا ہی۔ ان مثالونمین مشہور تین فرقونکے لوگ آگئے جس سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین بوقت ضرورت کسی فرقے کے میل جول سی پرہیز نہین کرتے تھے اور نیک بات کے لینے مین تامل نہین فرماتے تھے گو کہین سی ملے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن پر اونکا عمل تھا یہی وجہ ہی کہ ابن معین فرماتے ہین لو ارتد عبد الرزاق ماترکنا حدیثہ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) یعنی عبد الرزاق اگرچہ مرتد ہو جائے مگر ہم اوسکی حدیث نچھوڑینگے اب اہل انصاف بزرگونکے ان اقوال و افعال کو ملاحظہ فرمائین اور مخالفین ندوہ کی بیجا شورش کو دیکھین کہ وہ بزرگان دین پر کیسا ظلم کر رہے ہین اور سلف کے طریقے کو بُرا کہکر دین کی بیخکنی کے درپے ہین۔

اب ہم ایسی مثال پیش کرتے ہین جسمین (۹۰) مثالین آجائینگی وہ یہ ہی کہ امام بخاری اور امام مسلم سے محتاط جنکی کتابین اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہی جاتی ہین اونھون نے بھی معتزلی شیعی وغیرہ کی شاگردی کی ہی اور اپنی کتابون مین اونکی حدیثین نقل کی ہین۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی مین اون مبتدعین کی فہرست لکھی ہی جسمین (۹۰) نام اون رواۃ حدیث کے لکھے ہین جو فرق مرجیہ ناصبیہ خوارج قدریہ و شیعہ وغیرہ مین سے تھے۔ اب اگر ایسی مثالونکی تفصیل کیجائے تو ایک کتاب ہو جائے۔ اسیلیے صرف شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی کا قول عمدۃ القاری سے نقل کرکے اِس بیان کو ختم کرتے ہین جس سے

ثابت ہوجائیگا کہ فرق اسلامیہ سے ہمارے سلف نے بلا انکار میل جول رکھا ہی اونھین استاد بنایا ہی اور انکو پڑھایا ہی چنانچہ علامہ موصوف عبید اللہ بن موسیٰ کے حال مین لکھتے ہین قال النووی فی فتح فی الصحیحین وغیرہما

من کتب ائمۃ الحدیث الاحتجاج بکثیر من المبتدعۃ غیر الدعاۃ الی بدعتہم ولم تزل السلف والخلف علی قبول الروایۃ منہم والاستدلال بہا والسماع منہم واسماعہم من غیر انکار (جلد ا صفحہ ۱۲۹) یعنی نووی نے کہا ہی کہ صحیحین وغیرہ ائمہ حدیث کی کتابون مین اکثر مبتدعین غیر داعین[1] کے ساتھ احتجاج کیا گیا ہی اور ہمیشہ سلف وخلف اونکی روایات کو قبول کرتے رہے اور اونکے ساتھ استدلال کرتے رہے اور اونسے حدیث کی سماعت کی اور اونکو حدیث سُنائی اور اونکو کچھ انکار نہ تھا۔ اس عبارت کے دیکھنے سے جنکی دماغ مین کچھ بھی بوی انصاف پونہچی ہوگی وہ بے اختیار کہہ اوٹھین گے کہ ہمارے بدر الاحناف علیہ الرحمہ نے اس قول سے کامل فیصلہ کردیا اور منکرین کو جای دم زدن نہ رہی جب ہمارے سلف وخلف نے بلا انکار بکثرت مبتدعین غیر داعین سے روایت کی اور اونسے حجت پکڑی اور اونسے اُستادی وشاگردی کا سلسلہ جاری رکھا تو حضرات ارکین ندوہ کو بد مذہب یا گمراہ کنندہ کہنا تمام اسلاف اہل سنت کو بدمذہب اور مضل کہنا ہی۔ (نعوذ باللہ منہ)

بالفرض ندوہ نے اون فوائد کے لحاظ سے جو آخر مین بیان کیے جائینگے اگر کسی نیچری یا غیر مقلد کو بلایا اور اونسے بضرورت کوئی خاص مضمون بیان کرایا جسمین مذہب کی کوئی منقصت نہین ہی۔ تو ان ائمہ سے زیادہ جرم نہین کیا۔ اونھین دینی اُستاد بنانا۔ اونکی روایتون کو دین کی کتابون مین درج کرنا بلاشک باعث تعظیم اور موجب اونکے بڑھنے کا ہوسکتا ہی جو اونکے بلانے اور مجلس مین بیان کرانے پر ہوتا ہی۔

تنبیہ ہماری اونیسوین برہان مین اگر غور کیا جائے تو یہ کہنا بہت درست ہوگا کہ یہ ایک دلیل نہین بلکہ سو دلیلون سے زائد ہی کیونکہ ہر ایک مثال بجای خود ایک دلیل ہی اس برہان سے چند فائدے معلوم ہوئے جنھین ہم ذیل مین بیان کرتے ہین۔

پہلا فائدہ۔ ہمارے بزرگان سلف بدعقیدہ شخص کے بھی فضل وکمال کی قدر ومنزلت قولاً وفعلاً ویسی ہی کرتے تھے جیسے خوش عقیدہ حضرات کی۔ قتادہ وغیرہ کو باوجودیکہ بداعتقاد کہا گیا ہی مگر امام

[1] غالباً یہ کلیہ نہین ہی کیونکہ بعض محققین نے یہ تصریح کی ہی کہ بعض مبتدعہ داعین بھی راوی ہین چنانچہ عمران ابن حطان جو بخاری کے راوی ہین دعاۃ خوارج مین سے ہین ''

ثقہ صدوق کے الفاظ سے یاد کرتے ہین اور بڑے بڑے ائمہ اونکی شاگردی کا دم بھرتے ہین پس مخالفین ندوہ جو تقلید کا دم بھرتے ہین ناحق غل مچارہے ہین اور ندوے کو صرف اس گمان پر کہ بدمذہب اوسمین شریک کیے جاتے ہین مضل وگمراہ سمجھتے ہین کیا وہ سلف صالح جنھون نے مثلاً قتادہ وغیرہ کی شاگردی کی یا اونھین امام جلیل وغیرہ صفات حمیدہ سے یاد کیا سب بدعقیدہ ہوگئے یا دین کو خراب کرنے والے لوگون کو گمراہ کرنے والے تھے اگر نہین تھے تو اب غریب ندوہ کو کیون گمراہ سمجھکر عوام کو گمراہ کیا جاتا ہی اور انصاف کے گلے پر چھری پھیری جاتی ہی۔

دوسرا فائدہ ہمارے سلف اونکے محامد بھی علانیہ بیان کرتے تھے جنکے بعض عقیدے خراب ہوتے ہین اور ایک عیب کی وجہ سے اونکے محامد کو نظر انداز نہین کرتے تھے جیسا کہ اسوقت ہو۔ یا ہی بلکہ ابتو اوسکے محامد کا کیا ذکر ہی اوسکے پاس بیٹھنے والون کے محامد واقعیہ سلب کیے جارہے ہین چنانچہ ہمارے مخاطبین پہلے تو حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب دامت برکاتہم مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد دکن کو "حضرت" "مولانا" "قبلہ" بڑے بڑے صفات سے یاد کرتے تھے۔ اب صرف مولوی کا لفظ بھی حضرت ممدوح کے نام کے ساتھ لکھتے ہوئے شرماتے ہین اور اونکے شاگردان شاگرد بلکہ نہایت کم مرتبہ لوگون کو بڑے بڑے القاب سے یاد کرتے ہین (واللہ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ) اور آخر مین جو اونھون نے اپنی سرگذشت مین اپنی طینت کو ظاہر کیا ہی اور حضرت ممدوح کی نسبت بدزبانیان کین ہین اوسکی سزا تو یوم الجزا مین ایسی ملیگی جسے دیکھین گے اگر حضرت ممدوح نے معاف نکیا۔

تیسرا فائدہ۔ ہمارے بزرگان سلف جب کسی سے منفعت دینی کا حصول سمجھتے تھے تو اوسکے بدعقیدگی وغیرہ کا خیال نہین فرماتے تھے یہان تک کہ امام ابن معین فرماتے ہین کہ اگرچہ عبدالرزاق مرتد ہوجائین مگر مین اونسے روایت کرنا نچھوڑونگا۔ انصاف شرط ہی کہ جب ابن معین سے نقاد حدیث نے اونسے روایت کرنے اور اونکے استاذ بنانے مین تامل نہین کیا تو اگر اسوقت مین بالفرض کسی بدعقیدہ کو مصلحت دینی کے خیال سے اپنے کسی مشورے مین شریک کرلیا جائے یا وہ اُمور بیان کرلئے جائین جو متفق علیہا ہین تو اون بزرگان دین کا اتباع ہوگا یا خلق کا گمراہ کرنا۔

چوتھا فائدہ۔ جب ایسے ایسے اکابر دین وائمہ محدثین نے قدریہ وغیرہ بدعقیدہ لوگونکی صحبت سے اجتناب نہین کیا اونھین استاد بنایا اونکو تعظیمی الفاظ سے یاد کیا تو مہر نیمروز کیطرح روشن ہوگیا کہ وہ روایات

جنسے قدریہ سے میل جول ممنوع ثابت ہوتا ہی وہ یا توبقول علامہ مجد الدین فیروزآبادی کے صحیح نہین یا اونکا وہی مطلب ہی جسکو ہم آگے چلکر بیان کرین گے الغرض مخالفین کا مدعا اوسنے کسیطرح ثابت نہین ہوتا

ای ہمارے مخاطبو! خدا کے لیے فتنہ برپا نکرو ان اکابر دین کی اقتدا کرو مصالح دینی کو سمجھو وہ نکرو جس سے دین حق اور پابند ملت حقّہ کے دشمن کم ہون معاون زیادہ ہون۔ ایسا نکرو کہ اپنے دشمنون کو بڑھاؤ معاونون کو جدا کردو۔

ممکن ہی کہ اِسکے جواب مین ہمارے احباب یہ کہین کہ اِس زمانے کے اہل اہوا بہت زیادہ شدید ہوگئے ہین اور تعصّب ونفسانیّت اونمین بہت زیادہ اگیا ہی لیکن ہم اونھین سے پوچھتے ہین کہ کیون شدید ہوگئے اوراب اونکے نرم کرنے کی کیا تدبیر ہی۔ فہمیدہ لوگونے اِسکا تجربہ کیا ہی کہ جو کچھ اُنین اِسقدر سختی آئی ہی وہ سب تشدد کیوجہ سے نہ یہ اونپر اِسقدر سختی کرتے نہ وہ اِسقدر سخت ہوتے اوراب بھی اونکے نرم کرنے کی اگر کوئی تدبیر ہی تو صرف آشتی وصلح ہی کیونکہ وہ زمانہ گیا جب اہل سنت کی سلطنت تھی اور مبتدعین سر نہین اوٹھا سکتے تھے پہلے اگر چپکے چُپکے کہتے تھے تو اب علانیہ کہین گے۔ ہم اگر ایک کہین گے تو چار سُنین گے۔ اور لاتسبّوا الذی یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم کا خلاف کرکے معصیت مین داخل ہونگے۔ اگر اِسکے سوا کوئی اور تدبیر ہوسکتی ہو تو ہمارے مولانا اور فاضل بریلوی بیان فرمائین ہم اراکین ندوہ سے التجا کرین گے کہ وہ اوسی کو اختیار کرین اور جب وہ تدبیر مفید ہوگی تو بلاشبہہ وہ اوسکو قبول کرلین گے۔ مگر ہمکو امید نہین کہ وہ کوئی ایسی تدبیر بتانے مین کامیاب ہونگے کیونکہ ہمنے اونکی سب تدبیرین دیکھ لی ہین۔ اوکھون نے ابتک جس سختی سے کام لیا ہی اوسیقدر اونکے مخالفین مین تشدد بڑھتا گیا نہ کچھ وہابیہ کا زور گھٹا نہ غیر مقلدین نیست ونابود ہوئے۔ بلکہ اِس سختی کا یہ اثر ہوا کہ پہلے یہ گروہ نہایت قلیل تھا۔ ائمہ کی شان مین وہ ناشایستہ کلمات استعمال نہین کرتے تھے پھر ہمارے نادان دوستون کی تیز زبانی سے اونکے حوصلے بھی بڑھ گئے اور بزرگان سلف کی شان مین گستاخیان کرنے لگے اور روز بروز اونکی جماعت بڑھتی گئی یہان تک کہ اب اونکی تعداد لاکھون سے متجاوز ہوگئی ہی اِس سچی بات کو سُنکر ہمارے احباب بدمزہ ہوتے ہین اور اولٹا الزام اراکین ندوہ کے سر تھوپتے ہین اونکو معلوم نہین کہ اراکین ندوہ کا ہمکو رو رہے ہین وہ اونھین کا مقولہ نہین ہی بلکہ بزرگان سلف نے بھی یہ

سلہ یعنی کفار کے معبودونکو برا نکہو کیونکہ دشمنی کی راہ سے وہ اللہ کو برا کہین گے ناسمجھی سے پس تمہارا برا کہنا سبب ہوجائیگا اللہ کے برا کہنے کا اسوجہ سے تم اللہ کے برا کہلانے والے ٹھہروگے ۱۲

شکایت اپنے زمانے کے جاہل اور جدّ لوگون کی کی ہی اتنا فرق ہی کہ اوس زمانے مین صرف جاہل اس مرض
مین مبتلا تھے اور اب پڑھے لکھے ہوئے بھی اس مرض مین گرفتار ہین - علامہ علی قاری نے ایک مرتبہ حلقۂ
درس مین یہ بات کہی تھی کہ شیعہ کافر نہین ہین اسپر اونکے تلامذہ نے بہت کچھ شور وغل مچایا اور حلقۂ درس سے
علیحدہ ہوگئے اوسی زمانے مین علامہ نے ایک کتاب لکھی ہی (شم العوارض) اوسمین شیعہ کی عدم تکفیر کو
ثابت کیا ہی اور شیعون سُنیون مین جو اسباب فتنہ و فساد کے تھے اونکو ظاہر کیا ہی اوسمین لکھتے ہین -
والحاصل ان ولد الخطیب الذی ہو ستاذی الادیب کان یقول ان زیادۃ التعصب والفساد فی ہذہ الطائفۃ
اللعینۃ انما وقعت من التعصبات الطبقۃ الاذبکیۃ حیث اذا رأو شخصا متبدیا فی غسل الایدی من مرفق او مسح
علی رجلہ او وضع حجرا فی مسجدہ قتلوہ فعارضہم بان من غسل رجلہ او مسح رقبتہ واذنہ قتلوہ وکل من صلی مرسلا
یدیہ قتلاہ ہؤلاء فعارضوا ہم بان من صلی واضعا یدیہ قتلوہ الی ان ازداد التعصب بین الطائفتین فمن سب الصحابۃ
ولو کرہا قتلوہ فزادوا علیہم فی القباحۃ والوقاحۃ بان امروا اہل السنۃ بسب الصحابۃ فمن امتنع عنہ قتلوہ واسند الامر
علی القبلتین حتی کان مدار العقیدۃ علی ہاتین المسئلتین وکفر کل واحد غیرہ من الطائفتین - یعنی ولد الخطیب
جو میرے استاد بھی ہین کہتے تھے کہ فرقۂ شیعہ مین جو یہ تعصب فساد بڑھگیا ہی اوسکی وجہ اذبکون کا تعصب ہے
پہلے پہلے انہون نے بہت تعصب کیا جب کسیکو دیکھا کہ وہ کہنیونسے ہاتھ دہوتا ہی یا پیرون پر مسح کرتا ہی
یا سجدہ گاہ رکھتا ہی فوراً قتل کردیا اوسکے مقابلے مین شیعون نے یہ کیا کہ جب کسیکو دیکھا کہ وہ پیرون کو
دھوتا ہی یا گردن یا کانون کا مسح کرتا ہی اوسکو دہین مار ڈالا - سنیون نے کسیکو دیکھا کہ وہ ہاتھ چھوڑکر
نماز پڑھتا ہی اوسکو مار ڈالا شیعون نے کسیکو دیکھا کہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہی اوسکو قتل کردیا -
یہانتک کہ ان دونون فریقون مین تعصب بڑھتا گیا پس جس نے سب صحابہ کیا اگرچہ وہ حالت اکراہ
مین ہو اوسکی گردن اوڑادی اسی سے شیعون مین بھی قباحت اور بے شرمی بڑھگئی پھر وہ سنیونکو
تبرے پر مجبور کرنے لگے جسنے انکار کیا اوسکو مار ڈالا اور انجام کار دو قبلہ ہوگئے یہان تک کہ انھین دو
مسائلون پر عقیدے کا دارومدار ٹھہر گیا اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگی" اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ پہلے سُنی و شیعہ ملے جلے رہتے تھے - ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھتے تھے - باہم تکفیر بھی نہوتی
تھی - لیکن جیسا جیسا تعصب کیا گیا ویسا ہی ویسا فساد بڑھتا گیا علی الاعلان تبرا ہونے لگا اور پھر
یہان تک نوبت پہنچی کہ دو قبلہ ہوگئے اور باہم تکفیر ہونے لگی اور شیعون نے سنیون کو مجبور کرکے

اونھین کی زبان سے تبرا کہلانا شروع کیا لیکن خیر اوس زمانے مین جو ہوا سو ہوا اوسوقت اگر شیعون کے ہاتھ مین سلطنت تھی تو سُنّی بھی بادشاہت کرتے تھے۔اب ہمارے احباب کو ہوش کی باتین کرنی چاہئین سلطنت بھی ونکے ہاتھون سے جاتی رہی جب کہ وہ جوش وغضب مین آکر قتل بھی کر سکتے تھے۔اب بجز قہر درویش برجان درویش کے کیا ہو سکتا ہی کسی کو گالیان دین گے تو منہ کی کھائین گے ایک کہین گے تو چار سنین گے اور اولٹے اپنی بدزبانی سے سلف کو گالیان دلوا کر شر الخلف لنعم السلف کے مصداق بنین گے

اے بھائیو! ہماری نہین سنتے تو اپنے بزرگون کی تو سنو دوست ہو کر کیون دشمن دین بنتے ہو اور اپنے عدو مبین کے معین ہوتے ہو۔

۲۰ دلیل سابق مین تو ہمنے خاص رواۃ حدیث سے استدلال کیا تھا اب مین عام استادی وشاگردی کو پیش کرتا ہون جو سلف سے لیکر اب تک چلی آرہی ہی اور عام طور پر جاری رہا ہی کہ جب کوئی شیعی یا معتزلی ذی کمال ہوا ہی تو اہل سنت نے اوسکی شاگردی مین کچھ پس وپیش نہین کیا۔ اسیطرح وہ بھی اہل سنت سے تحصیل علم کرتے رہے ہین یہ امر ایسا رائج اور مشہور ہی جسکے اثبات کی حاجت نہین مجھے معلوم ہوا ہی کہ فاضل بریلوی کے والد ماجد نے جو مدرسہ کیا تھا اوسمین بھی شیعہ سُنّی متفق تھے پھر یہ تعامل کیا موجب گمراہی تھا اور جو اسپر مرے وہ گمراہ مرے۔کوئی شخص اسکا قائل نہین ہو سکتا۔یہ بزرگون کا تعامل بیشک جائز تھا۔

الحاصل متعدد آیات واحادیث وآثار واقوال سلف سے جو اب تک ہمنے بیان کیے ہین اظہر من الشمس ہو گیا کہ فرق زائغہ سے ملنا اور اونکے جلسے مین جانا اپنے ہیان اونھین بلانا مطلقا منع نہین ہی ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اسکو کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلاف کرام نے فرق زائغہ سے میل جول رکھنے مین کوئی تامل نہین کیا یہان تک کہ دینی استاد اونھین بنایا اسیلیے اگر ندوہ اونکی اقتدا کرے تو زیبا ہی البتہ ایسا میل جول جس سے اونکے طریقے کی تائید یا رضامندی پائی جائے ممنوع ہی چنانچہ حجۃ المتکلمین امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ لا ترکنوا الی الذین ظلموا کی تفسیر مین لکھتے ہین قال المحققون الرکون المنہی عنہ ہو الرضاء بما علیہ الظلمۃ من الظلم وتحسین تلک الطریقۃ وتزیینہا عندہم وعند غیرہم ومشارکتہم فی شئی من تلک الابواب فاما مداخلتہم لدفع ضرر او اجتلاب منفعۃ فغیر داخلۃ فی الرکون یعنی محققین نے کہا ہی کہ جس رکون کی ممانعت ہی اُس سے

مراد ہی ظالمون کے ظلم پر رضامندی ظاہر کرنا اور اونکے اوس طریقے کو اچھا سمجھنا اور اوسکو اونکی نظرون یا غیرونکی نظرون مین زینت دینا اور اون بُری باتون مین اونکی شرکت کرنا لیکن صرف اونکی مداخلت جو مضرت کے دفع کرنے یا منفعت کے حاصل کرنے کے لیے ہو وہ رکون مین داخل نہین ہی۔ یہان امام صاحب نے نہایت صراحت کے ساتھ ندوہ کے موافق فیصلہ کردیا جس سے ثابت ہوگیا کہ فساق ومبتدع وغیرہما کا صرف بلانا ہی نہین بلکہ کسی مصلحت سے اونھین اپنے کام مین دخل دینا بھی ناجائز نہین اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائین کہ حضرات مخالفین کا غل مچانا کسقدر سلف کے تصریحات کے مخالف ہی۔ اور یہ کہنا کہ ندوہ مبتدعین کے طریقے کی تحسین کرتا ہی اور رضامندی ظاہر کرتا ہی محض افترا ہی۔ ندوہ نے اگر کسی مبتدع سے میل کیا تو اونھین فوائد کے حاصل کرنے اور مضرت کے دفع کرنے کے لیے جو آخر مین بیان کیے جائینگے یہ اکیس دلیلین مین نے بیان کین ان سب سے مخالفین کے اوس دعوے کا رد ہوتا ہی کہ مبتدعین سے مطلقاً میل جول رکھنا یا پاس بٹھنا بٹھانا منع ہی اور بعض خاص امور خاص دلیل سے ثابت ہوئے ہین مثلاً اونھین امور انتظامیہ کا رکن بنانا اور اونسے مشورہ کرنا بارہوین اور اکیسوین دلیل سے اور ہر ایک قوم کے معزز کی توقیر کرنا آٹھوین اور تیرہوین اور چودہوین دلیل سے اور اونسے جلسے مین بیان کرانا اُنیسوین دلیل سے کیونکہ منصب وعظ جسطرح درحقیقت منصب نبوت کا کام ہی اسیطرح تعلیم دین بھی اوسی منصب کے متعلق ہی پس جب ہمارے بزرگون نے اونسے علم دین حاصل کیا اور اونھین اپنا استاد اور معلم بنایا تو ندوۃ العلما کو اونسے بیان کرانے کے لیے کافی سند ہی اگر اونکے بیان مین کوئی امر خلاف حق ہوگا تو وہ اُسی طرح رد ہو جائیگا جیسے اون بعض روات کی بداعتقادی۔

دلائل مخالفین کے جواب

چونکہ اس فقیر کو اس تحریر سے احقاق حق اور اون حضرات کی تسلی منظور رہی جو حق کے طالب ہین۔ کسی سے مجادلہ ومکابرہ منظور نہین اسلیے مناسب ہی کہ مین اون دلائل کا بھی ذکر کردون جنسے لوگونکو دھوکا ہوا ہی یا دھوکا دیا جاتا ہی وہ تین قسم کے ہین لہذا مین ہر ایک قسم کو بیان کرکے اُنکا جواب دیتا ہون

قسم اوّل متعدد آیات واحادیث سے ثابت ہی کہ کفار ومبتدعین وفساق سے محبت کرنا منع ہی بلکہ اونسے بغض رکھنا ایمان کی علامت ہی اور اونھین اپنے جلسے مین بلانا اونسے مجالست کرنا اونکے

علما کو مخصوص مقام پر بٹھانا محبت کی دلیل ہی لہذا یہ ممنوع ہی۔

جواب۔ جن افعال کو محبّت کی دلیل کہا گیا ہو وہ واقع مین محبّت کی دلیل نہین ہین اونھین محبّت کی دلیل سمجھنا بڑی غلطی ہی۔ ہمنے اوپر جو اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان سلف کے نقل کیے ہین اونسے بخوبی یہ امر ثابت ہوتا ہی ذرا اونھین مکرر غور سے ملاحظہ کیا جائے جو افعال ندوہ مین برتے جاتے ہین وہ اونسے زیادہ نہین ہین جو ہمارے مقتداؤن نے غیر مذہب والون سے کیے ہین جب اونکے افعال سے محبّت ممنوعہ ثابت نہین ہوتی تو ندوہ کے افعال سے بھی اوسکی ثبوت کی کوئی وجہ نہین ہی اِسکے علاوہ ہمارے علما تصریح کرتے ہین کہ کفار وغیرہ کے ساتھ نیکی کرنا صلہ رحمی کرنا۔ احسان کرنا مثلاً ہدیہ لینا ہدیہ بھیجنا محبت ممنوعہ کی دلیل نہین ہی چنانچہ ابن حجر فتح الباری مین باب الہدیۃ للمشرکین مین لکھتے ہین ثم البر والصلۃ والاحسان لا یستلزم التحابب والتوادد المنہی عنہ یعنی نکوئی۔ صلہ رحمی۔ احسان محبّت اور دوستی ممنوعہ کو مستلزم نہین ہی اب مقام انصاف ہی کہ جب یہ امور محبّت کی دلیل نہین ہوتی تو بلانا اور پاس بٹھانا اور پھر اون ضرورتون کی وجہ سے جو آیندہ بیان کیجائینگی کیونکر محبّت کی دلیل ہو سکتا ہے اسقدر بیان جواب کے لیے کافی ہی مگر مجھے زیادہ تحقیق منظور ہی اسلیے کچھ اور لکھتا ہون۔

اسمین شبہہ نہین کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اسلام کا نہایت سچا مسئلہ ہی اور بیشک مسلمان کو ایسا ہونا چاہیے کہ جو شی یا جو صفت اللہ کے نزدیک محبوب ہو وہ اسے محبوب ہونا چاہیے اور جو اوسکے نزدیک مبغوض اور لائق نفرت ہو وہ اس مسلمان کے نزدیک بھی ویسی ہی ہونا چاہیے الغرض محبّت و عداوت کا منشا صرف رضای الٰہی ہو دوسری شی نہو اس مسائلے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ کسی ایسے شخص سے جسے بدعتی یا بدمذہب کہا جائے کسیطرح محبّت کرنا جائز نہین بلکہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ اوسکے اس وصف سے یا اوس سے بوجہ اس بدعت کے محبّت کرنا ممنوع ہی اسکا یہ نتیجہ نکلیگا کہ اگر اوس شخص مین ایک ایسی صفت بھی پائی جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہی تو اوسکی وجہ سے اوس سے محبّت کرنا حب فی اللہ مین داخل ہوگا مثلاً ایک بدعتی نہایت سخی تائید اسلام کرتا ہی یا کسی فتنہ مٹانے کے درپے ہی (جیسے شاہ ایران نے اپنے ملک سے تبرّے کی ممانعت کردی تھی) تو جس قوت ایمانی کا مقتضا یہ ہے کہ بدعت کی وجہ سے اوس سے نفرت کرے اور عداوت رکھے اوسی قوت ایمانی کا تقاضا یہ ہی کہ دوسرے صفات محمودہ کی وجہ سے اوس سے محبت رکھے اور دونون کو اپنے اپنے محل پر برتے البتہ موقع شناسی کے لیے نہایت فہم درکار ہی

ایسے مقام پر اوس شخص سے محبت رکھنا درحقیقت اوس بدعتی سے محبت کرنا نہین ہی بلکہ ایک سچی موئد اسلام سے محبت رکھنا ہی اس صاف روشن تقریر کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی سے محبت کا برتاؤ کرے تو اگرچہ اوسکی نیت کی حالت نہ معلوم ہو مگر اوس سے حسن ظن رکھے اور سمجھے کہ کسی مصلحت یا خوبی کی وجہ سے ایسا برتاؤ کرتا ہوگا اور یہ امر کہ خواہ مخواہ اوسے مطعون کرنا شروع کرے اور اگرچہ وہ مصلحت اور وجہ بیان بھی کرے مگر اوسے زبردستی اڑا دے اور اپنی خیالی بدگمانی کو قائم کرے بالکل صفت اسلام کے خلاف ہی اب مین چاہتا ہون کہ اپنے بیان کی توضیح امام غزالی کے کلام سے کرون۔ کیمیای سعادت مین فرماتے ہین۔

دوستی برای خدای تعالی آن بود کہ بے ایمان صورت نہ بندد و این بر دو درجہ بود درجۂ اول ان بود کہ کسی را دوست داری برای غرضی کہ دران بستہ باشد لیکن آن غرض دینی بود و برای خدای تعالے عزوجل بود یعنی خدا کے واسطے کسی سے محبت ہونے کے دو درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ تمکو کسی شخص سے کسی غرض کے لیے محبت ہو لیکن وہ غرض دینی ہو اور خاص خدا کے واسطے ہو۔ اسکے بعد اونھون نے چند مثالین پیش کین ہین چنانکہ استاد را دوست داری کہ ترا علم بیاموزد و این دوستی خدا بود چون مقصود تو از علم آخرت بود نہ جاہ و مال و اگر مقصود از علم دنیا بود آن دوستی ازین جملہ نبود و اگر شاگرد را دوست داری تا از تو علم بیاموزد و ترا خوشنودی حق تعالی بتعلیم تو حاصل آید این دوستی خدارا بود و اگر از برای جاہ و حشمت دوست داری ازین جملہ نبود و اگر کسی صدقہ دہد و کسی را دوست دارد کہ آن صدقہ بشرط درویشان رساند یا درویشان را مہمان کند و کسی را دوست دارد کہ وی طعامہای نیکو پزد و این دوستی خدا بود بلکہ اگر کسے را دوست دارد کہ اورا نان و جامہ میدہد و فارغ میدارد تا بعبادت پردازد این دوستی خدا بود چون مقصود وے فراغت عبادت ست و بسیاری از علما و عباد با توانگران دوستی داشتہ اند برای این غرض و ہر دو از دوستان حق تعالی بودہ اند۔ ان مثالون سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حب فی اللہ مین اس بات کی شرط نہین ہی کہ جس سے محبت ہو وہ متقی پرہیزگار ولی اللہ ہی ہو بلکہ جب کسی مین کوئی ایک صفت بھی عمدہ ہو اور یہ شخص اوسکو صرف اوسی صفت کے لحاظ سے خالصاً لوجہ اللہ دوست رکھے تو یہ دوستی حب فی اللہ مین داخل ہی مثلاً ایک نان پز جو اچھے اچھے کھانے پکاتا ہی اور اوس سے خدا کے نیک بندون کو فائدہ پہونچتا ہی تو کسی کے دل مین اوس نان پز کی محبت کا ہونا صرف اوسی فعل کے لحاظ سے حب فی اللہ ہی خواہ وہ عمل یا اعتقاد کی رو سے کیسا ہی ہو یا یون سمجھو کہ ایک شخص کسی کو کھانا کپڑا

دیتا ہی جس سے یہ فراغت کے ساتھ خدا کی عبادت مین مصروف ہی تو اوس شخص کی محبت اوسکے عملیات
و عقائد سے قطع نظر کرکے بلاشبہہ حب فی اللہ مین داخل ہی کیونکہ اسکی محبت کسی دنیاوی یا نفسانی غرض سے
نہین ہی بلکہ صرف اسلیے ہی کہ اوسکی وجہ سے یہ شخص خدا کی عبادت فراغت کے ساتھ کرسکتا ہی اسیوجہ سے
اکثر عالمون اور عابدون کو دولتمندون سے محبت ہوا کی ہی یہ امام غزالی کی تقریر کا خلاصہ ہی) اسکا
حاصل یہ ہی کہ دینی غرض کے لیے جس کسی سے محبت ہو وہ حب فی اللہ ہی خواہ وہ شخص مسلمان متقی ہو
یا فاسق و بدعتی ہو اسمین کچھ قید نہین ہی پھر اگر اراکین ندوہ نے بالفرض کسی وہابی یا نیچری کو اپنی مجالس
مین انھین دینی اغراض سے شریک کیا جو آخر مین ہم بیان کرین گے یا کسی عمدہ صفت کے لحاظ سے محبت کی تو کیا گناہ
کیا ذرا انصاف فرمائیے امام حجۃ الاسلام نے پہلی مثالون مین تو اسکو بیان کیا ہی کہ جس کسی مین ایک صفت بھی پسندیدہ
ہو تو اوسکی وجہ سے حب فی اللہ ہوسکتی ہی اوسکے بعد وہ ایک اور وجہ بیان کرتے ہین جو بہت عالی
ہی چنانچہ فرماتے ہین درجۂ دوم و این بزرگ ست و آن بود کہ کسی را دوست دارد تبدیے آنکہ ہیچ غرض او را
از وے حاصل آید نہ از وی تعلم کند و نہ تعلیم و نہ فائدہ فراغت دینی از وی حاصل آید لیکن بآن سبب
بندۂ خدای ست و آفریدۂ او و این دوستی خدا بود و این عظیم تر بود کہ این از محبت حق تعالی خیزد کہ با فراط
بود" اس عبارت مین امام غزالی رح نے محب کو تمام خیالات سے اور محبوب کو بجز عبدیت تمام صفتون سے معری
فرض کرکے صرف اس نظر سے محبت کرنا کہ وہ خدا کا بندہ ہی حب فی اللہ کا اعلی مرتبہ خیال کیا ہی جو
عاشقان الٰہی کا مرتبہ ہی اسکے سمجھنے کے واسطے فہم عالی اور ذہن صافی درکار ہی جن بزرگون کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور اونکی ملت حنیفیہ کے ساتھ خاص شیفتگی حاصل ہی اونکے مدارک عالیہ
کا سمجھنا ما و شما کا کام نہین ہی ع

عقل کے داند کہ این رمزی کجاست — این حکایت را بیان دیگر ست

بیان تو امام ممدوح نے یہ بیان کیا کہ دینی غرض کے لیے ہر ایک شخص سے محبت جائز ہی اور اوسے
حب فی اللہ کہین گے۔ دوسرے مقام پر یہ بیان کرتے ہین کہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ایک شخص سے محبت اور
بغض دونون ہون یعنی اوسمین دو صفتین جمع ہون ایک اچھی دوسری بری۔ اچھی صفت کے لحاظ سے
اوس سے محبت ہو اور بری کی نظر سے بغض۔ چنانچہ کیمیای سعادت مین فرماتے ہین اگر مسلمانی فاسق
باشد باید کہ او را برای مسلمانی دوست دارد و برای فسق دشمن دارد و میان دوستی و دشمنی جمع کند امام

صاحب کا یہ مقولہ کیسا سچا اور منصفانہ ہی - جسطرح بیان امام صاحب صفت اسلام کے سبب سے محبت رکھنا اور صفت فسق کی وجہ سے دشمنی رکھنا فرماتے ہین اسی طرح ہر جگہ ہونا چاہیے مثلاً ایک مسلمان بدعتی ہے تو چاہیے کہ اوسکے اسلام کی وجہ سے محبت اور اوسکی بدعت کی وجہسے دشمنی ہو اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کا یہی مقتضا ہی - نہایت ظاہر ہی کہ جب ایک شخص مین دو صفتین جمع ہین ایک محبوب اور دوسری مبغوض اب اگر کوئی اوس سے محبت ہی رکھے اور دوسرے وصف مبغوض کا خیال کر کے اوس سے بغض نہ رکھے تو معلوم ہوگا کہ اوسے حب فی اللہ نہین ہی بلکہ کسی نفسانی غرض سے اوس سے محبت رکھتا ہی کیونکہ اگر قوت ایمانی اوسکے اسلام کی وجہ سے محبت کا باعث ہوتی تو ضرور تھا کہ وہ قوت بدعت کے سبب سے عداوت کا باعث بھی ہوتی اسی طرح اگر ایسے شخص سے محض عداوت ہی ہی محبت کا ظہور کسی وقت نہین ہوتا تو ثابت ہوگا کہ یہ عداوت بغض فی اللہ نہین ہی بلکہ کوئی نفسانی غرض باعث عداوت ہی اور اوس دنیاوی عداوت کو دین کے پیرایے مین ظاہر کرتا ہی - اس منصفانہ تقریر کو ملاحظہ کر کے انصاف پسند بے تامل کہدینگے کہ مخالفین ندوہ کا یہی حال ہی جو آخر مین ہمنے بیان کیا - خیال کرنے کا مقام ہی کہ وہ بزرگ علما جنکے فضل و کمال کی دنیا مین شہرت جنکے صفات حمیدہ کا ایک عالم قائل جنھین وہ خود بھی سنی کہتے ہین مگر اسقدر اونکی ہجو اور مذمت کے درپے ہین کہ العظمۃ للہ -

مگر خوب یاد رکھنا چاہیے کہ چاند پر خاک اوڑانے سے چاند خاک آلودہ نہین ہوتا ہی - وہی شخص آئینے مین اپنا منہ دیکھے کہ کیا ہوتا ہی -

قسم دوم وہ روایتین ہین جو قدریہ وغیرہ کے باب مین آئی ہین جنسے ظاہرہً یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان فرقون سے مطلقاً قطع تعلق ہونا چاہیے اور کسی قسم کا میل جول انسے نچاہیے -

جواب اول تو یہ روایات اوس مرتبے کے نہین جنسے ہمنے میل جول خلق مدارات عام طور پر ثابت کیا ہی - یہانتک کہ علامہ مجد الدین فیروز آبادی سفر السعادت مین لکھتے ہین و در باب مرجیہ و قدریہ و جہمیہ و اشعریہ ہیچ حدیثی صحیح نشدہ - دوسرے یہ کہ وہ روایات یا تو بعض وقت اور حالت خاص کے ساتھ مخصوص ہین یا اوس قسم کا میل جول مقصود ہی جسکا ممنوع ہونا ہم اوپر بیان کر آئے ہین یعنی فساق و اہل بدعت کے میل جول کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ اونکی بدعت و فسق کو برا نہ سمجھے اونکے اس قسم کے مجالس مین شریک ہو جنمین فسق و بدعت ہوتی ہی یہ میل جول بیشک ممنوع ہی اور اسکو

مداہنت فی الدین کہتے ہین اسکا ممنوع ہونا ہم قرآن مجید کی آیت سے ثابت کر آئے ہین اور وہین علامہ علی قاری کے کلام سے بیان کر آئے ہین کہ وہ حدیث جس سے عموماً ہر طرحکا میل جول منع معلوم ہوتا ہے وہ عام نہین ہی چنانچہ مرقاۃ مین لکھتے ہین لاتجالسوا اہل القدر ای لا توادواہم ولا تجالوا ہم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ قدریہ کے پاس نہ بیٹھو اسکے یہ معنی ہین کہ انسے محبّت نہ کرو۔ اسکا حاصل ہوا کہ مطلقاً میل جول اور پاس بیٹھنے کی ممانعت نہین ہی بلکہ اونسے محبّت ممنوع ہی اور محبت کا ذکر پہلی قسم مین کیا گیا حضرت بریلوی نے فتاوی القدوہ مین میل جول کی ممانعت مین مرقاۃ کے اسی مقام کا ایک فقرہ نقل کر دیا ہی اور اوپر اور نیچے کی عبارتین جو اونکے مدعا کے خلاف تھین اُسے چھوڑ دیا ہی فاضل ممدوح کی دیانت کا مقتضا یہی ہی الحاصل قدریہ وغیرہ کے باب مین جو احادیث آئے ہین وہ سب ہمارے علما کے نزدیک مأوّل ہین اور تغلیظاً اور تشدیداً اونمین سخت الفاظ کہے گئے ہین چنانچہ مرقاۃ کے مقام مذکور مین بخوبی مصرح ہی اور ملا علی قاری نے شفا کی شرح مین مفصل بیان کیا ہی لہذا اونھین پیش کرکے مدعا ثابت کرنا عوام کو دھوکا دینا ہی کہ کلام رسول کے صحیح معنی اونکے روبرو نہین بیان کیے جاتے۔

میرے نزدیک وہ حدیثین جنسے مطلقاً میل جول کی ممانعت سمجھی جاتی ہی اونسے مقصود فساق اور مبتدعین کی تادیب و ترہیب ہی تاکہ وہ اِس سے باز آئین چنانچہ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین اراد بہذا الترجمۃ بیان الہجران الجائز ان عموم النہی مخصوص بمن لم یکن لہجرہ سبب مشروع فتبین لہا السبب المسوغ للہجر وہو لمن صدرت منہ معصیۃ فسوغ لمن اطلع علیہا منہ ہجرہ الیہا لیکف عنہا۔ حاصل یہ کہ مسلمان سے علیحدگی اوس وقت تک ممنوع ہی کہ علیحدگی کا کوئی سبب شرعی نپایا جائے اور جب کوئی گناہ اوس سے ہو تو اوس سے علیحدگی درست ہی تاکہ وہ معصیت سے باز رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے عبد اللہ بن زبیر سے کلام کرنا چھوڑ دیا تھا اُسکے باب مین علامہ عینی عمدۃ القاری مین لکھتے ہین فہجرتہا ایاہ کانت تادیبا لہ وہذا من باب الہجران لمن عصی فساق سے علیحدگی اور ترش روئی اِس غرض سے ہی کہ وہ خود اس امر سے باز رہین اور دیکھنے والونکو بھی خوف ہو جسوقت اسلامی حکومت تھی اور مسلمانون کے دلون مین خوف خدا زائد تھا اوسوقت یہ غرض بخوبی حاصل ہوتی تھی۔ اب بھی جن قومون مین برادری کی فی الجملہ حکومت ہی وہ حکم شرعی یا برادری کے نافرمان کو علیحدہ کردیتے ہین اور مشہور ہو جاتا ہی کہ فلان شخص کا حقہ پانی بند کر دیا گیا پس اس علیحدگی سے وہ شخص ایسا مجبور ہو جاتا ہی کہ بغیر توبہ کیے اور اوس نافرمانی سے باز آئے چارہ نہین ہوتا۔ ایسے مقام پر علیحدگی کا حکم دینا نہایت مفید

اور ضروری ہی مگر یہ دہین کے لیے مناسب ہی جہان اتفاق ہو ایک سردار کے سب پیرو ہون اور ادس گروہ کا ہر شخص یہ ٹھان لے کہ یہ میری برادری یہ میرا گروہ ہی اور مین اس سے علیحدہ نہین ہو سکتا اس سے علیحدہ ہونا میرے لیے ننگ و عار کا باعث ہی۔ اسلامی شان ایسے اتفاق اور اپنے سرگروہ کے اتباع کو چاہتی ہی۔ جہان یہ حالت پائی جائے وہان یہ حکم دینا چاہیے اور جہان یہ امر نہو جیسا کہ اسوقت عامۃً ہو رہا ہی وہان یہ امر کسی طرح مناسب نہین۔ سب سے واضح اور بین نظیر اسکی یہ ہی کہ حد قائم کرنا دار الاسلام کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہی اور اوسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہی کہ اس سے مقصود نزجار ہی اور وہ دار الحرب مین حاصل نہین ہو سکتا اور نیز اس بات کا خوف ہی کہ جسپر حد قائم کیجائے گی وہ حربیون کے ساتھ ملجائے گا۔ اسکی تصریح ہدایہ اور بحر الرائق وغیرہ کتب معتبرہ فقہ مین موجود ہی ہدایہ کی عبارت یہ ہی ومن زنی فی دار الحرب او فی دار البغی ثم خرج الیہا لا یقام الحد ولنا قولہ علیہ السلام لا یقام الحدود فی دار الحرب ولان المقصود ہو الانزجار وولایۃ الامام منقطعۃ فیہما فیعری الوجوب عن الفائدۃ (کتاب الحد ولمخصًا) یعنی جس شخص نے زنا کیا دار الحرب یا دار البغی مین پھر وہ دار الاسلام مین آیا تو اوسپر حد قائم نہ کیجائیگی کیونکہ حدیث شریف ہی دار الحرب مین حدود نہ قائم کیے جائین اور عقلی دلیل یہ ہی کہ حد قائم کرنے کا مقصود ہی ڈرانا ہی اور حکومت امیر کی اُن دونون ملکون مین نہین ہی پس اس وجوب کا کوئی فائدہ نہ نکلے گا۔ علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین حدیث مذکور پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہی والحق ان ہذہ الاثار لو ثبتت بطریق موجب العمل معللۃ بمخافۃ لحاق من اقیم علیہ باہل الحرب یعنی حق یہ ہی کہ یہ آثار اگر ایسے طرق سے ثابت ہو جائین جو عمل کو واجب کر دین تو اون سب کی توجیہ یہ ہی کہ حد قائم کرنے سے ایسلیے منع فرمایا ہی کہ جسپر حد قائم کیجائیگی اوسکے حربیون سے ملجانے کا اندیشہ ہی۔

اب ہمارے معزز ناظرین فقہای کرام کی ان عبارتون پر غور کرین اور اسرار شریعت کو چشم تامل سے دیکھین کہ کسطور پر ہر پہلو کی طرف خیال کیا گیا ہی اور اس زمانے کی حالت کو دیکھین کہ اگر فساق وغیرہ سے بے اعتنائی یا سختی برتی جاتی ہی تو وہ برہم ہو کر اوس فسق و بدعت پر اصرار کرنے لگتے ہین اور اون عالم صاحب کی کج خلقی کی شکایت ہونے لگتی ہی اور مخالفین دین اس بے اعتنائی کو بدخلقی کا باعث سمجھکر اُس سے متنفر ہوتے ہین غرض کہ اس زمانے مین باز رہنے کی جگہ وہ شخص اُسپر اصرار کرتا ہی اور دوسرے گناہون کا مرتکب ہوتا ہی۔ الحاصل اوس سختی کے برتاو سے[۱] بجز اصرار و اشاعت فسق و بدعت کے کوئی نفع متصور نہین

[۱] امام غزالی احیاء العلوم مین ایسے مقام مین فرماتے ہین فاما الاعراض عن جواب سلامہ والکف عن مخالطتہ حیث یعلم انہ یصر وان النصح لیس ینفعہ فہذا فیہ نظر و سیر العلماء فیہ مختلفۃ والصحیح ذلک باختلاف نیۃ الرجل فعند ہذا یقال الاعمال بالنیات آہ۔ یعنی جہان کہ

چنانچہ اسوقت مین تجربہ اسکی کامل شہادت دیتا ہی اور بزرگون کا کلام بھی اسپر گواہی دے رہا ہی علامہ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ اگر کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہے اور وہ واقع مین اسکا مستحق نہین ہی تو اس کہنے والے کا قول اوسی پر عود کریگا اور یہ کہنے والا اوسکا مستحق ہوگا اور اگر واقع مین وہ شخص ایسا ہی جیسا اوسنے کہا ہی تو کہنے والا اوس لقب کا تو مستحق نہوگا لیکن یہ ضرور نہین کہ وہ اس کہنے سے گنہگار بھی نہو کیونکہ اس کہنے کی دو حالتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ خاص اوسکے یا دوسرے شخص کی خیر خواہی مقصود ہو دوسرے یہ کہ محض اوسے عار دلانا اور اوسے فاسق مشہور کرنا اور ایذا پونہچانا مدنظر ہو دوسری صورت ہر گز جائز نہین ہی لانہ مامور بالستر علیہ وتعلیمہ وعظتہ بالحسنی فمہما امکنہ ذلک بالرفق لایجوز لہ ان یفعلہ بالعنف لانہ قد یکون سببًا لاغرائہ واصرارہ علی ذلک الفعل کما فی طبع کثیر من الناس من الانفۃ لاسیما ان کان الآمر دون المامور فی المنزلۃ" یعنی دوسری صورت کے جائز نہونے کی وجہ یہ ہی کہ ہر مسلمان دوسرے کی عیب چھپانے اور خوبی سے نصیحت کرنے پر مامور ہی اسوجہ سے جب تک نرمی سے کام ہوسکتا ہو سختی جائز نہین کیونکہ اکثر لوگون کی طبیعت مین سختی سے کچھ ایسی غیرت ہی کہ سختی کرنا اوس برائی پر آمادگی اور اصرار کا باعث ہوتا ہی یعنی جب اونھین کسی امر سے سختی سے منع کیا جائے تو اوسکے کرنے پر اونھین اصرار ہوجاتا ہی خصوصًا اوس حالت مین کہ کہنے والا رتبے مین کم ہو۔ ایسا ہی علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری مین لکھا ہی بجز آخر دلیل کے کہ وہ اوسمین نہین ہی۔ اس سے کئی باتین ثابت ہوئین۔

(۱) نصیحت کرنے والا جب تک تنہائی اور پوشیدگی مین کرسکے تو علانیۃً نہ کرے (۲) جب تک نرمی سے کام نکال سکے تو سختی نہ کرے (۳) اسطرح نصیحت نہ کرے کہ اوسے اپنے فعل پر اصرار ہوجائے (۴) اکثر لوگون کی سرشت مین سختی سے کچھ ایسی نفرت ہی کہ سختی سے منع کرنا اونھین آمادگی اور اصرار کا باعث ہوتا ہی جس زمانے مین کہ علامہ نے لکھا ہی اوسمین اور اس زمانے مین یہ فرق ہی کہ اوسوقت تو سختی کرنا کبھی کبھی موجب اصرار اور تحریض ہوتا تھا اور اب کلیۃً ہوتا ہی۔ جب کسی کو سختی سے منع کیجیے تو اگر وہ شخص بہت مہذب ہی

(۱) یہ سمجھ کہ میری نصیحت نفع ندیگی بلکہ یہ شخص اپنے فعل پر مصر ہوجائیگا۔ دہان میل جول ترک کردینا اور سلام کا جواب ندینا غور طلب امر ہی اور علما کی حالتین اوسمین مختلف ہین اور صحیح بات یہ ہی کہ یہان مدار نیت پر ہی اگر نرمی اور مدارات مین اوسکی نیت خیر ہی تو اوسکے لیے وہی بہتر ہی اور جو سختی کرنے مین اوسکی نیت خیر ہی تو اوسکے لیے وہی مناسب ہی۔ کاش ہمارے فاضل بریلوی و بدایونی اسی قول پر نظر کرتے اور سیکڑون علما سے بدظنی کرکے اونکے پیچھے نہ پڑتے۔ امام صاحب کا یہ فیصلہ نامعج کے لحاظ سے تو بہت صحیح ہی مگر خلقت کی نظر سے نرمی اور شفقت ہی کیوقت مناسب ہی کیونکہ اوسکے خلاف مین سرد مہری اور گمراہی ہی ۱۲ منہ

تو دل مین غصہ ہوکر چپ ہو رہے گا اور اوسکے قلب مین اوس فعل کی آمادگی ہو جائیگی اور بالفرض اگر آمادگی نہوئی تو اس نصیحت کی وہ کچھ پروا نکرے گا اور اس ناصح سے مکدر ہوکر اسکی عیب جوئی کے درپے ہو جائیگا۔ غرضکہ اس زمانے مین اس قسم کی تادیب و نصیحت عامۃً اولٹا اثر کرتی ہی شاذ و نادر کا ذکر نہین۔ الحاصل اسوقت مین مبتدع یا فاسق سے قطع تعلق کرلینا اور وقت ملاقات اونسے ترش روئی سے پیش آنا اونکے لیے تادیب نہین ہی بلکہ اونکو اور گمراہی مین ڈالنا ہی اور صرف اونھین کے گمراہی مین پڑے رہنے کا خوف نہین ہی بلکہ اور دن کے گمراہ ہونے کا گمان غالب کیا یقین ہی کیونکہ جب ادھر سے میل جول چھوڑ دیا جائیگا تو وہ ضد مین آکر اپنی جماعت کے بڑھانے کی کوشش کرین گے چنانچہ اسوقت مین ایسا ہی ہو رہا ہی جسکے آنکھین ہون وہ دیکھ لے۔ وجہ اسکی ظاہر ہی حکومت اسلام کی نہین کہ مخالف کو دباؤ ہو پھر نہ نصیحت کرنے والے کے قلب مین اسقدر خلوص ہی کہ اثر کامل ہو نہ ماننے والون مین خوف خدا ہی کہ حق بات سے اونکے قلوب متاثر ہون اسوقت مین جو کوئی اشاعت اسلام اور ہدایت خلق چاہے تو بجز اسکے کوئی سبیل نہین کہ خوش خلقی اور نرمی کا پتلا بنجائے اور اس ذریعے سے اونھین اپنا مسخر کرکے رفتہ رفتہ اونھین راہ پر لائے اور جو حضرات مخلوق خدا اور امت محمدیہ کی خیر خواہی نہین چاہتے صرف اپنے ہی نفع کی فکر مین ہین اونسے ہمین کچھ بحث نہین ہمتو اون عالی ہمتون کا ذکر کر رہے ہین جنکی شان مین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر الناس من ینفع الناس فرمایا ہی۔

اگلے بزرگ بھی دو قسم کے گذرے ہین بعض نے اوسی خوش خلقی اور نرمی سے کام لیا جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کفار و منافقین سے کیا کرتے تھے بعض نے اجتناب اور سختی بھی کی حضرت امام احمد رح کے مزاج مین ایسی سختی تھی کہ حارث محاسبی رح سے صرف اسوجہ سے ملنا چھوڑ دیا کہ اونھون نے معتزلہ کی رد[1] مین کتاب لکھی تھی اور یہ فرمایا کہ جب اسنے رد لکھا تو پہلے مخالف کا قول نقل کیا اب اگر دیکھنے

[1] بیان امام احمد رح کا یہ فعل قابل توجہ ہی کہ حارث محاسبی رح بڑے متقی اور زاہد تھے مگر امام صاحب نے صرف بدعقیون کی رد کی وجہ سے اونسے ملاقات ترک کر دی امام ممدوح علم کلام اور بحث مباحثے کو بہت ہی بُرا جانتے تھے اونکا قول ہی کہ علم کلام کے عالم زندیق ہوتے ہین اور یہ بھی وہ فرماتے تھے علم کلام والے کے قلب مین کبھی صلاحیت نہین آتی یہ قول صرف امام احمد رح کا ہی نہین ہی بلکہ اکثر علمای سلف کا یہی مقولہ ہی مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علم کلام کی نسبت بہت گفتگو کی ہی اوسی مین ہی والی التحریم ذہب الشافعی و محمد و مالک و احمد بن حنبل و سفیان و جمیع ائمۃ الحدیث من السلف۔ یعنی امام شافعی امام احمد امام مالک امام احمد اور سفیان ثوری اور سلف مین کل ائمہ حدیث علم کلام کو حرام کہتے تھے۔ امام ابی یوسف رح کا قول ہی جسنے علم کلام کے ذریعے سے علم حاصل کرنا چاہا وہ زندیق ہوا امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین کہ

والے کے ذہن مین وہی اثر کر گیا اور جواب خیال مین نہ آیا تو اوسکا باعث یہی ہوا۔ صحابہ سے لیکر برابر دیکھتے آیئے بزرگون کے اقوال اور برتاو مختلف ملین گے بعض تو تھوڑی سے بات مین سختی کرتے تھے اور بعض باوجود اختلاف عقیدہ بھی شیر و شکر رہتے تھے چنانچہ حضرت عطار اور طلحہ کا قصہ بستان فقیہ ابواللیث مین اوپر نقل کیا گیا کہ عطار رح باوجودیکہ جلیل القدر تابعی تھے مگر اونکے پاس اہل اہوا آتے تھے اور اونسے خود سختی کرنا کیا معنی دوسرون کو سختی کرنے سے منع کرتے تھے۔ اگلے بزرگون نے مبتدعین کی اُستادی شاگردی بھی کی باہم شادی بیاہ کا بھی سلسلہ جاری رکھا اس سے زیادہ اور کیا میل جول ہوگا۔ اِس اختلاف کی وجہ یہ ہی کہ انسان کی حالت اور نیت مختلف ہوتی ہی ہر ایک نے اپنی حالت اور نیت کے موافق برتاؤ کیا یا دوسرون کو فرمایا شریعت مین دونون کے لیے متمسک موجود ہین۔

اگرچہ فاسق باعتبار فسق اور مبتدع بحیثیت بدعت تمام بزرگون کے نزدیک لائق ہجران ہی مگر چونکہ ہر ایک شخص مین مختلف حیثیتین ہوتی ہین اسلیے نرم مزاج اور متواضع طبیعت حضرات نے کسی دوسری جہت سے اونسے نرمی کی یا اونکی نیت یہ ہوئی کہ یہ فاسق و مبتدع مخلوق خدا ہی شیطان کے پھندے مین آن گیا ہی

سم علم کلام کے نسبت بہت لوگون نے افراط و تفریط کی ہی بعض تو حرام و بدعت کہتے ہین اور شرک کے سوا تمام گناہون سے بڑھکر اسے جانتے ہین اور بعض فرض عین اور افضل العبادات سکتے ہین،، پھر امام ممدوح نے طرفین کی دلیلین لکھی ہین اور آخر مین اپنی راے اسطرح ظاہر کی ہی کہ علم کلام مین نفع بھی ہی نقصان بھی ہی۔ نفع کے لحاظ سے حلال ہی مگر اوسی وقت جبکہ اوسکا نفع معلوم ہو اور مضرت کے وقت حرام ہی اور اسکا خاص ضرر یہ ہی کہ اسکی وجہ سے مبتدعین کے عقائد اونکے قلوب مین ثابت اور راسخ ہو جاتے ہین۔ الحاصل امام صاحب فوائد اور نقصانات بیان کرکے لکھتے ہین کہ اسکا نقصان زیادہ ہی نفع سے اور جو فائدہ ہی وہ شاذ و نادر ہی غرضکہ اسی طرح اور اکابر کے اقوال ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین لکھی ہین سب کے لکھنے کی حاجت نہین یہان مجھے اسقدر کہنا ہی کہ حق پسند حضرات ان اکابر کے اقوال کو ملاحظہ کرین کہ وہ مناظرہ اور مباحثہ کو کسقدر ناپسند کرتے ہین اور خاصکر امام غزالی کے اِس قول کو بغور دیکھین جو اونھون نے بحث کی مضرتون مین خاص یہ مضرت بیان کی ہی کہ وہ مبتدعین کے مقابلے مین بدعات کے راسخ ہو جانے کا باعث ہی یہ بہت ہی صحیح ہی یہی ندوۃ العلما کے اراکین کہتے ہین اسی وجہ سے بحثون کو روکا جاتا ہی کیونکہ اِس مضرت کا تجربہ پہلے ہی اہل حق نے کیا ہی چنانچہ مولانا علی قاری سے اوپر نقل کیا گیا اور اسوقت بھی ہم اِسکا مشاہدہ کررہے ہین اگر اسلام کے نادان دوست مقابلہ مین آستین نہ چڑھاتے تو فرق مختلفہ کی یہ تعداد کثیر اور یہ غلبہ ہرگز نہوتا مگر چونکہ تقدیر الٰہی یونہی تھی اِسلیے گھر ہی کے چراغ سے آگ لگی اور دوستون نے دشمنون کا کام کیا اور کر رہے ہین اللہ اونھین ہدایت کرے (آمین) مین اہل حق سے پھر کہتا ہون کہ وہ بنظر انصاف فرمائین کہ اگر اراکین ندوہ بحث کو روکتے ہین تو ائمہ اور اکابر اہل سنت کی اقتدا کرتے ہین یا خلاف اہل سنت کچھ کہتے ہین۔

اوسکی مدد کرنا چاہیے اور نرمی اور آشتی سے اوسپر اپنا اثر ڈالنا چاہیے اسلیے اونھون نے فساق اور مبتدعین سے نرمی کی اور میل جول رکھا اور شان ارشاد و ہدایت کا یہی مقتضا ہی اور صفت نبوت کا پرتو ہی اور جن حضرات پر تجرد اور یکسوئی غالب تھی اور خلق سے علیحدگی پسند کرتے تھے تمام خلائق و علائق سے علیحدگی اونکا شیوہ تھا پھر بھلا فساق و مبتدعین سے میل جول کا وہان کیا ذکر ہی وہ جسقدر علیحدگی اور نفرت فرمائین وہ بجا ہی اونکی حالت کا یہی مقتضا ہی - اِسکے علاوہ مقتضای وقت بھی ایک چیز ہی جسکی شناخت حکمای امت محمدیہ سے مخصوص ہی اِسکی وجہ سے بھی اختلاف ہوا ہی جن بزرگون نے سختی کو مصلحت وقت جانا ہی اونھون نے سختی کی اور جنھون نے نرمی کو مقتضای وقت سمجھا اونھون نے نرمی ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد ۞ اب یہان لحاظ کے لائق یہ امر ہی کہ یہ اختلاف تھا مگر ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل نہ تھی - طلحہ نے عطا کے پاس فساق و مبتدعین کو آتے دیکھا مگر یہ نہ کیا کہ اونھین بھی اہل اہوا مین داخل کرتے اور اونکی تکفیر یا تضلیل کا غل مچاتے اور اونسے میل جول ترک کر دیتے ہمارے مخالفین ندوہ برای خدا انصاف سے ملاحظہ کرین اور بزرگونکی اقتدا کو ہاتھ سے نہ دین

الحاصل اگلے بزرگون کی نرمی اور سختی میل جول اور کنارہ کشی دونون کام کرتے تھے لوگون کو ہر ایک کے ساتھ حسن ظن ہوتا تھا اور نرمی و سختی دونون کا عمدہ اثر ہوتا تھا کیونکہ حکومت اسلام کا رعب تھا مسلمانون کے قلوب مین خوف خدا اوسوقت کی سختی تادیب و ترہیب کا فائدہ دیتی تھی علما اور اہل اللہ کی ترچھی نگاہ دیکھکر اونکے دل ہلجاتے تھے - الغرض اوسوقت موثر اور متاثر دونون کی حالتین عمدہ تھین اب زمانے کی یہ حالت نہین ہی البتہ اسوقت بھی جو شخص ایسا مقتدا یا مقتدی ہو وہ اپنے معتقدین یا متوسلین سے ایسا برتاو کرے تو اوسے زیبا ہی مگر عامۃ سختی کا حکم دیدینا اور منبر پر بیٹھ کر اپنے تئین اشداء علی الکفار کا مصداق ٹھہرانا سخت نادانی اور خلق اللہ کو گمراہ کرنا ہی اللہ تعالی فہم و دیانت عطا کرے آمین

الحمد للہ نہایت کافی طور سے مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب دیا گیا اور جتنے اونکے استدلالات تھے اونکا بے موقع اور غیر مفید ہونا مختصراً نہایت خوبی سے بیان کیا گیا - یہ دونون امر اس تحقیق و انصاف سے بیان کیے گئے ہین کہ اہل حق کو بجز قبول کے چارہ نہین ہو سکتا اور کوئی اسکے جواب مین قلم نہین اوٹھا سکتا بجز مکابر اور حق پوش کے -

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہی کہ اوس جلسے مین اگر کسی لامذہب نے کوئی بات خلاف

اہل سنت وجماعت زبان سے نکالے تو اوسکا جواب ندینا اتنے بڑے جلسہ دینیہ مین سب کی طرف سے تسلیم سمجھا جائیگا اور جواب دینے سے جلسے کے درہم وبرہم ہو جانے کا احتمال قوی ہی یہ اعتراض پہلے اعتراض سے زیادہ رکیک اور غلط فہمی پر مبنی ہی اول تو جلسے مین کسی شخص کو بلا منظوری مجلس انتظامی کے گفتگو کرنے کا حق نہین ہی اسیواسطے جتنی تحریرین آتی ہین وہ سب پہلے سے دیکھ لیجاتی ہین تاکہ کوئی شخص خلاف اہل سنت وجماعت کے کوئی مسالہ بیان نکر سکے اور اگر بالفرض کسی شخص نے اپنی تقریر مین کوئی بات خلاف معتقد علیہ اہل سنت وجماعت کے ظاہر کی تو اوس سے اوسی وقت اختلاف کر دیا جاتا ہی لیکن اس خوبصورتی کے ساتھ کہ اوسپر اور نیز اہل جلسہ پر حق ظاہر ہو جائے اور کسی قسم کی برہمی نہ پیدا ہو چنانچہ سال پیوستہ کے جلسے مین مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری نے اپنی تعلّی کے بعض کلمات کہے تھے اوسی وقت وہ روکدیے گئے ایک گھنٹہ اونکے بیان کے لیے مقرر ہوا تھا مگر دس منٹ بھی اونکا بیان نہین ہونے پایا کہ بند کر دیے گئے اور پھر اوسی وقت مولانا سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری نے نہایت سہولت ومتانت کے ساتھ اوسکی تردید کر دی اور جلسہ کچھ بھی درہم وبرہم نہین ہوا مجکو حیرت ہی کہ مولانا عبد القادر صاحب کو بجز ایسے طریقے کے جس سے برہمی پیدا ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کوئی اور طریقہ معلوم نہین ہی اسی وجہ سے جلسہ ندوۃ العلما کی شرکت کو وہ ناپسند فرماتے ہین حال آنکہ مین یقیناً کہ سکتا ہون کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایسے طریقے سے جس سے برہمی پیدا ہو اور محتسب علیہ کو اپنے فعل نامشروع پر اصرار ہو جائے ہماری شریعت مین جائز نہین چونکہ درحقیقت یہ منصب تھا انبیای کرام کا اور اونکی وراثت مین علمای امت محمدیہ علیہ وعلی آلہ افضل السلام والتحیہ کو حاصل ہوا ہی اسواسطے ہمکو دیکھنا چاہیے کہ انبیای کرام کا طریقہ کیا تھا۔

کلام مجید مین حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد ہوا ہی فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ یعنی تم دونون فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت مانے یا ڈر جائے" اور ہمارے حضرت روحی فداہ کے نسبت فرمایا ہی وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اگر تم تیز مزاج اور دل کے سخت ہوتے تو سب کے سب تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے،، دوسری جگہ ارشاد ہوا ہی ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی حکمت وموعظت حسنہ کے ساتھ لوگونکو راہ پر لگاؤ اور اونسے مجادلہ کرو تو عمدگی کی ساتھ کرو۔ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر مین علامہ ابو السعود لکھتے ہین بالطریقۃ التی ہی احسن طرق المناظرۃ والمجادلۃ من الرفق واللین واختیار الوجہ الایسر واستعمال المقدمات المشہورۃ تسکینا

بشغبهم واطفاء لهبهم كما فعله الخليل عليه السلام - یعنی مناظرے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو سب
طریقون سے بہتر سہولت و نرمی کے ساتھ ہو اور آسان راہ نکالی جائے اور وہ مقدمات مشہورہ استعمال
کیے جائین جس سے اونکا زور کم ہو اور اونکی شورش جاتی رہے جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا
اور حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین مہما امکنہ ذلک بالرفق لا یجوز لہ ان یفعلہ بالعنف لانہ قد یکون سببا
لاغرائہ واصرارہ علی ذلک الفعل کما فی طبع کثیر من الناس من الانفۃ یعنی جہان تک نرمی کے ساتھ امر بالمعروف
ونہی عن المنکر ہو سکے سختی کرنا جائز نہین کیونکہ سختی کبھی اوس فعل نامشروع پر ضد اور اصرار کا باعث
ہو جاتی ہی جیسا کہ اکثر لوگون کے مزاج مین اس قسم کی غیرت واقع ہوئی ہی - اور امام غزالی رحمہ اللہ نے
احیاء العلوم کے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مین محتسب کی تین صفتین بیان کی ہین (۱) علم (۲) ورع
(۳) حسن خلق پھر ہر ایک کو جدا جدا تفصیل کے ساتھ بیان کر کے لکھتے ہین واما حسن الخلق فلیتمکن بہ من اللطف
والرفق وہو اصل الباب واساسہ والعلم والورع لا یکفیان فیہ یعنی ہمنے خوش خلقی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
مین لیسلیے شرط کی ہی کہ اوسکی وجہ سے ملائمت اور نرمی پر قدرت حاصل ہو گی اور وہی امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کی جڑ اور بنیاد ہی صرف علم اور ورع اس بارے مین کافی نہین ہی اور شیخ اکبر محی الدین بن
عربی فتوحات مکیہ مین لکھتے ہین ویحتاج الناصح الی علم کثیر فانہ یحتاج اولا الی علم الشریعۃ لانہ العلم العام الذی
یعم جمیع احوال الناس وعلم زمانہ ومکانہ وما ثم الا الحال والزمان والمکان ویبقی للناصح علم الترجیح اذا تقابلت
ہذہ الامور فیکون ما یصلح الزمان یفسد الحال او المکان وکذلک لکل واحد منہا فینظر فی الترجیح فیفعل بحسب ما یترجح
عندہ وذلک علی قدر ایمانہ مثال ذلک ان یعلم ان الزمان قد اعطی بحالہ فی امرین ہما صالحان فی حق شخص و
ضاق الزمان عن فعلہما معا فیعدل الی اولاہما فیشیر بہ علی المستشیر وکذلک اذا عرف من حال شخص المخالفۃ
واللجاج وانہ اذا دلہ علی امر فیہ نصیحۃ یفعل بخلافہ فمن النصیحۃ ان لا ینصحہ بل یشیر علیہ بخلاف ذلک اذا علم ان
الامر فیہ محصور بین ان یفعل ذلک او ہذا الذی فیہ المصلحۃ وشانہ المخالفۃ واللجاج فیشیر علیہ بفعل ما لا ینبغی فیخالفہ فیفعل
ما ینبغی والاولی عندی ترکہ ولقد جری لی مثل ہذا مع اشخاص اظہر لہم ان فی فعلہم ذلک الخیر الذی نریدہ منہم نکایتنا
وہم یریدون نکایتنا فاشرنا علیہم ان لا یفعلوا ذلک ولہم فی فعلہ الخیر العظیم لہم فلم یفعلوا وفعلوا ما نہیتہم عنہ ان یفعلوہ
لیفعلوہ نکایۃ لنا فہذہ نصیحۃ خفیۃ لا یشعر بہا کل احد وہذا یسمی علم السیاسۃ فانہ یسوس بذلک النفوس الجموحۃ النافرۃ
عن طریق مصالحہا فلذلک قلنا ان الناصح فی دین اللہ یحتاج الی علم کثیر وعقل وفکر صحیح ورویۃ حسنۃ واعتدال

مزاج وتودۃ وان لم تکن فیہ ہذہ الخصال کان الخطاء اسرع الیہ من الاصابۃ یعنی نصیحت کرنیوالے کو
بہت بڑے علم کی ضرورت ہی سب سے پہلے اوسکو علم شریعت کی حاجت ہی کیونکہ وہ ایک عام علم ہی جو انسانکی
تمام حالتون اور اوسکے زمانے اور موقعون کو حاوی ہی اس لحاظ سے اوسمین تین چیزین آگئین حال
زمان مکان اب ناصح کو ایک اور چیز کی ضرورت رہی "علم ترجیح" اس علم کی ضرورت اوسوقت ہی جبکہ
اون تینون باتون کا تقابل ہو جائے پس جو چیز زمانے کے مناسب ہو وہ اوسکی حالت یا اُس موقع
کے اعتبار سے نازیبا ہو یا جو چیز اوسکی حالت کے مناسب ہو وہ زمانے کے لحاظ سے ناموزون ہو
اوسوقت وہ اپنی ذہانت سے ترجیح دے اور یہ بقدر اوسکے ایمان کے ہوگا (یعنی جتنا ایمان ہوگا اوتنا
ہی علم ترجیح اوسکو حاصل ہوگا) اسکی مثال یون سمجھو کہ ایک شخص کی حالت کے لحاظ سے دو باتین مناسب
ہین مگر زمانہ ایسا لگ گیا کہ وہ دونون باتین ایک ساتھ وہ شخص نہین کرسکتا تو وہان پر یہ چاہیے کہ
اون دونون مین جو بہتر ہو اوسکا مشورہ اوس شخص کو دیا جائے اور ایسی ہی ایک شخص کی حالت یہ ہی
کہ اوسمین مخالفت اور ضد بڑھی ہوئی ہی اگر اوسکو کسی امر کی نصیحت کیجائے گی تو وہ ضرور اوسکے خلاف
کریگا تو اوسکی خیرخواہی اسمین ہی کہ اوس امر کی نصیحت نہ کیجائے بلکہ زیبا تو یہ ہی کہ اوسکے خلاف امر کا مشورہ
دے تو وہ اوسکی مخالفت مین وہی بات کریگا جسکی نصیحت کرنی مقصود تھی مگر میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ نہ
اسکی نصیحت کرے نہ اوسکا مشورہ دے مجکو اسکا تجربہ ہوچکا ہی کہ مین بعض اشخاص سے ایک نیک کام کرانا
چاہتا تھا اسلیے اونسے یہ ظاہر کیا کہ وہ اگر ایسا کرینگے تو مجھے تکلیف پونہچے گی کیونکہ وہ مجھے تکلیف
پونہچانا چاہتے تھے تو مین نے اشارہ کیا کہ وہ ایسا نہ کرین حالانکہ اوسکے کرنے مین اونکو بہت ثواب
ملتا تھا تو اونھون نے میرے کہنے سے اوس کام کو نکیا اور جس کام سے مین نے منع کیا تھا اور
جسکے کرنے مین اونکو اوس سے زیادہ ثواب ملتا تھا وہی کام کیا یہ نہایت پوشیدہ نصیحت ہی ہر شخص
اسکو نہین سمجھتا اور اسکا نام علم سیاست ہی اسکی وجہ سے بڑے بڑے سخت لوگ جو ہمیشہ مصلحتون سے
علیحدہ رہنے کے عادی ہین سیدھے کیے جاتے ہین اسیواسطے مین نے کہا کہ ؎

لوگون کی کرنا چاہتا ہو اوسکو بہت بڑے علم اور عقل و فکر صحیح اور سمجھ اور
ضرورت ہی اور اگر ان خصلتون مین سے کوئی خصلت اوسمین نہ
کیا کریگا آہ اب ہمارے حضرات ان عبارتون کو چشم تامل سے دیکھ

کی مراعات کس حد تک کی ہی جسکے اوپر آج ندوۃ العلما ہدف ملامت بنایا جا رہا ہی اور ایک شور برپا کر دیا گیا ہی کہ ندوہ مصلحت کیواسطے شریعت کے احکام کو لحاظ نہین کرتا (نعوذ باللہ) خدا پناہ مین رکھے ایسے سوء ظن سے جس سے بزرگان سلف کی شان مین بے ادبی ہوتی ہو ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکان زند

یہ یاد رہے کہ اگر خدا نخواستہ احکام شریعت حقّہ کا لحاظ نہوتا تو سب سے پہلے یہی علماء کرام جاب ندوۃ العلما کے حامی ہین اوس سے برگشتہ ہوتے جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہی یہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہی بہت تھوڑا بیان کیا ہی اس بارے مین آیتین اور حدیثین اور اقوال صلحای امت اور ائمۂ دین کے اسقدر ہین کہ وہ سب اگر جمع کیے جائین تو اونکے واسطے ایک گرانبار دفتر کی ضرورت ہو اسواسطے اس بحث کو ہم ختم کرتے ہین طالب حق کے لیے اسیقدر کافی ہی جتنا ہمنے لکھا ہی اور معاند کے واسطے گرانبار دفتر بھی ناکافی ہی ؎

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

پنجم ہمارے معزز فاضل نے آخر مین ایک اور اعتراض کیا ہی جسکو اونھین کے الفاظ مین بیان کرنا مناسب ہی وہ فرماتے ہین " یہ خیال کہ شرکت و تعظیم و تکریم فرق متفرقہ سے یہ مقصود نہین ہی کہ کوئی اپنا مذہب ترک کر دے یا ایک نیا مذہب معجون مرکب کیطرح قائم ہو بلکہ جلسۂ دینیہ مین سب باخلاص محبت بیٹھین اور دل کو بغض و کدورت سے پاک رکھین مآل اسکا سوای محبت منافقانہ کے اور کیا ہی " اس تقریر مین ہمارے معزز معصر نے انتہا سے زیادہ سوء ظن اور بدگمانی سے کام لیا ہی اونھون نے ندوۃ العلما کے تمام مقاصد و فوائد سے چشم پوشی فرماکر اوسکا حاصل اور مآل صرف محبت منافقانہ قرار دیا ہی چونکہ ہم اوپر شرکت و تعظیم و تکریم وغیرہ کی بحثین تفصیل و تحقیق کے ساتھ ختم کر چکے ہین اسواسطے اس مقام پر ندوہ کے اجتماع مین جو فوائد خیال کیے گئے ہین وہ ظاہر کرتے ہین ؎

حلہ چو گفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

فوائد ندوۃ العلما

مرہ کی مقدمہ بازیان بند ہون جنکی وجہ سے مخالفین اسلام ہمپر غالب

ہوتے جاتے ہین اور ہمارے علما کو ذلت اوٹھانی پڑتی ہی اور ہماری مقدس کتابون کی توہین ہوتی ہی (نعوذ
باللہ من ذلک) (۲) ہمارے تشدد کی وجہ سے جو بعض فرق اسلامیہ مین تعصب اسدرجہ بڑھ گیا ہے
کہ وہ ہمارے بزرگون اور اماموں کو رو در رو برا کہنے لگے ہین اوسکا انسداد کیا جائے جو بغیر نرمی آشتی
کے غیر ممکن ہی (۳) جو مخالفین اسلام کی بیخکنی کے درپے ہین اونکی تدبیرونکو سب ملکر روکین اور جسطرح
وہ قوت اجتماعی سے ہرسال کروڑون روپیہ صرف کرتے ہین ہم بھی اونکے مقابلے مین کچھ کرسکین (۴)
سب ایک جگہ جمع ہوکر اسلامی شوکت ظاہر کرین جس سے غیر قومون پر عمدہ اثر پڑنے کی امید ہی (۵)
ہم اپنی قومی منازعت کیوجہ سے حکام کی نظرون مین نہایت ذلیل ہوگئے ہین دن پر دن سختی مین مبتلا
ہوتے جاتے ہین اور کوئی کامل ذریعہ اظہار حال کا ایسا نہین ہی جسپر گورمنٹ پوری توجہ کرے اوسکے
لیے بھی اجتماع کام دیگا اور یہی ایسا ذریعہ ہوسکتا ہی جسکی فریاد پر پوری توجہ ہوسکتی ہی کیونکہ باوجود ان
نزاعون کے جو اسوقت فرق اسلامیہ مین جاری ہین (جسکا فیصلہ ہم شریعت محمدیہ سے نہین کراتے بلکہ
حکام سے اوسکے فیصلے کے خواہان ہوتے ہین) کبھی سرکار توجہ نہین کرسکتی، توجہ سے یہ مراد نہین ہی
کہ وہ معمولی جواب نہین دیسکتے بلکہ یہ غرض ہی کہ وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہین ہوسکتی[1]

اب ہمارے معزز معصر از راہ عقل و انصاف کے ان فوائد پر غور فرمائین کہ یہ مسلمانونکی
دینی و دنیوی بہبودی حاصل کرنے کی غرض سے اجتماع کیا گیا ہی یا اسکا حاصل صرف محبت منافقانہ ہی
نہایت حیرت انگیز یہ بات ہی کہ مولانا نے مدارات کا نام تعظیم و تکریم اور مل بیٹھنے کا نام محبت منافقانہ رکھا
ہی اگر محبت منافقانہ اسکا نام ہی تو معلوم نہین کہ خلق محمدی اور مدارات کیا چیز ہی ہمنے اسکو اچھی طرح احادیث
و آثار سے ثابت کر دیا ہی کہ اسکا نام محبت منافقانہ نہین ہی علامہ علی قاری نے مرقات کی جلد ثانی صفحہ ۶۲۸

---

[1] ہمارے ایک لائق دوست نے اپنی کتاب تمام الحجۃ علی مخالفی الندوہ مین نہایت تفصیل کے ساتھ اس مقام کو بیان کیا ہی مین نے یہ فوائد اوسی سے نقل کیے ہین وہ رسالہ عرصہ ہوا شائع ہوچکا ہی اوسکا جواب بھی مخالفون کی طرف سے دیا گیا ہی مگر مین افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اوس جواب مین ان فوائد کیطرف کچھ التفات نہین کیا گیا بلکہ اونکا جواب بھی نظر انداز کر دیا گیا ہی اسمین دو صورتین ہین یا تو اونھون نے ان ضرورتون کو تسلیم کرلیا ہے (جسکی امید نہین) تو اس صورت مین یہ ساری تو تو مین مین بیکار ہے مین نے نہایت قوی دلیلون اور صریح بیانون سے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ ضرورت کے وقت غیر مذہب والون سے میل جول سلام کلام ممنوع نہین ہے یا اونھون نے تسلیم نہین کیا تو اس صورت مین اسکا انصاف تمام مسلمانون پر ہے جو ہون وہ غور کرین کہ آیا یہ ضرورتین اونکو پیش ہین یا نہین بلکہ غور کرنے کی حاجت نہین یہ وہ مصیبتین ہین جنمین سب مسلمان گرفتار ہین اور اونکو روز بروز تنزل ہوتا چلا جاتا ہے ۱۲ منہ

مین اسکو بہت زور دیکر لکھا ہی کہ طرفداری اوس حد تک درست ہی جو مداہنت کے درجے تک نہ پہنچے اوسکے بعد لکھتے ہین اکثر لوگون کو اس بارے مین دھوکا ہو جاتا ہی وہ مدارات کو مداہنت فی الدین پر محمول کرتے ہین حالانکہ یہ اونکی غلط فہمی ہی اسواسطے اونکو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ مدارات کیا ہی اور مداہنت فی الدین کسکا نام ہی والفرق بین المداراۃ والمداہنۃ ان المدارات بذل الدنیا لصلاح الدنیا او الدین او ہما معا وہی مباحۃ وایما استحسنت والمداہنۃ بذل الدین لصلاح الدنیا۔ یعنی ان دونون مین فرق یہ ہی کہ مدارات اسکو کہتے ہین کہ ہم دنیا یا دین یا دونون کے لیے اپنا دنیاوی نقصان کرین اور مداہنت اسکو کہتے ہین کہ دنیا کے لیے ہم اپنا دین بگاڑین،، اس قول فیصل کے بعد شاید کسی منصف مزاج شخص کو اس بات کی گنجایش نہین ہی کہ وہ ندوہ مین معاندانہ نکتہ چینی کرے اور جو کام مسلمانون کی بہبودی اور اسلام کی اشاعت اور دین کی تائید اور اعلای کلمۃ اللہ کے واسطے شروع کیا گیا ہی اوسکی مخالفت ظاہر کرے الا من یتعامی عن الحق لغرض فی نفسہ نعوذ باللہ منہ

خدا کرے ہمارے معزز فاضل اسمین منصفانہ غور کرین اور اسلام کا فائدہ مقدم سمجھکر سخن پرستی سے باز رہین وما علینا الا البلاغ ؎

من انچہ شرط بلاغست با تو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وصلی اللہ علی مولانا و سیدنا محمد خیر خلقہ ومظہر لطفہ و آلہ وصحبہ اجمعین

بقیہ عبارت نوٹ صفحہ ۴۳ تینون امام اور امام ابو یوسف رح کے علاوہ ہمارے امام اعظم علیہ الرحمۃ نے بھی بحث و مباحثہ کو منع کیا ہے۔ کبیری ملاحظہ ہو مقام انصاف ہے کہ ندوۃ العلما نے وہی امر زبان سے نکالا تھا جسپر چارون امامون کا اتفاق ہے اسپر مخالفین لڑے مرتے ہین اور حق پوشی کا الزام دیتے ہین جسکا حاصل ہے کہ ائمہ اربعہ اور تمام ائمہ حدیث نے حق پوشی پر اتفاق کیا تھا نعوذ باللہ منہا۔

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

بقلم احقر نواز شمس علی

چہار باب فارسیہ مسائل فقہ
مع کلمات پند و نصائح و حکمت و
اسماء الحسنی و دعاء و سیاٰیۃ از شاہ
اہل اللہ رح
مالا بد منہ فارسی محشی مع وصیت نامہ
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی
نہایۃ صحیح بخط واضح و خوشخط
مجموعہ فتاوی مولانا شاہ
عبد العزیز رح فارسی
ایضاً جلد دوم زیر طبع
ضیاء القلوب بیاس المحبوب
ترغیب الجماعۃ
رسالہ قاضی قطب فارسی
نام حق محشی صحیح خوشخط
مفتاح الصلوۃ فارسی محشی
بحواشی نافعہ نہایۃ صحیح و خوشخط
ترکیب الصلوۃ اردو بچوں کے
لیئے عمدہ ہے۔
حقیقۃ الصلوۃ اردو مع
رسالہ بے نمازان
راہ نجات اردو صحیح خوشخط
آداب المصلین۔ مسائل
ضروریہ اردو زبان مین نہایۃ وضاحت
سے لکھے ہین۔
احسن الصلات فی احکام الصلوۃ

رفاہ المسلمین ترجمہ اردو مسائل
اربعین مولوی محمد اسحق صاحب
محدث دہلوی رح
مسائل اربعین فارسی
زبدۃ المناسک اردو احکام
حج و عمرہ مولفہ مولانا رشید احمد صاحب
رسالہ تجہیز و تکفین
تکمیل الایمان از شیخ رح
مفتاح الجنان اردو در
بیان اذکار و نوافل
مفتاح الجنۃ محشی مع خطب
اضافہ رسالہ عماد الصلوۃ
نکات نماز ترجمہ اسرار الصلوۃ
قابل دید ہے
سبیل الرشاد در بیان تقلید
از مولانا رشید احمد گنگوہی
نافع المسلمین ترجمہ اردو
انیس الواعظین۔ قابل دید ہے

عقائد

عبد الحکیم علی خیالی مع حاشیہ
کلنبوی
عقائد نامہ اردو از مولوی
سخاوت علی مرحوم
اساس التوحید فارسی
اس کتاب مین عقائد کے متعلق
کل ضروری باتین جمع ہین۔
فتوح العقائد بزبان فارسی
صاحب مفتاح الصلوۃ کی تصنیف
سے ہے نہایۃ عمدہ کتاب ہے

فرائض

علم الفرائض مع مخمصات الحساب
کنز الفرائض ترجمہ اردو
سراجی و شریفی حل المتن

کتب صرف و نحو

ملحۃ الاعراب محشی
حنفیہ شرح مراح الارواح مع
حاشیہ بخط عربی فلاح شرح
مراح۔
زرادی نہایۃ صحیح خوشخط محشی
بحواشی جدیدہ
زنجانی محشی صحیح خوشخط
شافیہ محشی نہایۃ صحیح خوشخط
عربی عمدہ کاغذ پر طبع کیا ہے
صرف میر منظوم مولفہ
مولانا جامی و شاہ ولی اللہ رح
مراح الارواح محشی
بحواشی جدیدہ
نور محمد مدقق شرح صرف میر
مع صرف میر منظوم
آجرومیہ

ہدایۃ الصرف مولفہ مولانا
بحر العلوم محشی بحواشی نافعہ
شرح مائۃ عامل محشی واضح صحیح
مع حل ترکیب و حل لغات
ضریری محشی صحیح
کافیہ مع شرح فارسی واضح نہایۃ
صحیح مقبول عام
عصام علی الجامی یعنی حاشیہ
شرح ملا جامی
تسہیل الکافیہ
اقتراح مصنفہ جلال الدین
سیوطی رح
مجموعہ نحو میر محشی مع ہفت
رسائل صحیح و خوشخط
ہدایۃ النحو محشی ہم تقطیع کافیہ
جامع تعلیلات جو نہایت
صحیح ہوکر چھاپی گئی
الفیہ ابن مالک محشی صحیح

منطق و حکمت

شمسیہ متن قطبی
شرح میزان منطق فارسی
شرح سلم بحر العلوم از مولانا
عبد العلی ابو الفرح محشی بحواشی جدیدہ
قطبی شرح شمسیہ محشی بحواشی
جدیدہ و قدیمہ نہایۃ صحیح مقبول عام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۰	یحلف	یحلفہ
〃	۱۲	ا	[illegible]
۲۸	۷	ملا	بلا
〃	۹	سبب	بسب
۲۹	۱۰	غر	غیر
۳۱	۱۲	الذی	الذ
۳۲	۱۹	بجنے	بچے
〃	۲۰	کرنے	کر
۳۳	۱۶	زالغہ	زاک
۳۷	۱۳	سوقرات	صدقات
۳۸	۱۹	السعاد	السعا
۳۹	۳	تجالوا	تجا
۴۰	۲	والجرب	والا
۴۲	۱۴	[illegible]	[illegible]
۴۳	۳	مین	[illegible]
۴۴	۱۳	اسلام	اسلا
〃	۱۴	ترہیبت	[illegible]
〃	۱۶	[illegible]	[illegible]
۴۶	۱	شتغبم	شتغب

مرقاۃ محشی بحواشی جدیدہ
میر قطبی محشے مقبول عام
مبادی الحکمۃ رسالہ منطق
بزبان اُردو
الکافی لحل ایساغوجی مع
میر ایساغوجی محشے
ایساغوجی مع یکروزی قال اقول

ادب وانشا

تلخیص مع مختصر معانی
تسہیل الدراسہ شرح دیوان
حماسہ بزبان اُردو
تسہیل البیان فی شرح
الدیوان یعنی شرح دیوان متنبی

التعلیقات علی سبع المعلقات
یعنی شرح سبعہ معلقہ یہ تینون شرح
افضل العلما مولانا ذو الفقار علی
دیوبندی نے تحریر فرمائی ہین
شرح سبعہ معلقہ زیر طبع
مکاتیب رشیدی مولانا
رشید الدین خان اور صاحب
نفحۃ الیمن کے مراسلات عجیب
انشا ہی قابل درس ہر
نفحۃ الیمن معرب مع حل لغات
ولغات برحاشیہ بزبان فارسی
رسائل بغدادی مکتوبات
طریق خط نویسی قابل درس

مقامات حریری مع دو حل

ریاضی وہیئت

اقلیدس مقالہ اول محشی
نہایۃ صحیح
سبع شداد مع اشکال محشی بحواشی
مولانا رشید الدین خان دہلوی
شرح چغمینی محشی بحواشی مولانا
عبد الحلیم و مولوی عبد الحی رحمہ
لب اللباب شرح خلاصۃ الحساب
نایاب شرح ہر قابل دید
خلاصۃ الحساب محشی بحواشی
مولانا محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ
نہایۃ صحیح مع رسالہ ضروری

تصریح فی شرح التشریح صحیح
خوشخط محشی بحواشی مولانا حفیظ اللہ
سلمہ اللہ مدرس اعلی مدرسہ عالیہ رامپور

حساب اُردو

تسہیل الحساب مولفہ مولانا
مولوی ذو الفقار علی دیوبندی
کارآمد طلبہ داخل درس مدارس عربیہ

لغات

محاورات ہند مع ضرب
الامثال مولفہ مولانا سبحان بخش
شکارپوری۔ آٹھہ ہزار کے قریب
اُردو و ہندی محاورے اور مثالین
مروجہ ہند درج ہین۔

کنز الدقائق مع شرح عربی الموسوم بہ کنوز الحقائق

یہ بات اہل علم پر روشن ہے کہ کنز الدقائق فقہ مین کس درجہ کی کتاب ہے اور کہان تک طلبہ کو اسکی ضرورت رہتی ہر بلا مبالغہ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ مقبول کتاب ہر کہ تمام ہندوستان مین کیا بلکہ کابل بخارا ہرات سمرقند شام مصر روم عرب فارس بالاتفاق سب مین اسکا درس ہوتا ہے اور پڑہائی جاتی ہے۔ اتنی اسکی شروح ہین کہ دوسری کسی کتاب کی نہین مگر یہ بات ضرور کہنے مین آتی ہر کہ باوجود اتنی بڑی ضرورت کے آجتک یہ کتاب معری چہپی اگر غلطیا کیسینے بڑی کوشش کی تو اُسکے حاشیہ پر آدہی عینی اور آدہی مستخلص چڑہا دی نہ کامل نہ دو کامل طالب علم ہر کہ ضرورت کے وقت غوطے کہا رہا ہر گوہر مقصود ہاتہ نہین آتا اس سبب احقر نے اسکی تمام شروح معتبرہ مثل عینی و مستخلص و فتح المعین و بحر الرائق و طائی وغیرہ بڑی بڑی نایاب کتابین جمع کین اور اُن سب کا لب لباب مفید طلبہ اخذ کرکے ایک مستقل شرح مسمی بہ کنوز الحقائق فاضل اجل مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور علماے دیوبند سے تالیف کرائی اور اُسکے حاشیہ پر بہندسہ وار چڑہائی اور متن کو بہت سے چہپے ہوئے اور قلمی نسخون سے مکرر سکرر مقابلہ کرا کر اور ضروری اعراب مع اشارات عطف صلہ و موصول وغیرہ دیکر خوشخط بخط جلی لکہوایا اور اُسکے بین السطور کو حواشی مفیدہ سے مزین کرکے مختلف کاغذون پر نہایت صحت و صفائی کے ساتھہ اپنی مطبع مجتبائی دہلی مین چہاپا حق تو یہ ہر کہ یہ کتاب اپنی تمام شرحون کی حامل ہر۔ معلمین و متعلمین دونونکو بڑی بڑی ضخیم کتابون اور قیمتی شرحون سے مستغنی کر دیا ہے ہمین امید ہر کہ اہل علم اسکو بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکہین گے۔ محمد عبد الاحد عفی عنہ

ان کتابون کے علاوہ اور بہی کتابین ہر علم وفن کی اس مطبع مین چھپی ہین جو یہان نہین لکھی گئین اور جملہ علوم وفنون اور ہر امصار وبلاد کی کتابین یہان فروخت کے لیے موجود رہتی ہین جنکی کیفیت بڑی فہرست سے معلوم ہوسکتی ہر۔

حصہ اول

کمال الارشاد لاہل الرشاد

جسمین

ندوۃ العلماء کے مقاصد اور اُسکے مخالفین کی حالت اور اخلاق محمدی کا ذکر نہایت
تحقیق سے اور اس امر کا بیان کہ سلف صالح اور علمای کاملین فرق اسلامیہ سے
قولاً اور فعلاً کس طرح پیش آتے تھے اور مدارات و مداہنت مین کیا فرق ہے
اور حصہ دوم مین اہل قبلہ کی تشریح اور اُن کا حکم اور مقلدین ائمہ اربعہ اور اہل حدیث
یعنی غیر مقلدین کے اختلاف کی تحقیق لائق دید ہے

مصنفہ

مولانا شاہ ابو السراج نظام الدین احمد صاحب صابری چشتی
و مولانا غلام محمد صاحب ہوشیارپوری

خاکسار
محمد عبد الاحد عفی عنہ کے اہتمام سے

مطبع مجتبائی دہلی مین چھپا

سنہ ۱۹۰ع

مندرجہ ذیل کتب کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابیں مطبع مجتبائی دہلی سے مل سکتی ہیں

ترمذی شریف

یہ کتاب داخل صحاح حدیث ہے فن حدیث میں اس کے مولف امام ابو عیسٰی ترمذی علیہ الرحمۃ کا تبحر اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر احادیث کی تصحیح و تنقیح اور ضعف و حسن کو صریح و مدلل بیان فرما کر مخالفان حدیث کے شبہات دفع کر دئے ہیں اور بے لاگ رائے دیکر ثقہ اور غیر ثقہ راوی کی طرف اشارہ کرکے حدیث کا رتبہ ظاہر کر دیا ہے۔ مطبع مجتبائی نے مع شمائل نبوی اسکو نہایت صحیح اور خوشخط چھاپا ہے نیز قوت المغتذی یعنے شرح ترمذی اس کے ساتھ ہے۔ اور ناظرین کی آسانی کے لیے فہرست ابواب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ خوش خطی صحت اور کاغذ کی عمدگی قابل دید ہے۔ یہ کتاب خوبی وارین کا دفتر اور حسن ظاہری و معنوی کا سچا مجموعہ ہے۔ آپ یقین جانئے گا کہ اس انوکھی شان۔ نرالی طرز۔ اور ستے انداز کی ترمذی آج تک آپ کے ملاحظہ سے نہ گزری ہوگی۔

قیمت ۸ ایضاً کاغذ ولائتی ۱۲

نسائی شریف مجتبائی

رفع اغلاط اور تصحیح ضمائر و اعراب اور حل لغات و مطالب میں زیادہ کوشش کی گئی ہے۔ اور متن کا مقابلہ نسخہ مصریہ اور چند قلمی اور ایک خاص نسخہ قدیمہ صحیحہ سے (جو مولانا شاہ اسحٰق صاحب محدث دہلوی اور دیگر محدثین کے نسخوں سے مقابلہ ہو چکا تھا) کرایا گیا ہے اور زہر الربی مصنفہ علامہ سیوطی اور سندی علامہ ابوالحسن حنفی سندھی جو توضیح مطالب اور تبیین معانی نفیسہ میں بے مثل ہیں دونوں شرحیں بالاستیعاب اسکے تحت میں بخط نسخ صفحہ بصفحہ چھاپی گئی ہیں اور بعض فوائد مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی اور دیگر حواشی مفیدہ جو قدیم مجلد میں بخط نستعلیق حاشیہ پر لکھے گئے ہیں۔ غرض کہ یہ کتاب تین شرحوں کی حامل ہے اور اپنی تمام خوبیوں صحت اور خوشخطی وغیرہ کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ قیمت للعہ

مجموعہ حالات و تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی حصہ اول

جسمیں پورا نسب نامہ مع ذکر اجداد حضرت مجدد۔ کیفیت ولادت صوری حلیہ مبارک تحصیل علوم ظاہری و باطنی خدمت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی خدمت میں تشریف لانا شرف صحبت سے مستفید ہونا حضرت خواجہ کا بشارات ہائے عالیہ سے سرفراز فرمانا۔ بعض حالات عجیب غریب سلطان نور الدین جہانگیر کے ساتھ کا مع دیگر حالات متعلقہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا سنا فتنہ پھر معاملہ صاف ہونا۔ تصنیفات کی فہرست نشان مجددیت کا اظہار۔ علما دربار و امراء کی ارادت۔ آپکے فضائل و محامد کی تفصیل۔ مکاشفات کا ذکر۔ خوارق عادات و کرامات کا سلسلہ۔ عادات و عبادات کا طریقہ وصال یعنی وفات کا واقعہ مفصلاً مندرج ہے۔ قیمت ۱۰

خیر المواعظ ترجمہ اُردو نزہۃ المجالس

یہ کتاب فی الحقیقت تمام مسلمانوں خصوصاً واعظوں کے واسطے نہایت ہی بکار آمد ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابوں سے بے پروا کر دینے والی کتاب ہے اور ایسی مبسوط اور جامع کتاب ہے جسمیں ہر قسم کے علوم مندرج ہیں اس کا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مسلسل ہے جسکو واعظ بہت سہولت کیساتھ بلا تکلف بیان کر سکتا ہے اس کتاب کی ہر ہر فصل میں دنیا بھر کے بیشمار علوم درج ہیں جس باب یا فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اُسکے متعلق اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کیے احادیث صحیحہ مع حوالہ کتب بیان کی ہیں پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اسکے ضمن میں اکابر کے حالات اور بعض سوانح عمریاں درج ہیں اسکے بعد گزشتہ ناموران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے عجیب حالات۔ اگلے زمانے کے لوگوں کی عبرت افزا حکایات عجب پیرایہ سے بیان کی ہیں اور ہر ایک جملے بیشمار فوائد اور لطائف بے انتہا نکات و حقائق۔ تحقیق مسائل طبی معلومات جسمانی امراض کی تحقیق ان کے متعلق مجرب و آزمودہ نسخہ جات صحیح اور ماثور عملیات۔ دنیا کی ہر ایک چیز کی ماہیت اور خاصیت اور خاصکر اوسکے منافع و فوائد بشرح و بسط بیان کیے ہیں۔ آخر میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدا سے پیدائش سے سن وفات تک کے صحیح صحیح واقعات خلفائے اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے لکھے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اب تک ایسی جامع اور واعظوں کے مفید اور کار آمد کتاب دیکھنے میں نہیں آئی۔ اسکا مطالعہ کرنیوالا تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور وہ مضامین بیان کر سکتا ہے جو ایک بڑا عالم بمشکل بیان کر سکے۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی مطبع نے تمام مسلمانوں اور خصوصاً واعظوں کے فائدہ کے لیے سلیس اُردو زبان میں اس کا ترجمہ کرایا ہے اور دو جلدوں میں اسکو چھاپا ہے شائقین مطبع مجتبائی دہلی سے طلب فرمائیں۔ قیمت کاغذ سفید للعہ کاغذ ولائتی للعہ

تفسیر بیضاوی جلد اول مجتبائی

تا سورہ بقر جس کو طبع کرنے سے شہاب خفاجی و ملا عصام و عبد الحکیم سیالکوٹی وغیرہ نایاب کتابوں سے محشی کرا کر اور اسکے متن کو نہایت تصحیح کے ساتھ متعدد نسخوں سے صحیح کرا کے نہایت خوبی و صفائی سے طبع کیا ہے شائقین ملاحظہ فرمائیں۔ اور ہماری حسن سعی کی داد دیں باوجود ان صفات کے قیمت صرف ۶، ایضاً جلد دوم تا ختم سورہ کہف یہ جلد بھی ان ہی مذکورہ بالا صفات سے موصوف ہے قیمت صرف ہے،

سائنس اور اسلام ۸ کاغذ ولائتی ۱۰،

افتضاے مغرب قابل دید ۸

محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

تمہید

مسلمانو اے دین محمدی کے ترقی خواہو متوجہ ہو اور تھوڑی سی عرض اس فقیر کی سنو مگر غور سے سنو اور خدا کے لیئے کسی کی محبت کسی کا اعتقاد کسی کا کچھ کہدینا یا لکھدینا میرے قول سے بے توجہی کا باعث ہو ہان جو مین نے لکھا ہی اور جو مین اب کہتا ہون اسمین نہایت انصاف اور صاف دلی سے غور کرو اور اُسوقت یہہ بھی دل مین سوچ لو کہ خداتعالے عالم الغیب ہی ہمین اُسے قیامت کے روز منہ دکھانا ہے امر حق مین کسی کی رعایت نہ کرین ۔

مسلمانون کسی قدر مدت سے جو علمانے ایک مجلس قائم کی ہی جس کا نام **ندوۃ العلما** ہی اس نازک وقت اور پُر آشوب زمانہ کے لحاظ سے تمہارے لیئے **نعمت عظمےٰ** اور رحمت الٰہی ہی اسکی قدر کرو اسے مدد دو یہہ عجیب بارور درخت ہی اسے اگر تم اپنی کوشش کے پسینے سے سینچو تو نہایت زیبا اور لائق ہی جس قدر تم اسکی غور و پرداخت کروگے اُسی قدر تم اور تمہاری اولاد اِسکے بے انتہا پھل سے محظوظ ہوگے اس درخت کے اول پھل یہہ ہین علم دین کی ترقی ۔ علما کی قدر و منزلت ۔ کاملان علم کا موجود ہونا ۔ اگر خداتعالے نے اِسے کامیاب کیا (اور اُسکے فضل سے امید ہے کہ ضرور کرے گا) تو جو نتائج مین نے بیان کیئے ہین ضرور ہون گے اور ہون گے (اُسکی مشیت کے بعد) مگر یہہ عالم اسباب ہی تمہاری مستعدی اور ہمت اور اُسکے ساتھ ہمدردی ضرور ہی اور مشیت الٰہی مین جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا تم تو انصار اللہ مین داخل ہو جاؤ ۔

ہان یہہ بھی سمجھ لو جس طرح تمہارا صریح دشمن شیطان ہر کار خیر مین خلل انداز ہوتا ہے اسی طرح اس عظیم الشان امر خیر کا بھی سد راہ ہوا ہے اور جس قدر زیادہ یہہ امر اسلام اور اہل اسلام

کے لیئے ہے اُسی قدر اس لعین ازلی نے اُسمین رخنہ اندازیان شروع کی ہین۔ دعا کرو کہ وہ ہادی مطلق اس لعین کے مکائد سے بچائے اور ہمارے علما کی فہم پر شیطان غالب نہ آئے اور امر حق ہر حال مین ہمین حق ہی معلوم ہو آمین آمین بحرمت سید الهادین۔ ایک بڑا سدِّ راہ یہہ پیش آیا ہی کہ بعض حضرات اس عظیم الشان امر خیر کے مخالف ہو گئے ہین جن کے سرگروہ مولوی عبد القادر صاحب اور مولوی احمد رضا خان ہین چونکہ ان حضرات کی جبلت مین جدال و خصام ہی اس لیئے وہ ضد مین ایسے سرشار ہو گئے ہین کہ اسکا خیال اُنہین مطلقاً نہین رہا کہ ہم وہ کام کر رہے ہین جو اہل علم کے شایان نہین ہمسے وہ حرکات ہوتی ہین جن سے عوام کو بھی شرم آتی ہی وہ کیا ہین فریب دینا۔ جھوٹ بولنا۔ تہمت لگانا۔ بہتان باندھنا پھر ایک طرح نہین ایک وقت نہین ہر مجلس مین جب موقع ہو جھوٹ اور اتہامات کا اس قدر طوفان اُٹھا رکھا ہی کہ خدا کی پناہ اُنہین جھوٹ اور اتہامات بذریعہ خطوط۔ بذریعہ اشتہارات۔ اخبارات بوسیلہ کتب و رسائل شایع کرکے لوگون کو بہکانا اُنھون نے اپنے ذمہ خاص لے لیا ہی پھر اسی تلبیس ہی پر قناعت نہین ہی بلکہ اہل اسلام خصوصاً علما اور بالخصوص سادات عظام کی آبروریزی اور انکے جان و مال کے تلف کرنے مین سعی بلیغ ہو رہی ہی (العیاذ باللہ العیاذ باللہ) مگر چونکہ یہہ علما اللہ کی خوشنودی کے لیئے اسلام اور اہل اسلام کی بہبودی کی فکر مین کر رہے ہین اسلیئے اللہ اُن کا حامی ہی مخالفین کی کوششین بیکار ہو جاتی ہین اور اللہ تعالے ہمیشہ ایسا ہی کریگا۔ چونکہ اس سعی کو اُنھون نے پوشیدہ رکھا ہی اس لیئے ہم بھی ظاہر نہین کرتے مگر مسلمانون تمہین انصاف کرو یہہ ان کا اسلام ہی اور یہہ اعانت اسلام کا دعوےٰ ہے افسوس ہی کہ جو حضرات اصل امر سے واقف نہین وہ غریب فریب مین نہ آئین تو کیا کرین ان مقدس صورتون اور نرم اور شیرین باتون سے کیونکر بدگمان ہون مگر وہ حدیث قدسی کو سن لین اللہ تعالے فرماتا ہی کہ۔ مین نے ایسے لوگ بھی پیدا کیئے ہین کہ انکی باتین تو شہد سے زیادہ شیرین ہین اور دل اُن کے ایلوے سے زیادہ تلخ ہین۔ (جامع)

(۱) اسعاد الفضلا مین الزام دیا ہی کہ ندوہ مناظرہ کو بند کرتا ہی علم کلام کو بیکار اور جھگڑا بتاتا ہی

حالانکہ یہ صریح غلط اور ندوہ پر تہمت ہی ندوہ نے بہت زور سے علم کلام کی طرف اپنی توجہ ظاہر کی ہی اور اسکی تکمیل چاہتا ہی چنانچہ مسودہ دار العلوم کی دفعہ (۱) سے اور رونداد ون کے بہت سے مقامات سے ظاہر ہی۔ نصاب عربی جو جناب ناظم مدظلہ کی طرف سے شائع ہوا ہی اسمین دیکھا جائے کہ تکمیل علم کلام مین کس قدر لکھا ہی مگر افسوس ایسے ظلم پر کہ بغیر تحقیق ایسا اتہام۔ (۲) یہ غلط مجار لکھا ہی کہ ندوہ نے سود جائز کر دیا (۳) ندوہ سود لیتا ہی (۴) ندوہ مبتدعین کی من حیث البدعۃ تحسین و توقیر کرتا ہی۔ اسی طرح بہت باتین ہین ان اتہامات کی نسبت مین کیا کہون بجز اسکے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور مولوی عبد القادر صاحب کہین آمین۔

بڑا زور ان کا یہ ہی کہ ہمنے اتنے رسالے لکھے اور ندوہ نے جواب نہین دیا رسالے کیا ہین چند جھوٹ اور اتہامات اور فریب آمیز باتون کا مجموعہ سید ہی اور صحیح باتون کو ایر پھیر کر اور کچھ اپنی طرف سے ضمیمہ لگا کر اس طرز پر دکھانا کہ عوام کیا خواص ہی اُسے بُرا سمجھین ایسی باتون کو مختلف عنوانات سے کہین کم کہین زیادہ لکھکر بہت سے رسالے کر لیئے ہین پھر ندوہ ان کے جواب مین پھنسکر اپنا وقت کیون ضائع کرے اور پھر ان کے مقابلہ مین جنھین لائق خطاب نہین سمجھتا اور جنھین بالیقین جان لیا ہی کہ یہ امر حق قبول نہ کرینگے۔ ہان جو باتین اُمین لائق جواب تھین اور جنکی وجہسے شبہ ہو سکتا تھا اُسکا جواب ندوہ کے معاونین نے نہایت متانت اور خوبی سے دیا ہی جسکا جی چاہے دونون طرف کے رسائل ملا کر دیکھ لے اور انصاف کرلے کہ کسکے رسالے تہذیب و شائستگی اور تحقیق سے مالامال ہین اور کن مین بے تہذیبی پھکڑ ہین بے تحقیق بے سر پیر باتین ہین۔ معاونین ندوہ کے رسائل میرے علم مین یہ ہین اتمام الحجۃ جلاء العینین۔ القول الفاصل بین الحق والباطل۔ ارشاد الکملا پچھلے دو رسالے تمام شبہات کے دفع کے لیئے نہایت کافی ہین بالخصوص ارشاد الکملا مگر یہ ظاہر ہی کہ ناحق کوش اور ضدی شخص کے لیئے تو قرآن پاک بھی کافی نہوا اور کسی کلام کی کیا ہستی ہی اس لیئے انھون نے ایسے محقق اور مہذب رسالے کا نہایت بے تہذیبی اور بیہودگی سے مقابلہ کیا اور امر حق کو قبول نہ کیا۔ مین نے یہ خیال کیا کہ عجب نہین کہ بعض طالبین حق بھی انکی تزویر و تلبیس مین آجائین اس لیئے مین نے یہ رسالہ لکھا۔ مخالفین کے شبہات دو قسم کے تھے کچھ تو

ندوہ کے افعال و برتاوٴ پر اور کچھ اقوال پر اس لیئے مین نے اپنے رسالے کے دو حصے کیئے پہلے حصہ مین اُس شبہ کا جواب ہی جو ندوہ کے برتاوٴ پر اُنھون نے کیا ہی دوسرے حصہ مین اُن شبہات کا جواب ہی جو اسکے اقوال پر کیئے ہین - پہلے حصہ مین مین نے اُنہین دلائل کو لیا ہی جو ارشاد الکملا مین ہین مگر بزرگون کے اقوال اور احادیث کی شروح سے اسکی توضیح و تفصیل کی ہی اور اُس دلیل پر جو مخالفین کا شبہ تھا اُسکا جواب کہین مفصل کہین مجمل طور پر دیا ہی اور جس دلیل پر وہ شبہ نہین کرسکے مگر تزویر سے کام لیا ہی اُسے بھی کھول دیا ہے اس طریقے سے طالب حق اصل مدعا کو سمجھکر فیصلہ کرسکتا ہی - اور مخالفین کے قال اقول کے طرز مین امر حق کا ظاہر ہونا مشکل ہوتا ہی - اہل انصاف اس امر کو بخوبی ملاحظہ کرینگے کہ اصل مدعا کے اثبات مین مین نے کوئی پہلو نہین چھوڑا جو ہماری دلیل پر اُنھون نے ادنے شبہ بھی کیا ہی اُسکا جواب میری تحریر مین موجود ہی البتہ بالاستیعاب اُنکے اقوال کو نقل کرکے اُسپر جرح و قدح کرنا اور اُسکے لغویت کا اظہار کرنا فضول اور تضیع اوقات سمجھا بطور نمونہ بعض مناسب مقام کے لغویت کا اظہار کردیا گیا ہی اسمین رغم الجہلہ اور اسعاد الفضلا وغیرہ سب کا جواب ہی مگر اصل مدعا کے متعلق جو امور ہین اُنہین سے بحث ہی -

ناظرین انصاف پسند اس رسالہ کو دیکھکر انصاف فرماین کہ کس تحقیق اور کاوش سے لکھا گیا ہی اور کس قدر علوم مختلفہ کی کتابون پر نظر کی گئی ہی مین نہایت وثوق اور زور کے ساتھ کہتا ہون کہ مولوی عبد القادر صاحب اور مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُنکے تمام معاونین ان دلائل کا جواب دینا چاہین جو رسالے مین پیش کیئے گئے ہین تو ہرگز نہین دے سکتے کیونکہ امر حق اور واقعی مٹ نہین سکتا - جو انصاف پسند اور طالب حق ہین وہ مانین گے اور ضرور مانین گے اور جن کے قلبون کو ضد اور نفسانیت نے ظلمت کدہ کردیا ہی وہ امر حق کا کبھی اقرار نہ کرینگے اور ہمیشہ سے یون ہی ہوتا آیا ہی لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ المنکرون -

غلام محمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

اما بعد احقر العباد خادم العلما فقیر ابو سراج نظام الدین احمد جھجھری حنفی چشتی قادری صدیقی مسلمانان حق نیوش کی خدمت مین عرض پرداز ہی کہ مین آپکے انصاف پسند قوت فیصلہ کے سامنے ایک قضیہ نامرضیہ برین امید پیش کرتا ہون کہ آپ کامل غور و تامل سے حق و ناحق کا فیصلہ کرکے فریق حق بجانب مین شامل ہونگے۔ قبل اظہار مدعا کے مین ایک مختصر تمہید بیان کرتا ہون جس سے اس معاملے کے فیصلے مین کافی مدد ملے گی۔

تاریخ سلف پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہی کہ عادت الٰہی یون جاری ہوئی ہی کہ اس عالم کی ظلمت دور کرنے کے لیے اور مخلوقات کو راہ راست پر چلانے کے لیے قدرت الٰہی نے ہمیشہ سامان مہیا کیا ہی۔ ابتداے آفرینش سے لیکر نبی آخر الزمان علیہ السلام تک انبیاے کرام خاص اسی مقصد کے لیے مبعوث ہوتے رہے جنھون نے یکے بعد دیگرے عالم کو غفلت اور جہالت کی تاریکی سے نکالکر اُنکی اصلاح کی اور اُنکو سیدھے اور صاف راستے پر چلایا اور حسب ضرورت زمانہ ایک قانون عطا کیا۔ یہان تک کہ حکمت الٰہی نے قانون شریعت کو تمام و کمال تکمیل کرکے حضرت

سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا باب ختم کردیا۔ گو قانون شریعت کی تکمیل ہو گئی تاہم اس امر کی ضرورت باقی تھی کہ اُس شریعت پر قائم رہنے کے لیے وقتاً فوقتاً کوئی محرک ہوتا رہے کیونکہ حسب عادت مستمرہ امت محمدیہ مین بھی رفتہ رفتہ قصور فہم و گمراہی جہالت کا شیوع ضرور تھا اسلیے اسکا انتظام بھی کردیا گیا اور ارشاد ہوا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور نیز یہ بھی ارشاد ہوا کہ سیکون لکل مائۃ سنۃ من بعدی من یجدد لہا دینہا او کما قال۔ یعنی جسطرح بنی اسرائیل مین شریعت موسوی کے زندہ کرنے والے اور اسکی روشنی کو چمکانے والے پے درپے نبی بھیجے گئے اللہ تعالے نے وہ شرافت اور بزرگی علماے اُمت محمدیہ کو عنایت فرمائی اور اس امت کے علما ہادی امت اور مجدد شریعت قرار پائے۔

سلسلۂ ہدایت مین غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ جس ملک اور جس قوم مین ہادی ہوئے اُسی ملک اور قوم کے طرز مین انھون نے ہدایت و اصلاح کی۔ مثلاً ہمارے ہادی برحق ملک عرب مین پیدا ہوئے جہان کا طرز و رویہ اور مایۂ فخر و ناز فصاحت و بلاغت مین کمال پیدا کرنا تھا۔ اللہ تعالے نے اُنکو اِسی طرز مین سمجھایا اور ایسا فصیح کلام بھیجا جسنے فصحاے عرب کو حیرت مین ڈال دیا اور ہر بُن مو اُنکا محمد رسول اللہ پکارنے لگا اور بآواز کہنے لگے لیس ہذا من کلام البشر درحقیقت اونکی نمائش کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ تھا کہ اُنکے طرز مین اُنھین سمجھایا جائے۔ ہان وہ افعال نکوہیدہ اور طرز ناپسندیدہ جنکو قانون الٰہی نے مردود اور لائق ملامت و نفرین قرار دیا ہی اُنسے ہر ایک ہادی و مصلح ہمیشہ بچتا رہا۔ ہر ایک اُمت مین جو مجدد اور مصلح گذرے ہین اُنکی مختلف حالتین ہوئی ہین بعض بہت عالی مرتبہ بعض اُنسے کم بعض کی اصلاح کسی خاص امر مین محدود رہی بعض نے عام اصلاح کی بعض نے باطن شریعت کیطرف توجہ کی بعض نے ظاہر کیطرف بعینہ یہی حال امت محمدیہ کا سمجھنا چاہیے۔ اِسمین بھی سلف سے اسوقت تک مختلف طور سے علماے کاملین نے اُمت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کی ہی یہ وقت پُرآشوب نہایت نازک اور نئے طرز کا ہو دنیا مین اکثر عظیم الشان کامون کے لیے انجمنین قائم ہین جو اثر اور جو اعتبار انجمن کا ہو وہ کسی ایک کا نہین اگرچہ یہ ہمیشہ

سے ہو مگر اس زمانے مین جمہوری کامون کا بہت زور ہی بلکہ لائق توجہ اور اعتبار وہی کام سمجھا جاتا ہو جسے کوئی جماعت کرتی ہو۔

چھ برس کا عرصہ ہوا کہ سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین ایک جماعت علما کی اُٹھی اور اُسنے ندوۃ العلما کے نام سے ایک مجلس قائم کی۔ اگرچہ ہندوستان مین بہت سی انجمنین ہوئین اور ہر ایک نے اصلاح کا دعوے کیا مگر وہ علما کی مجلسین نہین تھین اسلیے وہ ہادی برحق علیہ السّلام کے ارشاد کے مصداق نہین ہوسکتین۔ بلکہ بمقتضائے حدیث مذکور اسکا مصداق کوئی عالم یا جماعت علما ہوسکتی ہو اسلیے اگر ہم اِس جماعت سے اصلاح کی امید رکھین اور حضرت سرور انبیا کے مقولے کا مصداق خیال کرین تو عجب نہین (واللہ اعلم بسرائرہ)

اِس جماعت کے مقاصد اسکا طرزِ عمل اس امر کو ثابت کرتا ہو کہ جس امر کی ضرورت اور جس سُنت کے اِحیا کی حاجت تھی وہی اسنے اختیار کیا ہو سب سے بڑا مقصد اسکا اشاعت علوم اسلامیہ ہو۔ اِسی غرض سے اُسنے ایک عظیم الشان مدرسے کا خاکہ تجویز کر کے مشتہر کیا پھر سنہ ۱۳۱۶ ہجری مین اُس مدرسے کی نبیاد ڈالی اور جن تین امور کی ضرورت اسوقت تعلیم مین ہو اُنکا خیال اس جماعت کو پورا پورا ہو۔ اوّل تعلیم کا اسطرح ہونا جس سے اہل علم اہل زمانہ کی نظرون مین حقیر نہون تعلیم مین اُن اُمور کا لحاظ رکھا جائے جو اسوقت کے لیے ضروری ہین۔ مثلاً طلبا تقریر اور تحریر دونون مین مہارت کامل پیدا کرین۔ علم ادب اور تاریخ کیطرف خاص توجہ کیجائے۔ یہ وہ دونون علم ہین جنکی ضرورت دینی کے علاوہ اہل زمانہ کو زیادہ توجہ ہو اور ان علوم کے ماہر کو وہ زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور جب تک علما کی وقعت عوام کی نظرون مین نہوگی کوئی دینی کام انجام نہین پا سکتا بلکہ دین حقہ کا ثابت رہنا ہی مشکل ہو کیونکہ نیم پڑھے ہوئے علما سے الگ ہو کر جو جی مین آئیگا دین اِسلام کو ٹھہرائین گے اور بسبب بے وقعتی کے علما کیطرف توجہ نہ کرین گے اِسلیے علما کو ضرور ہو کہ جو علم حرام اور ممنوع شرعی نہون اور اُنکے جاننے سے وقعت عوام کے دلون مین ہو تو اُنھین ضرور حاصل کرین اِسکے علاوہ نہایت مہتم بالشّان

تحصیل علوم دینیہ انکا مقصد ہی تفسیر مین کمال پیدا کرنا اور خاص قرآن مجید سے واقفیت حاصل کرنے کے جو جو طرز اراکین کے خیال مین ہین اُس سے ہر ایک دیندار سمجھے گا کہ کسقدر ضرورت کے کام اُنھون نے اپنے ذمے لیے ہین اور چاہتے ہین کہ قرآن مجید کیطرف زیادہ توجہ کیجائے اور شروع سے طلبا کو اُنکی استعداد کے لحاظ سے اُسکے ہر ہر حصے کو علیحدہ علیحدہ سمجھایا جائے۔ مثلاً صرف نحو۔ ادب۔ بلاغت علم الاحکام۔ علم التذکیر علم کلام وغیرہ اپنے اپنے موقع پر تبدریج سمجھائے جائین اور وجوہ اعجاز و اسرار بلاغت اچھی طور پر ذہن نشین کر دیے جائین تاکہ تفسیر مین اون کو مہارت تامہ حاصل ہو۔ اسمین کیا شبہہ ہو سکتا ہی کہ قرآن مجید کیطرف بہت کم توجہ اسوقت مین ہو گئی ہے اس جماعت کا یہ خیال بشیک تجدید دین ہے۔ اللہ اسمین کامیاب کرے آمین۔ اسیطرح حدیث فقہ کی تکمیل کا اُنکو خیال ہی۔ فقہ کی مہارت حاصل کرنے کے لیے بالفعل اُنھون نے ایک محکمۂ افتا قائم کیا ہی۔ گو سرمایے کے نہونے سے وہ اب تک اُس مرتبے کو نہین پونہچا ہی جو اُنکے خیال مین ہی۔ یہان اُس تحریر کا نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی جو مجلس انتظامی کیطرف سے تشریح مقاصد ندوۃ العلما مین شائع ہوئی ہی ناظرین اُسے بغور دیکھین اور ندوہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرین اور پھر مخالفین کے شور و غل کو حیرت کی نظر سے دیکھین کہ جس مبارک مجلس کی یہ حقیقت ہی اُسکی مخالفت کا غل ہو رہا ہے اور غل مچانے والے کون ہین مسلمان اور کون مسلمان کوئی جاہل آوارہ۔ نہین بلکہ وہ حضرات جو اپنے تئین اعلم العلما بڑا حامی دین کہتے ہین اور محب الرسول وغیرہ اپنا نام رکھتے ہین۔

مقاصد ندوۃ العلما

اگرچہ خدا کے فضل سے ندوۃ العلمانے اِسی تھوڑی سی مدت مین وہ شہرت حاصل کر لی کہ ہندوستان مین اِس سرے سے اُس سرے تک بہت کم اشخاص اُسکے نام سے نا آشنا ہونگے بلکہ مصر و شام مین بھی اسکا غلغلہ بلند ہو چکا تاہم اسکے اغراض اور مقاصد اچھی طرح عوام و خواص کے ذہن نشین نہین

ہوئے جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہو کہ اب تک یہ اغراض و مقاصد یکجا اور اجمالی طور پر کسی مختصر تحریر کے ذریعے سے شائع نہین کیے گئے۔ ندوے کی سالانہ روداد دون مین بے شبہہ تفصیل کے ساتھ انکا بیان کیا گیا ہو لیکن روداد کی بڑی بڑی کتابین ہر شخص تک پہونچ نہین سکین اور جنکو پہونچین اُنمین سے بہتون نے تمام کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے کی تکلیف نہین اُٹھائی اس لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ ندوے کے تمام اغراض اور مقاصد کو مختصر طور پر یکجا لکھدیا جائے تا کہ ہر شخص کو ایک اجمالی نظر مین اِنسے واقفیت ہو جائے۔

(۱) **سب سے بڑا مقصد** اور بڑی غرض یہ ہو کہ اب تک علما کی جماعت مین ربط و اتحاد کا کوئی خاص سلسلہ نہ تھا۔ ہندوستان مین اسوقت خدا کے فضل سے بکثرت علما ہین لیکن نہ انمین باہم خط و کتابت ہو نہ کوئی تعارف کا سلسلہ ہو نہ ایک کو دوسرے کے حال سے آگہی ہو جو عالم جہان کوئی کام کر رہا ہو تنہا اپنے خاص خیال کے موافق کر رہا ہو اور علما سے مشورہ اور استصواب نہین ہو سکتا اسوجہ سے علما کے گروہ کو کوئی قوت حاصل نہین جسکی بنا پر وہ قوم کے مذہب و اخلاق کا شیرازہ قائم رکھ سکتے ندوے کے ذریعے سے علما کی پراگندہ قوت یکجا ہو جائے گی۔ سال مین ایک دفعہ یکجا ہونے سے باہمی اتحاد کے بڑھنے کا موقع ملے گا ایک دوسرے کے خیال سے مستفید ہوگا۔ بحث طلب اُمور مین ایک امر فیصل قرار پائے گا۔ اور جو کچھ کیا جائیگا اتفاق آرا سے کیا جائیگا

(۲) **دوسرا بڑا مقصد** یہ ہو کہ مسلمانون کے باہمی جھگڑے اور نزاعین دور کی جائین۔ مذہبی حیثیت سے مسلمانون مین مختلف گروہ ہین اور انمین ہمیشہ سخت بدتہذیبانہ جھگڑے اور فسادات برپا رہتے ہین۔ ندوے کا یہ تو مقصود نہین کہ ان تمام مختلف گروہون کو ایک کردے یا اِنسے ایک معجون مرکب بنائے اور کوئی اہل علم ایسا خیال نہین کرسکتا جبکہ خدا تعالے فرماتا ہو۔ لَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً بلکہ ندوے کا یہ مقصد ہو کہ اختلاف بیہودہ پیرائے مین نہ ظاہر کیا جائے جواب اور رد مین کتابین لکھی جائین تو اصل مسائل پر گفتگو کیجائے تمسخر و تشنیع سب و شتم طعن و طنز سے کام نہ لیا جائے زبانی مناظرہ ہو تو سخت کلامی اور ہاتھا پائی تک نوبت نہ آئے۔

اسکے علاوہ جو امور سب کے نزدیک متفق علیہ ہین اور جنسے اصل اسلام کو قوت حاصل ہوسکتی ہو اسمین سب مختلف فرقے کنفسِ واحد ہجائین۔ مثلاً اسوقت یورپ کے تمام ملک مین الحاد و زندقہ کا چرچا پھیل گیا ہو اسلیے یورپ والے مذہب کی بیخکنی اور اسلام پر حملہ کرنے مین پوری قوت صرف کررہے ہین اِسکے دور کرنے مین تمام مختلف گروہ متفق ہو جائین اور مجموعی قوت سے اسکا استیصال کرین۔

(۳) **تیسرا مقصد** یہ ہو کہ عربی تعلیم کا نصاب جو اب تک جاری تھا اسمین موجودہ زمانے کی ضرورتون کے موافق ترمیم اور اصلاح کیجائے۔ یہ مسلم ہو کہ تیرہ سو برس سے آج تک ہر زمانے مین تعلیم کا نصاب بدلتا رہا اور اخیر نصاب وہ تھا جو حضرت ملا نظام الدین صاحب قدس اللہ سرہ نے تمام پچھلے نصابون کو بدلکر قائم کیا۔ اِس نصاب کو کم و بیش ڈیڑھ سو برس ہوچکے اب زمانے کے حالات بہت کچھ بدل گئے مثلاً ملاحدۂ حال کے رد کے لیے نئے علم کلام کی ضرورت ہو۔ ادب اور عربیت کو زیادہ ترقی دینا ضرور ہو۔ قرآن مجید کے اعجاز و اسرار کی تعلیم پر توجہ زیادہ درکار ہو اِن حالات کے لحاظ سے نصاب مین ترمیم کی ضرورت ہو۔ اور اسی ضرورت کی بنا پر **ندوہ** ایک نیا نصاب مرتب کرنا چاہتا ہو جسکی اصل بنیاد ملا نظام الدین صاحب کا نصاب ہوگا اور ضرورت کے موافق بعض بعض کتابون مین اضافہ اور بعض کم کیجائینگی

(۴) **چوتھا مقصد** یہ ہو کہ علوم عربیہ اور دینیہ کو جو روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہو اسکی فکر کیجائے۔ اگرچہ آجکل عربی کے بہت سے چھوٹے چھوٹے مدرسے قائم ہین اور ہوتے جاتے ہین اور اُنسے اسقدر فائدہ ضرور ہو کہ عربی کا نام نشان قائم ہو لیکن اُنکے ساتھ ایک ایسا مدرسہ اعظم بھی ضرور ہو جسمین نہایت اعلی درجے کی تعلیم دیجائے اور جس سے ایسے طلبا پیدا ہون جنکو ایک نہ ایک فن مین مجتہدانہ کمال ہو۔ اِس مدرسے مین بخلاف اور مدرسون کے ہر فن کی تعلیم کے لیے الگ الگ مدرس ہون اور ہر فن کا وہی شخص مدرس ہو جو اِس فن مین تمام ہندوستان مین اپنا نظیر نہ رکھتا ہو اِسکے ساتھ مدرسے مین بہت بڑا کتب خانہ ہو اور منتخب طلبا کو وظائف دیکر مجبور کیا جائے کہ فراغ تحصیل کے بعد

ایک خاص فن کو لیلین اور کم سے کم دو برس تک مدرسے ہی مین رہکر اس خاص فن مین اعلی درجے کا کمال حاصل کرین چونکہ اس قسم کا مدرسہ بہت بڑے مصارف چاہتا ہی اور اس کا قائم کرنا کسی خاص عالم یا خاص شہر کے لوگون کا کام نہین اسلیے ندوے نے جسمین سیکڑون علما شریک ہین اس کام کو اپنے ذمہ لیا کہ تمام علما کی مجموعی قوت سے یہ بڑا کام انجام پائے

(۵) **پانچوان مقصد** یہ ہی کہ ہندوستان اور ممالک غیر مین اسلام کی اشاعت کیجائے اسکے دو طریقے ہین۔ ایک یہ جو مقامات ایسے ہین کہ وہان مسلمان موجود ہین لیکن اسلام کے فرائض اور احکام حتے کہ نماز روزے سے مطلق واقف نہین وہان ایسے واعظ بھیجے جائین جو مسائل کی تلقین کرین اور دینداری۔ تہذیب۔ اخلاق معاشرت اور تمدن کے اعلی رتبے پر پونہچانے کی کوشش کرین اور قرون اولے کے قدم بقدم چلنے کی ترغیب دین۔ دوسرا یہ کہ قابل اور لائق لوگون کو اس کام پر مقرر کیا جائے کہ دوسرے ممالک مین جاکر غیر قومونکو وعظ اور تقریر کے ذریعے سے اسلام کی رغبت دلائین اور انمین اسلام کو پھیلائین یہ محقق ہو چکا ہی کہ بہت سے ممالک مین جہان کے لوگ مذہب حق کی تلاش مین ہین بلکہ اسلام کے غائبانہ مشتاق ہین لیکن اسلام کا کوئی واعظ یا نقیب اُن تک نہین پونہچا کہ انکو اسلام کی حقیقت اور حقیت سمجھاتا اس غرض کے لیے یہ قرار پایا ہی کہ جن ممالک مین واعظون کا بھیجا جانا قرار پائیگا پہلے وہانکی زبان واعظونکو سکھائی جائیگی۔ واعظون کو بھیجنے اور انکے ہر قسم کے مصارف کا ذمہ دار ندوہ ہو گا۔

(۶) **چھٹا مقصد** یہ ہی کہ عام لوگون کو اکثر معاملات و عبادات کے متعلق علما سے فتوی طلب کرنے کی ضرورت ہوتی ہی اور چونکہ انکو علما کے نام اور مقام سے اکثر واقفیت نہین ہوتی اور نہ ہر عالم کو اسقدر وقت اور فرصت ہوتی ہی کہ وہ ہمیشہ فتوون کا جواب لکھ لکھ کر بھیجا کرے اسلیے عوام کو نہایت پریشانی ہوتی ہی اس بنا پر ندوہ یہ چاہتا ہی کہ فتوے کا ایک مستقل سلسلہ قائم کردیا جائے اور عام لوگون کو اس سے اطلاع دیدی جائے تاکہ جبکسی کو جہان کوئی ضروری مسالہ

دریافت کرنا ہوں تو وے کے **دارالافتا** کیطرف رجوع کرے اس سے یہ مقصد ہرگز نہین کہ کوئی شخص کسی اور عالم سے استفتا نکرے بلکہ یہ غرض ہی کہ جن صاحب کو کسی عالم سے رابطہ نہو اور ضرورت پیش آئے وہ یہان سے دریافت کرلین۔

اِن مقاصد کے مفید اور ضروری ہونے سے تو غالباً کیسکو انکار نہو گا لیکن چونکہ ایک مدت سے قوم مین بلند حوصلگی اور بلند خیالی مفقود ہو گئی ہی اسیلیے بہت سے حضرات اِن کامون کو ناممکن الوقوع سمجھتے ہین لیکن دراصل یہ تمام کام تھوڑی سی ہمت اور توجہ کے محتاج ہین ان لوگون کے لیے جو خدائے لایزال کے بندے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین کوئی کام دشوار نہین صرف ہمت درکار ہی ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہٗ

مین نے جو ہندوستان کے مسلمانون پر نظر ڈالی اور برسون اُنکے حالات کا معائنہ کیا خوب تجربے کے بعد یہ امر بخوبی معلوم ہو گیا کہ جسقدر نزاع۔ جھگڑے۔ رزائل نفسانیہ یعنی حسد کینہ۔ کبر۔ غرور۔ اہمین ہی اور کہین نہو گا۔ اور یہ وہ اہم اُمور ہین جنکے مٹنے کو خاتم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ نزاعات کو ملاحظہ کیجیے کہ عوام و خواص مین کسقدر شائع ہین کہ اُنھین جھگڑون کے طفیل سے دین و دنیا دونون تباہ کر رہے ہین۔ بھائی کو بھائی کا حق ندینگے اور روپیہ۔ پیسہ۔ جائداد۔ لڑائی مین تباہ کر دین گے۔ ایک مستحب یا مباح کے اصرار مین فرض ترک کر دینگے۔ حرام کے مرتکب ہونگے اور اُسے دینداری سمجھینگے۔ حسد اور کبر کا مین کیا بیان کرون ناظرین خود ہی انصاف سے دیکھین۔ عوام اور خواص مین ایک فرق البتہ ہی عوام بیہودہ عنوان سے اُسے برتتے ہین جس سے صاف طور سے ہر ایک اُنکی حالت کو جان جاتا ہی۔ اور خواص یعنی اہل علم اُسے دین کے پیرائے مین لاکر اپنے دل کا غبار نکال کر اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرتے ہین جس سے عوام کو دھوکا ہوتا ہی۔ غرضکہ شریعت محمدیہ کا یہ اعظم رُکن یعنی اُخوت اسلامی بالکل مٹ گیا ہی اور اسکی جگہ وہ رزائل نفسانیہ قلوب مین مرتکز ہو گئے ہین جو اوپر بیان کیے گئے۔

ندوۃ العلما کی کارروائی سے اظہر من الشمس ہی کہ وہ اس رُکن اعظم اِسلام کو زندہ کرنا اور رزائل

مذکورہ کو مٹانا چاہتا ہی اِسواسطے اُسنے ایک مقصد اپنا رفع نزاع باہمی قرار دیا ہی اور عملی طور سے اُسے کرکے دکھانا بھی چاہتے ہین ملکر کام کرنا جلسے مین تمام اہل علم کو ایک جگہ اور بلا امتیاز یکطرح بٹھانا۔ اُنہین سے ایک کو صدر بنالینا۔ اُسی اُخوت اسلامی کا قائم کرنا اور کبر و حسد وغیرہ کا کھونا ہی سُبحان اللہ کیا اچھے مقاصد ہین۔

جسطرح معمول رہا ہی کہ ہر ایک ہادی اور مُصلح کے مقابلے مین کوئی نہ کوئی کھڑا ہوا ہی اور اُسکی اصلاح کے مٹانے مین کوئی دقیقہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا اسیطرح ایک گروہ قلیل اس جماعت کے مقابلے مین کھڑا ہوا ہی۔

فقیر کا اکثر حصۂ عمر سیر و سیاحت مین گزرتا ہی جسکا مقصد صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی ندوۃ العلما جسکا غُلغلہ شروع ہی سے تمام اقصاے ہندوستان و نیز دیگر بلاد مین بلند تھا یہ فقیر بھی اُس سے ناواقف نہین تھا۔ عرصے سے میری تمنا تھی کہ اِس مبارک انجمن کے جلسے کو برای العین مشاہدہ کرون مگر کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ تین برس تک اسمین شرکت کی نوبت نہ آئی اتفاقاً بتقریب سیاحت میرا گذر پیلی بھیت مین ہوا اور وعظ و میلاد کے جلسے ہونے لگے جسمین وہان کے علما و عمائد شریک ہوتے تھے ایک روز میرے قدیمی دوست مولوی وصی احمد صاحب اور حکیم خلیل الرحمن صاحب نے تعلقات قدیم کی امید پر مجھسے تحریک کی کہ اپنے وعظ مین ندوے کی مذمت بھی بیان کرو مین چونک پڑا کہ این خیر باشد۔ یہ کیا حرکت ہی۔ مین تو سنتا ہون کہ اُسمین ہندوستان کے بڑے بڑے علما و مشائخ شریک ہین۔ اسپر وہ دونون حضرات بے طرح برس پڑے اور ندوے کی بُرائیون کا طومار باندھ دیا۔ بہت کچھ بحث مباحثہ رہا مگر چونکہ مین ندوے کے حالات سے مطلق واقف نہین تھا اسلیے حق و ناحق نہ معلوم کرسکا اور حقیقت یہ ہی کہ اُسوقت اُن لوگون کے بیان نے ندوے سے بالکل تنفر کر دیا۔ اب کیا تھا میکزین جمع ہونے لگا کہ آیندہ جلسے مین ندوے پر دھاوا بول دو۔ بس اب یہ مجمع خیر و برکت دنیا مین رہنے نہ پائے۔ اِسکے بعد یہ دونون حضرات مجکو بریلی لیگئے اور سرگروہ مخالفین مولوی احمد رضا خانصاحب سے ملاقات کرائی انکے ملنے سے

رہی سہی صلاحیت بھی رخصت ہوگئی اور میری شدت اور بھی بڑھ گئی۔ رسالون اور پمفلٹون کا ایک انبار میرے سامنے لگا دیا گیا۔ اور اب مین پوری طیاری کے ساتھ جلسۂ میرٹھ کی بیخ کنی کیواسطے روانہ ہوا۔ لیکن اللہ کو کچھ اچھا کرنا منظور تھا چونکہ مین لاعلمی اور فریب سے اس جال مین لایا گیا تھا اسلیے خدا نے بچاہا کہ مین باوجود نیک نیتی کے غلطی مین پڑ رہون۔ اسکا سامان یون ہوا کہ مکان سے چلکر مین نے ایک پڑاؤ دہلی مین کیا عزیزی مولوی حاجی ہدایت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی اور سب سے پہلے زبان خلاف مین نے وہین کھولی۔ پہلے اُنھون نے خود ان خیالات سے روکنا چاہا اور آخر کو جناب مولانا عبدالجمیل صاحب مدظلہ سے اطلاع کی اُنھون نے مجھے نہایت متانت سے فہمائش اور اصلی حالات سے اطلاع دینی شروع کی جس سے مجکو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید مین دھوکا دیا گیا ہون اسلیے فقیر نے بھی وہین آسن جما دیے اور اپنے تمام اعتراضات اور مخالفانہ خیالات کی گٹھری کھول دی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے سخت حیرت ہوئی جبکہ مین نے دیکھا کہ جتنے واقعات مجھے بیان کیے گئے تھے سب غلط اور بے بنیاد تھے سیدھی سیدھی باتون کے ساتھ خود تراشیدہ الزامات ضم کرکے عجیب عجیب دور از کار خیالات قائم کیے تھے حیرت یہ ہی کہ اُنھون نے خوف خدا سے بالکل آنکھ بند کر لی ہی کتنا ہی سمجھاؤ جان بوجھ کر مخالفت پر اصرار ہی ؎

اللہ ری تیری سنگدلی تو نے اپنا دل　　آہن بنا لیا ہی کہ پتھر بنا لیا

اُسوقت میرے خیالات کا عجیب عالم تھا گھر سے ندوے کا مخالف بنکر نکلا تھا اور اب اُسکا موافق بنکر جا رہا تھا۔ جب مین میرٹھ کے جلسے مین پونہچا تو مین نے عجیب عجیب بزرگ صورتین دیکھین اور جب صبح کو جلسے مین شریک ہوا تو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اور نورانی صورت کے علماء و مشائخ ایک صدر مقام اور سب سے ممتاز جگہ پر رونق افروز تھے اور عام مسلمان نہایت محبت و اخلاص سے اُنکے گرد مجتمع اور اُنکی صورتون کو کمال ذوق سے تک رہے تھے۔ مجکو بھی یہ منظر ایسا بھلا معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر تک مین محو حیرت اور عالم وجد مین رہا۔ مین تین روز تک برابر جلسے مین شریک ہوا اور چونکہ جلسے سے دو روز پہلے میرے دل مین مخالفت کے خیالات بہت جوش و خروش سے مجتمع تھے

اِسلیے جبتک مین نے جلسے کو آنکھون سے نہین دیکھ لیا مجھے اطمینان نہین حاصل ہوا۔ مین نے آخر جلسہ تک ہر بات کو نہایت غور سے دیکھا لیکن حق یہ ہی کہ مین نے کوئی امر خلاف شریعت نہین پایا۔ اِسمین شک نہین کہ ندوۃ العلما حق پر ہی اور اُسکے مقاصد ایسے اعلی عمدہ اور ضروری ہین کہ کسی فہمیدہ حق پسند کو اِسمین کلام نہین ہوسکتا۔ میرے نزدیک کوئی دانشمند اس سے انکار نہین کرسکتا کہ عالم اسباب مین اگر مسلمان اور انکا اسلام بالخصوص ہندوستان مین قائم رہ سکتا ہی تو اِسی عنوان و تدبیر سے جسے ندوۃ العلما نے تجویز کیا ہی ورنہ باسباب ظاہر کوئی صورت نظر نہین آتی جو گروہ ترقی اسلام اور مسلمانون کی عزت صرف تعلیم انگریزی کی ترقی مین سمجھ رہا ہی وہ نادان دوست درحقیقت دشمن اسلام ہی۔ اسیطرح جو گروہ باہمی نزاع کو دینداری اور اپنے آپ کو اشداء علی الکفار کا مصداق سمجھ رہا ہی وہ واقعی اسلام کا بخکن اور دشمنانِ دین کا معاون و مددگار ہی۔ ای سچے ایمان دارو یہ ایسی سچی اور صحیح بات ہی کہ اِسمین ذرا بھی شک نہین ہو جسے اللہ تعالی نے فہم و فراست دی ہی وہ اِس کا کامل یقین کرتا ہی۔

مخالفین ندوہ کی حالت

اب مین مسلمان بھائیون کو آگاہ کرتا ہون کہ مخالفین ندوہ نے محض اپنی کجفہمی اور ناعاقبت اندیشی سے عوام کے بہکانے کا بہت آسان طریقہ نکالا ہی اور وہ یہ کہ ندوہ نیچری ہی سرسید کے اقوال کی پیروی کرتا ہی۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب فرقہ وہابیہ کی ابتدا ہوئی اور لوگون کو اُنسے نفرت کمال درجہ پونہچی تو بہت سے نفس پرستون کو صلحا اور تقوے شعار حضرات کے ایذا دینے کا موقع ملا جسے چاہا وہابی کے لقب سے مشہور کرکے اُسے ایذا پونہچادی اِسپر یہ ہوا کہ بعض ثابت قدم تو اُنکی ایذارسانی پر صبر کرکے بیٹھ رہے اور بعض نافہم اُنکے اصرار اور تنگ کرنے سے واقعی وہابی ہوگئے اِسکی نوبت یہان تک پونہچی تھی کہ جسنے منہیات شرعیہ اور بدعات سے اجتناب کیا اُسے فساق و مبتدعین نے وہابی کہنا شروع کردیا سُنا گیا کہ بعض اسلامی ریاستون مین وہابیت بھی گویا ایک جرم تھا اِسی بنا

ایک شخص مجرم ہوکر آیا یعنی یہ کہا گیا کہ یہ وہابی ہے حاکم کے اجلاس پر اُسنے حاضر ہوکر اِس الزام سے انکار کیا اور اپنی صفائی مین اُسنے پیش کیا کہ مین وہابی نہین ہون فلان ناچ کی مجلس مین فلان فلان کے روبرو مین موجود تھا اور فلان وقت سینہ زنی خانے مین گیا تھا حاکم نے ان شہادتون کو سُنکر اُسے فوراً رہا کیا اور کہا کہ واقعی تم وہابی نہین ہو الغرض وہابیت کے الزام کی یہ حالت تھی اب اُسیطرح نیچریت کے الزام کی حالت ہی کہ اگر کسی نے تُرکی ٹوپی پہن لی تو نیچری ہوگیا۔ یا جو کوئی دُنیا یا دین کے کام کو مستعدی اور اچھّی نظم سے کرنے لگا جو اسوقت کے مناسب ہی اُسپر اُنگلیان اُٹھنے لگین کہ یہ نیچری ہی۔ ہمارے مخالفین کی بعض تحریرات سے معلوم ہوتا ہو کہ اُنکی عمر اکثر رفضا اور نیا چرہ کی فضلہ خواری مین گذری ہی اُنھین کے مضامین دیکھتے رہے ہین اسیلیے جب کسی کے قول کو دیکھا کہ سید احمد خان وغیرہ کے قول سے ملگیا پس جھٹ سے کہدیا کہ یہ سید کا اتباع ہی وہین سے یہ مضمون لیا گیا ہی حالانکہ ندوہ کے خاص اراکین اُسکے اقوال کو لاَیُعبأ بہٖ خیال کرکے کبھی دیکھتے بھی نہین کہ کیا کہا ہی مگر یہ ظاہر ہی کہ کوئی شخص کیسا ہی بدعقیدہ اور بُرا ہو مگر یہ ضرور نہین کہ اُسکے تمام اقوال و افعال بُرے ہی ہون کوئی قول درست اور کوئی فعل محمود نہو بلکہ ہمیشہ سے چلا آیا ہی کہ نہایت برون کے بھی بعض اقوال صحیح ہوتے ہین اگرچہ بعض ناواقفون پر اُنکی صحت پوشیدہ رہی ہو۔ مخالفین ندوہ کی نظر چونکہ سلف صالح اور متقدمین کے کلام پر نہین ہی بلکہ اُنکی نظر متاخرین کے کلام تک محدود ہی اور وہ بھی زیادہ نہین الزام وغیرہ کی غرض سے روافض و نیاچرہ کے کلام کو دیکھتے رہے ہین اسیلیے سلف صالح کے کلام کے برکات سے محروم رہے ہین وہ نہین جانتے کہ اُنھون نے کیا کہا ہی اور اب چونکہ تمام عمر کی مشق سے جو امر ذہن مین مرتکز ہوگیا ہی اور روافض وغیرہ کے کلام کی شومی اثر کرچکی ہی اسلیے اب سلف کے کلام کا اثر اُنپر نہین ہوتا بلکہ اُسے بھی کھینچ تان کر اپنے مدعا کے موافق بنانا چاہتے ہین۔ جن اقوال کو مخالفین سرسید کے اقوال بتاتے ہین وہ بالکل سلف صالح اور ائمۂ دین کے کلام سے ماخوذ ہین انشاء اللہ ہم آیندہ دکھاوینگے۔ ہان یہ

ممکن ہو کہ کوئی کلام سر سید کا بھی متقدمین کے قول کے مطابق ہو اس سے اُس کلام مین کوئی نقص نہین ہو سکتا ناظرین حق بین میری اِس بات کو خوب محفوظ رکھین۔

مخالفین کا بر سر باطل ہونا

مخالفین ندوۃ العلما کا بر سر باطل ہونا اُنکی تقریر۔ اُنکی تحریر اُنکے طرز عمل سے اظہر من الشمس ہی کیسے برگزیدہ اور مہذب علما کی شان مین کس بے تہذیبی اور بدزبانی سے پیش آتے ہین کہ نعوذ باللہ مثلاً جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب عم فیضہم مفتی عدالت عالیہ حیدر آباد دکن کیسے باکمال اور بافیض اور حلیم عالم بزرگ ہین کہ سبحان اللہ سیکڑون عالم انسے ہوئے۔ اُنکے فیض کی روشنی ہندوستان کے وسیع ملک تک منحصر نہین رہی بلکہ عرب و شام اور بخارا تک اسکی چمک جا پھیل گئی اُنکے شاگردون اور شاگردان شاگرد سے سیکڑون عالم ہو گئے اور ہو رہے ہین غضب ہو کہ اُنکی نسبت واقعہ جاںکاہ لگا گیا ہی۔ ہر ایک اشتہار مین حضرت مولانا ممدوح اور جناب مولانا سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما کی شان مین کچھ نہ کچھ ناملائم الفاظ لکھے جاتے ہین۔ پھر جب حضرات اپنے علم اور فضل کی وجہ سے سکوت کرتے ہین اور بمقتضاے اَعرِض عَنِ الجَاہِلِین کے اعراض کرتے ہین تو کہین شیطان اخرس اور کہین کچھ لکھا جاتا ہی۔ مگران ناشایستہ حرکات سے کیا ہو سکتا ہی بجز مولانا روم کے ارشاد کے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنہٗ پاکان زند

اِس سب و دشنام دہی سے بجز اپنی پردہ دری اور کیا متصور ہے بلکہ دیندار باخدا متقی متشرع۔ اہل دل علما اور بالخصوص جناب ناظم کہ وہ سید حضرت غوث پاک کی اولاد مین ہین انکے لیے اِس سے بڑھکر اور کونسی نعمت ہو سکتی ہی کہ صحابۂ کرام اور اہلبیت عظام اور ائمہ دین پیری اور تائید دین کی بدولت نادان دوست درحقیقت دشمنان دین کے ہاتھ اور زبان سے انکو ایذا پہنچی (۲) کسی وقت محض غلط واقعات لکھ کر اپنے مدعا کے تائید کیجاتی ہی اور مسلمانون کو فریب دیکر اِس

مبارک انجمن سے علیحدہ کیا جاتا ہی (۳) جن عبارتون کے معنی بیان کر دیے گئے ہین اور اعتراض کا جواب دیدیا گیا ہی پھر جب موقع ہوتا ہی اُسی عبارت پر وہی شبہہ پیش کرتے ہین۔ کیا اہل حق کا یہ شیوہ ہو سکتا ہی؟ ہرگز نہین (۴) رسائل ندوۃ العلما پر جو اعتراض کیئے گئے ہین اُنکے جواب مین سمجھانے کے لیے جو قرآن وحدیث اور بزرگون کے کلام پیش کیے جاتے ہین کہ اگر ایسے اعتراض کروگے تو بزرگون کے کلام پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اعتراض وارد ہوگا تو فرماتے ہین کہ ان بزرگون کو ہم مانتے ہین اسلیے انکے کلام کی توجیہ کرتے ہین۔ تم کیا انکے مثل ہو۔ سبحان اللہ کیا انصاف ہی۔ مین ان حضرات سے دریافت کرتا ہون کہ ظنوا المؤمنین خیرا اگلے مسلمانون سے خاص تھا اس وقت کے مسلمانون کو مومن نہین کہتے خدا سے ڈر کر اسکا جواب دو اگر آپ یہ بھی نہ سُنین تو آپ کو رحیم الشیاطین کا حوالہ کافی ہی حضرت ملا بدایونی صفحہ ۷ مین اس بیان مین کہ عبدالرسول وغیرہ نام رکھنا شرک نہین ہی لکھتے ہین " وظاہر کہ مومن عبادت رسول مراد نخواہد داشت وگمان بد کردن باآنکہ بعض الظن اثم وارد مفید ہم نیست" انتہی کیسے جناب ابتو آپ کے جد امجد کیسا صاف کہ رہے ہین کہ صرف مومن ہونا حسن ظن کا خواستگار ہی اُسکے بولے ہوئے الفاظ سے وہ معنی لینا چاہیے جو اُسکے ایمان کے خلاف نہون پھر اسکے برخلاف کیون مسلمان علما کی عبارتون کے معنی ایسے لیے جاتے ہین جو بُرے ہین۔

دوسرے یہ کہ اگر مخالف اسلام یا ان بزرگون کا نہ ماننے والا اس قسم کا اعتراض کرے تو اسکا کیا جواب آپ دین گے۔ مگر آپ تو یہ کہین گے کہ ہمتو گھر ہی مین تلوار کھیلنا جانتے ہین مخالفین اسلام کے مقابلے مین آنے کا سبق ہی نہین پڑھے افسوس ہی کہ یہان نہ حمایت دین کا خیال رہتا ہی نہ وہ حدیث یاد رہتی ہو کہ ساکت عن الحق شیطان اخرس ہوتا ہی۔ کیا یہی اسلام کا دعوی ہی؟ استغفر اللہ۔

مشاہیر علما وصلحا کو برا کہنا

جب یہ دیکھا جاتا ہی کہ اس جماعت کے سرگروہ ہمیشہ کاملین اور بافیض علما کے دشمن ہی رہے ہین تو اس سے بھی ندوۃ العلما کی حقانیت کا پتا ملتا ہی۔ ہندوستان مین علوم ظاہری اور باطنی کا سرچشمہ

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی اور انکا خاندان ہر انکی تضلیل و تفسیق ہمیشہ اُنھون نے کی ہو چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب والد بزرگوار مولوی عبد القادر صاحب بدایونی نے اپنی کتاب بوارق محمدیہ کے صفحہ ۲۰ سے لیکر ۲۴ تک شاہ ولی اللہ صاحب کا ناصبی اور خارجی ہونا ثابت کیا ہو اور یہ بھی لکھدیا ہو کہ تحفۂ اثنا عشریہ برائے رد آن کفایت میکند اور انھین حضرت نے حیدرآباد مین ایک فتوی لکھا تہا جسمین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی نسبت لکھا ہو "قائل فضل ایشان یا متبع ایشان ضال و مضل ست" مگر چونکہ کتاب مذکور اور فتوی اس اطراف مین خوب مشتہر نہین ہو اور اسوقت اُنھین ضرورت اُنکے کلام کی ہو اسلیے قول سابق سے اعراض کرکے حضرت امام ربانی کا باربار حوالہ دیتے ہین۔

ہجو مولانا شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمہ

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کے بعد علم حدیث کا شیوع مولانا شاہ محمد اسحق علیہ الرحمہ سے ہوا اب اسوقت ہند مین جو علماے دیندار حدیث کے جاننے والے ہین تقریباً کل علما اُنھین کے زلہ ربا ہین خواہ بنفسہٖ اُنسے مستفید ہون یا اونکے سلسلے مین ہون اور یہ تمام علما اُنکو بزرگ اور مقتدا مانتے ہین الامن شذ۔ اُنکی ہجو مین مولانا عبد القادر صاحب کے والد بزرگوار نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا اُنھین مکار و خداع وغیرہ سب ہی کچھ قرار دیا ہو۔ چنانچہ رسالہ احقاق الحق مین لکھتے ہین "باب دوم در مکاید نجدیہ" ان مکائد کا انحصار دو مین کیا ہو یکے مکائد اسمٰعیلیہ دوم مکائد اسحاقیہ۔ پھر کید اسمٰعیلیہ بیان کرکے لکھا ہو۔ "چون امامت بمولوی اسحق رسید کار عجیب بنیاد نہاد و آن اینکہ ذکر مسئلہ بے نقل و سند بر خود حرام نمود (الی ان قال) بدین حیلہ رم کردگان رام و وحشت خوردگان را اسیر دام نمودہ عالم عالم از نا واقفان را در خارستان کشید و چون پردہ از عرائس افکار او کار برداشتہ شد صورتے بآن خباثت ظاہر گردید کہ ہر بینندہ بے اختیار لا حول ولا قوۃ الا باللہ بر زبان می آرد و آن تصرف در نقل بانواع و اصناف گاہی یک فقرہ را از میان عبارت منقول عنہ

کردن گاہے بزیادت یک جملہ درمیان عبارت منقولہ از طرف خود گاہی اکتفا بر نقل قولے کہ رد آن عقب آن موجود۔ گاہی بحوالہ ہر کتابے با وجود نبودن آن در کتاب۔ بالجملہ انواع کارستانہا بکار رفتہ است اگر خوف خدا مانع نیامد از فضیحت دنیا ہم نترسید کہ فساق و فجار بلکہ کفار ہم ازین ذلت وظہور رذالت در دنیا ازین جرأتہا در امور دینیہ و دنیویہ مانع می آید انتہی مختصراً" (صـ۱۳)

غرضکہ مولوی فضل رسول صاحب اس مقام پر شاہ محمد اسحق علیہ الرحمہ کو فساق سے بھی بدتر ثابت کرتے ہین اسکے بعد ایک مقام پر لکھتے ہین "بتصرف کمی وبیشی وام تضلیل گستر انیدہ زیادہ ازین بیدینی چہ خواہد بود" اسکا حاصل یہ ہوا کہ مولانا اسحاق علیہ الرحمہ مضل اور بے دین تھے اور سیف الجبار مین لکھا ہی کہ مولوی محمد اسحاق صاحب تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونون کے بادشاہ ہوگئے" الحاصل ہندوستان مین جو اسوقت ہادی علم دین اور رہبر سنت سید المرسلین جمہور علماے دیندار کے نزدیک ہین وہ اس گروہ کے نزدیک مکار، گمراہ کرنے والے۔ بیدین فساق وفجار سے بھی بدتر تھے نعوذ باللہ منہ اب انکے بعد جیسے دہلی کے نواح مین مولوی محمد قاسم صاحب علیہ الرحمہ اور مولوی رشید احمد صاحب سلمہ ہین اور لکھنؤ مین مولوی عبدالحی صاحب مرحوم تھے ان حضرات سے بھی بہت کچھ فیض ہوا جسکے بیان کی حاجت نہین جسقدر فیض ہوا اسیقدر انکی شہرت بھی ہوئی۔ یہ حضرات بھی اس فرقے کی زبان سے محفوظ نرہے انکی تضلیل وتفسیق بھی بڑے زور وشور سے ہوئی اور رسالون کے لام بندہ گئے اور رسالے بھی کیسے جنکے نام سے شائستگی ٹپک رہی ہی مثلاً دو صد تازیانہ بر جہود زمانہ اسمین مولانا رشید احمد صاحب پر وہ لے دے ہی کہ العظمۃ للہ کوئی دقیقہ انکی ہجو کا اٹھا نہین رکھا مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا محمد قاسم مرحوم اور جتنے علماے دیوبند اور سہارنپور وغیرہ ہین اور انکے تلامذہ انکے معتقدین ان سب کو یہ حضرات کافر سمجھتے ہین۔ اب خیال کیجیے کہ ہندوستان مین کسقدر عظیم الشان گروہ جنہین علماؔ۱ صلحا کثرت سے

۱؎ اگرچہ بعض مسائل مثل امکان کذب ومیلاد شریف وفاتحہ وغیرہ مین فقیر انکے خلاف ہی مگر نہ اسقدر کہ دائرۂ اسلام سے مین خارج سمجھون ۱۲

ہین سب اسلام سے خارج ہوکر کفار مین انکے نزدیک داخل ہو گئے (دو صدتا زیادہ اور سطوہ وغیرہما ملاحظہ ہو) اور ارغام الجاہل۔ تنبیہ الاشرار یہ رسالے مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کے مقابلے مین ہین جاہل اور اشرار سے مراد مولوی عبدالحی مرحوم اور اُنکے شاگرد ہم مشرب ہین انکے مضامین کی عمدگی اور تہذیب انکے نامون سے ظاہر ہی کچھ کہنے کی حاجت نہین۔ مشہور بافیض علما مین مولانا محمد لطف اللہ صاحب عم فیضہم بیچے ہوئے تھے اب وہ بھی انھین بزرگون کے سلسلے مین آگئے اور انکے لیے بھی ایک رسالہ خاص تیار ہوگیا جسکا نام واقعۂ جانکاہ رکھا گیا ہی اور ضمناً دوسرے رسالون اور اشتہارون مین جو کچھ لے دے ہی خدا ہی اُسکو سمجھے۔ ان حالات پر نظر کرنے سے پورا یقین ہوگیا کہ انھین اہل کمال اور بافیض حضرات سے دشمنی ہی اور اسکا باعث صرف حسد ہی۔ چونکہ یہ حضرات نہ اُن علما مین ہین جنکے علم وفضل کو اہل علم مانتے ہون نہ انھون نے تدریس اسطرح کی جس سے شہرت ہو اسلیے اہل کمال کی شہرت انھین پسند نہین۔ آتش حسد انکے قلوب مین اشتعال پیدا کرتی ہی اسلیے اہل کمال کے پیچھے پڑجاتے ہین اور عوام کے بہکانے کو ایک جھگڑا نکال لیتے ہین۔ اپنی شہرت کا یہ عمدہ ذریعہ خیال کیا ہی کہ مشاہیر علما کو ہدف بنائین اور دوسرون کے نام سے رسالے لکھین اور اپنا تذکرہ بڑی عظمت سے کرین اور اپنی نام پر مولانا اولانا اور بڑے بھاری بھاری لقب تحریر فرماکر اپنے نفس کو خوش کرین۔ مگر مین نہایت سچائی اور انکی خیرخواہی سے کہتا ہون کہ ایسی بیہودہ اور لچر باتون سے اہل کمال کی شان مین بٹہ نہین لگ سکتا اور نہ اُنکو ایسی شہرت سے کوئی نفع پہونچ سکتا ہی۔ آفتاب کے چھپانے کو کوئی کتنی ہی گرد اُڑائے مگر وہ کبھی گرد آلود نہین ہو سکتا گرد اُڑانے والا ہی خاک آلود ہوتا ہی۔

اصل بات یہ ہی کہ اکثر طبیعتین نزاع پسند ہوتی ہین اسلیے وہ جدال کو زیادہ پسند کرتی ہین اور علماے صالحین اس سے کنارہ کش رہتے ہین اتفاقیہ کسی نے اپنے خیال مین ضرورت سمجھکر تحقیق ودیانت سے کچھ لکھدیا یہ اور بات ہی۔ ان حضرات نے میدان خالی پاکر عوام کو آمادہ کیا اور دین کی حمایت اسی جدال اور گالی گلوج مین حصر کردی اور آپ حامی دین اور مجاہد بنکر رسالے اور پلٹنین جاری کرنا شروع کردین اور بیجا بیجا پھرنے لگی۔ آمین انھین اسقدر کامیابی تو ضرور ہوئی کہ ضدی اور بعض جھگڑا پسند

حضرات اُنھین مجدّد عصر لکھنے لگے اگر یہ جھگڑا وہ نہ اُٹھاتے تو کون اُنھین جانتا اور مجدّد عصر لکھتا جہان حضرت بریلوی سے مجدد اور جناب پٹنوی اور مولف اسعاد سے قاضی اور حضرت بدایونی سے مفتی ہونگے وہان کیون نہ ایسی تحریرین اور باتین ہونگی کہ اسلام کے لیے آج ہی روز فنا نظر آجائے۔

اب مین ایسے مناظرے کی حقیقت حال امام غزالی کے کلام سے لکھے دیتا ہون کیونکہ وہ اس فن کے بھی امام ہین امام ممدوح نے بہت تفصیل کے ساتھ احیاء العلوم مین ایسے جدال کی بُرائی کی ہی اور جسقدر ضروری ہی اُسے بھی لکھدیا ہی مین اُسکا مختصر اردو مین لکھتا ہون جسکا دل چاہے اصل کتاب سے ملالے۔ فرماتے ہین کہ مناظرہ صرف عوام غیر متعصب کے لیے مفید ہوتا ہی اور جب بدعتی کچھ بھی مناظرے سے واقف ہو جاتا ہی اور تعصب اُسکا بڑھ جاتا ہی تو پھر عامی شخص کی اصلاح سے بھی نا امیدی ہو جاتی ہی کیونکہ تعصب سے عقائد ذہن مین خوب جم جاتے ہین اور مبتدعین کا متعصب ہوجانا اور برے عقیدونکا اُنکے دل مین جم جانا علماء سوء کے فعل کا نتیجہ ہی کہ وہ حق امر کے تعصب مین مبالغہ کرتے ہین اور مخالفین کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اسکا انجام یہ ہوتا ہی کہ وہ لوگ بھی مقابلے کو آمادہ ہوتے ہین اور باطل امر کی مدد کے لیے اُنکے دلون مین جوش ہو جاتا ہی اور جس امر کا الزام انپر لگایا گیا ہی اُسپر وہ مستحکم ہو جاتے ہین اگر حضرات علما نرمی اور محبت وخیر خواہی سے تنہائی مین اُنھین سمجھاتے اور تعصب نکرتے اور حقارت کی نظر سے اُنھین نہ دیکھتے تو غالبًا کامیاب ہوتے لیکن چونکہ عوام مین قدر ومنزلت اُسیوقت ہوتی ہی کہ خوب تعصب کرے اور مخالف کے ساتھ لعن وطعن اور گالی گلوج سے پیش آئے (جیسا مخالفین ندوہ کر رہے ہین) اسلیے ایسے علما تعصب کو اپنا حربہ اور اپنی عادت کر لیتے ہین اور ظاہر کرتے ہین کہ ہم دین کی حفاظت کرتے ہین اور مسلمانون کی طرف سے لڑتے ہین اور واقع مین اس فعل سے خلقت کی بربادی اور دلون مین بدعت کا جمادینا ہی (اور یہی وجہ ہی اراکین ندوہ کی خموشی کی اور پھر امام فرماتے ہین) اور سلف کے خلاف جو جھگڑے اس پچھلے زمانے مین نکلتے ہین

اور جس قسم کی تحریرین اور تصنیفین اور مناظرے ہوئے ہین مسلمانون تم اُسکے گرد بھی بھٹکنا اور اُسطرح بچنا جیسے زہر قاتل سے بچتے ہین کیونکہ یہ مرض لاعلاج ہی بعض علما جو اس فن کے قائل ہین تحقین اُنہیں یہ کہتے سُنا کہ جس شخص کو کوئی بات نہین آتی وہ اُسکا دشمن ہوا کرتا ہی (اے مسلمانون) تم اس کہنے سے بدگمان نہو تمہین ذی علم خبردار سے پالا پڑا ہے تم اُسکی نصیحت کو قبول کر وجسنے ایک زمانے تک اپنی عمر کو اسمین ضائع کیا ہی اور بلحاظ تحقیق اور تصنیف اور مناظرات کے اگلون پر سبقت لیگیا ہی مگر الحمدللہ خدا نے ہدایت کی اور اسکی برائیون پر ہمین مطلع کر دیا اسلیے اُسے چھوڑ کر اپنے نفس کی اصلاح مین مشغول ہوا۔ آخر مین جو امام حجۃ الاسلام فرماتے ہین کہ تم اُسکی نصیحت کو مانو جسنے ایک زمانے تک علم کلام مین اپنی عمر ضائع کی ہی یہان امام صاحب خود اپنی حالت کہ رہے ہین یعنی فرماتے ہین کہ مین نے اس فن مین عمر ضائع کی اور بہت کچھ کمال پیدا کیا مگر جب اللہ تعالی نے اُسکے عیوب پر مجھے متنبہ کر دیا اُسوقت مین نے اُسے چھوڑ دیا۔

تنبیہ یہانسے امام صاحب کے اُس قول کا مطلب سمجھ لینا چاہیے جہان علم کلام کو فرض کفایہ کہتے ہین کہ اُسکی مقدار کیا ہی اور اُسکا طریقہ کیا ہی۔ یہ طریقہ جو مخالفین ندوہ برت رہے ہین وہ امام ممدوح کی تصریح کے مطابق مطلقاً گمراہی ہی اور یہین سے اُس روایت کی شرح سمجھ لینا چاہیے جسمین بدعتی کے نسبت سختی اور تحقیر کرنا امام نے نقل کیا ہی۔ یہان خود امام سختی اور تحقیر کو نہ اور نرمی کو مبتدعین کے مقابلے مین مفید بتا رہے ہین اس تنبیہ کو ناظرین خوب یاد رکھین اب مین اہل حق سے بالتجا خواستگار ہون کہ ایک طرف امام ممدوح کے اس قول کو پیش نظر رکھین اور دوسری طرف جدید اہل سنت کی تحریرات، اور رسالجات، اور بیہودہ اشتہارات کو دیکھین اور انصاف سے فرمائین کہ انکی روش اہل حق کی ہی یا بقول امام ممدوح یہ گروہ خلقت کا تباہ کرنے والا ہی اور اُسکی تحریرین اُوس قبیل کی ہین جسکے نسبت امام حجۃ الاسلام فرماتے ہین کہ تم اوسکے گرد بھٹکنا اور اُسے زہر قاتل جاننا۔ مقام غور ہی کہ امام ممدوح پانچوین صدی کی تصنیفون کو سم قاتل کہ رہے ہین پھر تیرہوین صدی کے بعد کی تحریرونکا کیا حال ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مین نہایت سچائی سے کہتا ہون کہ تمام باتون سے قطع نظر کر کے صرف امام ممدوح کا قول انکے روش کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کردیتا ہے اور صاف بتا دیتا ہے کہ انکی یہ سب کارروائی اور انکا جوش و خروش صرف حب جاہ و نفسانیت کی وجہ سے ہے۔ پھر اسکے ساتھ ندوۃ العلما کی روش پر نظر ڈالین کہ باوجودیکہ اِس گروہ نے بہت کچھ اشتعال دیا اور نہایت بیہودہ طریقہ سے جھوٹے الزامات بھی دیے مگر اُنھون نے نہایت تحمل سے برداشت کیا اور طریقۂ سلف کو ہاتھ سے نہ دیا اور امام ممدوح کی نصیحت کے پابند رہے بہت شور و شغب کے بعد ایک رکن نے اطلاع عوام کے لیے ایک رسالہ ارشاد الکملا اور دوسرے بزرگ نے ایک رسالہ القول الفاصل لکھا تو کس تحقیق اور تہذیب سے کہ سبحان اللہ یہ لاجواب اور نادر رسالے دیکھکر بھی شرم نہ آئی اور اُسکی تہذیب و تحقیق سے سبق نہ لیا اور پھر اُسکا جواب بھی لکھ ہی دیا اُسی بے تہذیبی اور بیہودہ گوئی سے۔

یہ امر اظہر من الشمس کرتا ہے کہ ندوۃ العلما طریقۂ سلف پر چلنا اور لوگون کو چلانا چاہتا ہے وہ نفسانیت سے علیحدہ ہے ورنہ اُسمین ایسے ایسے مناظر ہین کہ اگر وہ انکی طرح نفسانیت پر آجاتے تو حضرت بدایونی اور بریلوی کے ہوش پران کر دیتے مگر اُنھون نے اسطرف توجہ نہ کی۔ اب مین ناظرین حق بین سے خواستگار ہون کہ وہ مخالفین کی تقریر و تحریر ملاحظہ کر کے فرمائین کہ حسب ارشاد و تصریح امام ممدوح یہ گروہ علماے سو مین داخل ہے یا اسمین کوئی تامل اور کسی قسم کا شبہہ ہو سکتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام کا یہ قول دیکھ کر میری ہمت اِس رسالے کے تحریر مین پست ہوگئی ورنہ عزم تھا کہ اُنکے الزامون کا مفصل جواب دون اور خصوصاً اسعاد الجہلا کے تو ایک ایک لفظ کی خبر لون اِس تمہید کے بعد مین معترضین کے اعتراضات کا خلاصہ لکھکر اہل حق کے روبرو انکے جوابات پیش کرتا ہون میرا مقصد صرف مسئلہ کی تحقیق اور اُن حضرات کی تسکین ہے جو ناواقفیت سے متردد ہین یا حق کو ناحق اور باطل کو حق خیال کر چکے ہین واللہ ولی التوفیق۔

مخالفین کے رسالے جو مین نے دیکھے اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھین پہلے تو زیادہ تر ندوے

کی روش اور اسکے افعال پر اعتراض تھا اور کہین کہین بعض عبارتون پر شبہہ کیا تھا جب ارشاد الکلام وغیرہ مین نہایت عمدہ اوسکا جواب دیا گیا تو اونھون نے دوسرا پہلو اختیار کیا اور انکے بعض اقوال کا بطور خود مدعا نکال کر غل مچانا شروع کیا کہ ندوہ یون کہتا ہی حالانکہ وہ قول ندوے کا ہرگز نہین ہے اور اگر ہے تو وہ مطلب نہین سمجھے یا سمجھکر محض نفسانیت سے عوام کے بھکانے کو بُرا عنوان بیان کر رہے ہین۔

اگرچہ پہلے اعتراض کا جواب رسالہ مذکور مین مفصل مذکور ہی مگر مین ناظرین کے ملاحظے کے لیے کچھ اُسمین سے اور کچھ اکابر کے قول زیادہ کرکے بیان کرتا ہون اور کہین کہین اُنکے جواب کی بھی غلطی لکھونگا پہلے اعتراض کا محصل یہ ہی کہ اس مجلس مین وہابی نیچری شیعی فساق فجار سب شریک ہین اور ہر ایک گروہ کے علما کو علماے دین کے ہمراہ مخصوص جگہ پر بٹھایا جاتا ہی جس سے اُنکی توقیر ہوتی ہی اور بعض وقت دوسرے گروہ کے ذی علم سے بیان کرایا جاتا ہی اس صورت مین کئی محظور شرعی لازم آتے ہین (۱) یہ کہ بمقتضاے آیۂ کریمہ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا کے فساق وبدعقیدہ لوگون سے اجتناب چاہیے یہان ان سے خلا ملا ہوتا ہی (۲) فساق ومبتدعین کی توقیر ہوتی ہی اور اسکی ممانعت صراحۃً حدیث مین آئی وہ حدیث یہ ہی "من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام" یعنی جسنے بدعتی کی تعظیم کی اُسنے اسلام کے مٹادینے مین مدد دی (۳) جب دینی مجلس مین مبتدعین بیان کرینگے تو دو خرابیان لازم آئینگی ایک یہ کہ اگر اُنھون نے کوئی امر خلاف اہلسنت بیان کیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو دوسرے ساکت رہینگے یا کچھ کہینگے اگر خاموش رہین تو اس غلط اور باطل عقیدے کی مجمع عام مین تقریر وتسلیم ہوگئی اور اگر اِس کلام کا رد کیا جائے تو مجلس مین برہمی پیدا ہوگی جسکی وجہ سے خلاف وضع مجلس اور بے تہذیبی کا الزام اہل علم پر آئے گا۔ غرض کہ انکی شرکت مین یہ محظور رہین۔

جواب۔ ان تمام شبہات کا جواب کافی طور سے نہایت تہذیب ومتانت سے ارشاد الکلام

اور القول الفاصل مین دیا گیا ہی۔ مگر جواب حق تو اہل حق کے واسطے کافی ہو سکتا ہی نہ نفس پرستون کے لیے جب قرآن مجید کے لیے یون ارشاد ہو "ہدیً للمتقین" اور "یضل بہ کثیراً و یہدی بہ کثیرا" تو انسان کے کلام کی کیا ہستی ہو لہذا مین بھی ایسے حضرات سے خطاب نہین کرتا طالبین حق سے کہتا ہون۔

ای حضرات! آپ غور کرین جو علما اس کام کو کر رہے ہین وہ بھی ذی علم ہین اور تفسیر حدیث فقہ سب پر اونکی نظر ہے انکا علم انکا گروہ معترضین کے گروہ سے بہت زیادہ ہی اگرچہ معترضین نے بہت سے عوام کو جنھین میزان تک نہین آتی مولانا اولانا کا لقب دیکر ناواقفون کے دکھانے کو اپنا گروہ بڑا کر کے دکھایا ہی مگر در اصل اُنکے ہمراہ کوئی ذی علم نہین بجز دو چار شخصون کے جو ناواقفی یا کم فہمی سے اُنکے ہمراہ ہو گئے ہین یہی وجہ ہی کہ جنھون نے بنظر انصاف جلسہ کو دیکھا فوراً اپنی راے سے رجوع کیا اور ندوۃ العلما کے شیفتہ ہو گئے۔ کئی استفتے لکھکر اُسپر دستخط کرائے جاتے ہین اور جو کوئی نہ کرے اُس سے اصرار ہوتا ہی اور لپٹے جاتے ہین استفتے کی حالت ظاہر ہی کہ جس طرح کا سوال کیا جائے گا ویسا ہی جواب ملے گا۔ پھر یہ کہ جب خود ہی اپنے مدعا کے موافق جواب لکھدیا گیا تو اسوقت مین اتنا علم کہان کہ فوراً دیکھتے ہی اوس جواب کے نقائص خیال مین آئین اسلیے سرسری نظر مین وہ جواب اچھا معلوم ہوتا ہی لہذا اُسپر دستخط کر دیے جاتے ہین بعض اپنی تحریر مین شرائط و قیود لگا کر دستخط کرتے ہین مگر دیکھنے والے کی نظر اُن قیود پر کب پڑتی ہی بظاہر یہ کہنے کو ہوتا ہی کہ اتنے لوگون کے دستخط ہین غرضکہ عجب سامان تضلیل اور دام تزویر پھیلا رکھا ہے یہ بھی دکھایا جاتا ہی کہ بعض علما جو پہلے شریک ندوہ تھے اب علیحدہ ہو گئے۔ اوسکی حقیقت یہ ہی کہ جب ان حضرات نے اسقدر غل مچایا اور شرکای ندوہ پر بوچھاڑ شروع کر دی تو بعض گوشہ نشین حضرات نے جھگڑے مین پڑنا پسند نہین کیا اور سمجھے کہ ہم خواہ مخواہ گالیان سُنین اسلئے علیحدہ ہو گئے کسی بُرائی سے اُنکو علیحدگی نہین ہی۔ البتہ شاہ امین احمد صاحب چونکہ نہایت سیدھے اور بھولے بھالے بزرگ ہین وہ بعض اپنے مریدین کے کمال فہمائش سے خلاف ہو گئے مگر اللہ سے امید ہی کہ اُنھین کے

خاندان سے ندوے کو مدد پونہچے گی اور کبھی وہ بھی اپنے متعصب مرید کی غلط بیانیون کو سمجھینگے؟ خدا اونکی عمر دراز کرے - اب اصل امر کیطرف رجوع کیجیئے۔

چونکہ اس تحریر کے دیکھنے والے دو قسم کے حضرات ہونگے اسلیے مین جواب الزامی اور تحقیقی دونون دیتا ہون۔

جواب الزامی بریلی کے جلسے کے قبل یعنی جب تک مولوی احمد رضا خانصاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب نے علم مخالفت بلند نہین فرمایا تھا یہ حضرات خود ایسے جلسون کے شریک بلکہ صدر انجمن رہے ہین جنمین شیعہ وہابی وغیرہ شریک تھے بلکہ یہ حضرات خود انکو شریک کرتے تھے مین نے بریلی کے ایک معزز نوجوان کی تحریر دیکھی ہی جسکی عبارت بجنسہ نقل کرتا ہون "ہمنے بہت تھوڑا زمانہ ہوا جب تک مولوی حسن رضا خانصاحب کو (جنکے نام سے رسالہ سوالات حق نما بر دوس ندوۃ العلما ہی) میر صادق حسین صاحب شیعی کے یہان شطرنج کھیلتے اور حکیم امداد حسین صاحب سے ملتے اور ہر روز انکے مکان پر جاتے دیکھا ہی (کسی علاج کی غرض سے نہین محض ملاقات کی غرض سے) اور خود مولوی احمد رضا خانصاحب کو مذہبی معاملے یعنی قربانی کے جھگڑے مین شیعہ صاحبان کے مکان پر جاتے اور انسے مدد لیتے اور چندہ کرتے دیکھا ہی اور نواب عبدالعزیز خانصاحب کے مکان پر اسی قربانی کے بارے مین جناب مولوی صاحب نے ایک جلسہ کیا اور باوجودیکہ بہت سے اہل سنت موجود تھے مگر صرف ایک شیعہ صاحب کے انتظار مین جنکا نام شاید بندہ حسن صاحب ہی ایک گھنٹے تک جلسہ ملتوی رکھکر اہل سنت کو تکلیف انتظار مین رکھا اور جب تک وہ شیعہ صاحب تشریف نہ لائے وعظ نفرمایا۔

اس مضمون کی کسیقدر تفصیل بریلی کے اور معززین سے اسطرح معلوم ہوئی کہ قربانی کی نزاع مین مسلمانان بریلی نے ایک انجمن قائم کی اوسکے صدر مولوی احمد رضا خانصاحب ہوئے اس انجمن مین سُنّی شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ وہابی سب شریک ہوئے اور مولوی صاحب اس انجمن کے شرکت اور اسکی مدد کے لیے مختلف مقامات پر وعظ فرماتے رہے جنمین ایک مقام وہ بھی تھا جہان شیعہ حسن صاحب

شیعی کا ایک گھنٹے تک انتظار کیا گیا۔ اگرچہ اُنھون نے چندہ بہت قلیل دیا کیونکہ وہ متمول نہ تھے مگر کسی مصلحت کی وجہ سے مولوی صاحب نے انتظار کیا تھا۔ ایک جلسہ اس انجمن کا مولوی صاحب کی اجازت سے شیعون کے کاسلے امام باڑے مین ہوا تھا اگرچہ مولوی صاحب کسی عذر سے اُس جلسے مین شریک نہین ہو سکے اور مولوی محمد یعقوب علیخان صاحب اُنکی جگہ صدر کیے گئے۔ شیعون نے ۵۰۰ روپیہ چندہ دیا اور یہ روپیہ بشمول چندۂ اہل سنت مولوی احمد رضا خانصاحب کے پاس جمع ہوا۔ سید رضا حسن صاحب شیعی مولوی صاحب کے مکان پر اکثر شریک مشورہ رہتے تھے

اِس مقدمے کے طے ہونے کے بعد محرم و رام نومی کا مقدمہ پیش آیا اُسوقت مولوی صاحب بریلی مین نہ تھے بعض تعزیہ دارون نے کہا کہ جو روپیہ قربانی کے معاملے کا جمع ہوا ہے اسمین سے صرف کیا جائے مگر اور فہمیدہ مسلمانون نے کہا کہ قربانی شعائر اسلام مین سے ہے اور تعزیہ داری مروجّہ ممنوعات شرعیہ مین سے ہے تو جو روپیہ شعار اسلام کے قائم رکھنے کے لیے جمع کیا گیا ہے وہ ممنوع شرعی مین صرف نہونا چاہیے۔ مگر جب مولوی صاحب تشریف لائے جنکے پاس روپیہ جمع تھا تو اُنھون نے کسی مصلحت سے اسے جائز کر کے مسلمان تعزیہ دارونکی درخواست منظور کی اور آخر تک وہ روپیہ اُس مقدمۂ ثانیہ مین صرف ہوتا رہا۔ یہ امر پہلے سے قرار پا چکا تھا کہ جو کچھ روپیہ چندے کا باقی رہجائے وہ چندہ دینے والون کو حصہ رسد واپس دیا جائے بعد فراغ اُن دونون مقدمونکے تخمیناً چودہ سو روپے باقی رہے تھے چندہ دینے والون نے بہت تقاضا کیا مگر اسوقت تک وہ روپیہ مولوی صاحب نے واپس نہین دیا۔ یہ معاملے ایسے ہین کہ بریلی مین اسکے شریک اِنسے واقفیت رکھنے والے ابتک بہت لوگ موجود ہین جسکا جی چاہے دریافت کرلے۔

اب ناظرین اور بالخصوص حضرت مولوی نظیر احمد خان صاحب بریلوی کی دیانت کو ملاحظہ کرین اور لاترکنوا الے الذین ظلموا کے معنی حضرت ممدوح سے دریافت کرین کیا یہ آیت پانچ چھ برس پہلے نہ تھی یا حضرت ممدوح کی نظر اُسپر نہ پڑی تھی۔ جو ندوے سے پہلے تو اُنھون نے روافض غیر مقلدسے اختلاط کیا۔ اُنسے مشورہ کرتے رہے۔ اُنسے مدد لیتے رہے مگر ندوے کے دو سال کے

بعد سے اُنھین آیت کی خبر ہوئی یا مولوی نظیر احمد خان صاحب نے اُنھین خبردار کیا اور اگر یہ آیت پہلے سے اُنکے علم مین تھی تو اس سے قبل روافض وغیر مقلدین سے کیون میل تھا صرف اس وجہ سے وہ جلسے اونکے تھے اونکے اختیار مین اوسکے صدر وہ اوسکا روپیہ اونکے قبضے مین رہا یہان یہ کچھ نہین ہے نہ وہ اعزاز ملسکتا ہے کیونکہ یہان بہت بڑے بڑے علما موجود ہین نہ روپیہ ہاتھ مین آسکتا ہے اسلیے وہ جلسہ بُرا اور اوسکی شرکت گناہ۔

یہ اُمور جو مین نے بیان کیے خاص حضرت بریلوی صاحب سے مخصوص نہین ہین بلکہ حضرت بدایونی مولوی عبدالقادر صاحب اور اونکے صاحبزادے وغیرہ سے بھی اس قسم کے اختلاط وغیرہ ثابت ہین۔ حیدرآباد اور بمبئی کے ہزارہا آدمی واقف ہین کہ سردار دلیر جنگ اور اُنکے بیٹے کس خیالات کے آدمی ہین بمبئی مین اُنکا عالیشان ہوٹل موجود ہے جسمین شراب وسور کے گوشت کی علانیہ خرید و فروخت ہوتی ہے اور وہ اس سے نفع اُٹھاتے ہین مگر باوجود اسکے مولانا عبدالقادر صاحب بمبئی اور حیدرآباد مین مہینون اِنکے مہمان ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتے ہین شاید اُنکے لیے مولانا ممدوح نے شراب اور سور کی خرید و فروخت اور اُس سے نفع اُٹھانا جائز کردیا ہو کیونکہ اُنکے ہوٹل مین یہ سب کچھ ہوتا ہے علاوہ اسکے چندروز ہوئے یعنی ۱۱۔صفر سنہ ۱۳۱۵ھ کو جامع مسجد بدایون مین میلاد شریف اور گیارہوین شریف کی ایک مجلس قائم کیگئی ننھے میان صاحب نے جنکے صَرف سے یہ جلسہ ہوا اس جلسے کی اطلاع وشرکت کی خواہش اپنے اعزہ اور احباب کو بذریعۂ تحریر کے دی تھی اُسمین یہ مضمون تھا کہ مجلس میلاد شریف اور گیارہوین شریف ۱۱۔صفر کو جامع مسجد بدایون مین بتقریب مسرت تولد فرزند ارجمند جناب صاحب کلکٹر بہادر ہوگی آپ لوگ شریک جلسہ ہون

حسب قرارداد ۱۱۔صفر کو جلسہ ہوا پہلے مولوی عبدالقادر صاحب نے پھر اُنکے صاحبزادے عبدالمقتدر صاحب نے پھر مولوی عبدالقیوم اور مولوی سورتی صاحب نے بیان کیا۔ تمام مجمع فرش پر تھا مگر تین کرسیان بھی مسجد مین بچھی تھین۔ مولوی سورتی صاحب کا بیان ہو رہا تھا کہ مولوی جمیل حم

صاحب خطیب جامع مسجد نے گھڑی مین وقت دیکھنا شروع کیا اتنے مین صاحب کلکٹر بہادر کی مع دیگر صاحبان یوروپین کے تشریف آوری معلوم ہوئی اونکے استقبال اور پیشوائی کے لیے شیخ انتظام الدین صاحب اور ننھے میان صاحب اور خطیب صاحب تشریف لیگئے اور صاحب بہادر کو ممبر کے قریب تک لاکر نہایت مسرت سے پھولون کے ہار صاحبان مذکورین کے زیب گلو کیے صاحبان ممدوحین بیٹھے نہین اپنے وہی معمولی بوٹ پہنے ہوئے مسجد کے گنبد وسطی مین چند منٹ ٹہل کر واپس ہوئے حضرات مذکورین نے مع دس پندرہ مسلمانون کے بغرض تعظیم اونکی مشائعت کی اور شیرینی بھی اونکے ہمراہ کی گئی اِس جلسے مین ایک مدرسے کا بھی افتتاح کیا گیا۔

اب مخالفین ندوہ اور بالخصوص جناب مولانا نذیر احمد خانصاحب احمد آبادی فرمائین کہ اِس مبارک محفل مین رکون الی الظلمہ ہوا یا نہین اور مسجد کی بیحرمتی ہوئی یا نہین اور مسلمان و بالخصوص علما کو فرش پر بٹھاکر حکام کو بلند جگہ پر بٹھانے کی تجویز کی گئی یا نہین۔ ذرا انصاف سے فرمائیے گا کیا مولوی عبد القادر صاحب اور اونکی ذریت آیت لاترکنوا الی الذین ظلموا کے مخاطب نہین ہین بلکہ غریب مسلمان اہل ندوہ ہی اِسکے مخاطب ہین۔

اور ملاحظہ ہو اسوقت میرے روبرو روئداد مجلس تعمیر و مرمت جامع مسجد بدایون واقع جلسہ ۲۰ جب ۱۳۱۸ ہجری رکھی ہی اِس مجلس کے صدر حضرت بدایونی مولوی عبد القادر صاحب ہین اور اِسکے مہتمم اونکے صاحبزادے مولوی عبد المقتدر صاحب ہین۔ آئین وہی کثرت رائے پر فیصلہ قرار پایا ہی اراکین مجلس کی بڑی فہرست ہی اُنہین مولوی طفیل احمد صاحب۔ مولوی محمد مقبول رضا صاحب۔ مولوی قاسم علی صاحب۔ مولوی جعفر حسن صاحب شیعہ۔ مولوی ریحان رضا صاحب غیر مقلد ہین یا نہین۔ اب مولوی عبد القادر صاحب فرمادین کہ اس مجلس کے رکن حنفی غیر مقلد شیعہ ہین یا نہین اسی جلسے مین بصدارت مولوی عبد القادر صاحب چھٹا امر یہ طی ہوا ہی کہ ایک ایک نقل روئداد کی خدمت مین حضور پُر نور اعلےٰ حضرت حامی دین متین فرزند دلبند دولت انگلشیہ ظل سبحانی نواب محمد حامد علی خان بہادر اور ایک خدمت مین مسٹر ہبولاک صاحب بہادر جج شاہجہانپور اور مسٹر ولیم صاحب بہادر

مجسٹریٹ ضلع بدایون بھیجی جاوے مسٹر میولاک صاحب بہادر نے ذاتی امداد بھی اس مسجد کی فرمائی ہی۔ اب عین فرقۂ اہلیہ فرمائین کہ یہ رکون الے الذین ظلموا ہی یا نہین اور رو ئداد ندوہ مین جو مسٹر سید محمود یا نواب محسن الملک بہادر کو اہل الرائے لکھا گیا تھا تو اُسکے معنی قاضی صاحب نے مجتہد العصر کے بتائے ہین یعنے اہل ندوہ سید ممدوح کو دینی مجتہد کہتے ہین جسطرح امام اعظم وامام شافعی تھے اب ہم اگر حضور پر نور اعلی حضرت کے معنی فرشتہ یا پیغمبر کے لین تو کون امر مانع ہی یعنی یہ کہین کہ نواب صاحب بہادر والی رامپور دام ملکہ وزاد ہمتہ فی امور الخیر کو فرقۂ اہلیہ فرشتہ یا پیغمبر قرار دیتے ہین۔ یہ کیفیت تو خان بریلوی اور شیخ بدایونی کی بیان کیگئی۔ اب تھوڑی سی حالت مولانا نذیر احمد خان صاحب کی بھی ملاحظہ کیجیے۔ ہمارے اُستاد بھی کچھ ان حضرات کے بہکانے مین آگئے ورنہ ہمین خوب یاد ہی کہ حکیم محمد جان صاحب شیعی دہلوی سے چار پانچ برس تک طب پڑہتے رہے اور کس ادب وتعظیم سے پیش آتے تھے مولانا کو خوب یاد ہوگا کہ حکیم صاحب کے آنے کے وقت لانا تعظیمًا سرو قد کھڑے ہو جاتے تھے اور جب حکیم صاحب فالج کے عارضے مین بیمار ہوئے اُسوقت آپنے کس دلسوزی سے عرصہ تک اُنکی تیمارداری کی اور پھر اسی پر بس نہین ہی بلکہ اُنکے انتقال کے بعد اُنکے صاحبزادے شیعہ کو نہایت شفقت ومحنت سے اُنکے گھر جاکر پڑہاتے تھے اور ان سے ہم نوالہ اور ہم پیالہ بھی رہتے تھے۔ فرمائیے کہ یہ مبتدعین سے اُستادی شاگردی اور اُنکی توقیر اُنسے یہ خلا وملا اور یہ شیر وشکر رہنا اور پھر اتفاقیہ نہین برسون تک یہی حال رہا اور ندوے کے مقابلے مین یہ زور وشور کہ مبتدعین سے مجالست مکالمت حرام وہ کون قرآن وحدیث اور اجماع تھا جس سے آپ کو اہل تشیع سے اسقدر شیر وشکر رہنا جائز تھا اور اب ندوے کے لیے مجالست تک حرام ہی۔ یہ حالت تو جناب کی رفاض کے ساتھ تھی نیا چرہ کے ساتھ جو رسم جناب کی رہی ہی وہ بھی مجھے کچھ یاد ہے۔ خانقاہ مظہریہ کے مسجد کے آپ امام تھے مین اُسوقت پڑہتا تھا کئی مرتبہ خدمت امامت میرے سپرد کرکے حاجی محمد اسمعیل خانصاحب رئیس دتاولی کے پاس آپ تشریف لیگئے چونکہ وہ آپکے خدمت گزار دوست ہین مگر یہ اظہر من الشمس ہی کہ وہ سرسیّد

پیر صاحب کے نفس ناطقہ تھے اور غالباً اب تک سلسلہ خط و کتابت اُنسے آپ کا ہی۔ الغرض تینون حضرات کی حالت بیان کیگئی جو مخالفت ندوہ کے بانی اور رسالہ بازیون کے باعث ہین۔ یہ تو ہین نے مبتدعین سے میل جول کا ذکر کیا اور اگر فساق و فجار سے میل جول بیان کیا جائے تو اُسوقت پوری قلعی کھلے گی مگر ہم کسی کی پردہ دری اچھی نہین سمجھتے ورنہ یہ حضرات انھین کو ملاحظہ کرین جنھین اپنی مجلس کا مزنی قرار دیا ہی علماے اہل سنت کا مزنی اور پھر سود خوار اور کیا کیا کہون اور پھر اُنھین عالی جناب معلی القاب کے معزز خطاب سے لکھا جاتا ہی افسوس صد افسوس پٹنہ مین جو اس فتنے کے بانی ہوئے ہین اُنکی پرورش اکثر سود ہی کے روپے سے ہوئی ہی اُنکے والد اب تک سود خواری مین مشہور ہین وہ بھی اس مجلس اہل سنت کے بڑے حامی ہین چنانچہ اپنے ایک خط مین بدایونی قبلہ کو لکھتے ہین کہ میرے والد صاحب قبلہ مدظلہٗ اصلح اللہ حالہ بشیک ارتکاب سود ہوای مین مبتلا ہین باوجود انواع گفتگو ہنوز اصلاح پر نہ آئے ہین کئی بار اسی نصیحت کے جرم مین گھر سے نکالا گیا ہون اپنی حقیقت کیا لکھون۔ انگریزی پڑھا ہوا ہون۔ مگر انگریزی چھوڑنے اور لندن جاکر کرسٹان نہ بننے پر جھڑکیان سُن چکا ہون“ انتہی۔ اگرچہ ان حضرات کو افسوس ہی مگر سمجھ مین نہین آتا کہ کیون افسوس ہی کیونکہ انکے مرشد و قبلہ مولانا عبدالقادر کے معتقد اور انکی جماعت کے سرپرست جو عالی جناب معلی القاب لکھے جاتے ہین وہ بنک سے سود بھی لیتے ہین اور سؤر اور شراب کی بیع و شرا بھی انکے ہوٹل مین ہوتی ہی اگر مولانا نے یہ سب کچھ جائز نہین کردیا تو بمبئی تشریف لیجا کر اُنکے یہان تناول طعام کیون فرماتے اور اُنسے نذرین کیون لیتے اور یہ جماعت جو اپنے آپ کو اہل حق سمجھتی ہی اُنکو ایسے محترم الفاظ سے کیون یاد کرتی اور اپنا سرپرست اور بزرگ کیون بناتی۔ پٹنوی صاحب کو معلوم نہو تو بمبئی جاکر تحقیق کرلین افسوس ہی کہ پٹنوی صاحب کو باوجودیکہ خود اقرار ہے کہ سود کے روپیہ کو چھوڑنا اور گھر سے نکلنا گوارا نہین صرف دوسرون کو خیالی تقوے کا سبق دینا آتا ہی۔

اب ناظرین ان کارروائیون کو ملاحظہ کرکے اعتراض کو ملاحظہ کرین کہ اوسکا کافی جواب ہوگیا

یا نہین۔ اختلاط مبتدعین وکفار بھی موجود ہی رکون الے الظلمہ بھی پوری طرح ہی اور وہ بھی دنیا کے لیے ہی۔ فرمایئے اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان حضرات کا یہ عمل یہ شور اللہ کے واسطے نہین ہی وہی امر ہی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین یعنی چونکہ بریلی کے جلسے کے صدر حضرت بریلوی ہین اور روپیہ بھی انہین کے قبضے مین ہی اسلیے اُسمین یہ اختلاط وغیرہ سب درست ہی اور اسیطرح بدایون کے جلسے کے صدر اور خزانچی جو کچھ کہیے حضرت بدایونی تھے اسلیے اسمین بھی وہ امور سب جائز تھے مگر ندوے مین وہ اُمور جائز نہین ہین۔ اور اگر قاضی صاحب کیطرح یہان بھی گریز کی ٹھہرے گی اور یہ کہا جائیگا کہ حضرت بریلوی اور بدایونی نے یہ تو نہین کہا کہ سب حق پر ہین سب سے خدا راضی ہی تو جناب پہلے صاف طور سے یہ کہدیجیے کہ فساق ومبتدعین اور کفار سے میل جول جلسے مین اونکی شرکت اُن سے مشورت اُنسے معاونت امور دین مین درست ہی یا نہین پھر دوسرے امر کا فیصلہ ہم کر دین گے اور دکھا دینگے کہ یہ سب آپ کا دھوکا ہی اور کچھ نہین۔

جواب تحقیقی

اب طالبین حق متوجہ ہون! میرے نزدیک اسمین کسی منصف کو کلام نہوگا کہ اس مسئلے کے حل کرنے کے لیے سب سے اول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر نظر کرنا چاہیے پھر سلف صالح کے اقوال و افعال پر جو کچھ اُنسے ثابت ہو اُسپر عمل کیا جائے مگر اول اس امر کی تنقیح ضرور ہی کہ آیا اس مجلس مین سب قسم کے لوگ شریک ہین یا نہین۔ اگر ہین تو کس قسم کی شرکت ہی اور شریک کرنے سے کیا مقصود ہی میرے علم مین تو یہ مجلس خاص اہلسنت کی ہی جو اسکے خاص اراکین ہین وہ سب اہل سنت ہین اب اگر کوئی افترا کرکے بہتان باندھے یا اہل سنت کے معنی ایسے اپنے ذہن مین قرار دے جسکے مصداق دو چار شخصون کے سوا ہندوستان مین کوئی قرار نپا دے تو ہم اسے لائق خطاب نہین سمجھتے جو دنیا کے کروڑون مسلمانون کو جہنم مین دھکیل کر خدا تعالے کی وسیع جنت کا تن تنہا یا دو چار شخصون کو لیکر مالک بننا چاہتا ہی اسکے دماغ کے خراب ہونے مین کیا شک ہو سکتا ہی

اُس ارحم الراحمین کی رحمت ایسی تنگ نہین ہی جیسے یہ شخص کرنا چاہتا ہو۔ اوسکا ارشاد ہی
"وسعت رحمتی کل شیٔ" یہ گروہ جو اپنی جماعت کو اہل سنت لکھنے لگے ہین پہلے وہ اہل سنت کی
معنی تو بیان کرین اور ثابت کرین کہ سلف نے بھی یہی معنی بیان کیے ہین اور یون تو ہر ایک
فرقہ زائغہ اپنے آپ کو عمدہ لقب سے ملقب کر لیتا ہی معتزلی اپنے آپ کو اصحاب العدل والتوحید
کہتے ہین پھر کیا وجہ ہو کہ انکے اہل سنت ہونے کو اِس سے زیادہ خیال کیا جاوے۔ یہ کہدینا کہ
اہل سنت کے معنی مولانا بدایونی نے فلان کتاب مین لکھے ہین کافی نہین ہی۔ وہ کتاب ہمین دیجیے
جب آپ نے جھوٹ بولنا بھی اِس محل پر جائز سمجھ لیا ہی تو آپ کے اِس کہنے کا کیا اعتبار ہی
آسان بات تھی کہ اُس کتاب سے اہل سنت کی تعریف نقل کردی ہوتی۔ چھ جزء کا رسالہ لکھدیا
اور فضولیات سے اوراق سیاہ کیے مگر ضروری امر چھوڑ دیا صفحہ ۱۸ مین قاضی صاحب نے یہ
بھی لکھدیا ہی کہ کیا مولوی ابو النعمان اور مولوی وحید الزمان اور مولوی شبلی اور مولوی آروی
وغیرہم از روے تحفۂ اثنا عشریہ اور جناب شیخ مجدد صاحب کی تحقیقات سے اہل سنت مین
داخل رہ سکتے ہین"۔ مگر یہ لکھتے اُنھین شرم آئی کہ اہل سنت مین داخل نہونے کی وجہ کیا ہی
حضرات ممدوحین کی کس تحقیق سے یہ لوگ خارج اہل سنت ہین پھر ایسی مہمل تحریر کا کیا جواب
دیا جاسئے۔ بعض نے مولوی غلام حسنین کنتوری کو شیعی اور مولوی شبلی صاحب نعمانی کو نیچری
بنا کر الزام دیا ہی اُنسے مین کہونگا کہ جبسے ہمنے دیکھا ہی اُنمین کوئی شیعہ پن نہین پایا گیا۔ مولوی غلام حسنین
کبھی ممبر کن انتظامی نہین ہوئے۔ پھر دوسرے سال وہ بالکل ہی علیحدہ کردیے گئے مولوی شبلی کا
نیچری ہونا وہ ثابت کرین زبردستی بدگمانی اچھی نہین کسی مقام پر بعض اور نوجوان بھی بتاتے
ہین اور بڑی کوشش سے اُنھین اہل سنت سے خارج کیا ہی مگر مین اونکی اس سعی لاحاصل پر افسوس
کرتا ہون۔ ای صاحب بہت سے لوگ ہر سال جلسے مین شریک ہوتے ہین یا کسی شخص کے ذریعے
سے چندہ بھیجدیتے ہین ناظم صاحب اور دوسرے اراکین خاص اونھین جانتے بھی نہین کون
ہین اور خواہ مخواہ اس تفتیش کی کیا ضرورت ہی نہ ایسی شرکت سے کوئی ہرج متصور ہی پھر اگر اسطرح

کوئی مذہب والا شریک بھی ہوا تو اسپر یہ غل مچانا بجز نفسانی غرض کے اور کسیطرح نہین ہوسکتا
ہماری غرض یہ ہی کہ اس مجلس کے بانی اور کارکن سب اہل سنت ہین البتہ وہ یہ چاہتے ہین کہ
اسوقت تارک ہین مقلدین اور غیر مقلدین اور سنی و شیعہ کے جھگڑے جو نہایت غیر مہذب طریقے سے
ہوتے ہوتے مخالفین اسلام کی خندہ زنی اور اسلام کی بخکنی کا باعث ہو رہے ہین یہ نہ رہین۔ فرق
اسلامیہ سے اسطرح برتاؤ رکھو جیسا ہمارے سلف صالح رکھتے تھے جو امور اسلامیہ باہم مشترک ہین
اُنھین ملکر کرو جنمین اختلاف ہو انمین علیحدہ رہو۔ مین مقاصد ندوہ اوپر نقل کر چکا ہون اوس سے
یہ مدعا ظاہر ہی۔ ذرا انصاف کرو تھوڑا عرصہ ہوا کہ لیکھرام نے ہمارے ہادی برحق رسول مطلق علیہ الصلوۃ
والسلام کی نسبت زبان درازی کی مگر کسی اہل سنت سے کچھ ہو سکا نہ کسی اہل تشیع سے سال بھر ہوا
کہ سب سے زیادہ ایک مردود عیسائی نے غضب ڈھایا ہی انھین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنھین
مخالفین ندوۃ العلما بھی افضل المرسلین اور شفیع المذنبین جانتے ہین اور آپکے ازواج مطہرات کو۔ جو
امہات المومنین ہین ایسی مغلظات سنائی ہین کہ الامان یعنی وہ کلمات کہے ہین جو کسی نہایت رذیل
بازاری کو بھی کوئی مہذب نہین لکھ سکتا اور اسپر طرہ یہ کیا ہی کہ اس کتاب کو چھاپ کر مسلمانون مین
مفت تقسیم کیا ہی اور حضرت بریلوی جو عالم اہل سنت بنے ہین اُنکے پاس بھی پونہچا مگر ان اہل سنت کے
کان پر جون بھی نہ چلی* یہ انکا ایمان ہی اور یہ انکا حمایت اسلام کا دعوے ہی افسوس صد افسوس اب
میرے کہنے کی حاجت نہین مخالفین کی حقانیت اور نفسانیت یہا نسے اظہر من الشمس ہی مسلمانون کے

* اب قاضی صاحب کی وہ لن ترانی ملاحظہ ہو کہ جو لپنے رسالہ اسعاد الجہلا مین کرتے ہین شاگر اب اُن کلمات کو
کوئی مشرک کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین استعمال کرے تو کسی مسلمان کے دل سے صبر ہو سکتا ہی
ای صاحب کسی مسلمان سے ہو یا نہو مگر آپکے مولانا حضرت بریلوی اور بدایونی نے اُن کلمات سے ہزار گونہ زائد
گستاخانہ کلمات سنے اور دیکھے مگر دم بھی نہ مارا پھر انکے معاون بھی ہین جنھون نے رسالونکی تلینین قائم
کروی ہین سب ہی ساکت و صابر بیٹھے ہین پھر کیا انکو قاضی صاحب مسلمان نہین کہتے خود قاضی صاحب بھی
مسلمان ہین پھر اُنھون نے بھی کچھ کیا۔ کچھ نہین۔ کچھ نہین۔ پھر یہ لن ترانیان کیون ہو رہی ہین شرم شرم!!

ردمین تو تیس چالیس رسالے لکھکر چھاپ دیئے اور ممبر پر بیٹھکر اشداء علی الکفار کا وعظ کہا جاتا ہی اور اپنے آپ کو اس صفت کا مصداق ٹھہرایا جاتا ہی مگر کفار کے مقابلے مین نہ زبان ہلتی ہی نہ قلم چلتا ہی نہ قدم اُٹھتا ہی نہ ایک درم صرف کیا جاتا ہی۔

حضرات! اگر ندوۃ العلما کو خلاف دین دیکھکر انھین جوش آیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی توہین پر تو انھین از خود رفتہ ہو جانا تھا اور اگر مسلمانون کے گمراہ ہو جانے کا خیال تھا تو اُس رسالے کو دیکھا ہوتا کہ کسقدر وہ تلبیس شیطانی ہی اور کسقدر گمراہی کے اسباب جمع ہوتے جاتے ہین۔ کیونکہ سلطنت کی وجہسے لوگون کو انگریزی کی ضرورت ہی اور اُسطرف ہر شخص کو رجحان ہو رہا ہی اب یورپ مین تو یہ نوبت پہونچگئی ہی کہ مسلمانون کے بچے قرآن کا ایک پارہ بھی نہین پڑھتے ہوش سنبھالتے ہی انگریزی مین جٹا دیے جاتے ہین پھر دین اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حالات سے واقف ہونے کی کوئی سبیل ہی نہین ہوتی پھر ادھر انگریزی کی تعلیم اور اُدھر دہریون نیشرکون وغیرہ بد دینون کی صحبت جسکی وجہ سے آزادی اور خودپسندی اور جدت کے عادی ہو گئے ایسے نوجوانون کے پیش نظر جب وہ رسالہ ہو گا جسمین اُردو زبان مین حضرت سرور کائنات کے حالات لکھکر نام کے لیے ہمارے ہی مذہب کی کتابون کا حوالہ دیا ہی تو اُنکا کیا حال ہو گا۔ وہ کیونکر اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہین ذرا آنکھ کھولکر ملاحظہ کیجیے کہ ایسے نوجوان مسلمانونکی تعداد کسقدر بڑھتی جاتی ہی پھر ایسی کتاب سے اسلام کو کسقدر صدمہ پہونچنے کا خیال ہوسکتا ہی مگر ان مخالفین نے اسطرف کچھ بھی توجہ نہ کی اور ندوے کی رویداد مین اگر کہین ایسا جملہ لکھا گیا ہی جسکے ظاہری معنی خلاف تحقیق اُنکے خیال مین ہین وہان غل مچ رہا ہی کہ یہ مضمون غلط ہی اسے دیکھکر عوام بہکین گے اسکی اصلاح ہونی چاہیے۔ ہم خیرخواہی کی غرض سے کہتے ہین اہل انصاف فیصلہ کرلین کہ خیرخواہی اور اصلاح اسطرح ہوتی ہی کہ لعن طعن سب وشتم کی بوچھاڑ کردی جن علما کی بزرگی جنکا فضل وکمال تمام زمانے پر روشن ہی اُنکی تحقیر وتذلیل مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ رویداد کو کون ایسے غور سے دیکھتا ہی کہ اُسکے ہر جملے سے عقیدے کو اخذ کرے اور اگر

کوئی سمجھتا بھی تو کہہ دیتے کہ اسکا یہ مطلب ہی ظاہری لفظوں پر خیال نہ کرو سلف سے لیکر ابتک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہی کہ جب کسی اہل علم نے دوسرے کے کلام مین کوئی نقص یا اجمال پایا اُسکی توجیہ اور تفصیل کردی۔ اسکو بھی جانے دو مگر اس بہکنے کو اور اُس بہکنے کو مقابلہ کرو جو ادس کا فر کی کتاب سے ہوسکتا ہی اور آیندہ نسل کے لیے اُسکا احتمال ہی۔ مگر خدا کے لیے غور و انصاف سے مقابلہ کرنا اُسکے مضامین کفریہ کو دیکھنا پھر سلطنت کی وجہ سے قلوب کا انجذاب اُسطرف مد نظر رکھنا اور اسطرف روز بروز مسلمانونکی حالت کا زار ہوتا جانا اور بے پرہیل و آزادی کی ترقی روز بروز ہونا ان سب امور کا خیال رکھکر اگر مقابلہ کروگے تو ضرور لاکھ حصے بلکہ کڑوڑ حصے اسمین زیادہ ضلالت آپ کے خیال مین اوسے گی اور اگر آپ کا ایمان اُس توہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ندوہ کی کسی لغزش کو برابر کردے تو بھی انصاف کیجیے کہ ندوے کے مقابلے مین تو اسقدر خاک اوڑانا اور کفار دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب مین دم بھی نہ مارنا کسی مسلمان کا کام ہی جن حضرات نے ایسے اُمور سے یہ سمجھا کہ مخالفین ندوہ کو عیسائی یا دہریون سے کچھ ملی بھگت ہی اُنکے گمان کی بڑی تائید ہوتی ہی۔ یہ حضرات اپنے تئین اہل سنت کہتے ہین پھر کیا صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا یہی طرز تھا جو یہ برت رہے ہین ذرا غور کرو اور اس مکر شیطانی سے بچو۔ اب مین آپ سے کہتا ہون کہ ادنا مرتبہ یہ ہی کہ فرق اسلامیہ سے وہی برتاؤ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالفین اسلام یا منافقین٭ اور ضعیف الایمانون سے کرتے تھے اسلام مین تو وہ انصاف پسندی ہی کہ اُسنے مشرکین اور

٭ اُسوقت منافقین اور ضعیف الایمان اور مؤلفۃ القلوب سچے اور پکے مسلمانون سے اسیطرح ملے تھے جسطرح اسوقت دوسرے فرق اسلامیہ بلکہ اس سے زیادہ میل تھا جسطرح اسوقت ایک فرقہ مسلمان مکر دوسرے کو دینی ضرر دے سکتا ہی اسیطرح منافقین وغیرہ بھی دے سکتے تھے اسوقت کے کفار اور فرق اسلامیہ مین فرق دکھا کر مبتدعین کے فتنے کو زائد کہنا نہایت کم فہمی یا ابلہ فریبی ہی اسکے علاوہ جن بزرگون نے مبتدعین کے فتنے کو کفار کے فتنے سے زیادہ کہا ہی وہ اُسوقت کے لحاظ سے بہت صحیح ہی اُسوقت اُنکی حالت مغلوبیت کی تھی مسلمانوں کے بہکانے کی قوت نہ تھی بلکہ چندان خیال بھی نہ تھا وہی حضرات اگر اسوقت اُن مخالفون کی تدبیرونکو دیکھتے اور اسلام کے

اہل کتاب مین علانیہ فرق کر دیا۔ چونکہ اہل کتاب خدا کی بعض کتابون کو اور اُسکے اکثر رسولون کو مانتے تھے اسیلیے اُنسے رشتہ کرنا اور اُنکی لڑکی سے نکاح کرنا اور اُنکا ذبیحہ کھانا درست بتایا مشرکین نے چونکہ کتاب آسمانی کو نہین مانا اسیلیے اُنسے یہ علاقہ جائز نہین رکھا جس پاک مذہب نے کفار مین ایسا ظاہری فرق کر دیا اور صرف اسوجہ سے کہ وہ بھی بعض آسمانی کتابون کو مانتے ہین اور ہم مین اور اُنمین ایک بڑے جزو ایمان مین اشتراک ہو ایسا میل جول جائز کر دیا جو نہایت ارتباط اور باہمی محبت کا باعث ہوا کرتا ہو تواب جو لوگ تمام کتب آسمانی اور سارے انبیاے کرام کو مانتے ہین اور اہل قبلہ مین داخل ہین اُنسے میل جول کرنا اور اپنی دنیوی یا دینی مجلس مین شریک کرنا وہ مذہب منع کر دے گا۔ ہرگز نہین۔ حاشا وکلا۔ جس شریعت الٰہی نے مشرکین اور اہل کتاب مین ایسا فرق رکھا ہو وہ ضرور کفار اور اہل اسلام مین فرق کرے گا اور اہل کتاب سے زیادہ ارتباط اِنسے چاہیگا۔ مین نے اپنی لیاقت کے بموجب اِس مضمون کو لکھا تھا مگر حسن اتفاق سے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کی تحریر میری نظر سے گذری جو بالکل اِسکے مؤید بلکہ اُسکا محصل یہی ہو البتہ جناب ممدوح نے اپنے تبحر علمی کے بموجب اُسے عمدہ پیرایۂ علمی سے بیان کیا ہو۔ چونکہ قاضی صاحب شاہ صاحب کے قول کو بہت مستند جانتے ہین اسیلیے مین اُسے نقل کرتا ہون۔

تحفۂ اثنا عشریہ کے باب دوازدہم مین فرماتے ہین **مقدمہ دہم** فضیلت عام را بسبب نبودن فضیلت خاص از نظر ساقط نباید کرد و مراعات حق آن فضیلت عام را از دست نباید داد۔ این مقدمہ ثابت ست عقلاً و نقلاً پس بدین ہیئت کہ انتفائی خاص مستلزم انتفائی عام نمیشود مثل انتفاء انسان و انتفاء حیوان پس عام منتفی نشد ثابت شد بعدم الوسطۃ بین النفی والاثبات واما نقلا پس اہل کتاب رکہ داخل اہل ملت اند در احکام بسیار ترجیح دادہ اند بر غیر اہل کتاب مثل اکل ذبیحہ و نکاح زنان ایشان برای ہمین کہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۳۳) بیٹنے اور مسلمانون کے گمراہ کرنیکی جو فکرین وہ کر رہے ہین اور جو زمانیکی ہوا بندی اور ضرورتین اُنکی مدد کر رہی ہین تو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ واللہ ثم باللہ یہی حضرات بیساختہ اسوقت یہ کہتے کہ اب ان کفار کی مضرت ہم سے بلکہ لاکھ حصہ زائد ہو اس سے بچنے کی فکر پہلے کرنا چاہیے جو اسکو نہ مانے اُسکے دشمن اسلام ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہو۔

ہر چند فضیلت خاص یعنی ایمان بمحمدؐ درایشان مفقود ست لیکن ایمان مطلق با نبیا دارند وآن مقتضی امتیاز شان ست از کسیکہ این معنی ندارد۔ وعرب را در کفأت برعجم ترجیح دادہ اند نظر آنکہ اولاد حضرت اسمعیل اند گو کفأت قریش ندانستہ باشند وقریش را برسائر عرب ترجیح دادہ اند گو مثل بنی ہاشم نباشند در گرفتن خمس وحرمت زکات وعلی ہذا القیاس در شریعت این مقدمہ درجا ہا بسیار ملحوظ ومنظور است اگر خوف اطالت نمی بود بتفصیل جزئیات پرداختہ میشد۔ اسمین شبہہ نہین کہ جناب شاہ صاحب نے کیسی جلی بُرہان بیان فرمائی ہے کہ سبحان اللہ اب مقام انصاف ہی کہ جب کفار اہل کتاب کو اسوجہ سے مشرکین پر ترجیح ہوئی کہ وہ دوسرے انبیا پر ایمان رکھتے ہین گو خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لائے یہان تک کہ اُنسے رشتہ کرنا اونکی لڑکی لینا جائز ہوا تو مبتدعین جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مان چکے ہین اور قرآن پاک کو کتاب اللہ تسلیم کر چکے ہین وہ کسی فسق یا بدعقیدگی کیوجہ سے کفار سے بھی بدتر ہو جائین اور اونکی وہ فضیلت جو بسبب ایمان لانے تمام انبیا اور کتاب اللہ کے اُنھین حاصل ہی وہ برباد ہو جائے۔ حاشا وکلاّ ان ہٰذا الظلم عظیم۔

اِس بیان سے معلوم ہوا کہ جس آیت وحدیث سے معترضین نے یہ ثابت کرنا چاہا ہی کہ فرق زائغہ سے مطلقاً میل جول کرنا منع ہی اور کسیطرح اونکی توقیر جائز نہین اونکے معنی کو وہ نہین سمجھے اور غالباً تعصب ونفسانیت نے انکو سمجھنے نہین دیا۔ اِس آیت وحدیث کے معنی بھی ہم بیان کرینگے مگر اوّل ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ ہمارے ہادی رسول کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم کفار اور ضعیف الایمانون کی کسقدر مراعات فرماتے تھے اور کس اعزاز سے اُنھین لیتے تھے اور اونکے پیچھے اور کامل پیرو سلف صالح بدعقیدہ لوگونسے کسطرح پیش آتے تھے ذرا انصاف وغور سے دیکھنا چاہئے

اخلاق محمدی

عن عمرو بن العاص قال کان رسول اللہ ﷺ (شمائل ترمذی) مین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

صلے اللہ علیہ وسلم یقبل بوجہٖ وحدیثہ علے اشر القوم یتألفھم بذلک وکان یقبل بوجہ وحدیثہ علے حتی ظننت انی خیر القوم الخ (شمائل ترمذی)

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ تالیف قلب کی غرض سے بدترین لوگون سے بھی پوری توجہ سے باتین کیا کرتے تھے۔ عمرو بن العاص کہتے ہین کہ میرے حال پر اسقدر توجہ فرماتے اور باتین کرتے کہ مجھے گمان ہوا کہ مین سب سے بہتر ہون (اسی خیال پر)

مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اچھا ہون یا ابوبکرؓ آپنے فرمایا ابوبکر پھر عرض کیا مین اچھا ہون یا عمرؓ فرمایا کہ عمر پھر عرض کیا مین اچھا ہون یا عثمانؓ فرمایا کہ عثمان "

اِس روایت مین کئی امر لائق لحاظ ہین۔ (۱) حدیث کے الفاظ اور مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن العاص کچھ عرصے تک صحبت مبارک مین رہے ہین اور بدونکی حاضری اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ کو بارہا دیکھا ہے۔ اگر دو ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا تو یون نہ کہتے کہ حضور بدترین قوم کے ساتھ ایسا کیا کرتے تھے اور عمرو جو اپنا معاملہ کہہ رہے ہین کہ میرے ساتھ ایسی توجہ کی کہ مین مخصوص صحابہ پر اپنے آپ کو بہتر سمجھ گیا۔ یہ اُسیوقت انسان کہہ سکتا ہے جب زیادہ صحبت کا اتفاق ہو اب یہ دیکھنا چاہیے کہ عمرو بن العاص کب اسلام لائے اور صحبت کا اتفاق کیونکر ہوا تاریخ کامل اور مواہب سے ظاہر ہے کہ سنہ مین عمرو نجاشی بادشاہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر مدینۂ منورہ پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض تالیف قلب ذات سلاسل کی لڑائی مین آپکو افسر کرکے بھیجدیا جمادی الاخرے سنہ مین یہ لڑائی ہوئی تھی پھر اسی سال ماہ رمضان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کی جنگ پیش آئی اور تمام صحابہ ہمراہ ہوئے۔ پھر شوال مین جنگ حنین کا سامان ہوا پھر جنگ طائف کا غرض کہ آخر ذیقعدہ یا ذی حجہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لڑائیون سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ تشریف لائے اور اسی سال عمرو بن العاص صدقات لینے کے لیے عمان پر عامل کرکے بھیجدیے گئے جیساکہ کامل مین ہے اب جو کچھ تجربہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وبرتاؤ کا عمرو بن العاصؓ کو ہوا وہ اکثر فتح مکہ کے بعد ہوا یعنی ۹ سنہ مین اور دو ماہ سنہ مین ان شوخین

بفضلہ تعالے اسلام کا غلبہ ہوچکا تھا ۹ھ مین جنگ تبوک ہوئی اور سورہ برات نازل ہوئی حاصل یہ کہ جسوقت زور شور سے جنگ ہورہی تھی کفار و منافقین کا قلع وقمع کیا جاتا تھا اُسیوقت کا ذکر عمرو عرض کرتے ہین کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ بُرے لوگون سے آپ اس نرمی سے پیش آتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس قسم کی نرمی اور اخلاق منسوخ نہین ہوئے البتہ یہ ہوا کہ ابتدائے اسلام مین بالکل نرمی اور درگذر ہی تھی اور آخر مین نرمی اور سختی دونون کا برتاؤ ہوا موقع قتال جب ہوتا یا اُسکے ملحقات ہوتے تو بجز سختی کے اور کیا ہونا چاہیے اور معاشرت اور آمد و رفت مین نرمی اور اخلاق کا برتاؤ ہوتا تھا مصرعہ

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی نیک نیت اور عمدہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے بُرونکے ساتھ اسطرح پیش آنا جس سے وہ رنجیدہ نہون بلکہ خوش ہون مداہنت فی الدین نہین ہی بلکہ سنت ہی اسکو مداہنت اور منافقانہ برتاؤ کہنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو منافقانہ برتاؤ قرار دینا ہی نعوذ باللہ منہ

(۳) حدیث کے آخر جملہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام بعض وقت ایسی توجہ فرمایا کرتے تھے کہ ناواقف کو خلاف واقع امر کا گمان ہوجاتا تھا چنانچہ عمرو بن العاصؓ کہتے ہین

حتی ظننت انی خیر القوم ۔ یعنی حضرت سرور عالم کی توجہ اور عنایت میرے حال پر ایسی تھی کہ مجھے گمان ہوا کہ مین ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے بھی بہتر ہون۔ ہان جب تصریح اُنھون نے دریافت کیا اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی حالت بیان فرمائی۔ مگر ظاہری برتاؤ سے وہ خلاف سمجھے تھے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی حدیث مذکور کی شرح مین لکھتے ہین ”اس توجہ اور عنایت سے

یتالفہم بذالک ای یونسہم بتلک المواجہۃ والاقبال لیزداد رغبتہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والسلم کا مقصود اُنس پیدا کرنا ہوتا تھا تاکہ برون کو اسلام کیطرف رغبت زیادہ ہوگرچہ

حضور کی توجہ اور تالیف عام تھی تمام حاضرین کے ساتھ مگر بدترین لوگون سے زیادہ ہوتی تھی پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ تمام صحابہ توجہ مین یکسان ہوا کرتے تھے۔ یہان برون کے ساتھ زیادہ توجہ بیان کیگئی اسمین کچھ نئی بات نہین ہے کیونکہ یکسان توجہ اُسوقت ہوتی تھی جہان ضرورت نہین ہوتی تھی یہان توجہ کی خصوصیت ہے برون کے ساتھ زیادہ توجہ کرنیکے لیے کئی وجہ مین **اوّل** اُنکی تالیف منظور ہوتی تھی **دوم** یہ کہ آپکی بات کو اچھی طرح سنین اور اُنھین غفلت اور بے توجہی نہونے پائے اور جو نیک لوگ ہین اُنھین تو بذاتہ رغبت ہے وہ آپکی باتین سننے کے حریص ہین اُنکی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت نہین۔ **سوم** یہ کہ بدشخص کی ہدایت کا آپ کو زیادہ اہتمام تھا کیونکہ وہ حاجتمند زیادہ ہے اور چونکہ حاجتمند زیادہ ہے اسلیے اُسپر شفقت بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ سبحان اللہ آپ رحمۃ للعالمین ہین شان رحمت کا یہی تقاضا ہے **چہارم** اسمین یہ بھی فائدہ ہے کہ نیک لوگ تکبر سے محفوظ رہینگے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسیکے شر سے بچنا جائز ہے" یہی مضمون بلکہ اسی عبارت کے چند لفظون کی کمی بیشی سے علامہ شیخ سلیمان الجمل نے شمائل ترمذی کی شرح مواہب محمدیہ مین لکھا ہے۔ علامہ مناوی اور علامہ جمل کے کلام مین یہ امر لائق لحاظ ہے کہ برون کے ساتھ توجہ اور نرمی کرنے کے جو وجوہ بیان کیے ہین وہ جسطرح ابتداے اسلام مین تھے ویسے ہی بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی رہے اور ابتک ہین یادی اور مصلح کی بے توجہی سے بدونکا بے توجہ ہو جانا اونکا حاجتمند زیادہ ہونا جیسا پہلے تھا اب بھی ہے بلکہ نیکون کو تکبر سے بچانے کی اب حاجت زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اِنکے نزدیک یہ اخلاق

فی الاسلام والضمیر لاشر لانہ جمع فی المستثنی او للقوم لان التالیف عام لہم لکنہ فی الاشرار ازید ولا ینافیہ استواء صحبہ فی الاقبال علیہم علی ما سبق لان ذلک حیث لا ضرورۃ وہنا تخصیص الاقبال بالاشر للتالف ولانہ ربما یغفل عن کلامہ فیواجہہ حفظا لہ عن الغفلۃ واما الخیر فلا یفوتہ کلامہ لحرصہ علیہ ولان اہتمامہ بارشاد الاشر اکثر اذ ہو الاحوج فالشفقۃ علیہ ازید ومن فوائدہ ایضا حفظ الخیر عن العجب والزہو وفیہ ان اتقاء الشر جائز (شرح شمائل ترمذی)

منسوخ نہین ہین اور یہی امر شرعۃ الاسلام وغیرہ کی عبارتون سے صراحۃً ثابت ہوتا ہی اُنکی عبارت ارشاد الکلا مین منقول ہی (صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ ملاحظہ ہو)

(۲) صحیحین وغیرہما مین اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین حضرت عائشہ سے

عن عائشۃ ان رجلا استاذن علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلما راٰہ قال بئس اخو العشیرۃ او بئس ابن العشیرۃ فلما جلس تطلّق النبی صلے اللہ علیہ وسلم وجھہ وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت لہ عائشۃ یارسول اللہ حین رائت الرجل قلت لہ کذا وکذا ثم تطلقت فی وجھہ وانبسطت الیہ الخ (بخاری)

روایت ہی کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ آنے دو۔ دور سے دیکھکر فرمایا کہ اپنے خاندان مین بُرا شخص ہی جب وہ آیا تو حضور نے اُسے اپنے قریب بٹھایا اور بہت کشادہ پیشانی سے آپ پیش آئے اور چہرۂ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر فرمائے جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ اسکی کیا وجہ ہی کہ آپنے اُس شخص کے دیکھتے ہی تو وہ الفاظ فرمائے تھے اور جب وہ آپکے قریب آیا تو بشاشت ظاہر فرمائی اور خندہ پیشانی کے ساتھ آپ اوس سے پیش آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عائشہ تونے مجھے سخت کلام بیہودہ گو کب معلوم کیا ہی۔ اسمین شبہہ نہین کہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین لوگون مین وہ شخص ہی جسکی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اُسے چھوڑ دین"

پہلی روایت مین تو عام طور پر کلیۃً بیان تھا کہ آپ ہر ایک بُرے سے بُرے شخص سے بھی باخلاق پیش آتے تھے۔ اِس حدیث مین اُسی کی ایک مثال مذکور ہی۔ اِس روایت مین جو مین نے یہ لکھا ہی کہ حضور نے اُسے اپنے قریب بٹھالیا۔ یہ الفاظ حدیث مین نہین ہین۔ مگر ملا علی قاری نے حدیث مذکور کی شرح مین مرقات مین لکھا ہی ای جلسہ قریبا من نفسہ" اُسیکا ترجمہ بیان کیا گیا ہی امام بخاری نے روایت مذکور کو اپنی کتاب ادب مفرد مین اسطرح روایت کیا ہی کہ حضرت عائشہ

لہ الطلاقۃ اظہار البشاشۃ والفرح فی وجھہ فذلک الرجل عیینۃ ولم یکن مخلصا فی اسلامہ ۱۲ مجمع البحار

عن عائشة قالت استاذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ علیہ وسلم بئس ابن العشیرۃ فلما دخل ہش لہ وانبسط الیہ فلما خرج الرجل استاذن آخر قال نعم ابن العشیرۃ فلما دخل لم ینبسط الیہ کما انبسط الی الآخر ولم ہیش الیہ کما ہش للآخر فلما خرج الخ

فرماتی ہین کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ اپنے خاندان مین برا شخص ہی جب وہ حاضر ہوا تو آپ بشاش ہوئے اور چہرۂ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر فرمائے جب وہ چلا گیا تو دوسرے شخص نے آنیکی اجازت چاہی حضور نے فرمایا کہ اپنے خاندان مین اچھا شخص ہی جب وہ حاضر ہوا تو جسطرح پہلے شخص کے روبرو حضور نے بشاشت ظاہر فرمائی تھی اسکے روبرو نہین فرمائی الخ

حدیث مذکور مین جس شخص کے حاضر ہونے کا ذکر ہے اوسکا نام شارحین حدیث نے عیینہ بن حصن لکھا ہی یہ شخص اپنی قوم کا رئیس اور منافق یا ضعیف الایمان تھا اُسکی حاضری کا وقت ابتدائے اسلام نہین ہی بلکہ قوت اسلام کے وقت یہ آیا ہی۔ کامل ابن اثیر مین ہی کہ سنہ ۹ ہجری مین جنگ تبوک کے بعد جب اطراف سے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آنے لگے اُسوقت بنوتمیم کی بڑی جماعت آئی تھی اُسیکے ہمراہ یہ بھی آیا ہی۔ الغرض اس روایت مین حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی جو حالت بیان ہوئی ہی وہ ابتدائے اسلام کی نہین ہی بلکہ غالباً سورۂ برات کے نازل ہونے کے بعد کی ہی کیونکہ جنگ تبوک ماہ رجب سنہ ۹ مین ہوئی ہی اور وفد اسکے بعد آتے گئے ہین اور شوال سنہ ۹ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سورۂ برات کی آیتین لیکر کفار کے سنانے کے لیے مکہ معظمہ گئے ہین۔

اس حدیث سے بعض مذکورہ امور کے علاوہ اور بھی کئی باتین ثابت ہوئین **اوّل** کسی مصلحت سے بدون کو بھی دینی مجلس مین ظاہری اعزاز کے ساتھ بٹھانا سنت نبوی ہی کیونکہ مجلس نبوی سب دینی ہی ہوتی تھین اُسی مین وہ شخص بلایا گیا پھر اُسے حضور نے اپنے قریب بٹھایا اس سے زیادہ اور کیا اعزاز ہو سکتا تھا اور پھر قریب بٹھا کر بشاشت اور خندہ پیشانی سے اُسکی طرف توجہ کرنا عزت پر عزت

عزّت دینا ہی **دوم** مخلصون سے زیادہ غیر مخلصون سے اخلاق برتنا اور اُنھین خوش کرنا بھی سنت نبوی ہی **سوم** یہ کہ بدون کے ساتھ اِس قسم کا برتاؤ فقط جائز ہی نہین بلکہ اِسکے خلاف کرنا گناہ ہی- ملّا علی قاری اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

والمعنی انما النت لہ القول لانی لو قلت فی حضورہ ما قلت فی غیبتہ لترکنی اتقاء فحشی فاکون اشر الناس- (مرقات)

مین نے نرمی اِسلیے کی کہ جوکچھ مین نے اُسکے پیچھے کہا تھا وہی اُسکے روبرو کہتا تو وہ میری بداخلاقی کی وجہ سے میرے پاس آمد و رفت چھوڑ دیتا اور اس وجہ سے مین بدترین لوگون سے ہو جاتا- (مرقات)

افسوس اُنکے فہم پر جو کسی کو بدعقیدہ خیال کرکے اُس سے ایسی سختی اور بدخوئی برتتے ہین کہ اُسے اُنکے ساتھ کیا اُنکے بزرگون سے نفرت ہو جاتی ہی اور بزرگون کو بُرا کہلانے کے باعث ہوتے ہین اللہ تعالی کا کیا سچا مقولہ ہی- ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الخ

علامہ ابن حجر فتح الباری مین اِس حدیث کی شرح مین خطابی سے ناقل ہین "چونکہ رسول

لما جبل علیہ من الکرم واعطیہ من حسن الخلق اظہر لہ البشاشۃ ولم یجبہ بالمکروہ لیقتدی بہ امتہ فی اتقاء شر من ہذا سبیلہ وفی مدارا تہ لیسلموا من شرہ وغائلتہ-

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم پر مجبول تھے اور حسن اخلاق اللہ کیطرف سے دیا ہوا تھا اسلیے آپ نے بشاشت ظاہر فرمائی اور بُرائی سے پیش نہین آئے اِسلیے کہ ایسے عمل مین شر سے بچنے کے لیے مسلمان اسکا اتباع کرین- اس سے معلوم ہوا کہ بدون کے ساتھ یہ اخلاق کچھ حضور ہی کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ اوسکی پیروی اُمت کو بھی چاہیے" ابن حجر کے اس کلام سے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار و منافقین سے نرمی کرنا منسوخ نہین ہوا بلکہ اُسکی اقتدا امت کو چاہیے

علامہ عبد الرؤف مناوی شمائل ترمذی کی شرح مین حدیث مذکور کی شرح اس طرح کرتے ہین

والحاصل ان الانۃ القول لہ بعد ما قال انما ہو لیجذب اہلہ الی الاسلام

حاصل یہ ہی کہ بعد اس واقعی حال بیان کرنے کے بقدر نرمی کرنا اس غرض سے تھا کہ اُسکے گروہ کو اسلام کیطرف

فہو من السیاستہ الدینیۃ ولیس ہو من قبیل ما یظہر الشخص خلاف ما یبطن وہو لم یمدحہ بعد ذلک حتی یکون مناقضاً لقولہ الاول وانما بذل لہ حسن عشرتہ وطلاقتہ وجہہ والرفق فی مکالمتہ تطییبا لخاطرہ واتقاء لشر منعہ قومہ من الدخول فی الدین ولا خلاف فی جواز ذلک بل حسنہ بل ندبہ وانما الممنوع المداہنتہ کما تقرر وقد کمل اللہ ہذا النبی فی کل شئے فاعطاہ من ملکۃ التالف ما لم یعط سواہ فکان یتالفہم ببذل الاموال العظیمۃ فضلا عن طلاقۃ الوجہ کل ذلک شفقۃ علی الخلق وتکثیر الامتہ کیف لا وہو نبی الرحمتہ۔

(شرح شمائل)

کھینچین بدون سے اس قسم کا برتاؤ دینی سیاست داخل ہی۔ یہ نفاق کے قبیل سے نہین ہی۔ رسول اللہ نے پہلے تعریف نہین کی کہ پہلے ارشاد کے خلاف ہوتا بلکہ اسکے خوش کرنے کے لیے اور اُس شر سے بچنے کے لیے کہ وہ اپنی قوم کو دخول اسلام سے مانع ہوگا عمدہ برتاؤ کیا اور بشاشت ظاہر فرمائی اور بات چیت مین نرمی کی اور اسکے جواز کیا اسکے مستحسن بلکہ مستحب ہونے مین کیسکو کلام نہین البتہ مداہنت ممنوع ہی (اور اس قسم کا برتاؤ مداہنت نہین ہی بلکہ) اسمین شبہہ نہین کہ اللہ تعالے نے اس رسول محترم کو ہر شے مین کمال دیا ہی لہذا تالیف قلب مین بھی وہ ملکہ دیا ہی کہ آپکے سوا کیسکو نہین دیا یہی وجہ تھی کہ بہت کچھ مال صرف کرکے تالیف قلب کیا کرتے تھے اور طلاقت وجہ تو تھوڑی سی چیز ہی اور یہ تالیف قلب اور یہ نرمی کیون تھی خلقت پر شفقت کے خیال سے اور امت کے بڑھانے کے لیے اور یہ شفقت کیون نہوتی کہ آپ نبی الرحمت ہین"

ان علامہ کے کلام سے کئی باتین ظاہر ہوتی ہین اوّل نرمی سے دل کھینچتے ہین۔ بدون کے ساتھ

مخالفین احادیث مذکورہ در اسطرح کےاقوال کے جواب مین متزلزل ہین کہین کچھ لکھتے ہین کہین کچھ۔ مین اونکے اقوال پریشان کو جمع کرکے جواب دیتا ہون تاکہ طالب حق کو اُنکے کسی قول سے دھوکا نہو۔

(۱) کہین کہتے ہین کہ یہ نرمی اول اسلام مین تھی پھر منسوخ ہوگئی (رسالہ النذیر یا لاحمد ملاحظہ ہو) اسکا جواب دیا گیا اور ظاہر ہو کہ شارحین حدیث صاف اقتدا کے لیے فرما رہے ہین اگر منسوخ ہوتی تو ضرور اُسے لکھتے اقتدا کیلئے

نرمی کرنا چاہیے تاکہ انکے دل انکی طرف کھنچین اہل ندوہ یہی چاہتے ہین **دوم** بدون کے خوش کرنے کے لیے اور اُنکے شر سے بچنے کے لیے اُنسے عمدہ برتاؤ کرنا خندہ پیشانی سے پیش آنا نرمی سے

ارشاد نہ فرماتے - علاوہ اسکے دوسری حدیث مین نرمی کرنے کی وجہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہی اُس سے اظہر من الشمس ہی کہ یہ برتاؤ منسوخ نہین ہوسکتا۔ اس نرمی کے برتاؤ کو وا غلظ علیہم سے منسوخ سمجھنا جہالت ہی۔ یہ حکم کفار کے لیے ہی ضرورت قتال کے وقت معاشرت مین نہین ہو تعمیل حکم قتال اور چیز ہی اور معاشرت اور شی ہی اسکی تفصیل آیندہ متن مین آئے گی۔

(۲) کہین لکھتے ہین کہ نرمی اور سختی دونون اپنے اپنے مقام پر محبوب اور مشروع ہیُ (صفحہ ۵ سعاد) اسپر ہم بھی صاد کرتے ہین اور تمام ارکین بھی یہی سمجھتے ہین۔ مگر اب آپ دونو نکا موقع فرما دیجیے۔ اہل ندوہ نے تو نرمی کے موقع کو قول اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرون کے اقوال سے ثابت کردیا اور یہ بھی دکھادیا کہ ہم اُسی محل اور موقع پر نرمی کرتے ہین جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی مگر تم اُنکی تفسیق و تضلیل کر رہے ہو پھر یہ تضلیل کہان تک پہونچتی ہے ذرا سمجھو تو سہی اور سختی کا موقع بھی بیان کردیا ایک موقع مین ابھی کہ چکا دوسرا موقع ارشاد الکلام مین بیان کیا گیا ہی۔ اب تم دونون امرون کا موقع بیان کرو اور اسیطرح قول فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیان کو ثابت کردو۔

(۳) کہین فرماتے ہین کہ اس حدیث سے استدلال کرنا روافض کی تقلید ہی (صفحہ ۹ سعاد) قاضی صاحب اتنا بھی نہین جانتے کہ تقلید کیا چیز ہی پورے قاضی جی ہین۔ اے صاحب جس فعل کا آپکے پیر و مرشد منافقانہ برتاؤ فرماتے ہین اور اہل ندوہ کو الزام دیتے ہین اُسے ایک رکن ندوہ نے نہایت صحیح احادیث قولیہ اور فعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت کردیا۔ اکابردین سے اسکی شرح نقل کردی پھر آپ اسے تقلید روافض کہتے ہین۔ ذرا ہوش کی باتین کیجیے اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کرنا آپکے نزدیک تقلید روافض ہی۔ خدا آپ کو ہدایت کرے اس سے زیادہ ہم کیا کہین۔ یہان تو مخمس کے الزام و جواب کا تو خیال بھی نہین ہی ان احادیث کے ذکر کرنے کی وجہ تو اعتراض سے ظاہر ہی جو رسالے کے اول مین لکھا گیا ہی اور یہی اعتراض ہی جو مخالفین کے تمام رسالون کا خلاصہ ہی بجز اقوال کاذبہ

کلام کرنا بالاتفاق جائز بلکہ مستحب ہی۔ ہمنے حدیث مذکورہ کا صاف وصریح مطلب بیان کیا اسکی شرح علامہ قاری اور علامہ ابن حجر اور علامہ عبدالرؤف مناوی کے اقوال سے کردی اب اگر

اور افترات کے آپ کے پیر و مرشد کی تحریر سے صاف ظاہر ہی کہ روافض وغیرہ کو اپنے قریب بٹھانا مخصوص جگہ پر انھین جگہ دینا اونکی توقیر اور تبجیل ہی اوسمین عوام کی تضلیل اور اہلسنت کی تذلیل ہی اور اسی فعل سے اُنھون نے کل فرقون سے ہر طرح سے محبت دلی رکھنا ثابت کرلی اور انھین واجب التعظیم جاننا بھی سمجھ لیا اور یہ بھی لکھدیا کہ اگر اظہار محبت دلی کا باوجود بغض کے کیا جائے تو از قسم نفاق ہی۔ (فقیر عبدالقادر کا خط مطبوعہ دت پرشاد بمبئی کا صفحہ ۷ و ۸ ملاحظہ کیجیے) اسکے جواب مین لکھا گیا کہ اس قسم کے افعال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و منافقین سے کیے ہین کلمہ گو اگرچہ فرقہ ضالہ مین سے ہو مگر کفار و منافقین سے تو بدتر نہین ہو سکتا پھر اگر اہل ندوہ نے اُنھین خندہ پیشانی سے لیا اور اُنکے علما کو مخصوص جگہ پر بٹھایا تو کیا ظلم کیا اور جو کچھ کیا وہ محض بضرورت دینی اور نیت خیر سے کیا جسکا ذکر ارشاد الکلام کے آخر مین کیا گیا ہی اور یہ جو آپکے مرشد باوجود بغض کے اظہار محبت کو نفاق کہہ رہے ہین اب وہ بتائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُیَینہ کو برا کہکر اظہار محبت کیا یا نہین اگر اظہار محبت کیا تو سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کی فعل کو نفاق بتانا کسکا کام ہی کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہی ذرا ہوش مین آکر جواب دو اور اگر رسول کریم علیہ الصلوۃ والسّلام کا اپنی مجلس متبرکہ مین اپنے قریب بٹھانا اور اُس سے اس خندہ پیشانی سے کلام کرنا نفاق نہین ہی اور نہ تعظیم کافر ہی تو اہل ندوہ کے پاس بٹھانے اور ممتاز جگہ پر کسی فرقے کے معظم کو جگہ دینے پر کیون غل مچ رہا ہی اور عوام کو فریب دیا جاتا ہی۔ اور لطف یہ ہی کہ اس صاف وصریح استدلال کو بھی نہین سمجھتے یا ابلہ فریبی کی غرض سے یہ کہتے ہین کہ اس (یعنی حدیث مذکورہ سے) طائفۂ ندویہ کا مطلب ثابت نہین ہوتا۔ ہان اگر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عُیَینہ کی محبت وتعظیم کا حکم دیا ہوتا یا موہنہ پر نعم اخو العشیرہ ارشاد فرماتے تو البتہ مخالف مصلحین ندوہ اور مفید ندوہ کے ہوتا (صفحہ ۴۹ اسعاد) ناظرین نے ملاحظہ کیا کہ کس صاف طور سے مخالفین کے دعوے کا ابطال ہو گیا یعنی ظاہر ہو گیا کہ بدعقیدہ لوگون کو اپنی مجلس مین بٹھانا اُنسے خلق سے پیش آنا و نھین

قاضی صاحب کو اسمین کچھ کلام ہی تو لکھین کہ حدیث کے معنی جو بیان ہوئے اُسمین اُنھین کلام ہی؟
بزرگون نے جو اُسکی شرح کی ہی وہ غلط ہی؟ اور اگر غلط ہی تو کیا غلطی ہی؟ جو اسوقت کے مجادلونکو سوجھی

مخصوص جگہ پر بٹھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہی اور یہی ندوہ کہتا ہی اور کرتا ہی۔ مگر ناحق پرست اسپر بھی نہین مانتے۔ فرماتے ہین کہ "حضور نے محبت اور تعظیم کا حکم نہین دیا"۔ افسوس اگر آپکو علم دین سے بہرہ ہوتا تو ایسا نہ کہتے۔ قاضی صاحب شارع علیہ السلام کا صرف قول ہی دلیل نہین ہوتا بلکہ فعل بھی دلیل ہوتا ہی سنت فعلی بھی آپ نے اصول فقہ وغیرہ مین دیکھی ہی یا نہین؟ خیر اب دیکھ لیجیے جب سردار دین نے اُسے اپنے قریب بٹھایا اور خندہ پیشانی سے اُس سے باتین کین پھر یہ اظہار محبت اور تعظیم نہین تو کیا ہی چنانچہ نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپکے فعل سے ایسا ہی سمجھین اُسکے الفاظ یہ ہین۔ فرا یتہ اقبل علیہ بوجہہ کان لہ عندہ منزلۃ۔ افعال تعظیمی بلحاظ تعظیم کرنیوالے اور بنظر اُس شخص کے جسکی تعظیم کیجائے مختلف ہوتے ہین۔ حضور علیہ السلام کا اُسے اپنی مجلس متبرک مین اپنے قریب بٹھا لینا اُسکے لیے مایۂ فخر اور تعظیم ہی قول مذکور مین قاضی صاحب کا یہ تو اقرار صریح ہی کہ اگر حضور علیہ السلام محبت تعظیم کا حکم دیتے تو مخالفین ندوہ کے خلاف اور موافقین کے مفید ہوتا اور جب ہمنے محبت و تعظیم بھی یہین سے ثابت کر دی تو قاضی صاحب کے اقرار سے ہمارا دعوے ثابت ہو گیا۔ اور اگر صریحی حکم ہی آپ چاہتے ہین تو اُسکی حدیثین بھی ارشاد مین نقل ہو چکی ہین اور آیندہ مین بھی اونکی نقل کرونگا یعنی انزلوا الناس منازلہم واکرموا کریم القوم۔ فرمایئے ابتو آپکی تسلی ہوئی خدا کے لیے یہان تو اقرار حق کر دیجیے۔ خیر آپ اقرار کیون کرینگے یہ کام تو اہل حق کا ہی مگر ارباب بصیرت خوب سمجھ گیئے کہ یہان پر نہایت صفائی سے اقراری شکست آپکو ہوئی یاد رہے۔

علامۂ تورپشتی کی عبارت ناحق آپ نے نقل کر کے عبارت کو طول دیا۔ علامہ کی عبارت بالکل ندوے کے موافق ہی مگر آپ نسمجھین تو اِس سے مجبوری ہی۔ علامہ اِس امر کو مانع ہین کہ کسی بدعقیدہ یا فاسق کے بُرے عقیدے اور فسق مین زبان سے موافقت کرے یعنی یہ ظاہر کرے کہ وہ بُرا عقیدہ یا فسق مجکو پسند ہی اور دل مین اِسکے خلاف ہو۔ ندوہ ہرگز یہ نہین کہتا جو کوئی اِس قول کو ندوے کیطرف منسوب کرے وہ کذاب ہی۔ الغرض اراکین ندوۃ العلما احیای سنت نبوی کرتے ہین مخالفین جو چاہین سو کہین۔ اللہ

اور سلف کو نہ سوجھی تھی۔ اور اگر کوئی روایت اِس حدیث کے معارض ہی تو اُسکی تخریج کیجیے اور بتائیے کہ وہ روایت اِس حدیث صحیح بخاری کا معارضہ کرسکتی ہی یا نہین اور بغیر اِسکے زباندرازی

اور تحصین نفس کی پیروی سے بچائیے اور اہل سنت بنائیے۔

(۴) جہان کہین مونذکورہ مین سے کسی امر کا موقع نہ پایا اور جو کچھ اُنکے مرشد کہہ چکے ہین اُسے صریحًا خلاف قرآن و حدیث پایا تو بجائے اقرار حق کے وہی تلبیس و فریب ہی سے کام لیا چنانچہ فرماتے ہین: ہر طرح کے میل جول کو داخل اعتراض فرما کر تطویل لاطائل کی اِس سے ندوے کو کیا فائدہ۔ ندوہ تو کہتا ہی کہ کسی کلمہ گو سے بوجہ اختلاف مذہبی بغض رکھنا کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کلمہ گویان کا رد کرنا دشمنی اسلام اور خلاف ایمان ہی کلمہ گو کی اہانت خدا رسول کی اہانت ہی۔ اگر باہم محبت و تعظیم نہین تو ایمان ندارد" (صـ۱۷۲ اسعاد)

ارشاد الکملا مین اکثر مولوی عبدالقادر بدایونی کے خط کا جواب ہی جس قسم کے امور پر اونھون نے اعتراض کیا ہی اُسکا جواب دیا گیا اور وہ جواب ایسا کافی ہی کہ آپ کو ماننا پڑا۔ مگر چونکہ آپکی نفسانیت صریح اقرار نہین کرنے دیتی اسلیے پہلے اعتراض سے پہلو بچا کر اہل ندوہ کے دوسرے اقوال سے اعتراض کرتے ہین۔ انکا جواب بھی سنیئے۔ چونکہ بعض اقوال مخالفین کے ایسے بھی تھے جنسے مطلقًا میل جول کی برائی پائی جاتی ہی جیسا کہ مولوی نذیر احمد خان نے اپنے رسالۃ النذیر الاحمد مین بہت زور شور سے بیان کیا ہی اِسلیے کہین اُس سے بھی تعرض کیا گیا مگر زیادہ تر اُسی قسم کے میل جول کو ثابت کیا ہی جو اہل ندوہ کرتے ہین یعنی جس طور سے جس نیت سے جس غرض سے وہ میل کرتے ہین وہ مشروع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے اوسکی مشروعیت ثابت ہی چنانچہ اوپر بیان کیا گیا اب تمہارے اس قول سے معلوم ہوا کہ ندوے کے فعل پر تو تمہارا اعتراض نہین رہا بلکہ اونکے اقوال پر ہے۔ اگر یہی مطلب ہی تو صاف کہو خلط مبحث کرکے عوام کو دھوکا نہ دو اسوقت ہم اُسکا بھی جواب دیتے ہین مگر اہل حق کے ملاحظہ کے لیے امور ذیل کا الزام قاضی صاحب نے ندوے پر لگایا ہی (۱) کسی کلمہ گو سے بوجہ اختلاف مذہبی بغض رکھنا (۲) کسی کلمہ گو کو کافر کہنا (۳) کلمہ گویون کا رد کرنا دشمنی اسلام و کمال گمراہی ہی اور خلاف ایمان ہی (۴) کسی فرقے والے کو فاسق کہنا بھی اندھیر ہے (۵) کلمہ گو کی اہانت خدا و رسول کی اہانت ہی (۶) باہم محبت و تعظیم نہین تو ایمان ندارد"

کرنا فضول ہی اور اگر حدیث کے خلاف کسی کا قول ہی تو ضرور اُسمین تاویل کرنا چاہیئے اہل حق کا یہ شیوہ نہین ہی کہ بلا تحقیق احادیث صحیحہ کے خلاف اور اقوال بزرگان دین کے مخالف کسی

یہ امور جو ندوے کا مقولہ بیان ہوا ہی کسی تحریر یا تقریر کا حوالہ نہین دیا گیا اب نہین معلوم کہ یہ سب امور مسلسل ایک جگہ بیان ہوئے ہین یا کئی جگہ اور انھین الفاظ سے بیان ہوے ہین یا قاضی صاحب نے اپنے ذہن سے ندوے کا مدعا تراشا ہی۔ الغرض جبتک یہ الفاظ مسلسل بعینہ نہ دکھائے جائین ہم تفصیلی حکم کوئی نہین دیسکتے۔ مگر بمقتضای حدیث شریف ”ظنوا المومنین خیرا“ کے یہ کہ سکتے ہین جب بقول قاضی صاحب مضامین ندوہ جماعت علما کی نظر سے گذر کر شائع ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ جماعت قاضی صاحب تو کیا اونکی ساری جماعت سے بھی ہر طرح افضل ہی لہذا مین کہتا ہون کہ کلمات مذکورہ مین کوئی لفظ ایسا نہین جسکے صحیح معنی نہون

پہلا جملہ ”کسی کلمہ گو سے بوجہ اختلاف مذہبی بغض رکھنا“ یہ جملہ تو بہت صاف معلوم ہوتا ہی یعنی کلمہ گو سے مراد مسلمان ہی مطلب یہ ہی کہ فقط اختلاف مذہب کیوجہ سے بغض رکھنا اسلام کے ساتھ دشمنی ہے کیونکہ اگر صرف اختلاف مذہب ہی بغض کا باعث ہو تو حنفیہ کو شافعیہ سے بھی بغض رکھنا چاہیے کیونکہ اختلاف مین کوئی قید نہین ہی اور اوسکی گمراہی مین کیا شک ہی ندوہ یہ نہین کہتا کہ کسیکے واقعی بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے بغض رکھنا گمراہی ہی۔ **دوسرا جملہ** ”کسی کلمہ گو کو کافر کہنا“ اس جملے مین بھی کوئی کفر نہین ہی بلکہ وہی مقصود ہی جو تمام فقہا اور سلف نے لکھا ہی کہ مسلمان کی تکفیر مین بے احتیاطی نچاہیے۔ صفحہ ۲۳ ارشاد الکملا مین آثار اور اکابر امت مرحوم کے اقوال سے اسے ثابت کیا ہی مگر مین قاضی صاحب کے لیے رجم الشیاطین* کا حوالہ مناسب سمجھتا ہون وہ ملاحظہ کرین کہ انکے پیر و مرشد کے قبلہ گاہ نے کئی صفحون مین اسے بیان کیا ہی اور بحر الرائق۔ فتاوی صغری۔ خلاصہ۔ تاتارخانیہ۔ درمختار۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے عدم تکفیر کو ثابت کر کے صفحہ ۱۴۱ مین لکھا ہی ”ازینکہ نقل نمودیم ظاہر گردید کہ مذہب مختار جمہور فقہا و مجتہدین و متکلمین و ائمہ مسلمین عدم تکفیر ست مخالفت منصوص متون و شروح و مختار فتاوی و تکفیر کنندہ منسوب بعدم فقاہت و فساد عقیدت ست انتہی“ ملاحظہ ہو مرشد حضرت بدایونی نے کس زور سے عدم تکفیر اہل قبلہ کو مذہب مختار و تکفیر

* اس کتاب کا پورا نام البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ ہی مؤلف اسکے حضرت بدایونی کے والد ماجد ہین ۱۲

بزرگ کا قول نقل کرکے چلدین۔ انصاف وتحقیق مصنف ارشاد الکملا سے سیکھو کہ اُسنے اقوال مختلفہ مین کسطرح تطبیق دی ہی۔ جو بعض قول مخالف آپنے لکھے ہین اُنکا جواب ارشادؔ مین موجود ہی۔ گر کنندہ کو فاسد العقیدہ قرار دیا ہی پھر کیا مخالفین ندوہ مخالفت مین ایسے مدہوش ہوگئے کہ اپنے پدر بزرگوار اور اپنے مرشد یا جدامجد کی تحقیق کو بھی پس پشت ڈالدیا۔ دیکھو جناب کے پیرومرشد نے خلاصہ وغیرہ سے عدم تکفیر کی وجہ مین لکھا ہی "تحسیناً للظن بالمسلم"۔ اسپر نظر کرکے آپکو چاہیے کہ اہل ندوہ کے کلام کے وہی معنے سمجھین جو ہمنے بیان کیے ہین اور اگر مسلمان کے کلام کا محمل خیر نکالنے کی ضرورت اِس سے زیادہ آپ چاہین تو اُسکے لیے بھی مین موجود ہون۔ فتح المغیث مین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول منقول ہے۔

لا تظنن بكلمة خرجت من امرء مسلم شراً وانت تجد لها في الخير محملاً	جو کلمہ کسی مسلمان کے مُنہ سے نکلے تو اُسمین برائی کا گمان نہ کر جب تک تو محمل خیر اُسکا پاتا ہی۔

اب کہان ہین زعم الجملہ والے اور اسعاد الجہلا والے وغیرہ وغیرہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کو نہین مانتے اور مسلمانون کے کلام کا بُرا محمل نکالکر غل مچاتے ہین باوجودیکہ اُنکے کلام کا محمل خیر موجود ہی مگر محمل خیر وہی نکالین گے جنکی طبیعت مین خیر ہی جو حضرات شرپسند شرطینت ہین اُنھین محمل خیر کب نظر آئے گا اور نظر آئے بھی تو اُنکا نفس کب اِسکو پسند کرتا ہی کہ جسے بُرا لکھ چُکے اُسے بھلا کہین گو اُسمین ہزار بھلائی ہو بلکہ اُس بھلائی کو بھی بُرائی کرکے دکھاوین گے۔

الحاصل صحابہ کرام کے اقوال پر نظر نہین بزرگان دین کے ارشاد کو پس پشت ڈالدیا یہان تک کہ اپنے جدامجد جنھین امام المسلمین لکھا جاتا ہی اُنکے قول کی بھی پابندی نہ کرکے اِسطرح زبان درازی کرنا اور بے تامل کفر والحاد و زندقہ کا حکم لگادینا بلاشک گمراہی اور اسلام کی دشمنی ہی۔ ایک تو اسلام کے دشمنون نے یون ہی اسلام کو دبالیا ہی چہار طرف سے یورشین ہو رہی ہین کہ اسلام کو مٹا دیا جائے اُسپر مسلمانون پر کفر کے فتوے دیکر جماعت اسلام کو قلیل اور باہم بغض عداوت بڑھاتے ہین تاکہ دشمنان اسلام باہمی بغض وعداوت معلوم کرکے اپنا مدعا حاصل کرین۔ اور اگر کلمہ گو سے آپ ایسے عام معنی سمجھے ہین کہ جو زبان سے کلمہ پڑھے اگرچہ

آپ دیکھتے نہین یا اتنی فہم عنایت نہین ہوئی۔

تنبیہ ان احادیث اور اقوال سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ ارباب ندوہ بلاشک اہل سنت
دل مین اُسکے کفر ہی ہو یا اُسکے دوسرے اقوال و افعال کفر و شرک ہی کیون نہون یہان تک کہ خدا کے
بندون کو خدا سمجھے تو یہ آپکی خوش فہمی ہے اس جملے سے ایسے عام معنی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے سرسید
من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کے یہ معنی سمجھے تھے کہ جو توحید کا قائل ہو اگرچہ نبوت کو نمانے وہ بھی
مسلمان ہے الغرض جسطرح سرسید کی وہ تعمیم غلط ہے اسیطرح یہان بھی وہ تعمیم غلط ہے۔

چوتھا جملہ کسی فرقے کو فاسق کہنا بھی اندھیر ہے کسی فرقے والے کو تو کیا خود اہل سنت مین فاسق کو
فاسق کہنا بھی اندھیر نہین ہے اور نہ کوئی ذی علم کہہ سکتا ہے۔ البتہ بعض وقت ایسا کیا بھی جاتا ہو مثلاً
مخاطب کو بیباکی پر سرزنش منظور ہے یعنی جسطرح علمای محققین تکفیر اہل قبلہ مین احتیاط کرتے ہین اسیطرح
ہر مسلمان کی تفسیق مین بھی احتیاط چاہیے یہ نہین کہ سیکڑون علما کے اقوال اور افعال سے تو ایک گروہ
کا عدم فسق ثابت ہو اور ایک قول سے فسق ثابت ہو تو اسکے فسق کے ثبوت مین بار بار وہ ایک قول پیش کیا جائے اور اکثر کے
اقوال سے قطع نظر کیجائے۔ اِسکے علاوہ ایسے اقوال کہنے کا اُسوقت موقع ہوتا ہے جب واعظ کو تادیب
نفس منظور ہوتی ہے وہ نفس کی رعونت[1] اور خود پسندی کے توڑنے کی غرض سے ایسے الفاظ کہتا ہے
اور اپنے نفس کی اصلاح کیطرف متوجہ کرتا ہے اور اکثر ظفر کا یہ شعر پڑھ بھی دیا کرتا ہے ؎

نہ تھی اپنی برائیون پر جو نظر رہے دیکھتے اَورون کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیون پر جو نظر تو نگاہ مین کوئی برا نہ رہا

اب کہنا کوئی بدعقل یہ کہدے کہ شاعر مسلمان نہ رہا کیونکہ وہ کفار کو بھی برا نہین سمجھتا یا اُس واعظ کو ایسا ہی

[1] رسالہ اتفاق صفحہ ۱۱ سطر ۱۳ سے صفحہ ۱۲ سطر ۲ تک ملاحظہ ہو اُس سے یہی امر ثابت ہے جو مین کہہ رہا ہون صفحہ ۱۱
مین اسکے معائب پر متنبہ کرکے صفحہ ۱۲ مین لکھتے ہین جبکا خود یہ حال ہو اوسکو دوسرے بھائیون کی نکتہ چینی کرنا
بلکہ اپنے سے زیادہ گنہگار یا گمراہ سمجھنا یا معاذ اللہ کافر تک کہدینا کب زیبا ہے ۱۲ اُسی اتفاق کا صفحہ ۲۴ و ۲۵
ملاحظہ ہو جس سے بخوبی ثابت ہے کہ مضمون نگار کا مقصود نفس کی خود بینی اور رعونت کا مٹانا ہے اور اسطرف متوجہ
کرنا کہ اپنے عیبون کو دیکھو اپنی اصلاح کرو ۱۲

ہین کیونکہ جو کچھ وہ کرتے ہین اور جو کچھ اُنکا مقصد ہی وہ بالکل سنت کے مطابق ہی۔ اور مخالفین اپنے آپ کو جو اہل سنت کہتے ہین وہ برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق

کہدے جسنے اصلاح نفس کے لیے جوش مین یہ شعر پڑھا ہی۔ اس کہنے والے کو بعقل یا بدنفس نہ کہین گے تو اور کیا کہین گے۔ اب مین قاضی صاحب کے بڑے مستند کا ایک قول پیش کرتا ہون جس سے اُنکی آنکھین کھُل جائین گی۔ ای جناب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہین؛ معرفت

خدای عزوجل بران کس حرام ست کہ خود را از کافر فرنگ بہتر داند؛ کہیے قاضی صاحب جب مسلمان کلمہ گو کو اپنے تئین کافر سے بدتر سمجھنا ضرور بتایا تو آپ یہ کہین گے کہ یہان تو کفر کو اسلام پر ترجیح دیدی ورنہ مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اپنے تئین کافر سے بدتر کیسے سمجھ سکتا ہی اور اگر کسی عنوان سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ مقولہ صحیح ہی تو اگر کسی نے مسلمان فرقے کی تضلیل وتفسیق سے روکا تو کیون اُسے جھنڈے پر چڑھایا جاتا ہی۔ جو غرض اور جو مطلب حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا سمجھو اُس قائل کا بھی سمجھلو اور حضرت عمرؓ کا وہ قول پیش نظر رکھو جسنے مین ابھی نقل کرچکا ہون کہ مسلمان کے کلام کا جب تک نیک محمل نکل سکے اُسوقت تک تو بُرا گمان نہ کرو۔

پانچوان جملہ کلمہ گو کی اہانت خدا اور رسول کی اہانت ہی؛ کلمہ گو کی اہانت کلمہ گوئی کی وجہ سے بلا شک خدا اور رسول کی اہانت ہی اور کسی دوسری وجہ سے اہانت کلمہ گو کی اہانت نہین ہی بلکہ اُسی بُری شی کی اہانت ہی اِسکو ندوہ مانع نہین ہی اگر کہین اسکو بھی منع کیا ہو تو دکھاؤ۔

چھٹا جملہ اگر باہم محبت نہین تو ایمان نہین؛ یہ جملہ ندوے کا تو مین نے دیکھا مگر آپ نے بھی قاضی صاحب نے تعظیم کا لفظ بڑھا دیا ہی۔ جسقدر ندوے کا مقولہ ہی وہ حدیث کا ترجمہ ہی لا تومنوا حتی تحابوا احدیث مین ہی اب جسقدر تعمیم یا تخصیص حدیث مین کرو وہی اُسکے ترجمہ مین کرلو اور اگر آپ کا یہ ظلم ہی کہ ندوہ اگرچہ قرآن وحدیث ہی بیان کرے مگر ہم نہ مانین گے اور بغیر اعتراض کیسے نہ چھوڑین گے تو آپ کو اختیار ہی مگر قیامت کے روز سے خبردار رہیے اگر اُسپر ایمان ہی۔

تیسرا جملہ کلمہ گویان کا رد کرنا گمراہی ہی؛ جسطرح آپ رد کرتے ہین اسکی گمراہی اور خلاف ایمان ہونے

ہین اونکو مبتدع اور ضال ومضل کہنا چاہیے کیونکہ ارباب ندوہ وہی کرتے ہین جو ہم ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور قول سے ثابت کر آئے ہین اور یہ حضرات محض نفسانی

ہین توکسی ذی علم مسلمان کو کلام نہین ہوسکتا۔ ہم امام غزالی کا قول نقل کرچکے ہین اُسے پھر دیکھیے باقی رہا علم کلام اوسکی نسبت ائمہ نے گمراہی سے زیادہ سخت لفظ کہے ہین ارشاد الکملا کے حاشیہ صفحہ ۲۴ مین دیکھو تمام ائمہ حدیث اور امام شافعی۔ امام احمد۔ امام مالک۔ امام محمد رحمہم اللہ اسے حرام کہتے ہین۔ ہمارے امام ابوحنیفہ رح نے بھی آخر مین اِسے ناپسند کیا اور منع فرمایا پھر اگر کسی ندوے والے نے اُسے گمراہی کہا ہو تو ائمہ مذکورین کا اتباع ہی۔

کہیے قاضی صاحب اب توآپ کو معلوم ہوا کہ ارشاد مین جو کچھ ارشاد ہوا ہی وہ لاطائل نہین ہی بلکہ نہایت مفید ہی مگر طالب حق کے لیے۔ اب ایک امر باقی ہی اُسے لکھنا ضرور ہی اراکین ندوہ نے اپنے افعال کی سند سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر صحابہ اور تابعین اور دیگر اکابرین کے اقوال وافعال سے دیدی اور اپنی حقانیت کو ثابت کر دیا جنکے ہیدا اہل سنت کے ماوا اور ملجا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ہین۔ ہر ایک رسالے مین بار بار انھین کے قول کو پیش کرتے ہین اور جنکی نسبت اِنکے قبلہ گاہ یا یون کہیے کہ جد امجد یون فرماکر دنیا سے گئے ہین کہ

قائل فضل ایشان یا متبع ایشان ضال ومضل ست (وہ فتوی چھپا ہوا حیدرآباد مین موجود ہی) اب انھین کے متبع بنتے ہین۔ پہلے یہ تو فرمایئے کہ یہ مقولہ اگر سچا ہی توآپ ضال ومضل ہین اور اگر صحیح نہین ہی توآپ کے جد امجد یعنی مولانا فضل رسول ضال ومضل ٹھہرے۔ بہتر ہی کہ پہلے اس کا تصفیہ کرلیجیے مگر آپ سے نہو گا جواب سُنیے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے قول سے الزام دینا ابلہ فریبی ہی۔ اسکا جواب القول الفاصل مین دیا گیا ہی صفحہ ۱۹ سے لیکر ۳۰ تک ناظرین ملاحظہ کرین کس متانت اور تحقیق سے جواب دیا ہی اور یہ رسالہ ارشاد الکملا سے پہلے مشتہر ہوا ہی۔ مگر قاضی صاحب باربار اُسی کو سنداً پیش کرتے ہین۔ جسکے متعدد جواب دیے گئے۔ اسی ارشاد الکملا کے صفحہ ۴۴ مین نہایت عمدہ جواب دیا گیا ہے

ضد سے اُنھین زندیق اور نیچری وغیرہ کہکر لوگون کو بہکا رہے ہین اور ایسی سخت کلامی اور بیہودہ تحریرات سے دلون کو دُکھا رہے ہین کہ الامان۔ جھوٹ اور افترارات کا طوفان اُٹھا رکھا ہی۔

تتمہ ماسبق

مگر قاضی صاحب نے آنکھ پر ایسی پٹی باندھی ہی کہ حق بات اُنھین سوجھتی ہی نہین۔ جو انصاف کے شیدا ہین وہ ارشاد کے صفحۂ مذکور کو ضرور ملاحظہ کرین۔ پھر جلاء العیون کے صفحہ ۱۳ مین جواب دیا گیا ہی۔ مگر قاضی جونپور ایک نہین سُنتے اپنی کہے جاتے ہین۔ مین جلاء العیون کے جواب کو اپنے لفظون مین بیان کرتا ہون۔ مبتدعین سے تنفر اونسے بیزاری بدعت کی حیثیت سے ہر ایک دیندار کرتا ہی مگر دانشمند موقع و مصلحت دیکھکر اُسے برتتے ہین۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا ارشاد اُسوقت کے نہایت مناسب تھا زمانۂ مجددیہ جہانگیر کا عہد تھا سلطنت اسلامی تھی کوئی مخالف اسلام دم نہین مار سکتا تھا اور اسلام کے مٹنے کا کسیکو خیال بھی نہین آسکتا تو کیا ذکر ہی۔ الغرض اسطرف سے تو بالکل اطمینان تھا اب جو کچھ فتنہ تھا وہ مبتدعین کا لہٰذا حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اُنھین کی بیخکنی کی ہی اُسوقت اسی کی زیادہ ضرورت تھی اگرچہ کفار بھی اُسوقت تھے مگر مغلوب وہ کیا کر سکتے تھے۔ بخلاف اس زمانے کے کہ مخالفین اسلام نے کسقدر طوفان اُٹھا رکھا ہی کیسی کیسی تدبیرین علانیہ اور پوشیدہ اسلام کے مٹنے مین کر رہے ہین۔ کروڑون روپیہ سالانہ اسمین صرف کر رہے ہین۔ ای مخالفین ندوہ آنکھین کھولکر دیکھو کیا ہو رہا ہے اسلام کے دشمن نہ بنو اگر حضرت مجدد علیہ الرحمہ اسوقت ہوتے تو یہی کہتے جو ندوہ کہہ رہا ہی شاہ صاحب کے عہد مین بھی یہ ضعف اسلام نہ تھا مخالفین کی یہ فکرین اور تدبیرین ہرگز نہ تھین جواب ہین شیعون سے میل جول زیادہ تھا اُنھین کے فتنے کا خوف اُنکے نزدیک زیادہ تھا اسلیے انھون نے اونکا رد کیا اور جو اونکے نزدیک مناسب تھا وہ لکھا مگر آخر مین اُنھون نے یہ بھی کہدیا کہ محبت کا مدار ایمان ہی گو وہ کیسے ہی ہون اور عداوت کا مدار کفر ہی" آیندہ اسکا ذکر انشاء اللہ آئیگا۔ اگر ان محققانہ جواب کو آپ نہین مانتے تو اب مین دوسری روش اختیار کرتا ہون۔ حضرت مجدد صاحب کے قول کو اگر آپ واقعی سند جانتے ہین اور اپنے پیر و مرشد کے قبلہ گاہ کو ضال مضل مان چکے ہین تو اونکے اور اقوال پر بھی عمل کیجیے حضرت ممدوح علیہ الرحمہ بدعت کی تقسیم نہین کرتے اور بڑی شدومد سے تمام بدعات کو سیئہ کہتے ہین

(۴۲) ملا علی قاری شفا کی شرح مین لکھتے ہین ابن ماجہ وغیرہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے مرفوعاً روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم کا سردار تمھارے پاس آئے تو تم اُسکی تعظیم کرو۔ اور ایک روایت مین ہی کہ جب تمھارے ملنے کو کوئی آئے تو اُسکا اکرام کرو۔

وفی حدیث رواہ ابن ماجۃ وغیرہ عن جماعۃ من الصحابۃ مرفوعا اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ وفی روایۃ اذا اتاکم الزائر فاکرموہ۔

سردار قوم کی تعظیم

مکتوب ایک سو چھیاسی جلد اول خاص اسی امر کے ثبوت مین ہی اُسکے شروع مین آپ اسطرح دعا کرتے ہین "از حضرت حق سبحانہ وتعالی بتضرع وزاری والتجاء وافتقار وذل وانکسار در سر وجہار مسألت می نماید کہ ہرچہ در دین محدث شدہ است ومبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر وخلفای راشدین او نبودہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف را باجمعی کہ با وے اند گرفتار عمل آن محدث نگرداناد ومفتون حُسن آن مبتدع نکناد بحرمت سید المختار وآلہ الابرار علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام" پھر لکھتے ہین "فقیر در ہیچ بدعتی ازین بدعتہا حسن ونورانیت مشاہدہ نمیکند وجز ظلمت وکدورت احساس نمی نماید اگر فرضاً عمل مبتدع را امروز بواسطہ ضعف بصارت بطراوت ونظارت بیند فردا کہ حدید البصر گردد داند کہ جز خسارت وندامت نتیجہ نداشت" اور مکتوب ۲۳ جلد مین فرماتے ہین "گذشتگان در بدعت حسنی دیدہ باشند کہ بعض افراد آن را مستحسن داشتہ اند اما این فقیر درین مسئلہ بایشان موافقت ندارد وہیچ فرد بدعت را حسنہ نمیداند وجز ظلمت وکدورت دران احساس نمی نماید قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ" پھر لکھتے ہین "علمائے وقت را حضرت حق سبحانہ وتعالی توفیق دہاد کہ بحسن ہیچ بدعت لب نکشایند وباتیان ہیچ بدعت فتوی ندہند اگرچہ آن بدعت در نظر شان در رنگ فلق صبح روشن درآید" اور مکتوب ۱۹ جلد دوم مین فرماتے ہین۔ فالبدعۃ کیف کانت تکون رافعۃ للسنۃ نقیضۃ لہا فلا خیر فیہا ولا حسن فیہا لیت شعری من این حکموا بحسن البدعۃ المحدثۃ فی الدین الکامل الخ۔ جب مطلقاً بدعت کو سیئہ فرماتے ہین تو مجلس میلاد شریف جو خاص طور پر مرتب کیجاتی ہی اُسکو بھی وہ پسند نہ فرماوینگے کیونکہ وہ بہیئت کذائی ضرور

یہ تو حضور کا ارشاد ہی ترمذی اپنے شمائل مین آپ کی عادت اسطرح روایت کرتے ہین وکریم
کریم کل قوم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ ہر ایک قوم کے سردار کا
بدعت ہی اسیواسطے اُسکے پسند کرنے والے اُسے بدعت حسنہ کہتے ہین۔ امام ربانی مکتوبات کی جلد
اول مکتوب ۲۷۳ مین اسکی تصریح بھی کرتے ہین۔ مرزا حسام الدین احمد علیہ الرحمہ نے حضرت کو
لکھا تھا کہ میر محمد نعمان اور بعض اور صاحبون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہی کہ
کہ اس محفل میلاد شریف سے بہت خوش ہین اسوجہ سے بہت مشکل ہی کہ یہ لوگ میلاد شریف کا سننا
چھوڑ دین اسکے جواب مین امام ربانی اول خواب کی بے اعتباری بہت زور سے بیان کرتے ہین
پھر تحریر فرماتے ہین "مبالغہ در منع بواسطہ مخالفت طریقۂ خود است مخالفت طریق خواہ بسماع ورقص
بود خواہ بمولود و شعر خوانی" پھر آخر مین فرماتے ہین "بنظر انصاف بہ بینید کہ اگر فرضاً حضرت ایشان
درین اوان در دنیا زندہ بودند واین مجلس واین اجتماع منعقد میشد آیا باین امر راضی میشدند واین
اجتماع را پسندیدند یا نہ یقین فقیر آنست کہ ہرگز این معنی تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند" الحاصل
یہ فقرات صاف ظاہر کرتے ہین کہ امام ربانی علاوہ سماع کے خاص مجلس میلاد کو بسبب بدعت
ہونے کے پسند نہین کرتے اور ظاہر ہی کہ جب امام صاحب بدعت کی تقسیم نہین کرتے تو اس
مجلس کو کیونکر مستحسن سمجھینگے اور مولوی عبد القادر صاحب نے جو سیف الاسلام مین اس سے انکار
کیا ہی اور لکھا ہی کہ مکتوب مین اگر شرف ایام ولادت باسعادت کا ابطال ہوتا یا مجالس اذکار آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہوتا تو البتہ اس محفل کا انکار سمجھا جاتا محض ابلہ فریبی ہی ایام ولادت
باسعادت کی شرافت اور شی ہی اسیطرح کسی مجلس مین ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور چیز ہی مجلس
مروجہ ہیئت کذائی کے ساتھ اور شی ہی پہلے دونون امور کا کوئی منکر اور کوئی مبطل نہین ہی گفتگو خاص
اُس محفل مین ہی جسے علما بدعت حسنہ کہتے ہین اور جو اکثر رائج ہی اُسے حضرت امام ربانی پسند نہین
کرتے تھے اسمین زیادہ بحث کی ضرورت نہین سیف الاسلام کا جواب اُنکے مخالف نے لکھا ہی مطرقۃ
الاسلام علی سیف الملاحدۃ اللیام اوسکا نام ہی۔

آپ اکرام فرمایا کرتے تھے۔ یہان سے بخوبی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل دونون اس امر کی ہمین ہدایت کرتے ہین کہ ہرایک فرقے اور ہرایک گروہ کے سردار کی ہم عظمت کرین اسمین مشرک۔ یہود۔ نصاری۔ مبتدع کیکی قید نہین ہی سب اس حکم مین یکسان ہین۔ حدیث مذکور کی شرح مین علامہ عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہین افضلهم دینا و نسبا یعنی کریم قوم سے مقصود وہ شخص ہی جو بلحاظ اُنکے دین اور اُنکے نسب کے اُنمین بہتر اور افضل ہو اب خیال کرنا چاہیے کہ ہرایک فرقے مین دین کے لحاظ سے وہی افضل ہو سکتا ہی جو اپنے دین کے عقائد اور اعمال مین پختہ ہو اسکا حاصل یہ ہوا کہ ہمارے ہادی برحق کا ارشاد اور اُنکے اخلاق کریمانہ سخت کفار اور مشرکین سے یہان تک اخلاق برتنے کی ہدایت فرماتے ہین کہ تعظیم کی حد تک پہونچ جائین تو مضائقہ نہین اور مبتدعین کا مرتبہ تو کفار سے کم ہی اُنسے تو بطریق اولے جائز ہوگا۔ جامع صغیر مین امام سیوطی نے اس حدیث کو بطرق مختلفہ مسند ابن بزاز اور صحیح ابن خزیمہ سے بروایت ابن عمر اور مسند بزاز سے بروایت جریر البجلی روایت کیا ہے اور علامہ عبدالرؤف مناوی اسکی شرح مین فرماتے ہین۔

بقیہ حاشیۂ سابق

الحاصل اس مین شبہہ نہین کہ مولوی عبدالقادر صاحب اور اُنکے والد بالضرور ان مسائل مین امام ربانی رح کے مخالف ہین اور رسالہ سیف الاعلام مین بڑے شد و مد سے بدعت کی تقسیم بیان کی ہی اور مجلس میلاد شریف کا استحسان ثابت کیا ہی۔

اب فرمائیے کہ بدایونی صاحب حضرت مجدد صاحب کی مخالفت کیون کر رہے ہین جب حضرت ممدوح کے اقوال واجب الاتباع ہین تو اُنھین بھی اتباع کرنا چاہیے لم تقولون ما لا تفعلون کا مصداق نہین قاضی صاحب نے اپنے رسالے مین جابجا کثرت سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو اپنا ہادی بنایا ہی ان سب مقامات کا جواب ہوگیا وہ خوب یاد رکھین کہ اب جب تک میرے سوال کا جواب ندین اور قول فاصل کے جوابات کا فیصلہ نکرین اُسوقت تک حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے قول کو پیش نکرین۔

اذا اتاکم کریم قوم ای رئیسهم المطاع فیهم المعوّد فیهم باکثار الاعظام واکثار الاحترام فاکرموه برفع مجلسه واجزال عطیته لانہ تعالی عوّده ذالک فمن فعل بہ غیرہ فقد احتقره وافسد علیه دینه	یعنی کریم سے مراد یہ ہو کہ وہ کسی قوم کا سردار ہو جسکی لوگ اطاعت کرتے ہون اور وہ اس بات کا خوگر ہو کہ اسکی تعظیم واحترام بہت کیا جائے اُسکا اکرام کرو یعنے اُسکو اونچی جگہ بٹھاؤ اور اُسکو کثرت سے تحائف دو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسکی عادت ڈالدی ہو بس جو اسکے خلاف اُسکے ساتھ برتاؤ کرے گا تو ڈا اُسکو حقیر اور اُسکے مذہب کو بُرا سمجھے گا۔

اِس عبارت کو نظر غور سے دیکھو اور سمجھو کہ اس سے چند باتین ثابت ہوئین (۱) قوم سے مراد کوئی خاص قوم نہین ہی کافر ہو یا مشرک۔ مبتدع ہو یا فاسق (۲) کریم سے مراد اُس قوم کا وہ مقتدر شخص ہی جسکی وہ بیحد تعظیم وتکریم کرتے ہون خواہ وہ انکا دینی سردار ہو یا دنیوی (۳) ایسے شخص کو ممتاز مقام پر بٹھانا اور اُسکے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یہانسے معلوم ہوا کہ حدیث

من وقر صاحب بدعة الخ کے وہ معنی نہین ہین جو معترض سمجھا ہی بلکہ وہ معنی ہین جو صاحب ارشاد نے مجمع البحار سے نقل کیے ہین یعنی بدعتی کی مدد کرتا بلحاظ اُسکی بدعت کے یا اُسکی بدعت کو اچھا سمجھکر اُسکی تعظیم کرتا (ارشاد الکلام صا و ۱۸ ملاحظہ ہو)

حضرت ملا جامی علیہ الرحمہ شرح شمائل مین حدیث مذکور کی شرح اسطرح کرتے ہین کہ آنحضرت

اکرام میکرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کریم ہر قوم را کہ صاحب شرف وفضل ونسب	صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک قوم کے بزرگ کا اکرام فرمایا کرتے تھے جو اُس قوم مین صاحب شرف صاحب فضل

٭ جو یہ معنی ایسے بڑے محدث کی مشہور کتاب سے نقل کیے ہین جو نہایت معتبر اور لغت حدیث وقرآن مین مشہور ہی اِسکے خلاف جب تک کوئی اُسی پائے کا محدث نہ لکھے ہرگز قابل لحاظ نہین ہوسکتا مگر فرقہ اہلیہ کی دروغگوئی کی توحد نہ رہی یہ بھی لکھدیا کہ ندوہ مین مبتدع کی من حیث الابتداع تعریفین کیجاتی ہین " مین اس علانیہ جھوٹ کا کیا جواب دون بجز اِسکے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہون ۔۱۲

رو وجاہت بودی - و مرویست کہ چون آمد جریر ابن عبد اللہ کہ عزیز قوم خود بود انداخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے وسے ردائے مبارک خود و اکرام کرد اوراو فرمود بصحابہ چون بیاید شمارا کریم قومی اکرام کنید اورا-	صاحب نسب صاحب وجاہت ہو تا تھا روایت کیا گیا ہو کہ ایک روز جریر ابن عبد اللہ آیا جو اپنی قوم مین بزرگ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک اُسکے لیے بچھا دی اور اوسکی تعظیم کی اور صحابۂ کرام سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بزرگ آیا کرے تو اُسکی تعظیم کیا کرو۔

جریر ابن عبد اللہ البجلی نہایت وجیہ اور اپنی قوم کے سردار تھے سنہ ہجری مین آکر مشرف باسلام ہوئے۔ بعض کہتے ہین کہ چالیس روز قبل وفات حضور علیہ السّلام ایمان لائے یہانسے بیقین معلوم ہوا کہ معاشرت مین نرمی اور خوش خلقی منسوخ نہین ہوئی۔ بعد نزول سورۂ برات بھی کفاسے اسقدر نرمی و اخلاق حضور برتتے تھے کہ چادر مبارک اُنکے لیے بچھا دیتے تھے ردای مبارک کا بچھانا کچھ جریر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ بسا وقت آپ ایسا کرتے تھے۔ وائل بن حجر حضرمی کے ساتھ بھی آپ نے ایسا ہی کیا شیما آپکی رضاعی بہن ہوازن کے قیدیون مین آئی تھین جب اُنھون نے تعارف کرایا تو آپ نے ردائے مبارک اُنکے نیچے بچھا دی (شفای قاضی اور کامل اور عینی ملاحظہ ہو) کامل مین یہ بھی ہو کہ آنحضرت عدی بن حاتم کو اپنے مکان پر لیگئے اور اوسے چادر پر بٹھایا اور آپ زمین پر بیٹھے (قربان ایسے نبی کے) ملا جامی علیہ الرحمہ اُسی شرح مین فرماتے ہین۔

وہمچنین آمدہ اکرام کرد عدی بن حاتم طائی رئیس استاد برائے وے و مشایعت کرد اوراتا وادی عقیق۔ (شرح شمائل مولانا جامی)	اسی طرح یہ بھی آیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم طائی کے بیٹے عدی کے لیے تعظیم کی تھی۔ اُسکے آنے کے وقت آپ کھڑے ہوگئے اور جانے کے وقت وادی عقیق تک اُسکی مشایعت کی یعنے

ارشاد الکلام ان احادیث مذکورہ سے ثابت کیا گیا کہ ہر ایک گروہ کے سردار اور اُسکے معظم کی

دہان تک اُسے پونہچا دیا۔
اب ناظرین کو محفوظ کر لینا چاہیے کہ ہمنے یہان تک کیا کیا امر اقوال وافعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کیے (۱) بدترین لوگون سے حضور علیہ السلام نہایت توجہ اور اخلاق کرتے تعظیم سنت نبوی اور مدارات مین داخل ہی اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہو اسکی تصریح اور تفصیل مین نے اوسی حدیث کے شارحین سے کر دی۔ اسی حدیث کی پیروی کی غرض سے جلسۂ ندوۃ العلما مین سرگروہون کو ممتاز جگہ پر بٹھایا جاتا ہی گو وہ کسی فرقے کے ہون۔ چونکہ اس امر سے عوام واقفیت نہین ہی اسلیے مخالفین نے مختلف عنوان سے عوام کو دکھایا ہی اور ندوے کو مورد اعتراض بنایا ہی۔ خود قاضی صاحب صفحہ ۴۶ مین بطور طنز اور اعتراض فرماتے ہین "کیا ندوے مین مبتدعین کی تانیس وتعظیم قولی وفعلی نہین کیجاتی۔ اور اسکے نہ کرنے پر کیا سلب ایمان اور مخالفت رسول وقرآن کا حکم نہین دیا گیا ہی" لطف اب دیکھیے کہ جب احادیث صریحہ ان ابلہ فریبون کے جواب مین پیش کی گیئن تو اپنی ہی اقوال سے چشم پوشی کر کے کیا ابلہ فریبی کرتے ہین چنانچہ صفحہ ۵۲ مین فرماتے ہین "کیا اذا اتاکم کریم قوم اور انزلوا الناس منازلھم وغیرہ کا یہی مطلب ہی کہ اونسے کہدیا جاے کہ ہم تمکو مذہبی حیثیت سے برا نہین سمجھتے۔ تکفیر تو درکنار تفسیق بلکہ اہانت بھی جائز نہین"۔ قاضی صاحب کہین تو سیدھی چال چلو اور کبھی تو خدا سے ڈرو۔ ای جناب جس غرض سے یہ احادیث نقل کیگئی ہین وہ تو ثابت ہوگیا اور جو کچھ آپ فریب دے رہے ہین اوسکی قلعی بھی کھولی جائے گی ان احادیث کا جو مطلب ہی اوس سے آپ کا وہ اعتراض تو دفع ہوگیا جو صفحہ ۴۶ مین آپ کر رہے ہین صفحہ ۴۹ مین آپ خود لکھ چکے ہین کہ "اگر حضور تعظیم کا حکم دیتے تو مفید ندوہ ہوتا" اب یہان اپنے قول سے گریز کیون ہی یہان تو تعظیم کا ثبوت حضور کے حکم سے ثابت ہوگیا لہذا آپ کے اقرار کے بموجب ان احادیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی اور یہ احادیث ہمارے مفید ہین۔ آپ کے پیرومرشد کے وہ طنز وتشنیع جو اُنھون نے اپنے خط مین کیے ہین وہ تو دفع ہوگئے بعض جملے اوسکے یہ ہین "جب آپ کے ندوے کی کرسی اعزازی تعظیمی پر بیٹھکر کوئی رافضی نیچری الخ" پھر اوسکے بعد لکھتے ہین "فرق باطلہ

سے پیش آتے تھے (۲) انھین اپنی متبرک مجلس مین اپنے پاس بٹھاتے تھے (۳) یہانتک نوبت پونہچی کہ ردائے مبارک اونکے لیے بچھا دیتے تھے (۴) اونکے لیے کھڑے ہوجاتے تھے (۵) اُنکے پونہچانے کو دور تک تشریف لیجاتے تھے۔ جب یہ افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نیت خیر سے یہ افعال بدعقیدہ اور کفار سے برتے تو اوسے متبع سنت نبوی کہین گے اوسے مداہنت کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الزام دینا ہی (نعوذ باللہ منہ)

ان احادیث صریحہ اور اقوال محققین سے اظہر من الشمس ہوا کہ آیت لا ترکنوا الے الذین ظلموا کے وہ معنی نہین ہین جو مخالفین بیان کرتے ہین بلکہ وہ معنی ہین جو صاحب ارشاد نے امام فخر رازی سے نقل کیے ہین چنانچہ وہ فرماتے ہین۔

کی توقیر و تبجیل مجلس علمی دینی مین فی الحقیقت جہال عوام کی تضلیل اور مذہب اہل سنت کی توہین ہو ان اقوال مین ایک غلط اور جھوٹ امر عوام کے خیال مین جوڑ دینے کو بیان ہوا ہی اوسے علحدہ کردو تو ان طعنون کا کافی جواب احادیث مذکورہ سے ہوگیا جسے قاضی صاحب اوڑانا چاہتے ہین وہ غلط امر یہ ہی کہ عام فرق باطلہ کی توقیر اہل ندوہ کرتے ہین حالانکہ یہ بالکل غلط ہی ایسا ہرگز نہین ہوتا۔ البتہ ارشاد نبوی کے مطابق سرگروہ قوم کی ایسی مدارات کرتے ہین جس سے وہ موقر معلوم ہوتا ہی۔ اب حضرت بدایونی کے طنز پر ذرا غور سے ملاحظہ کیجیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ بزرگ قوم کی تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ نے حکم بھی اسکا دیا تو مولانا کے قول کے موافق سرور عالم ہادی برحق کا فعل و قول فی الحقیقت عوام کی تضلیل اور اہل حق کی توہین ٹھہرا (نعوذ باللہ استغفر اللہ) ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ مولوی صاحب اسقدر بعد سے ناواقف ہین یہ نہین جانتے کہ ہمارے قول سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہوگا۔ جس سے ایمان سلب ہوجاتا ہی یا ندوہ کی مخالفت مین ایسے سرشار ہین کہ کچھ ہوش نہین کہ ہم کیا کہتے ہین اور باوجود ان کفریات کے احقاق حق کا دعویٰ ہی افسوس ع باین حالت خیال دین داری ۱۲ منہ

قال المحققون الرکون المنهی عنه ہو الرضا بما علیه الظلمة من الظلم وتحسین تلک الطریقة وتزیینها عندہم وعند غیرہم ومشارکتہم فی شئ من تلک الابواب فاما مداخلتہم لرفع ضرر واجتلاب منفعة فغیر داخلة فی الرکون (تفسیر)

محققین کہتے ہین کہ جس میل کی مانعت ہی اُس سے مراد بدونکی بُرائی پر راضی ہونا اور اُنکے بُرے طریق کو اچھا جاننا اور اُسے زینت دینا اور اونکی بُری باتون مین شریک ہونا ہی (اس رکون کی مانعت ہے) لیکن کسی ضرر کے دفع کی غرض سے یا فائدہ حاصل کرنے کے لیے برون کی مداخلت ممنوع نہین ہی۔

علماے ندوہ اِسی قول محققین کے قائل اور اِسی پر عامل ہین جو کوئی اِسے غلط* کہے وہ محض کذاب ومفتری ہی۔ ندوے نے اگر اہل قبلہ کے اجتماع کا قصد کیا تو اسلام کے مقصد اعلےٰ حاصل کرنے اور اوسی کی مضرت مٹانے کے لیے اب اگر دو چار ملا نفس پرست اوسے نہ سمجھین یا سمجھکر محض ضد اور نفسانیت سے عوام کی فریب ہی کے لیے زبان درازی کرین تو تو اُس سے حق گو کی حقانیت باطل نہین ہوسکتی۔

ہمارے اِس سچے اور محقق قول کا جواب ایک تو حضرت قاضی صاحب نے دیا ہی وہ تو وہی کذب وافترا ہی جو اونکی عادت ہوگئی ہی یعنی کہتے ہین کہ ندوہ صاف صاف فرق باطلہ کی تحسین وتزئین کرتا ہی اسپر بڑا زور رہی مگر یہ محض غلط ہی اور جس عبارت سے یہ امر نکالا ہی اُس سے ہرگز نہین نکلتا اِسکی تشریح آیندہ آئیگی۔ حضرات ناظرین ملاحظہ کرین کہ مولوی حفیظ اللہ صاحب جو ندوے کے رکن انتظامی ہین وہ ارشاد الکملا مین بار بار مختلف عنوان سے اِس مدعا کی تصریح کر چکے ہین مگر قاضی صاحب اپنی مُنہ زوری کے آگے ایک نہین سُنتے ہر جگہ بے تُک کچھ نہ کچھ لکھہ مارتے ہین۔ مین ارشاد الکملا کے چند مقامات کا حوالہ دیتا ہون۔

(۱) صفحہ ۱۰ مین ہی۔ بدعت مین مدد دینا۔ بدعت کو اچھا جاننا اسلام کے توڑنے مین مدد دینا ہے

(۲) صفحہ ۲۳ مین ہی۔ ایسا میل جول جس سے اونکے طریقے کی تائید یا رضامندی پائی جائے

* یعنی یہ جو الزام لگاتے ہین کہ ندوہ بدعتیون کے طریقے کی تحسین کرتا ہی وہ محض کذب ہی ۱۲

ممنوع ہی۔

(۳) صفحہ ۴۳ مین ہی۔ "یہ کہنا کہ ندوہ مبتدعین کے طریقے کی تحسین کرتا ہی اور رضامندی ظاہر کرتا ہی محض افترا ہی۔ ندوے نے اگر کسی مبتدع سے میل کیا تو اُنھین فوائد کے حاصل کرنے اور مضرت کے دفع کرنے کے لیے جو آخر مین بیان کی جائین گی"

(۴) صفحہ ۴۳ مین ہی "مثلاً ایک مسلمان بدعتی ہی کہ اوسکے اسلام کی وجہ سے محبت اور اوسکی بدعت کی وجہ سے دشمنی ہو" الغرض ایسے تصریحات ارشاد مین بہت جگہ ہین مگر قاضی جی پور ایک نہین سُنتے اور اپنی مُنہ زوری سے کہین ہان ہان کرتے ہین کہین روباہ بازہین کور باطن بتاتے ہین۔ مگر ناظرین انصاف کرین کہ جو صریح حق بات کہہ رہا ہو مسلمان علما کے فعل و قول کا محل نیک بتا رہا ہے وہ کور باطن ہی یا وہ بدزبان کور باطن ہی جو جم غفیر علما کو ضال و مضل خواہ مخواہ کہے اور اونکے اقوال و افعال کا نیک محل ہوتے ہوئے اوسکا برا محل نکالکر صلحا کی تضلیل کا غل مچائے۔ صاجو کہو کون کور باطن اور مُنہ زور اور روباہ باز ہی ارشاد الکملا ندوے کے ایک رکن انتظامی کی تصنیف ہی کسی غیر کی نہین ہی پھر کیا وجہ ہی کہ اگر دوسرے رکن کی عبارت آپکو خلاف ظاہر معلوم ہوتی ہی تو ان تصریحات سے اُنکے معنی سمجھ لو انشاءاللہ ہم سمجھا بھی دینگے اور اہل انصاف کہدینگے کہ جیسے معنی اور علما کے کلام مین پہلے لیے گئے ہین اُس سے زیادہ اسمین تکلف نہین ہی آپ اپنی ضد اور ہٹ دہرمی سے مانین یا نہ مانین۔

اب ہم اپنے خان خانان مولوی نذیر احمد خان صاحب کی طرف توجہ کرتے ہین۔ اصل مدعا بیان کرنے سے پہلے اسقدر کہتا ہون کہ مولوی صاحب خدا کے لیے اپنے زور تقریر کے نشے مین آکر از خود رفتہ نہو جیے ندوے کی غرض کو سمجھ لیجئے ندوہ ہرگز یہ نہین کہتا کہ بلاضرورت شرعی آپ کسی مبتدع کافر فاسق سے ملئے بلکہ بلاضرورت تو جہان تک موقع ہو اونھین زجر کیجئے تنبیہ کیجئے جو مناسب ہو وہ کیجئے مگر مین سچ کہتا ہون کہ جو کچھ ندوے نے کیا اور کرتا ہی وہ بضرورت شرعی کرتا ہی اسوقت اسکی حاجت ہی ذرا سمجھو حواس درست کرو

اپنے آپ دشمن نہ بنو جن بزرگون نے فساق و مبتدعین کے نسبت سختی کی ہی اُسے اہل ذرہ تسلیم کرتے ہین مگر اُسکے لیے موقع ہی۔ اب رہا یہ امر کہ ضرورت ہی یا نہین ایسے تشریف لاکر آہستگی مین طے کر لیجیے۔ مگر یہ اسیوقت ہو گا کہ آپ دل کو صاف کرکے اسلام کی خیرخواہی کی نظر سے تشریف لائین گے اور اگر مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی احمد رضا خانصاحب کیطرح اپنے آپ کو بڑا دکھانا اور اپنا پلہ غالب ثابت کرنا مدنظر ہو جسطرح ہوسکے اور ایک بیچ مین چار جھوٹ اور چار اینچ پینچ کرکے جواب دینا مقصود ہو تو فیصلہ نہین ہو سکتا قیامت ہی کو ہوگا۔ خیر اب اصل مدعا سنیے ہمنے جو امام فخر الدین رازی کا قول آیت کے معنی مین نقل کیا ہو اسپر آپ رسالہ نذیر احمد مین کئی شبہے کرتے ہین۔ پہلا شبہہ یہ کہ اس قول کو اہل بدعت کی مجالست وغیرہ کے جواز سے کچھ علاقہ نہین ہو" یہ آپ کے فہم کی خوبی ہی جب امام نے وہ ظاہری معنی چھوڑکر جو صاحب اشاعت نے بیان کیے ہین یہ معنی بیان کیے کہ ہو الرضا بما علیہ الظلمۃ آہ۔ اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ اگر اسطرح کا رکون نہ ہو تو وہ ممنوع نہین ہی بلکہ جائز ہی اب آمین مجالست مکالمت بغیر رضا و تحسین سب آگئی سب کا جواز امام نے ثابت کردیا مگر یہ جواز ضمناً ثابت ہوا اِسکے بعد پھر صراحۃً بھی امام صاحب اسکو ثابت کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین و اما مداخلتہم لدفع ضرر الخ جس ذی علم کو کلام عرب اور بالخصوص تفسیر و حدیث کی مہارت ہو وہ بے تامل اسکے یہی معنی کرے گا کہ اگر کسی دفع مضرت اور جلب منفعت کے لیے ظالمین یعنے کفرہ و مبتدعین کو اپنے یہان دخل دیا یعنی انہین اپنے یہان بلایا یا خود اُنکے یہان گئے تو یہ رکون منہی عنہ مین داخل نہین ہی۔ جب یہ مجالست رکون منہی عنہ مین داخل نہوئی تو جائز ہوئی کیونکہ اصل اشیا مین اباحت ہو۔ انکی تحقیق آپکے قبلہ نے بوارق مین کی ہی صفحہ ۸۰ سے ۹۱ تک ملاحظہ کیجیے اور جو معنی اور جن احتمالات کا امکان مولوی صاحب نے صفحہ ۱۴۱ مین بیان کیا ہو وہ ایسا ہی ہی جیسا طلبا اُستادون کے رو برو بیکار احتمالات بیان کیا کرتے ہین مولوی صاحب اگرچہ خفا ہونگے مگر واقعی امر یہی ہی۔ اگر امام کا یہی مقصد ہوتا تو رکون کے وہ معنی بیان

نہ کرتے جو اُنھون نے بیان فرمائے ہین۔ مین اسکو زیادہ طول دینا نہین چاہتا کیونکہ مین صرف اس قول سے جواز و عدم جواز ثابت نہین کرتا۔ مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور بہت سے بزرگان دین کے اقوال سے مجالست وغیرہ ثابت کر آیا ہون اور آیندہ اور بھی تفصیل سے کرونگا۔ اس قول سے تو مین نے صرف آیت کے معنی بیان کیے ہین وہ صحیح ہین دوسرا شبہہ مجالست وغیرہ کا عدم جواز قرآن واحادیث اور اتفاق امت محمدیہ سے ثابت ہی پھر امام رازی کے قول سے رد و اولہ کسطرح مرتفع ہو جائینگے؟ ہان جناب یہ تو صحیح ہی کہ امام کے قول سے ادلہ شرعیہ نہین اُٹھ سکتے مگر یہ فرمائیے کہ آپ کا قول یا آپکی فہم تو اُٹھ سکتی ہی یا یہ بھی نہین اُٹھ سکتی اگر یہی ہی تو پھر آپ ہی کو امام کا لقب ہونا چاہیے آپکے ہوتے ہوئے فخر الدین رازی کو امام کہنا بڑی غلطی ہی۔ خیر پہلے اپنے گروہ سے اِسے تسلیم کرا لیجیے پھر ہم دیکھین گے اور اگر آپ اپنے فہم کو اُنکے مقابلے مین ناچیز سمجھتے ہین تو ہم کہین گے کہ آپ جو قرآن واحادیث و اجماع سے عدم جواز مطلقا سمجھتے ہین وہ بالکل آپ کی غلط فہمی ہی امام ممدوح آپ سے کروڑ حصے زیادہ اُن آیات واحادیث کو سمجھتے تھے جن سے آپ عدم جواز ثابت کر رہے ہین یہ آپ ہی کی جرأت ہی کہ جس علامہ کو امت محمدیہ امام کا لقب دے اُسے آپ ایسا بیخبر خیال کرین کہ ایسا صریح حکم جو قرآن واحادیث واجماع امت سے ثابت ہی اُس سے وہ بیخبر ہین اور پھر بیخبری بھی ایسی کہ ادلہ ثلثہ کے خلاف خود کہہ رہے ہین۔ اب مولویصاحب ہوش کر کے متوجہ ہون اور اپنی غلطی اور امام کی تحقیق کو ملاحظہ کرین۔ امام کی تائید اُن احادیث قولی اور فعلی سے بخوبی ہوتی ہے جسے ہم اوپر نقل کر چکے ہین وہ واقعات جو احادیث مذکورہ مین بیان ہوئے ہین وہ آیت ولا ترکنوا الے الذین ظلموا کے نزول کے بعد ہین کیونکہ یہ آیت سورۂ ہود کی ہی اور سورۂ ہود مکی ہی اور احادیث مین جو واقعات بیان ہوئے ہین وہ مدینۂ شریف کے واقعات ہین اور مدینے مین بھی آخری سنون کے واقعے ہین ابتدا کے نہین جب آیت مذکورہ کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومنافقین سے ایسے اخلاق برتے

مجالست کی تو ثابت ہوا کہ رکون کے وہ عام معنی نہین ہین جو ہمارے خان خانان سمجھے ہین بلکہ وہ معنی ہین جو امام فخرالدین رازی نے بیان کئے ہین **تیسرا شبہہ** جس میل جول کو امام فخرالدین رازی منع کرتے ہین نہ وہ اوسکا مرتکب ہی کیونکہ نہ وہ اُنسے مجالست کرتا ہی اُنکے اقوال باطلہ کے رد سے مانع ہوتا ہے یہی اُنکے طریقے کی تحسین ہے اور اُنکے عقائد کو بُرا جاننا جب ہی متصور ہی کہ اُنکے ساتھ نہ بیٹھے وہان سے اُٹھکر چلا آوے۔ مولوی صاحب کی بھی عجیب پُرلطف باتین ہوتی ہین طالب العلمی کا زمانہ یاد آجاتا ہی کہ اوسوقت بعض احباب طلبا اِس قسم کے احتمالات اور شبہات بیان کرکے ہنسایا کرتے تھے۔ مولانا اگر دل سے بُرا جاننا اوسیوقت متصور ہو کہ مبتدع کی صحبت سے علیحدہ ہو جائے تو یہ ائمہ محدثین اور جمہور اکابر جو مبتدعین سے تعلیم و تعلم جائز بتاتے ہین اور اونسے اخذ حدیث روا رکھتے ہین یہ سب مدوبے کے شامل گمراہ وضال ٹھہرینگے یا جو اکابر دین مبتدعین سے میل جول رکھتے تھے اور اُنسے سختی پسند نہین کرتے تھے کیا یہ سب مبتدعین کی بدعت سے راضی تھے اُنھون نے وہ آیات واحادیث نہین دیکھی تھین جو جناب والا نے دیکھین جنسے اُنکے پاس بیٹھنا یا اُنھین بٹھانا حرام ہے۔ جن اکابر دین نے علم کلام کو مطلقاً منع کیا ہے اونھون نے ظالمین کے طریقے کی تحسین و تزئین جائز رکھی ہی یعنی یہان تک منع کیا کہ اُسے زندقہ بتایا۔ ہمارے امام ابو یوسف متکلم کے پیچھے نماز جائز نہین بتاتے ہین علم کلام کو جہل اور جہل بالکلام کو علم فرماتے ہین۔ حارث محاسبی نے جو معتزلہ کا رد لکھا تو امام احمد حنبل نے اُنسے کلام ترک کر دیا حضرت محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین اور عقائد الخواص اور عبادات الخواص اور مغالیط عامہ مین حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی نے اِس فن کے پڑھنے اور اسکی کتابون پر نظر ڈالنے کی سخت ممانعت کی اور متکلمین کو بُرے الفاظ سے یاد کیا اور بہت سے اکابر کے اقوال کو شہادت مین ذکر کیا ہے۔ امام شافعی سے روایت کی ہی کہ لو اوصی بکتب العلم لواحد من الاصدقاء لم یدخل کتب الکلام فیہ لان الکلام لیس بعلم۔ وقال ابو یوسف من طلب العلم بالکلام فقد تزندق۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری فرماتے ہین کہ مین نے قریب بیس

شیوخ سے حدیث کی سند لی مگر اُنمین کوئی صاحب کلام نہ تھا۔ ابو بکر جبیری سے مین نے سند لی باوجودیکہ اونکی سند بہت عالی تھی محض اس سبب سے کہ متکلم اشعری المذہب تھے (تنظیم) فرمایئے جناب یہ اکابر جو علم کلام سے ایسے متنفر تھے تو آپکے نزدیک اُنھون نے ظالمین مبتدعین کے طریقے کی تحسین کی اور عوام کے ذہن سے اُنکے عقائد بد کی بُرائی کو اُٹھا یا ذرا انصاف کردا ہی جناب اکثر ائمہ علم کلام کی حرمت کے قائل ہین اور امام اعظم علیہ الرحمہ بھی مکروہ کہتے ہین۔ والی التحریم ذہب الشافعی ومحمد ومالک واحمد بن حنبل وسفیان وجمیع ائمۃ الحدیث من السلف۔ وکان ابو حنیفۃ یکرہ الجدال علی سبیل الحق الخ (شرح فقہ اکبر) خانصاحب فرمائین کہ یہ تمام ائمہ جنکے آپ پیرو اور جنھین آپ حق پر جانتے ہین آپکے قول سے یہ سب طریقۂ مبتدعین کی تحسین کرنے والے اور عقائد بد کی بُرائی کو بھلانے والے تھے (نعوذ باللہ منہ) ع کون تبلائیگا رہ جب خضر بھکانے لگے ؛ علم کلام کا بیان کچھ گذر چکا ہی اور ارشاد الکلام مین بھی چند اقوال مذکور ہین۔ باقی رہا مانعین کے کلام سے اُن حضرات پر جرح کرنا جو اُسے جائز بتاتے ہین اور عمدہ سمجھتے ہین محض نادانی یا فریب دہی ہی اختلافی مسائل مین ایسا ہی ہوتا ہی۔ **چوتھا شبہہ** یہ فرماتے ہین کہ ہم حنفی ہین ہمین علماے احناف کی تقلید چاہیے، امام فخر الدین نے جن محققین کا قول لکھا ہے وہ احناف نہین معلوم ہوتے کیونکہ علماے احناف وہ معنی نہین بیان کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ ادنے میل بھی کسی ظالم کیطرف نہ کرو اور اِسکے ثبوت مین تفسیر ابو سعود اور تفسیر مدارک کا حوالہ بھی دیا ہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ مقولہ بھی شہادت دیتا ہی کہ جناب خانصاحب کو علوم دینیہ سے ممارست نہین ہے تعصب بیجا نے آنکھون پر پردہ ڈالدیا۔ جو قول محققین کا امام فخر الدین رازی نے نقل کیا ہی حنفیہ بھی بعینہ وہی نقل کرتے ہین یا اوسکے قریب قریب چنانچہ آیندہ معلوم ہو جائیگا۔ علاوہ اسکے مجھے اونسے یہ دریافت کرنا ہی کہ جسطرح امام اعظم علیہ الرحمہ اور اُنکے صاحبین وغیرہما سے جزئیات فقہیہ اور قواعد اصولیہ منقول ہین جنکی ہم تقلید کرتے ہین کیا کوئی تفسیر اور آیات کے معنی بھی منقول ہین جسطرح امام محمد علیہ الرحمہ

نے مبسوط و زیادات وغیرہا بڑی بڑی کتابین فقہ کی لکھین تفسیر مین کوئی چھوٹی سی بھی کتاب ایسی ہی جسمین امام اعظم اور صاحبین کے اقوال تفسیر کے متعلق ہون۔ اُن آیات کو رہنے دیجیے جو خاص احکام فقہیہ کے متعلق ہین اسکا جواب بجز اسکے کچھ نہین ہی کہ کوئی کتاب ایسی نہین ہی۔ پھر جب امام اور اُنکے تلامذۂ خاص صاحبین سے تفسیر منقول نہین ہی تو پھر تفسیر مین حنفیت کو کیا دخل ہی تفسیر مین جو معنی صحابہ اور تابعین سے منقول ہین اُنھین حنفیہ اور شافعیہ سب لیتے ہین انکے علاوہ جو اور ائمۂ تفسیر ہین اونکی تقلید کرتے ہین زیادہ معتبر تفسیر وہی ہی جو صحابہ اور تابعین سے منقول ہی اور یہی آپکے بڑے حضرت سیف الجبار مین ناقل ہین ”امالغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود“ اب آثار صحابہ اور تابعین کو ملاحظہ کیجئے تفسیر در منثور اور تفسیر ابن کثیر دونون اسلیے موضوع ہین کہ صحابہ اور تابعین سے تفسیر نقل کرتے ہین ان دونون مین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لا ترکنوا کے چار معنی مروی ہین **اول** شرک کیطرف میل نکرو۔ یعنی مشرک نہ بنو۔ مشرکون کی اعانت نہ کرو۔ یہ معنی ابن جریر اور عوفی روایت کرتے ہین **دوم** لا تمیلوا یعنی ظالمون کی طرف میل نکرد۔ علامہ ابن کثیر اس تفسیر کو عمدہ بتاتی ہین اور اسکی شرح اسطرح کرتے ہین۔ ہذا القول حسن ای لا تعینوا الظلمۃ فتکونوا کانکم قد رضیتم صنیعہم۔ یعنی یہ قول عمدہ ہی اور میل کرنے کے معنی یہ ہین کہ ظالمونکی اعانت نہ کرو اور اگر ایسا کروگے تو گویا اونکے ظلم سے تم راضی ہوگئے“ یہان سے معلوم ہوا کہ جو مفسر اسکی تفسیر مین لا تمیلوا ادنی میل کو کہتے ہین یعنی تھوڑا سا میل بھی نہ کرو اسکے معنی یہ ہین کہ تھوڑی سی مدد بھی اونکی نہ کرو اس معنی کو ابن جریر اور ابن منذر حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہین یہ دونون معنی دونون تفسیرون مین ہین **سوم** ابن کثیر ابن ابی طلحہ کے واسطے سے روایت کرتے ہین ”لا تداہنو“ یعنی ظالمون سے مداہنت نکرو۔ مداہنت کی تفصیل آگے آئے گی۔ اور علامہ سیوطی ابن ابی حاتم کے ذریعے سے روایت کرتے ہین کہ ”لا تذہبوا“ یہ چارون معنی جو حبر الامۃ

حضرت عبداللہ بن عباس نے کیے مولوی صاحب کے مدعا کے خلاف ہین پہلے معنی کا خلاف ہونا تو نہایت ظاہر ہے دوسرے معنی کو ابن کثیر نے واضح کردیا تیسرے معنی صاف یہ کہہ رہے ہین کہ جس میل جول مین مداہنت نہو وہ ممنوع نہین ہی چوتھے معنی بھی اُس عموم کے خلاف ہین جو مولوی صاحب کہہ رہے ہین۔ کیونکہ آیت مین صرف اُنکی طرف جانے کی ممانعت ہوئی یا اونکے مذہب اختیار کرنے کی۔ اور اونکو بلانے اور اپنی مجلس مین شریک کرنے کی ممانعت نہین ہوئی۔ ان دونون تفسیرون مین حضرت ابو العالیہ سے اِسکے معنی اسطرح منقول ہین لاترضون باعمالہم یعنی تم اُنکے کردارون سے راضی نہو یعنی اُنھین ناپسند جانو اور در منثور مین عکرمہ سے اسطرح منقول ہی لاترکنوا الی الذین ظلموا ان تطیعوہم او تودوہم او تصطنعوہم یعنی ظالمون کے طرف میل نہ کرنے کے یہ معنی کہ اونکی اطاعت نہ کرو یا اونسے محبت نہ کرو۔ علامہ ابو البرکات تفسیر مدارک مین قتادہ سے اوسکے معنی لاتلحقوا بالمشرکین روایت کرتے ہین یعنی مشرکون سے لحق نہ ہوجاؤ اور علامہ علاء الدین علی بغدادی تفسیر خازن مین حضرت عبداللہ رض سے دوسرے معنی بیان کرکے لکھتے ہین الرکون ہو المحبۃ والمیل بالقلب یعنی رکون کے معنی محبت اور دلی میل کے ہین اور عکرمہ اور ابو العالیہ سے وہی معنی روایت کیے ہین جو اوپر بیان ہوئے البتہ عکرمہ سے صرف ایک معنے یعنے لاتطیعوہم بیان کیے ہین۔ علامہ بغوی معالم مین بعینہ یہی کہتے ہین جو خازن مین ہے البتہ سدی سے تیسرے معنی بھی نقل کیے ہین۔ تفسیر جلالین مین انھین معنی منقولہ کا حاصل لکھا ہی چنانچہ لکھتے ہین ولاترکنوا تمیلوا الی الذین ظلموا بمودۃ او مداہنۃ او رضی باعمالہم*

*چونکہ قاضی صاحب نے یہ فرض کرلیا ہی کہ ندوہ ظالمین مبتدعین کی محبت کو ضروری کہتا ہی اسمین وہ ان لفظونکو دیکھکر بہت کو دین اُچھلینگے حالانکہ یہ اُنکی غلط فہمی یا ابلہ فریبی ہی ندوہ ہرگز مبتدعین کی محبت کو اور مداہنت کو جائز نہین رکھتا اسکی تفصیل آگے آوے گی جس محبت کو جائز رکھا ہی اُسکا بیان بھی ہم تفصیل کرینگے

یہی امام فخر الدین لکھتے ہین۔ آیت کے یہ معنی صحابہ اور تابعین سے منقول ہین جنکو ہم نے متعدد تفسیرون سے نقل کیا انین کوئی معنی مولوی صاحب کے مدعا کے موافق نہین ہین جو مفسرین تفسیر بالرائے کو پسند نہین کرتے وہ یہی معنی بیان کرتے ہین خواہ حنفیہ ہون یا شافعیہ کوئی حنفی یہ نہین کہتا کہ ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ یا صاحبین اسکے یہ معنی کہتے ہین۔ پھر یہان مقلدی اور غیر مقلدی کو پیش کرکے یہ کہنا کہ مفسرین احناف نے یہ معنی لکھے ہین محض ابلہ فریبی یا بے علمی ہی۔ خیال کرنے کا مقام ہی کہ جب مفسرین شافعی یا حنفی ہوکر اپنے امام کا قول نقل نہین کرتے بلکہ کسی دوسرے ہی کا قول نقل کرتے ہین تو ہین اُس مفسر کی تقلید کب فرض وواجب ہی۔ ہم حنفی ہین ابوسعودی یا ابوالبرکاتی نہین ہین جو ابوسعود یا ابوالبرکات صاحب مدارک کا قول ماننا ہمین ضرور ہو۔ مولوی صاحب ذرا سمجھ کر باتین کرو۔ اب مین اُن حوالون کا ذکر کرتا ہون جنھین آپ نے ذکر کرکے اپنی حنفیت جتائی ہے۔ آپ نے تین تفسیرون کے حوالے دیے ہین ابوسعود۔ مدارک۔ کشاف۔ مدارک کی حوالے مین تو مولوی صاحب نے غضب ہی کیا ہو دیانت اور فہم دونون کا خون ہی کر دیا ہی دیانت کا خون تو یہ ہی کہ صاحب مدارک نے اول اس آیت کے تین معنی بیان کیے ہین اپنے پہلے اپنے شیخ سے ناقل ہین اور دوسرے معنی اورون سے روایت کیے ہین چونکہ یہ تینون معنی اُنکے مدعا کے خلاف تھے اسلیے اُنھین اُڑا گئے اور بالکل ذکر ہی نہ کیا تفسیر مدارک کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا ولا تمیلوا قال الشیخ رحمہ اللہ ہذا خطاب لاتباع الکفرۃ ای لا ترکنوا الی القادۃ والکبراء فی ظلمھم وفیما یدعونکم الیہ۔	ظالمون کی طرف میل نہ کرو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ خطاب کفار کے اتباع سے ہی مطلب یہ ہی کہ کفار کے سرگروہ اور مکھیا جو زیادتی کرتے ہین اوس مین شریک ہنو اور جسطرف تمہین بلاتے ہین اُسطرف نہ جھکو
وقیل الرکون الیھم الرضا بکفرھم وقال	اور بعض نے کہا ہی کہ اونکی طرف میل کرنے سے مراد

قتادہ ولا تلحقوا بالمشرکین۔ اُنکی کفر سے راضی ہونا ہی۔ اور قتادہ نے یہ تفسیر کی ہی
کہ مشرکین مین نہ ملجاؤ۔

ناظرین ملاحظہ کرین کہ علامہ نسفی نے تین معنی بیان کیے ہین پہلے وہ جو اُنکے نزدیک راجح تھے پھر مرجوح معنی بیان کئے پھر ایک روایت قتادہ کی بیان کی مگر تینون معنی مولوی صاحب کے اُس دعوے کو غلط ثابت کرتے ہین جو اُنھون نے کیا ہی کہ محققین احناف کے نزدیک آیت مین مطلق رکون مراد ہی۔ البتہ صاحب مدارک نے اول آیت کے وہ معنی بیان کرکے جو نقلاً ثابت تھے چند روایتین کشاف سے بعینہ نقل کردی ہین جنکو ہمارے مولانا خان خانان نقل کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ احناف امام فخر الدین رازی کے خلاف معنی بیان کرتے ہین۔ ذرا انصاف کا مقام ہی کہ علامہ نسفی نے جو معنی سب سے اوّل بیان کیے اور اُنھین اپنے بزرگون سے نقل کیا اُسے مولانا خان خاناں احناف کے معنی نہین کہتے اور معنی بیان کرنے کے بعد جو روایتین اُنھون نے ایک سخت معتزلی سے نقل کی ہین اُنھین وہ احناف کے معنی بیان کررہے ہین ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ اُنکی فہم عالی کا نتیجہ ہی یا جس طرح اُنھون نے اول معنی چھوڑکر اپنی دیانت کو ظاہر فرمایا اسیطرح یہان بھی دوسرے طریقہ سے دیانت کا اظہار فرمارہی ہین۔ حقیقت امر یہ ہی کہ بہت سے مفسرین جو صاحب کشاف کے بعد ہین وہ کشاف کے خوشہ چین ہین اُنھین مین صاحب تفسیر بیضادی اور ابو سعود اور صاحب مدارک ہین بیضادی تو معانی الفاظ اور فصاحت و بلاغت اکثر کشاف ہی سے بیان کرتا ہی اور ابو سعود تو بیضادی کا بھی مقتبس ہی۔ صاحب مدارک معانی مین نقل کو بھی دخل دیتے ہین اور صاحب کشاف چونکہ سخت معتزلی ہی اسلیے وہ تفسیر مین روایات کو کم دخل دیتا ہی بلکہ عقلی طور پر جو معنی الفاظ و قرائن سے اُسکے نزدیک ہوتے ہین اُسے بیان کرتا ہی۔ اس آیت کی تفسیر مین بھی ایسا ہی کیا ہی۔ پھر اُسکے بعد اُسنے بعض روایتین نقل کین ہین جو اس آیت کی تفسیر تو نہین ہین مگر وہ روایتین ایسی ہین جنسے صاحب

کشاف کی عقلی تفسیر کی فی الجملہ تائید ہوتی ہی اسلیے اُنھین نقل کیا مثلاً سفیان ثوری کا یہ قول کہ جہنم مین ایک وادی ہی کہ اُسمین وہی قاری رہینگے جو بادشاہون سے ملا کرتے ہین اُسکو آیت کی تفسیر سے کوئی تعلق نہین ہی۔ ہان اس نظر سے کہ بادشاہ اکثر ظالم و فاسق ہی ہوا کرتے ہین اسلیے اُنکے پاس بلاضرورت صرف دنیا کا رسوخ بڑہانے یا لوگون کے ذہن مین اپنی عظمت جتانے کے لیے جاتے ہین وہ ممنوع ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رکون الی الظالم مطلقاً ممنوع ہی اور یہی آیت کی تفسیر مین کشاف نے بیان کیا ہی مگر جب مفسرین اہل سنت اُسکے خلاف معنی بیان کر رہے ہین اور تفاسیر سلف کے بھی وہ موافق نہین ہی تو اُسے ترجیح دینا تعجب ہی اُسکی عقل و فہم کو شاباش کہنا چاہیے جو آیت لا ترکنوا سے مطلقاً میل کی ممانعت ثابت کرے اور پھر ایک سخت معتزلی کے قول سے سند پکڑے ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست + اور جو سفیان وغیرہ کی روایتین صاحب کشاف اور صاحب مدارک نے نقل کی ہین وہ بھی حنفی نہین ہین بلکہ سفیان تو ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کے بہت خلاف تھے چنانچہ امام بخاری نے اپنی تاریخ مین انکا قول اسطرح لکھا ہی۔

حدثنا محمد قال حدثنی نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشام منہ

افسوس آپ کے علم و دیانت پر کہ دعوی کرین احناف کے قول کا اور حنفی کا قول چھپا کر انکا قول لکھین جنھین احناف سے کچھ واسطہ نہین۔ ابوسعود رحمہ اللہ بھی چونکہ کشاف سے اکثر لیتے ہین اسلیے یہان بھی اُنھون نے اوسسے اخذ کیا الحاصل یعنی احناف پر نہ اس حیثیت سے واجب الاتباع ہین کہ علامہ ابوسعود نے بیان کیے ہین کیونکہ احناف اُنکے مقلد نہین ہین بلکہ ابوحنیفہ رضی اللہ کے ہین نہ اس حیثیت سے واجب الاتباع ہین کہ ایک معتزلی کی تفسیر سے اُنھون نے نقل کیے ہین مولانا صفحہ ۲۹۳ مین تفسیر کشاف سے معنی نقل کرکے یہ تحریر کرتے ہین "پس رکون کے وہی معنی و مراد ہونا جو امام

رازی نے محققین کی مراد بیان کی ہی خفیہ کے محققین کے نزدیک معتبر نہین ہی افسوس اونکی عقل پر کہ ایک معتزلی کے قول کو نقل کرکے محققین حنفیہ کا قول اُسے کہہ رہے ہین اسکا حاصل یہ ہوا کہ صاحب کشاف معتزلی مولوی صاحب کے نزدیک محققین حنفیہ مین داخل ہی۔ اور سنیے مولوی صاحب کو تو اپنے گھر کی کچھ خبر ہی نہین ہی اے جناب حنفیہ نے بعینہ وہ معنی بھی بیان کیے ہین جو امام فخرالدین رازی نے لکھی ہین تفسیر نیشاپوری ملاحظہ کیجیے عبارت اوسکی یہ ہی۔ قال المحققون الرکون المنہی عنہ ہو الرضاء بما علیہ الظلمۃ او تحسین الطریقۃ وتزئینہا عند غیرہم ومشارکتہم فی شیء من تلک الابواب فاما مداخلتہم لدفع شیء من الضرر واجتلاب منفعۃ عاجلۃ فغیر داخلۃ فی الرکون" اور تفسیر مدارک مین جو معنی بیان ہوئے ہین وہ بھی مولوی صاحب کے خلاف ہین۔ کیسے مولوی صاحب ایسا صریح علانیہ کذب ذرا خدا سے ڈریے اور تحقیق کے بعد کوئی حکم لگایا کیجیے مگر تحقیق کے لیے علم وفہم سلیم درکار ہی٭۔ حاصل یہ کہ جو معنی مولوی صاحب احناف کیطرف منسوب کرتے ہین وہ درحقیقت معتزلی نے بیان کیے ہین اوسکے بعد جسنے اوسکی تقلید کی ہی اوسنے بھی لکھے ہین خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی یہ بھی ایک دلیل ہی اونکے دعوے کے غلط ہونے کی کیونکہ اگر مطلق رکون منہی عنہ ہوتا تو احناف وشوافع معتزلی سے

٭ مین مان بھی لون کہ سب کچھ موجود ہی اسواسطے کہ آپ میرے شفیق استاذ ہین لیکن یہ گذارش کیے بغیر ہرگز نہ ہوگا کہ آپ کو متعصب جھگڑالو ناحق پسند لوگون نے بہکا کر نظر پر پردۂ تعصب ڈالدیا اور جناب کو ہمیشہ ایسے مواقعات کا انتظار رہتا ہی کہ قلم چلتا رہے خواہ کوئی مقبول ہو خواہ مردود اور غضب یہ ہی کہ ایک مرتبہ بھی نظر انصاف وتحقیق سے جلسہ ہذا خود ملاحظہ نہ کیا آخر مجمع علما واکابر وصلحا اور مشائخ کا تھا مگر بے دیکھے بھالے مخالفین سخن پرور کے رسالے ملاحظہ فرماکر ایسے بگڑے کہ سنبھلنا مشکل ہوگیا۔ مین نے جو عرض کیا اوسکی وجہ محض حق گوئی اور خدا پرستی ہی لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق اسیواسطے پڑھا لکھا کہ حق ظاہر کرینگے اور کلمۃ الحق کے اظہار مین دریغ نہ کرینگے لہذا گستاخی معاف ابوسراج ۱۲

خوشہ چین نہوتے۔ صفحہ ۱۴۳ غنیۃ الطالبین سے نقل کیا ہو کہ امام احمدؒ بدعتی کو سلام کرنے کو منع کرتے تھے۔ مین کہتا ہون کہ امام ممدوح نے تو اُس سے بھی سلام و کلام ترک کر دیا تھا جسنے مبتدعہ کا رد کیا تھا پھر جناب والا اُسپر کیون عامل نہین ہین علاوہ اِسکے حنفی ہو کر امام احمد بن حنبل کے قول کو کیون سند مین پیش کرتے ہین۔

اب ہم ان وجوہات کو پیش کرتے ہین جنکی وجہ سے رکون کے ایسے معنی عام لینا جیسے مولانا نذیر احمد خانصاحب فرماتے ہین صحیح نہین ہی مگر اونکے بیان کرنے سے پہلے یہ کہتے ہین کہ آیت مذکور کے وہ معنی جو سلف سے منقول ہین وہ تو اوپر نقل کیے گئے اور جو معنی نفس الفاظ سے لیے جاتے ہین یعنی رکون کو اور ظلم کو عام لیا جاتا ہو اور یہ کہا جاتا ہو کہ کوئی ظالم کوئی فاسق و بدعتی کیسا ہی ہو اُس سے کسی قسم کا میل جائز نہین اسکا اگر یہ مطلب ہو کہ رکون کے معنی محبت اور میل قلبی کے ہین جیساکہ تفسیر کبیر اور تفسیر خازن وغیرہا مین ہی۔ اِس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ٹھہرینگے کہ ظالمون سے دلی محبت سے نہ ملو کیونکہ اگر محبت سے نہ ملے کسی ضرورت سے ملے تو رکون نہوا اور بالفرض اگر محبت سے بھی ملے مگر وہ محبت طبعی ہو یا کسی خوبی کی وجہ سے ہو تو بھی رکون الی الظالم نہین* ہوا۔ بلکہ رکون الی السخی یا الی الفاضل ہوا اس معنی کا حاصل وہی ہوا جو امام رازی کہہ رہے ہین کیونکہ ظالم کی ایسی محبت جب ہی ہوگی کہ اُسکے ظلم کو پسند کرتا ہو اور یہی امام فخر الدین کہہ رہے ہین۔ اس قسم کا میل بلاشک ممنوع ہی گو وہ ادنے مرتبہ کا ہو یہ عموم بیشک صحیح ہی اور اس تفسیر کا حاصل وہی ہی جو صحابہ و تابعین سے نقل کیا گیا۔ اور اگر وہ معنی ہین جو مولوی صاحب کہہ رہے ہین کہ فساق و مبتدعین کے پاس بیٹھ جانا بھی ممنوع ہی اور جبتک مبتدعین کے پاس سے اُٹھ کر نہ چلا جائے اُسوقت تک دلی نفرت ثابت نہو گی جیساکہ صفحہ ۱۴۱ سے ظاہر ہے محض غلط ہین اور آپ کے فعل نے اِسے غلط ثابت کر دیا ہی

* چنانچہ صاحب اسعاد کے قول سے بھی ظاہر ہی صفحہ ۷۷۔ اسعاد ملاحظہ ہو ۱۲

چنانچہ ہم ذکر کر چکے ہین کہ جناب نے برسون ایک شیعہ کی شاگردی کی ہی اور اُن سے ہم نوالہ وہم پیالہ رہے ہین خیر اس سے قطع نظر اب اِس دعوے کی غلطی کے دلائل ملاحظہ ہون۔

دلیل اوّل۔ ہم اوپر احادیث اور اقوال علما سے ثابت کر چکے ہین کہ کفار و منافقین سے اس قسم کا میل جول درست ہی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار سے نہایت خوش خلقی سے ملے اور اونکے سردار اور معزز کی تعظیم تک کی تو مبتدعین سے یہ امر بطریق اولے جائز ہونگے کیونکہ یہ نفس اسلام مین شریک ہین اور اُن احادیث کا منسوخ نہونا ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور آئندہ اِسکی اور بھی تصریح کرینگے انشاءاللہ۔

دلیل دوم۔ صحیح بخاری مین ابو درداء رض سے منقول ہی کہ ہم بعض لوگون سے بخندہ پیشانی ملتے ہین حالانکہ ہمارے دل اُنسے سخت بیزار ہین الفاظ حدیث مین بیزاری کو بہت تاکید اور سخت لفظ مین بیان کیا ہی وان قلوبنا لتلعنہم جسکے لفظی معنے یہ ہوتے ہین کہ تحقیق ہمارے دل بلاشک اُنپر لعنت کرتے ہین۔ ایسے مبغوض اور بدترین لوگون سے صحابہ خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جنگ بدر مین ایمان لائے اور جنگ اُحد مین شریک ہوئے آپ کے کلام سے ظاہر ہے کہ ایسے بُرے لوگون سے خندہ پیشانی سے ملنا خاص ابو درداء ہی کا فعل نہ تھا بلکہ اور صحابہ کرام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اب خیال کیا جائے کہ آیت و لاترکنوا مکی ہی اور یہ مقولہ مدنی ہی اور منسوخ نہین ہی کیونکہ ائمہ دین اور علمای محققین مدارات مین اس روایت کو سند لاتے ہین۔ امام بخاری بھی اس روایت کو مدارات کی سند مین لائے ہین اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ مین مطلق رکون مراد نہین ہو سکتا ورنہ صحابہ کرام ایسے بُرے لوگون سے کیون اِسطرح ملتے۔ صاحب ارشاد نے اس روایت کو اس غرض سے نقل کیا تھا جسے مین نے ابھی بیان کیا اور خاصکر حضرت بدایونی کے خط کے اُس فقرے کے جواب مین جو اونکے خط کے صفحہ ۸ سطر ۳ مین ہی "اگر زبانی جمع خرچ ظاہر

محبت دلی کا باوجود بغض کے کیا جائے تو از قسم نفاق ہی" اسمین صاف طور سے یہ بات ثابت کردی ہی کہ حضرت بدایونی فعل صحابہ کو از قسم نفاق قرار دیتے ہین (نعوذ باللہ منہ) چونکہ یہ امور بخوف طوالت اُسمین مذکور نہ تھے اِسلیے قاضی صاحب ان باتون کو اڑا کر تحریر فرماتے ہین" اہل سنت نے تمسے کب یہ استدعا فرمائی کہ اگر کوئی رافضی۔ وہابی نیچری تمہارے پاس چلا آئے تو تم اُس سے بات نہ کرو مُنہ نہ دیکھو۔ مدارات نہ کرو" صفحہ۵۔ قاضی صاحب آپ کے مرشد تو صحابہ کے اس فعل کو از قسم نفاق ٹھہراتے ہین اور آپ کے بڑے معاون مولوی نذیر احمد خانصاحب یہ فرما رہے ہین کہ" دل سے بُرا جاننا اور تغییر دلی جب ہی ہوتی ہی کہ اُنکے ساتھ نہ بیٹھے اور وہان سے اُٹھکر چلا آئے اور بغیر اس چلے آنے کے انکار قلبی اور بُرا جاننا اور تغییر دلی ہرگز نہین ہی" کہیئے قاضی صاحب یہ آپ کی یا آپ کے فرقۂ اہلیہ احمدیہ کی استدعا ہی یا نہین اور آپکے معاون صاحب کے قول سے یہ لازم آیا یا نہین کہ صحابۂ کرام ان کفار و منافقین کو دل سے بُرا نہین جانتے تھے ورنہ خندہ پیشانی سے پیش نہ آتے بلکہ ایسے شخص کو اُسوقت فی النار کرتے کیونکہ اوسوقت سیف مسلول تھے اور اگر یہ بھی کسی وجہ سے نہ کیا تو اُسکی طرف توجہ نہ کرنا یا ہٹ جانا تو بہت ہی آسان تھا مگر صحابہ یہ نہین کرتے تھے۔ اب قاضی صاحب اور خان خانان اِسکے جواب مین کیا فرماتے ہین؟ مگر خدا کے لیے انصاف سے کہنا خدا کو حاضر جانکر ہٹدھرمی نہ کرنا۔

دلیل سوم۔ صاحب ارشاد نے فتح الباری سے نقل کیا ہی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کفار کو ابتداءً اسلام کرنا حرام جانتے تھے مگر اُنھون نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مسلمان کو کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ہو تو ابتداءً سلام کرلینا بھی جائز ہی۔ ضرورت کی مثال اسطرح دی ہی کقضاء حق المرافقۃ یعنی جسطرح رفاقت کا حق ادا کرنا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی کافر اس مسلمان کا رفیق ہو تو اُسے ابتداءً بھی سلام کرنا جائز ہی۔ اب ہمارے

خان خانان مولوی نذیر احمد خان صاحب وغیرہ فرمائین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حرام شے کو بضرورت کیسے حلال کر لیا۔ مراسلات سنت ہین تو اسپ بڑی لے دے ہی۔ پھر اب یہ حضرت بریلوی کی تعدی اور طعن و تشنیع ایک بہت بڑے صحابی کیطرف پونہچے گی یا کچھ تردد ہی۔ ندوے کے عناد نے یہ نوبت پونہچائی کہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از قسم نفاق ٹھہرایا گیا فعل صحابۂ کرام پرلے دے ہوئی (العیاذ باللہ) اب مجھے خانصاحب سے یہ کہنا ہی کہ آپ تو مبتدعین سے مجالست وغیرہ ممنوع ثابت کر رہے ہین اور مطلقاً میل جول کو منع فرما رہے ہین پھر کفار سے مرافقت کیسی اور پھر اُسکا حق عبد اللہ رضی اللہ عنہ کیسا ثابت کر رہے ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے بھی مرافقت شرعاً جائز ہی یہان تک کہ اُسکا حق بھی ثابت ہوتا ہی۔ اسے جناب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فقہاے صحابہ مین ہین اور ہمارے امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اکثر مدار جنکے قول اور روایت پر ہی وہ فرما رہے ہین کہ کفار سے مرافقت بھی ہوتی ہی اور اوسکا حق بھی کوئی چیز ہے اور وہ ایسی چیز ہے کہ بعض ممنوع شے اوسکی وجہ سے جائز ہو جاتی ہی۔ اب خیال تو کیجئے کہ یہان تو حضرت عبد اللہ رضؓ نے موافقت ثابت کر دی پھر تو یہ ادنے میل سے بہت زیادہ ہی لہذا معلوم ہوا کہ آیت لاترکنوا مین مطلقاً میل کی ممانعت نہین ہی۔ مگر قاضی صاحب چونکہ یہ روائتین دیکھ چکے تھے اسلیے وہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے چنانچہ فرماتے ہین ”حضرت سلامت اسکا منکر ہی کون ہی کہ عندالضرورت بے دینون کے ساتھ خوش خلقی نہ کرنا چاہئے“ قاضی صاحب یہ آپ کیا کہہ گئے ہین کہین آپ کے خان خانان بریلوی اور احمد آبادی آپ پر وارنٹ جاری نہ کرین۔

قاضی صاحب اس قول سے تو آپ ہر گروہ کے سردار کا اکرام کرنا کفار سے مرفقت کرنا۔ سلام کرنا اونکے آتے وقت مرحبا تک کہنا اور جو کچھ ہم مدارات مین بیان کر آئے

ہین وہ سب آپ مان چکے ہین اُس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک مولوی نذیر احمد خان کا قول غلط ہے۔

ضروری تنبیہ۔ قاضی صاحب خوب سمجھ لین کہ آپ کے اس اقرار سے صاحب ارشاد الکملا کی اصلی غرض ثابت ہوگئی کیونکہ وہ یہی کہتے ہین کہ بضرورت ندوہ مین یہ امور کیے گئے اور بضرورت اسکا جواز آپ مان چکے قصہ تمام ہوا آپ سمجھین یا نہ سمجھین اور سنہ زوری کے لیے کچھ کہتے جائین مگر ہر ایک فہمیدہ بے تامل کہدے گا کہ صاحب ارشاد کا جو مدعا تھا اُسے آپ تسلیم کر چکے۔ یہان تک تو ہمنے احادیث و آثار سے مولوی صاحب کی غلطی بیان کردی اب ہم سلف کے افعال اور علماے محققین کے اقوال سے مولوی صاحب کی غلطی اظہر من الشمس کرتے ہین۔

دلیل چہارم۔ مین اس دلیل مین خاص مبتدعین سے خلا و ملا کے چند شواہد پیش کرتا ہون۔

(۱) فقیہ ابو اللیث سمرقندی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہین کہ طلحہ بن عمرو نے (جو عطا کے مصاحب اور تبع تابعین ہین) عطا سے کہا کہ آپ کے پاس طرح طرح کے بدعتی جمع ہوتے ہین اور مین تیز مزاج شخص ہون اُنھین کچھ سخت سست کہہ بیٹھونگا" عطا نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے "وقولوا للناس حسنا" جب اس آیت مین یہودی اور نصرانی داخل ہین تو مسلمان کیونکر داخل نہونگے (بستان کا باب حسن المعاشرۃ ملاحظہ ہو) اب مولوی صاحب فرمائین کہ حضرت عطا تابعی ہین وہ مجالست کی ممانعت کیسی اُسنے نخعی سے

* عبارت اوسکی یہ ہے۔ وروی ابراہیم النخعی عن حمزۃ العامری عن طلحۃ بن عمرو قال قلت لعطاء انک رجل یجتمع عندک ناس ذو اہواء مختلفۃ وانا رجل ذو حدۃ فاقول لہم بعض القول الغلیظ فقال لا تفعل اذ یقول اللہ وقولوا للناس حسنا فدخل فی ہذہ الآیۃ الیہودی والنصرانی فکیف بالحنیفی آہ ۱۲

بات کرنے کو بھی منع کرتے ہین پھر وہ اجماع امت محمدیہ کونسا ہی جو مبتدعین سے مطلقاً مجالست کو حرام ٹھہراتا ہی اور جب تک اونکے پاس سے بھاگ نجائے اُسوقت تک دلی نفرت ہی ثابت نہین ہوتی کیا حضرت عطا کو بدعت سے دلی نفرت نہ تھی یہانسے مولوی صاحب کی وہ غلطی بھی ظاہر ہوگئی جو اپنے رسالے مین لکھ رہے ہین کہ مبتدعین کا قیاس کفار پر صحیح نہین اور یہ سمجھتے تھے کہ علمای ندوہ یہ قیاس کرتے ہین۔ سنیے جناب یہ قیاس علمای ندوہ کا نہین ہی ایک جلیل القدر تابعی کا ہی لہذا آپ کا علم آپکا نفسانی قیاس اُسے غلط نہین کہہ سکتا۔ قاضی صاحب نے یہان بیہودہ زبان درازی کرکے اٹکل پچو کے غلیلے پھینکے ہین ہمارا آیندہ کا بیان اُنکا کافی جواب ہوگا۔

(۲) عمرو بن ثابت ابی المقدام بڑا پکا رافضی ہے ۱۷۲ھ مین اُسکی وفات ہی۔ یہ حبان ابن علی کے جلیس ہین حبان کوفہ کے بہت بڑے فقہا مین ہین انھین کے جلسے مین ایک روز عمرو نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار شخصون کے سوا کل کافر ہوگئے (نعوذ باللہ منہ) باوجود اس کہنے کے اُنھون نے سختی نہین کی نہ مجلس سے خود اُٹھے نہ اُسے نکالا صرف پاس صحبت کے لحاظ سے خاموش رہے چنانچہ میزان الاعتدال مین قول مذکور کے بعد لکھا ہی "قیل لحبان الا تنکر علیہ فقال حبان ہو جلیسنا ولما تکلم عمرو بہذا انقذ تینا دم یعنی حبان۔ مین اسکا ترجمہ نہین کرتا مولوی صاحب اور قاضی صاحب خود سمجھ لین کہ ایسا سخت مبتدع حبان کا جلیس ہوا اور پھر کوئی اس صحبت کو منع بھی نہین کرتا۔

(۳) ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی میزان الاعتدال مین اسے معتزلی رافضی لکھا ہی ۱۸۴ھ مین اسکا انتقال ہی باوجود اس رفض اور اعتزال کے سفیان ثوری۔ ابن جُریج امام شافعی اور بڑے بڑے بزرگ انسے دین کی باتین سیکھتے تھے اور انسے حدیث روایت

ابو ہمام سے روایت ہی سمعت ابراہیم بن ابی یحیی یشتم بعض السلف ۱۲

کرتے تھے۔ امام شافعی سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کیون ایسے بدعتی سے روایت کرتے ہین اُنھون نے جواب دیا کہ "چونکہ جھوٹ نہین بولتا تھا اور فقیہ تھا اسلیے ہم روایت کرتے ہین"

لیجئے مولوی صاحب اب مطلق رکون کی ممانعت کہان ہو اور آپ کا اجماع کدہر ہی جو مجالست مبتدعین کی حرمت پر ہُوا ہی۔ یہان تو ائمۂ کرام اتباع تابعین اُنکی شاگردی کر رہے ہین اُنسے دین سیکھ رہے ہین۔ فرمایئے تو کہ یہین کسقدر آپ کے نزدیک خلقت کا اضلال ہی اور یہ ائمہ دین آپ کے نزدیک باعث اضلال ہین۔ ان ائمہ نے مبتدعین سے غلظت وخشونت کیون نہین کی کیون اُنکے پاس گئے اُنکے شاگرد ہوئے اُنسے دین سیکھا۔ صاجو انصاف کرو ندوہ نے اس سے زیادہ کچھ کیا ہی؟ نہین ہرگز نہین بلکہ ان ائمہ کی باتین بہت زیادہ ہین پھر کیا مخالفین کا غل نفسانیت پر مبنی اور ائمۂ دین کے خلاف ہی یا نہین انصاف سے کہدیجیے۔

(۴) ابراہیم بن یعقوب جوزجانی۔ انکی نسبت میزان الاعتدال مین ہی الثقة الحافظ احد ائمة الجرح والتعدیل۔ یعنی ثقہ ہین حافظ حدیث ہین جرح وتعدیل کے امامون مین سے ایک امام ہین" پھر انکے نسبت یہ بھی لکھتے ہین وکان شدید المیل الی مذہب اہل دمشق فے التحامل علی علی رضی اللہ عنہ۔ یعنی ناصبی تھے ۲۵۹ھ ہجری مین ان کا انتقال ہوا۔ اے انصاف کے پسند کرنے والو ذرا ہمارے بزرگون کی بے تعصبی اور انصاف پسندی ملاحظہ کرو کہ ایک طرف تو ایک عالم کو ناصبی بھی کہتے ہین اور پھر اوسے ثقہ و حافظ کہکر جرح وتعدیل کا امام کہتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ جسے وہ معتبر ومستند کہدین وہ معتبر اور جسے غیر معتبر کہدین وہ اعتبار سے خارج اس سے زیادہ اور کیا تعظیم اور مرتبہ بڑھانا ہوگا۔ اسوقت کے بعض ملاؤن کا اندھیر دیکھو کہ جن علما کے علم وکمال اور بے انتہا فیض کے وہ خود قائل تھے اُنکا جلسے مین شریک ہوجانا

اُنکے تمام فضل وکمال کے زوال کا باعث سمجھتے ہین اور صرف سمجھتے ہی نہین بلکہ ملک مین جہان تک اُنسے ہوسکتا ہو رسوا کرتے ہین فضیحت کرتے ہین مگر وہ خوب یاد رکھین ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلشش اندر طعنۂ پاکان برد

خیال کیجیے کہ کیا کیا افترائین لگاتے ہین اور سیدھی اور صاف بات کو کس کس پیرائے سے رنگ کر عوام کو دکھاتے ہین کہ العظمۃ للہ۔ ہم نہین جانتے کہ یوم جزا کا انھین یقین ہے یا نہین۔ اب مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ آپ بھی ناصبی کو مبتدع کہتے ہین پھر آپ کے اجتہاد کے بموجب تو ابراہیم لائق خطاب اور قابل پاس بیٹھنے کے نہ تھے یہ بزرگون نے اُنھین امام جرح و تعدیل کیسے تسلیم کرلیا۔؟ کیا آپکی فہم عالی اسکو تجویز کرتی ہو کہ مبتدعین کیطرف کسیطرح ادنی میل بھی جائز نہو اور کسی مبتدع کو اپنا امام بنالینا درست ہو؟ آپ تو احتمالات اور جواز کے نکالنے مین مشاق ہین یہان بھی کوئی احتمال نکالیے مگر اٹکر لیس نہو۔

(۵) محمد بن عبد اللہ الضبی الحاکم۔ یہ وہی امام الحدیث ہین جنکی کتاب مستدرک حدیث مین مشہور کتاب ہو۔ تمام علما اُس سے روایت لیتے ہین اکثر اسکی تصحیح کا اعتبار کرتے ہین ۴۰۵ھ مین اونکی وفات ہو۔ علامۂ ذہبی میزان الاعتدال مین انکی نسبت لکھتے ہین "ہو شیعی مشہور" یعنی یہ ایک مشہور شیعہ ہین اور یہ بھی لکھتے ہین "امام صدوق" یعنی امام ہین سچے ہین۔ اور یہ بھی روایت کرتے ہین کہ ابن طاہر نے عبد اللہ انصاری سے انکا حال دریافت کیا اُنھون نے کہا امام فی الحدیث رافضی خبیث یعنی حدیث مین امام ہو مگر خبیث رافضی ہو اگرچہ ذہبی انصاری کے قول کو تسلیم نہین کرتے بلکہ کہتے ہین "ما الرجل برافضی بل شیعی" یہ شخص رافضی تو نہین ہو البتہ شیعہ ہو بہرحال مبتدعین مین ہین اور الذین ظلموا مین داخل ہین۔ یہان چند امور قابل لحاظ ہین۔

اوّل ہمارے بزرگون کا انصاف؛ اور بے تعصبی لائق لحاظ ہو کہ شیعہ بھی کہہ رہے ہین

اور امام بھی کہتے ہین شیعون کے امام نہین بلکہ اہل سنت کے **دوم** اونکی کتاب کو
دین کی کتاب سمجھتے ہین اُس سے روایت نقل کرتے ہین باوجودیکہ بعض باتین اُسمین
اہل سنت کے خلاف بھی ہین مثلاً حضرت علی کو وصی لکھا ہی **سوم** جب حدیث کی
امام تھے تو سیکڑون نے حدیث کی سند اونسے لی اب اہل انصاف غور فرمائین کہ اگر
بالفرض ندوہ نے کسی مبتدع سے بیان بھی کرایا اور اُسکا بیان چھپوا بھی دیا تو
اس سے زیادہ کیا کیا جو بزرگ ایک مبتدع کی کتاب سے کرتے آئے اور ابتک
کر رہے ہین اب ندوہ کی نسبت مخالفین کا غل مچانا کہ بے دینون کے ضلالات
کو پاس کیا اور یہ کیا اور وہ کیا۔ ای صاحبو اسلام کی نازک حالت دیکھکر اور دشمنان
دین کے حملون کو نظر کرکے اُس سے زیادہ کچھ نہین کیا جو ہمارے بزرگ کر گئے ہین
مگر مین سچ کہتا ہون کہ مخالفین کچھ تو جہالت سے اور زیادہ تر اپنی بات کی پچ مین غل
مچاکر اسلام سے دشمنی کر رہے ہین **چہارم** مولوی نذیر احمد خانصاحب فرمائین کہ وہ
تو مجالست و مکالمت مبتدعین کی حرمت پر اجماع کے مدعی ہین یہان تو بعض مبتدعین
کو امام کہہ رہے ہین اونکی شاگردی کر رہے ہین پھر مکالمت کی حرمت کیسی اور اسپر
اجماع کیسا۔ چار صدی تک تو اسکا پتہ نہ لگا اور نہ لگے گا ای صاحب یہ کیا جہل ہی
کہ سلف سے لیکر اب تک طرفین مین اُستادی شاگردی جاری رہی اور ابتک
جاری ہی تمام علما کرتے رہے ہند مین جب تک علم کا شوق تھا تو برابر سنی شیعہ مین
اُستادی شاگردی بہت رہی۔ آپ نے خود بھی برسون استادی اور شاگردی کی
ہی۔ یہ بھی آپکو یاد ہوگا کہ شیعہ اُستاد سے آپ کس احترام سے پیش آتے تھے اور
شاگرد شیعہ کو کس شفقت سے پڑھاتے تھے اور اونسے ہم نوالہ اور ہم پیالہ بھی رہتے
تھے اسکی تفصیل ہم اوپر کر چکے ہین۔ اسوقت بغداد شریف مین جو قطب عالم غوث اعظم
رضی اللہ عنہ کا مسکن اور مدفن ہی برابر سنی شیعہ سے اور شیعہ سنی سے پڑھتے ہین۔ اس

بیان سے ظاہر ہو گیا کہ آیت مین مطلقاً رکون ہمارے علما مراد نہین لیتے اور جنھون نے بظاہر لیا ہی اوسکا مطلب مخالف نے نہین سمجھا۔ مین سیکڑون مثالین ایسی پیش کر سکتا ہون۔ مگر اسقدر ثبوت مدعا کے لیے کافی ہی البتہ توضیح کے لیے چند نامون کا نقشہ پیش کرتا ہون۔

نقشۂ بعض رواتِ مبتدعین

نمبر شمار	اسمای روات	مذہب	نام تلامذہ و مخرجین	کیفیت
۱	احمد بن المفضل کوفی حضرمی	شیعہ	ابو زرعہ۔ ابو حاتم ابو داؤد۔ نسائی	ابو حاتم کہتے ہین کہ شیعونکا سردار تھا مگر سچا تھا (میزان الاعتدال) شیعونکا سردار بھی کہتے ہین اور پھر انسے روایت بھی کرتے ہین۔
۲	ابراہیم بن یعقوب ابو اسحٰق سعدی جوزجانی	ناصبی	نسائی ابو داؤد۔ ترمذی	شمس الدین ذہبی میزان الاعتدال مین انکی مدح ان الفاظ سے کرتے ہین الثقۃ الحافظ احد ائمۃ الجرح والتعدیل۔
۳	داؤد بن الحصین	خارجی	ابن اسحٰق۔ امام مالک محمد بن جعفر وغیرہم کل اصحاب صحاح	قال ابن حبان کان یذہب مذہب الشراۃ یعنی الخوارج کعکرمۃ لکن لم یکن داعیۃ مات سنہ ۱۳۵ میزان۔
۴	محمد بن راشد دمشقی وفات قبل سنہ [illegible]	قدری رافضی	یحیی القطان۔ ابو نظر وغیرہما ترمذی۔ ابو داؤد نسائی۔ ابن ماجہ	اگرچہ شعبہ نے انسے حدیث روایت کرنیکو منع کیا مگر سلیمان بن احمد واسطی کہتے ہین کہ مین نے عبدالرحمن بن مہدی سے دریافت کیا کہ تم ہمارے احباب مین سے ایسے

نمبر شمار	اسماے رواۃ	مذہب	نام تلامذہ و مخرجین	کیفیت
				شخص سے روایت کرتے ہو جس سے روایت کرنا لوگ ناپسند کرتے ہین اُنھون نے دریافت کیا کہ وہ کون ہی مین نے کہا محمد بن راشد۔ پھر اُنھون نے پوچھا کیون ناپسند کرتے ہین مین نے کہا کہ وہ قدری تھا یہ سنکر ابن مہدی غصہ ہوئے اور کہا کہ اُسکا قدری ہونا روایت کو کیا مضر ہی۔ عبدالرحمن بن مہدی ائمہ جرح و تعدیل مین سے ہین
۵	عمرو بن ثابت کوفی وفات ۱۷۲ھ	رافضی	یحیی بن آدم علی بن حکیم وغیرہما۔ ابوداود۔ ابن ماجہ	اسکی کیفیت اوپر نمبر ۲ مین بیان کی گئی ہے۔
۶	عباد بن یعقوب الاسدی الرواجنی وفات ۲۵۰ھ	رافضی	امام بخاری۔ ترمذی ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ ابن ابی داؤد	میزان الاعتدال مین ہی من غلاۃ الشیعہ ورؤس البدع کان یشتم السلف۔ ابن حجر کہتے ہین۔ رافضی مشہور الا انہ کان صدوقا وثقہ وقال ابن حبان کان رافضیا داعیۃ وقال صالح بن محمد کان یشتم عثمانؓ ذبح الکبار
۷	قتادہ	قدری	کل اصحاب صحاح ستہ سلیمان تیمی۔ اعمش سعید وغیرہم	مشہور تابعی ہین عینی انکی مدح مین لکھتے ہین۔ اجمع علی جلالتہ وحفظہ وتوثیقہ واتقانہ انکے تقوے پر بھی اتفاق ہی تذکرۃ الحفاظ مین ہی۔ کان یری القدر قال ضمرۃ بن شوذب ما کان قتادہ یرضی حتی یصیح بہ

نمبرشمار	اسمای رواة	مذہب	نام تلامذہ و مخرجین	کیفیت
				صیاحا یعنی القدر۔ قلت مع ہذا الاعتقاد الردی ما تاخر احد عن الاحتجاج بحدیثہ۔
۸	محمد بن فضیل کوفی	شیعہ	امام احمد ابن راہویہ وغیرہما اور مخرجین کل اصحاب صحاح	امام احمد انسے روایت بھی کرتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین حسن الحدیث شیعی اسیطرح ابو داؤد روایت کرتے ہین اور کہتے ہین کان شیعیا محترقا۔

دلیل پنجم۔ علمای محققین نے تصریح کی ہی کہ سلف نے اور خلف نے ہمیشہ مبتدعین کی روایت کو قبول کیا اُن روایتون سے استدلال کیا اُنسے روایتین سنین اُنکو سنائین کبھی انکار نہین کیا تمام کتب حدیث مین اُنکی روایتین موجود ہین۔ البتہ جمہور کا قول یہ ہی کہ وہ مبتدع بدعت کیطرف داعی نہو۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی نے شرح بخاری کی جلد اول صفحہ ۱۳۹ مین امام نووی سے بعینہ اسی امر کو نقل کیا ہی۔ پھر اب یہ کہنا کہ مبتدعین سے مکالمت و مجالست بالاجماع حرام ہی کسقدر علم دین سے بیخبری کی دلیل ہی تمام اصول حدیث کی کتابون مین اسکی تائید موجود ہی مین چند قول کو نقل کرتا ہون (۱) ابن الصلاح اپنے مقدمہ مین مبتدعین کی روایت کی نسبت تین مذہب لکھتے ہین **اول** یہ کہ مطلقا روایت جائز نہین **دوم** یہ کہ اُن مبتدعین کی روایت قبول کیجائے جو اپنے ہم مذہبون کے اعانت کے لیے جھوٹ بولنا جائز نہین رکھتے خواہ وہ داعی الی البدعۃ ہون یا نہون **سوم** جو داعی الے البدعۃ نہون اُنکی روایت مقبول ہی اور جو داعی ہون اُنکی روایت مقبول نہین۔ اور اکثر علما کا یہی مذہب ہی اور سب سے بہتر اور اعدل بھی یہی قول ہی۔ اور پہلا قول" یعنی مبتدعین کی روایت کو مطلقا رد کر دینا حق سے بہت بعید ہی کیونکہ اُنکی

بنده اس مقولے کی نقل ارشاد الکلا کے صفحہ ۲۹ مین ہو۔"

والاوّل بعیدہا مباعد للشائع عن ائمۃ الحدیث فان کتبھم طافحۃ الروایۃ عن المبتدعۃ غیر الدعاۃ وفی الصحیحین کثیر من احادثیھم فی الشواہد والاصول واللہ اعلم

روایت کو قبول کرنا ائمہ حدیث مین شائع ہی اُنکی کتابین مبتدعین غیر داعین کی روایت سے بھری ہین صحیحین کے شواہد اور اصول دونوںین مبتدعین کی روایتین کثرت سے ہین۔

یہی قول خطیب نے ابی لیلی اور سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمھم اللہ کا بیان کیا ہے اور حاکم نے اکثر ائمہ حدیث کیطرف اسکو منسوب کیا ہی اور امام رازی محصول مین اسی قول کو حق فرماتے ہین اور ابن دقیق العید نے اسکو ترجیح دی ہی۔ (ظفر الامانی)

محدثین کے کلام کا حاصل یہ ہی کہ بدعت کی دو قسم ہین ایک وہ کہ کفر کی حد کو پہونچ گئی ہو۔ دوسری وہ جو کفر کی حد کو نہین پونہچی۔ پہلی قسم والے کی روایت جمہور کے نزدیک مقبول نہین گو بعض کے نزدیک مقبول ہی اور دوسرے قسم والے کی روایت جمہور کے نزدیک مقبول ہی اگر داعی الی البدعۃ نہو۔ تقریب وغیرہ مین اسکی تصریح موجود ہی شرح نخبۃ مین ایک عمدہ بات یہ لکھی ہی کہ پہلی قسم والے کی روایت جو جمہور کے نزدیک مقبول

والتحقیق انہ لا یرد کل مکفر ببدعۃ لان کل طائفۃ یدعی ان مخالفھا مبتدعۃ وقد یبالغ فتکفر مخالفھا فلو اخذ ذلک علی الاطلاق لاستلزم تکفیر جمیع الطوائف فالمعتمد ان الذی ترد روایتہ من انکر امرا متواترا من الشرع معلوما من الدین بالضرورۃ وکذا من اعتقد عکسہ فامن لم یکن بھذہ الصفۃ وانضم الی ذلک ضبطہ لما یرویہ مع ورعہ وتقواہ فلا مانع من قبولہ (نزھۃ النظر)

نہین ہی اوسمین تحقیق یہ ہی کہ جنکی بدعت کیوجہ سے تکفیر کیجائے اُنین ہر ایک کی روایت مردود نہین ہوسکتی کیونکہ ہر ایک گروہ اپنے مخالف کے بدعتی ہونے کا دعوی کرتا ہی اور کبھی مبالغہ کر بیٹھتا ہے اور اپنے مخالف کی تکفیر کر دیتا ہی۔ اب اگر مطلقاً اس تکفیر کا اعتبار کیا جائے تو کوئی گروہ تکفیر سے نہ بچے گا (اور کل مبتدعین کی روایت کا رد کرنا لازم آیگا) لہذا لائق اعتماد یہ امر ہے کہ اُس شخص کی روایت رد کیجائے جو کسی شرعی امر متواتر کا منکر

اور وہ متواتر بھی ایسا جسکا ضروریات دین سے ہونا بالیقین معلوم ہوگیا ہو خاص اور عام سبکے نزدیک جیسے نماز کا فرض ہونا اور شراب اور زنا کا حرام ہونا) اور جو مبتدع ایسے یقینی اور بدیہی امر کا منکر نہین ہی اور روایت کا ضابط بھی ہی اور اُسکے ساتھ پرہیزگاری اور تقوی بھی پایا جائے تو اُسکی روایت کے قبول کرنے مین کوئی مانع نہین ہی؛

بیان مذکور سے تین امر ثابت ہوئے **اوّل** یہ کہ کتب احادیث مین مبتدعین کی روایتین کثرت سے ہین **دوم** یہ کہ جمہور محققین کے نزدیک مبتدع کی روایت مقبول ہے شرط مذکور کے ساتھ یہ مسئلہ اکثر اصول حدیث اور اصول فقہ مین مصرح ہی۔ مین نے تطویل کی وجہ سے عبارتین نقل نہین کین **سوم** علامہ ابن حجر کے قول سے معلوم ہوا کہ بدعت کے ساتھ بھی ورع و تقوی ہو سکتا ہی کیونکہ وہ صاف لکھ رہے ہین کہ "فامن لم یکن بھذہ الصفۃ وانضم الی ذالک ضبطہ لما یرویہ مع ورعہ وتقواہ فلا مانع من قبولہ" اب جو کچھ اسکے معنی کیے جائین مگر یہ امر ضرور اس سے ثابت ہی کہ مبتدع مین تورع اور تقوی ہو سکتا ہی۔

اب مین بعض کتب محققین حنفیہ سے بھی نقل کرتا ہون۔ علامہ عبد العزیز بخاری کشف بزدوی مین لکھتے ہین۔

فامار وایۃ ہذا القسم وہو الفاسق المتأول مقبولۃ علی الاطلاق عند بعض من قبل شہادتہم لما ذکرنا من انتفاء تہمۃ الکذب فان من احترز عن الکذب علی غیر الرسول کان اشد تحرزا من الکذب الیہ لانہ اعظم جنایۃ فتقبل روایتہ کما تقبل شہادتہ وعند بعضہم تقبل اذا لم یکن داعیًا للناس الی ہواہ ولا تقبل اذا کان کذالک وہو مذہب

فاسق متأول کی روایت بعض کے نزدیک مطلقا مقبول ہی کیونکہ جھوٹ کی تہمت اُسپر نہین ہو سکتی اسلیے کہ جو شخص دوسرے پر جھوٹ سے پرہیز کرتا ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے زیادہ پرہیز کریگا کیونکہ یہ اس سے زیادہ گناہ ہی لہذا جسطرح مبتدع کی شہادت معتبر ہی اسیطرح اُسکی روایت بھی مقبول ہی اور بعض کے نزدیک اگر وہ بدعتی بدعت کیطرف لوگون کو

عامۃ اہل الفقہ والحدیث۔ (کشف بزدوی)

بلاتا نہین ہی تو اوسکی روایت مقبول ہی ورنہ مردود ہی اور عامہ اہل فقہ اور حدیث کا یہی مذہب ہی

اسکے بعد اسکی تائید مین امام ابو عبد اللہ نیشا پوری کا قول نقل کیا ہی اور چند مبتدعین کے نام بتائے ہین جنسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کی ہی یعنی (۱) عباد بن یعقوب رواجنی (۲) محمد بن زیاد الالہانی (۳) جریر بن عثمان الرحبی (۴) ابی معاویۃ محمد بن خادم (۵) عبد اللہ٭ بن موسی۔ الحاصل بعض کے نزدیک مطلقاً اور اکثر کے نزدیک مبتدعین غیر داعین سے حدیث کی روایت جائز ہے اور ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ بھی اسی گروہ مین داخل ہین کتب حنفیہ سے بھی ہمنے اسکی سند دیدی۔ مبتدعین غیر داعین کی روایت کا مقبول ہونا ایسا دائر و سائر اور کثرت اقوال سے ثابت ہی کہ بعض نے اسپر اجماع لکھا ہی چنانچہ ابن حبان کتاب الثقات مین لکھتے ہین "لیس بین اہل الحدیث من ائمتنا خلاف ان الصدوق المتقن اذا کانت فیہ بدعۃ ولم یکن یدعو الیہا ان الاحتجاج باخبارہ جائزۃ" جب جمہور کا مسلک یہی ٹھہرا اور امام علیہ الرحمہ بھی اُس جمہور مین داخل ہین تو جو شخص مسلک جمہور کی پابندی کا مدعی ہی اور مقلد امام اعظمؒ ہی وہ اسکے ماننے مین چون و چرا کرے اور یہ کہے کہ جواز روایت کا مسئلہ علی الاطلاق اہل سنت کا اجماعی نہین ہی جسکا منکر خواہ مخواہ گمراہ قرار دیا جاسکے۔ کسقدر ہٹدھرمی اور بے شرمی ہے اسکا حاصل یہ ہوتا ہی کہ مخالف جو کچھ کہے گو وہ کیسا ہی حق ہو مگر اُسے ہرگز نہ ماننا

٭ عبد اللہ بن موسی۔ مقدمہ فتح الباری مین ہے "من کبار شیوخ البخاری وقال سعد کان ثقۃ صدوقا حسن الہیئۃ وکان یتشیع ویروی احادیث فی التشیع منکرۃ" وعاب علیہ احمد غلوہ فی التشیع مع تقشفہ وعبادتہ۔ لیجیے جناب حضرت امام بخاری کے کبار شیوخ مین ہین اور شیعہ بھی ہین اور تشیع مین غلو ہی یہ مانا کہ سب صحابہ نہ کرتے ہون مگر مبتدع تو ہین پھر یہان تو مولوی صاحب مبتدع کے ساتھ مجالست ممنوع بالاجماع بتا رہے ہین اور امام بخاری کے بڑے استادون مین ایک غالی شیعہ بھی ہین ۱۲

کچھ نہ کچھ چون و چرا کر دینا عوام کے بہکانے کو کسی کے نزدیک اس قول کا منکر گمراہ ہو یا نہو مگر فرقۂ اہلیہ اور بالخصوص قاضی صاحب اور خان احمد آبادی کے اقرار کے بموجب ضرور گمراہ ہوگا کیونکہ امام اعظم کا مسلک یہی ہی اور حنفی کو اُسکے خلاف کرنا گمراہی ہی۔

قاضی صاحب صفحۂ ۲۸ مین طحطاوی کی عبارت سے ثابت کر آئے ہین پھر اب یہان اُسکے خلاف ہرزہ سرائی کرنا اپنے آپ کو گمراہ ثابت کرنا ہی اور کتب احادیث مین اونکی روایتین موجود بھی ہین اب اگر "لاترکنوا الی الذین ظلموا" کے معنی مطلق رکون اور مطلق ظلم کے لیے جائین تو ان تمام محدثین اور اکابر دین کا خلاف نص قرآنی عمل کرنا اور اُسکے خلاف کی اجازت دینا اور ممنوع کو مشروع سمجھنا لازم آئیگا اور دین مین بڑی ہو جائے گی۔ اب کیا ممکن ہی کہ مولوی صاحب کو حق پر سمجھا جائے اور ان تمام اکابر امت محمدیہ کو باطل پر خیال کیا جائے ہرگز نہین۔ بلکہ بالضرور ہم یہ کہین گے کہ مولوی صاحب جو آیت کے معنی بیان کر رہے ہین وہ غلط ہین اور بیشک غلط ہین۔

یہان مجھے پھر یہ کہنا ہی کہ مولوی صاحب کا یہ دعوی کہ مبتدعین کی مجالست اور مکالمت کے عدم جواز پر اجماع ہی کیسا صریح البطلان ہی۔ بیان سابق سے جب ثابت ہوا کہ ائمہ دین نے اُنکی شاگردی کی۔ اُنسے دین سیکھا۔ امر دینی سیکھنے کی اجازت دی پھر اُنسے مجالست اور مکالمت کا ممنوع ہونا کیا معنی اور اسپر اجماع کیسا۔ اسکے بعد مجھے فرقۂ اہلیہ سے یہ کہنا ہی کہ آپ جو غل مچا رہے ہین کہ ندوے مین فلان نیچری ہے اور فلان وہابی ہے انھین نکالو انھین علیحدہ کرو وغیرہ وغیرہ ندوے کی اصلاح کرو ورنہ ہم بیزار ہین ہم علیحدہ ہین اگر حقانیت پر مبنی ہے اور بعض مبتدعین کی شرکت اور انکا بیان کرنا واقعی اُنکے نزدیک گمراہی ہے تو انکو ان تمام بزرگان دین سے علیحدہ ہونا چاہیے جو علانیہ مجلسون مین مبتدعین کو اُستاد بناکر مودبانہ اُنکے روبرو بیٹھے سب کے روبرو اُنسے دین سیکھا اور سیکھنے کی اجازت دی۔ اگر ندوے سے وہ اس

وجہ سے بیزار ہین اور بُرا جانتے ہین تو ان تمام ائمہ دین سے بدرجہا زائد بیزار ہونا چاہیے صحیح بخاری صحیح مسلم اور تمام کتب احادیث کو دینی کتب مین کیون داخل کر رکھا ہی جب تک مبتدعین کی روایتین انمین سے علیحدہ نہون اُسوقت تک انکو درس و تدریس سے خارج کیجیے کیونکہ مبتدعین کی توقیر ہوتی ہی اُنکی عظمت و شان بڑھتی ہی اور اگر یہ نہین کرتے تو ندوہ کو کیون بدنام کر رہے ہو حلف سے کہو کہ ان سب باتون کو مانکر ندوے پر اعتراض کرنا محض نفسانیت یا جہالت ہی یا نہین اگر پہلے نہین سمجھے تھے تو ارشاد الکملا نے تو سمجھا دیا مگر تمہارے نفس نے تمہین راہ راست پر آنے نہ دیا خدا سے ڈرو اسلام کے دشمن نہ بنو اور اسلامی کام کو نہ بگاڑو۔

ارشاد الکملا کے اُنیسوین دلیل مین اس امر کو بیان کیا ہی جو مین دلیل چہارم و پنجم مین لکھ رہا ہون۔ اول اوسمین بطور مثال چھ شخصون کے نام لکھے ہین تذکرۃ الحفاظ سے۔ عکرمہ عمران بن خطان۔ داؤد بن الحصین۔ قتادہ۔ حافظ شعرانی۔ عباد بن یعقوب پھر صفحہ ۲۰ مین بیان کیا ہی کہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی مین اُن مبتدعین کی فہرست دی ہی جنسے امام بخاری و مسلم روایت کرتے ہین اور وہ اٹھانوے اشخاص ہین۔ دلیل بیان کرنیکے بعد وہ فوائد اور وجوہ بھی لکھدیے جو اوسکے بیان کرنے سے مقصود تھے۔ مگر قاضی صاحب کو نہ تو اظہار حق منظور ہے نہ اُنھین تحقیق حق کی تمیز نہ اونکی کتب متقدمین پر نظر ہے اُنھون نے شاید تمام عمر روافض کی فضلہ خواری اور اُنکے مناظرے کا نظارہ کیا ہی اسلیے اصل مدعا کو اُڑا کر طوفان بے تمیزی برپا کیا ہی ہر جگہ غلط مبحث کرکے فریب دیا ہی۔ پہلے تو وہ یہ دکھانا چاہتے ہین کہ مبتدعین سے روایت کا جائز ہونا ایسا ہی جیسے بنی اسرائیل سے حدیث کرنے کا جواز حدیث مین آیا ہی مگر گول گول الفاظ مین پھیر پھار کر بیان کرتے ہین صاف نہین لکھتے۔ اب اس عقل کے دشمن سے کوئی دریافت کرے کہ ”حدثوا عن بنی اسرائیل“ کا یہ مطلب ہی کہ کفار سے حدیث رسول اللہ روایت کرو اُنسے دین سیکھو اُنھین دینی اُستاد

بناؤ۔ اگر یہ مطلب ہو تو کہو اور اگر یہ مطلب نہین ہی تو تلبیس کرتے شرم نہین آتی۔ کہان بنی اسرائیل کی باتون کو سُن لینا اور اُنکا تذکرہ کر دینا اور کہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو روایت کرنا جسپر دین کا مدار ہی ان دونون مین جو زمین آسمان کا فرق ہی تمھین نظر نہین آتا۔

مصنف ارشاد نے جو مثالین دی تھین اُنمین سے عکرمہ اور عمران کے نسبت جو کچھ مناظرہ روافض مین دیکھا تھا وہ لکھدیا آگے ناطقہ بند ہی کچھ خبر ہو تو کہین اتنا بھی نہین سمجھتے کہ دو راوی مین گفتگو نہ سہی اور یہ جو سیوطی نے ۹۰ کی فہرست دی ہی یہ کہان جائے گی اُنمین سے دو ہی کم ہو گئے ۹۶ تو رہے اسمین کوئی تردد اور شبہہ ہو سکتا ہی کہ کتب احادیث مین مبتدعین کی روایت بکثرت ہین ہم امام نووی۔ اور علامہ عینی۔ اور ابن الصلاح کا قول نقل کر چکے ہین جس سے نہایت وضاحت سے یہ دعوی ثابت ہی۔ اور انھین مجمل کھکر آئین بائین شائین کرنا اُسی کا کام ہی جسے حق سے کچھ واسطہ نہین ہی جب جمہور محققین کا مذہب یہ قرار پایا کہ مبتدعین صادقین سے روایت درست ہی اور امام اعظم اور امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی تو پھر تحفہ اور تنبیہ کی عبارت نقل کرنا فضول ہی اس سے کیا مدعا قاضی صاحب کا ثابت ہو سکتا ہی۔

جب یہ امر متفق علیہ ہی کہ احادیث کے رواۃ مین بعض مبتدعین بھی ہین اور جمہور محققین نے مبتدعین غیر داعین کے روایت کو مقبول لکھا ہی اور امام اعظمؒ کا قول بھی یہی ہی تو اُسکے خلاف مین کسی ایک دو کا قول نقل کرنا اور پھر وہ بھی کسی حنفی کا آپ ہی کے قول سے مردود ہی کیونکہ جمہور کے مقابلے مین شاذ و نادر کو آپ ہی لائق توجہ قرار نہین دیتے اور مقلد کو خلاف اپنے امام کے عمل کرنا آپکے نزدیک ضلالت ہی پھر آپ کا شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم کا حوالہ پیش کرنا اور تحفہ کا حوالہ دینا بیکار ہی کیونکہ اگر ان کا قول ہی تو اول تو خلاف جمہور ہے اسیلیے بموجب آپ ہی کے مقولہ کے پایۂ اعتبار سے

ساقط ہی۔ علاوہ اسکے یہ حضرات حنفی ہین اور طحطاوی کے بعد ہین اسلیے اُنکا قول خلاف
امام اعظم آپ کے اقرار کے بموجب ساقط الاعتبار ہوگا بلکہ آپ کے قول کے بموجب یہ
حضرات مبتدع اور ضال ٹھہرین گے اور درحقیقت تحفہ مین مطلقاً مبتدعین کی روایت
سے انکار نہین ہی اُسمین شیعون کے جواب مین ایک خاص امر سے انکار کیا ہے
اور اگر شیعون کے اعتراض کے خوف سے مبتدعین کی روایت سے انکار کیا جائے
تو بعینہ ایسا ہی ہوگا جیسے سرسید نے ملاحدۂ یوروپ کے خوف سے قرآن مین تحریف
معنوی کرڈالی اور معجزات سے بالکل انکار کردیا۔ حضرات شیعہ کا یہ اعتراض بالکل
نافہمی یا ناانصافی پر مبنی ہے۔ مبتدعین صادقین کی روایت کو تسلیم کرلینا اہل سنت
کی کمال انصاف پسندی اور حق جوئی کی دلیل ہی۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ
اہل سنت ایسے غیر متعصب اور حق پسند ہین کہ وہ عام کلمہ گو مسلمان کی حق بات کو ایسا ہی
تسلیم کرتے ہین جیسا اپنے خاص اہل سنت کی بات کو قبول کرتے ہین شیعون کا یہ
اعتراض کہ "اہل سنت خوارج دشمن اہل سنت کی روایت کو قبول کرتے ہین اور انھین
معتبر جانتے ہین" محض تعصب و رغصہ بھرے ہوئے دل کی بات ہی ذرا وہ انصاف
سے دیکھین کہ اہل سنت جسطرح خوارج کی روایت کو قبول کرتے ہین اسیطرح روافض
کی روایت کو بھی تسلیم کرتے ہین چنانچہ نقشۂ مذکورہ سے ظاہر ہی۔ اگر خوارج سے کوئی
خصوصیت ہوتی تو جو حضرات اونکے مخالف ہین اور خلفائے ثلثہ کو سب وشتم کرتے
ہین اونکی روایت کیون قبول کرتے اونکی انصاف دلی اور حق جوئی نے تو یہ ہدایت
کی کہ جو سچے دل سے اللہ اور رسول کو مانتا ہی اور اُنکے احکام کی پیروی کرتا ہی جب
اُسکی سچائی ثابت ہی تو کوئی وجہ نہین ہی کہ جو امر اُسنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کیطرف منسوب کیا اُسے نہ مانا جائے جب وہ اور امور مین جھوٹ کو ناپسند کرتا ہی
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کو بہت زیادہ ناپسند کرے گا کیونکہ

اسکا وبال بہت زیادہ ہی البتہ آمین جہان تک احتیاط ممکن تھی کی گئی وہ یہ کہ اوس روایت مین اُسکے مذہب کی تائید نہو یا اُسے اپنے مذہب کی اشاعت اور دعوت کا شوق نہو ائمین کذب کا وہم ہو سکتا ہی اسلیے ایسی روایت کا اعتبار نہین کیا گیا۔ اور جب یہ وہم بھی نہین ہو اور اُسکی سچائی یقینی ہے تو اُسکی روایت کو صرف نقص اعتقاد کی وجہ سے نماننا انصاف سے بعید ہی۔ اب اگر ایسے سچے اور منصفانہ امر کو کوئی باعث اعتراض ٹھہرائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا صفراوی مرض کو شیرینی بھی تلخ معلوم ہوتی ہے اسکا کوئی علاج نہین جب تک اُسکی صفراویت دور نہوگی ہر عمدہ شے تلخ معلوم ہوگی اس سے اُس عمدہ شے کی خوبی نہین جا سکتی۔

مولانا بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت کا جو آپ نے حوالہ دیا ہی اوسکا جواب ملاحظہ ہو۔ **اوّل** پہلے آپ یہ تو فرمائین کہ آپ اُنکے قول کو مستند جانتے ہین اگر مستند جانتے ہین تو طحطاوی کے اوس قول کو غلط سمجھیے جس سے آپ غیر مقلدین کو چند مسائل مین خلاف کرنے سے مبتدع اور ضال سمجھتے ہین کیونکہ مولانا بحر العلوم نے باوجود حنفی ہونے کے اکثر مسائل مین خلاف حنفیت کو ترجیح دی ہے۔ ارکان اربعہ کو ملاحظہ کیجیے مثالاً بعض مسائل کو بیان کرتا ہون۔

(۱) پانی کی طہارت مین مولانا احناف کے خلاف امام مالک کے قول کو ترجیح دیتے ہین اور فرماتے ہین والاشبہہ عندی نظرا الے الدلیل قول الامام مالک لان حدیث الماء طہور لاینجسہ شئی صحیح ثابت بلاشبہۃ الخ

(۲) کیفیت تیمم مین امام احمد کے قول کو ترجیح دی ہی اور احناف کو اونکی طرف سے جواب دیا ہی۔

(۳) احناف وترکو تین ہی رکعت کہتے ہین کم وزائد کے قائل نہین مولانا ایک رکعت اور تین رکعت اور پانچ رکعت سبکو وتر کہتے ہین صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ ملاحظہ کیجئے۔

الغرض بہت سے مسائل ہین جنہین مولانا نے خلاف احناف کیا ہی اور صرف حدیث کی وجہ سے اُس اختلاف کو ترجیح دی ہی باوجودیکہ وہ اپنے تیئن حنفی کہتے ہین چنانچہ وتر کے باب مین لکھتے ہین وقال الامام احمد بن حنبل یقنت فی السنة کلہا دائما وہو مذہبنا معشر الحنفیة۔ اب مولانا کے کلام سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حنفی بعض مسائل مین خلاف کرے تو وہ حنفیت سے خارج نہین ہوتا اور اُسے ضال ومضل کہنا تو بہت بھاری بات ہی۔ تو اب قاضی صاحب پہلے اِس قول کو مستند جان لین اور اپنے پہلے قول سے رجوع کرین پھر ہمارے سامنے شرح مسلم الثبوت کو پیش کرین پھر دیکھیے ہم کیا جواب دیتے ہین۔ اسوقت مین اسقدر کہتا ہون کہ مولانا کے دو قول قاضی صاحب نے نقل کیے ہین اوّل صفحہ ۶۵ مین اُسکا حاصل یہ ہی کہ اُن مبتدعین مین اختلاف ہی جو جھوٹ کو مباح نہین جانتے اور جو مباح جانتے ہین جیسے کرامیہ اور امامیہ اور غالی رافضی اونکی روایت مقبول نہین۔ اس عبارت کو پیش کرنا عبث ہی کیونکہ جو جھوٹ کو جائز رکھے یا جھوٹ بولے اسکی روایت مقبول نہین خواہ وہ کسی فرقے کا ہو اسمین مبتدع ہونے کو کچھ دخل نہین اگر کوئی سُنّی جھوٹ بولے یا جھوٹ کو مباح جانے مقامات مخصوصہ کے سوا اوسکی روایت بھی مقبول نہوگی۔ دوسرا قول صفحہ ۶۶ مین ہے جسمین وہ اقرار کرتے ہین کہ صحیحین مین مبتدعین سے روایت ہی۔ جب بخاری اور مسلم مین بھی مبتدعین کی روایتین ہین جنکی صحت اور علو مرتبت پر اتفاق ہی اور دیگر کتب احادیث کا کیا ذکر ہے جب عامہ محدثین مبتدعین سے روایت کرتے ہین تو عدم قبول روایت کو مذہب مختار ٹھہرانا عجب ہی۔ جمہور جو غیر داعین کی روایت کو مقبول کہتے ہین اُنپر یہ شبہہ کرنا کہ مبتدع غیر داعی کہنا یا تو محال ہی یا موجب فسق لائق توجہ نہین۔ مقام انصاف ہی کہ مولانا کا یہ احتمال عقلی اُن اکابر کے مقابلے مین جو امام المسلمین اور روایت اور حدیث کے پیشوا تسلیم ہوئے ہین کیونکر لائق توجہ ہو سکتا ہی

چہ جائے اوسکے کہ اُن سب کے اقوال بالائے طاق رکھکر وہ مسئلہ مولانا کے قول سے نامقبول ٹھہرایا جائے اکابر اُن مبتدعین کو دیکھکر تجربہ کرکے یہ رائے قائم کررہے ہین کہ فلان مبتدع داعی ہی اور فلان نہین ہی اُن اکابر کے معائنہ اور تجربے کو محض احتمال عقلی سے غلط ٹھہرادینا ہم اصاغر کے فہم میں نہین آسکتا مولانا کے تبحر علمی سے بعید ہی اگر مبتدعین کے سکوت کو فسق کہا جاے تو ہوسکتا ہی کہ یہ فسق اکابر کے نزدیک ایسا نہین ہے کہ اُسکے روایت کو مردود کردے یون تو کل مبتدعین اپنے بُرے عقیدے کی وجہ سے فاسق ہین مگر فسق ایسا نہین ہے کہ اُسکی روایت رد کردیجاے۔ اُن اقوال جمہور کے علاوہ جو مبتدعین غیر داعین کی روایت کو قبول کرتے ہین خاص خاص ائمہ حدیث کے اقوال بھی ملاحظہ کرلیجیے۔ عمرو بن عبید اشہد مشہور معتزلی ہی واصل بن عطار کا بڑا دوست اور ہم مشرب ہی حضرت خواجہ حسن بصری کا شاگرد ہے اور یحیی القطان وغیرہ بڑے بڑے اکابر اس سے روایت کرتے ہین مگر یہ داعی الی البدعۃ بھی تھا۔ امام الائمہ حضرت عبد اللہ بن مبارک سے کسی نے کہا کہ آپ نے سعید او ہشام دستوائی سے تو روایت کی اور عمرو بن عبید سے نہین کی اسکی کیا وجہ ہے حالانکہ تینون کا مذہب ایک ہی ابن مبارک نے جواب دیا کہ عمرو بن عبید علانیہ اپنے مذہب کی دعوت کرتا تھا اور یہ دونون خاموش رہتی تھی (میزان الاعتدال) اُسیطرح بعض نے ابن معین سے دریافت کیا کہ عمرو بن عبید سے روایت کیجائی یا نہین انھون نے کہا اوسکی حدیث نہ لکھی جائے سائل نے کہا کیا یہ شخص جھوٹا ہی ابن معین نے جواب دیا کہ اپنے مذہب کیطرف دعوت کرتا ہی پھر سائل نے کہا کہ آپ نے قتادہ اور ابن عروبہ اور سلام بن مسکین پر کیون اعتماد کیا (یعنی یہ تینون بھی مبتدع ہین) انھون نے جواب دیا کہ یہ لوگ سچے تھے اور داعی الی البدعۃ نہ تھے" (میزان الاعتدال) الحاصل یہ حضرات صاف کہ رہے ہین کہ بعض مبتدعین داعی نہ تھے اور یہ قول اونکا تجربے اور معائنے

کے بعد ہی پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہین کہ مبتدع کا داعی الی البدعۃ ہونا محال ہی یا ایسا فسق ہی کہ جسکی وجہ سے اوسکا قول در روایت لائق اعتبار نہ رہے ۔ یہانسے چھ مبتدعین کے نام معلوم ہوئے جنسے اکابر محدثین روایت کرتے ہین ۔

اب کوئی ان قاضی جی سے پوچھے کہ یہ طے شدہ امر جو اکابر اہل سنت بیان کر رہے ہین یہ روافض کی خوشنودی کے لیے کہہ رہے ہین ۔ ائمہ مسلمین جو مبتدع سے روایت کرتے ہین اور جمہور اکابر اونکی روایت کو مقبول بتا رہے ہین یہ روافض کی خوشنودی کے لیے بتا رہے ہین ۔ امام بخاری ۔ امام مسلم ۔ امام اعظم رحمہم اللہ وغیرہم رافضیوں کے خوش کرنے والے تھے (نعوذ باللہ) اگر یہ اکابر روافض کے خوش کرنے والے تھے تو ندوہ انکا پیرو ہی ۔

ہان ائمہ دین نے مبتدعین کی جہان مدح کی ۔ اونسے روایت لی ۔ اونھین اُستاد بنایا اونکے بُرے عقیدے کو بھی ظاہر کر دیا ۔ مگر اس طرح کہ علاقہ استادی شاگردی مین فرق نہین آیا اور تعلقات بھی بدستور قائم رہے ۔ اُنکے ظاہر کرنے کے بعد بھی اونکے متعلقین بلکہ وہ خود بھی مفید اور مستفید ہوتے رہے اُنسے میل جول بدستور رہا باایں ہمہ قاضی جی کا یہ کہنا کہ "اگر ائمہ دین نے راویان مذکور کی بُرائی بیان نکردی ہوتی اونکی اہانت کو کفر بتایا ہوتا تو یہ اعتراض واقع ہو سکتے تھے" بجز جہل اور ہٹ دھرمی کے اور کیا ہے ۔ یہان یہ اشارہ کرنا کہ ندوہ مبتدعین کی اہانت کو کفر بتاتا ہی سخت اتہام ہے ۔ اس مقام پر قاضی صاحب نے شفا اور اُسکی شرح کی عبارت لکھکر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اپنے آپ کو انکا پیرو ثابت کرین مگر وہ خوب سمجھین کہ اول تو جمہور اکابر کے مقابلے مین دو ایک کے قول کا اعتبار تو آپ ہی کے قاعدے سے نہین ہو سکتا ۔ دوسرے یہ کہ وہ قول بھی ایک موقع خاص اور ضرورت خاص کی وجہ سے ہی آپ کے مفید ہرگز نہین ہے ۔ دیکھو ملا علی قاری شم العوارض مین

تعصب کو کسقدر بُرا کہتے ہین اور اُسکے بُرے نتایج کیسے دکھاتے ہین ارشاد انگلا کے صفحۂ ۳۲ مین اُنکا قول آنکھین کھولکر دیکھو۔

دلیل ششم۔ دلیل چہارم و پنجم مین خاص حدیث کے روات سے استدلال کیا گیا اور ثابت کردیا گیا کہ آیت لاترکنوا کے جو معنے مخالفین لیتے ہین وہ جمہور اُمت محمدیہ کے خلاف ہین اور مبتدعین سے مطلقا مجالست وغیرہ کا بالاجماع حرام کہنا محض غلط ہی۔ دلیل ششم مین علما کے عام برتاؤ سے مولوی نذیر احمد خانصاحب کے دعوے کا بطلان اور مارآہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن سے استدلال کیا جاتا ہے جسکو فرقۂ اہلیہ اپنے مختلف دعوون کے ثبوت مین پیش کرتے ہین۔ اسکا ذکر ہم کرچکے کہ عامۂ سُنی اور شیعہ اور معتزلہ مین اُستادی اور شاگردی ہمیشہ چلی آئی ہے کسی وقت علمانے اس سے انکار نہین کیا خود مولوی نذیر احمد صاحب بھی اسپر عامل ہوچکے ہین انکی متعدد کتابین اہل سنت کے یہان ایسی ہی متداول رہی ہین جیسے علماے اہل سنت کی تصانیف مثلاً محقق طوسی شیعہ کی تجرید جو علم کلام مین ہی جار اللہ زمخشری معتزلی کی تفسیر کشاف کسقدر مشہور اور مستند اور متداول ہی۔ اہل سنت نے اپنی تفسیرون مین اُس سے استناد کیا ہے۔ فقہ مین قنیہ معتزلی کی چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب بھی بوارق مین اسکی تصریح کرتے ہین مقام غور ہے کہ فقہای متاخرین مثل صاحب درمختار وصاحب بحرالرائق وغیرہا اُس سے فقہی مسائل نقل کرتے ہین اب اگر حسب دعوے مخالفین مبتدعین سے مہاجرت اجماعی تھی تو بلانکیر یہ استادی شاگردی کیسی اور یہ افادہ اور استفادہ کیسا اور اونکی کتابون کی مقبولیت اور تعارف اور استناد کیون ہوا۔ کیا یہ تمام امت محمدیہ قرناً بعد قرنٍ قرآن وحدیث اور اجماع کے خلاف کرتے رہے اور امت محمدیہ ضلالت پر مجتمع رہی۔ ذرا سوچو کتنا بھاری الزام تمہارے قول سے اکابر پر آتا ہی۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ

مولوی محمد ایوب صاحب کے رسالۂ القول الفاصل کی کچھ عبارت نقل کردن جس سے میرے استدلال کی اور زیادہ تصریح ہوجائے۔ ملاحظہ ہو۔

"جناب من ابن جوزی محدث وعظ فرمایا کرتے تھے انکے مواعظ مین شیعہ اور سُنی برابر شریک ہوتے تھے دونون اپنا مقتدا سمجھتے تھے ذرا علامہ ابن خلکان کی تاریخ ملاحظہ فرمائیے ابن سمعون واعظ بھی علےٰ ہذا القیاس دونون ہی قوم کے مقبول تھے اور شیعہ اُنپر ویسا ہی اعتماد مذہبی کرتے تھے جیسے سُنی۔ علامہ سید رضی کا احوال دیکھیے کہ باوجود تشیع کے ابن السیرانی کے شاگرد تھے اور اُستاد کے سامنے ایک مرتبہ تبرّائی جملہ بول اوٹھے مگر اسپر بھی حلقۂ درس سے خارج نہ کیے گئے اور پھر خود علامہ سید رضی سے صدہا علماے اہل سنت نے تعلیم پائی اونکو تعظیمی الفاظ سے یاد کرتے آئے جیساکہ علامہ ابن خلکان وفیات الاعیان مین فرماتے ہین " الشریف الرضی ابو الحسن محمد بن طاہرة فے المناقب ابی احمد الحسین بن موسی بن محمد بن موسی بن ابراہیم بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ ابدع ابناء الزمان وانجب سادات العراق تحلی مع محتدہ الشریف ومفخرہ النیف بادب ظاہر وفضل باہر وحظ من جمیع المحاسن وافر۔ وذکر ابو الفتح بن جنی المقدم ذکرہ فے بعض مجامعہ ان الشریف الرضی المذکور احضر الے ابن السیرانی النحوی وہو طفل الے قولہ من تاریخ الخطیب وکانت ولادتہ سنۃ تسع وخمسین وثلث مائۃ ببغداد وتوفی بکرۃ یوم الاحد سادس المحرم سنۃ ست واربع مائۃ وصلی علیہ الوزیر فخر الملک فی الدار مع جماعۃ کثیرۃ رحمہ اللہ تعالے۔ انتہی مختصراً"

علی ہذا القیاس علامہ محقق نصیر الدین طوسی وہ خود بعضے علمای اہل سنت کے شاگرد تھے اور اُنسے ہزارہا علما وفضلائی اہل سنت نے تعلیم پائی جنمین ایک ایک شل

علامہ قطب الدین رازی کے تھے اور مذہبی مقتدا ہو کر قضا اور افتا کے
عہدون پر ممتاز تھے جیساکہ کتب تراجم و سیر مین مذکور ہے اور جناب شیخ العلما
مولانا عبد الحی صاحب علیہ الرحمۃ نے طبقات حنفیہ و تراجم وغیرہ مین ذکر کیا ہی
من شاء فلیرجع الیہا۔ اور علامہ بہاء الدین عاملی کو دیکھیے کہ علمای اہل سنت
انھین کس طرح یاد کرتے ہین اور فضلای اہل سنت کسقدر انکے شاگرد تھے
اور انکے تصانیف کے ساتھ آج تک کیسا اعتنا کیا جاتا ہی جیساکہ منینی مصری نے
شرح قصیدہ وسیلۃ الفوز والامان مین لکھا ہے "محمد بن حسین بن عبد الصمد الملقب
بہاء الدین الحارثی العاملی الہمدانی صاحب التصانیف والتحقیقات وہو احق من
کل حقیق بذکر اخبارہ ونشر مزایاہ واتحاف العالم بفضائلہ وبدائعہ وکان امۃ مستقلۃ
فی الاخذ باطراف العلوم وما اظن ان الزمان سمح بمثلہ ولا جاد بندہ وقد ذکرہ الشہاب
فی کتابیہ وبالغ فی الثناء علیہ" اور ایک مقام مین لکھتے ہین "خاتمۃ اہل الادب
وکعبۃ ارباب الکمال التی یتلون الیہا من کل حدب محمد بہاء الدین العاملی رحمہم اللہ"
اور ایک مقام مین لکھتے ہین "وکان یجتمع مدۃ اقامتہ بمصر بالاستاذ محمد بن ابی الحسن
البکری وکان الاستاذ یبالغ فی تعظیمہ" انتہی مختصرا۔ اور علی ہذا القیاس جار اللہ زمخشری
معتزلی اور صاحب فتاوی قنیہ معتزلی یہ لوگ طبقات حنفیہ مین لکھے جاتے ہین اور
انکی تفسیر فتاوی عموماً مثل کتب اہل سنت کے متداول ہو رہے ہین اور دور جانے
کی کیا ضرورت ہی اسی درس نظامی کو دیکھین جسکے ذریعے سے آج مولوی
کہلاتے ہین شرح تہذیب ہملوگ پڑھتے پڑھاتے ہین یہ ملا عبد اللہ یزدی شیعی
کی تصنیف ہی اور خلاصۃ الحساب اور تشریح الافلاک علامہ بہاء الدین شیعی کی
تصنیف ہی۔ صدرا صدر الدین شیرازی شیعی کی تصنیف ہی۔ علی ہذا القیاس حاشیہ
قدیمہ و شرح تجرید و شرح اشارات وافق المبین وغیرہ علمای شیعہ کی تصانیف ہے

ہین۔اب انصاف کرنا چاہیے کہ اونکی تصنیف و تصانیف کے ساتھ اعتنا کرنا اور پڑھنا پڑھانا اور فائدہ و استفادہ یہ سب مخالطت و صحبت و مرابطت نہین ہی تو کیا ہی اور اگر یہ موالات نہین ہے تو کیا ہی۔معتزلہ کی تفسیر پر اعتبار کرنا۔مواعظ و مباحث مین اُس سے استناد پکڑنا اُنکے فتاوی مؤلفہ سے افتا و استفتا کرنا یہ سب موالات نہین ہی تو کیا ہی۔

علامہ تفتازانی اور سید شریف جرجانی کے درمیان مین جو مناظرہ ہوا اُسکا ثالث و حکم نعمان الدین الخوارزمی المعتزلی تھا جیساکہ طبقات حنفیہ کے صفحہ ۳۰۵ مین مولانا عبدالحی لکھتے ہین۔ "دجری بینہما بحث فی اجتماع الاستعارۃ التبعیۃ والتمثیلیۃ فی کلام صاحب الکشاف فی قولہ تعالیٰ اولٰئک علیٰ ہدی من ربہم وکان الحکم بینہما نعمان الخوارزمی المعتزلی فرجح رای السید انتہی"۔

ہاے افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ باوجود اختلاف مسائل اسلامی فرق درس و تدریس و تالیف و تصانیف مین شیر و شکر ہو رہے تھے ایک دوسرے کی کتاب سے استناد کرتا تھا اور آج یہ زمانہ ہی کہ علمی مجامع مین ان لوگون کی شرکت بھی روا نہین رکھی جاتی ہی۔کیا جاراللہ زمخشری معتزلی کی عظمت و جلالت آج بالکل مٹ گئی؟ کیا تفسیر کشاف کا درس نہوتا تھا؟ اور کیا اب بھی کم و بیش اہل علم کے درس و تدریس مین نہین ہی؟ علماے دین اہل سنت نے اسپر حواشی و تعلیقات نہین لکھے ہین؟ کیا اِسکی روایتین مواعظ و کتب تفاسیر مین ذکر نہین کیجاتی تھین؟ کیا یہ تفسیر مذہبی کتاب مین شمار نہین کیگئی تھی؟

ہاے وہ ایک زمانہ تھا کہ شیعہ سُنی ایک دوسرے کے علم و فضل کا اعتراف کرتے تھے اپنی اپنی تالیفات و تصنیفات مین اُنکو باادب و مہذب الفاظ مین ذکر کرتے تھے اور آج یہ زمانہ ہی کہ ہر فریق دوسرے کو بُرے لقب سے یاد کرتا ہی زبان پر بجز

ناصبی - خارجی - رافضی - وہابی کے دوسرا لفظ نرمی و آشتی کا تو آتا ہی نہین - اور علم و فضل کا اعتراف تو خاک ہوگا -

دیکھیے علامہ محقق طوسی شیعی تھے اور امام رازی کی شرح اشارات پر کچھ اعتراضات کیے ہین مگر اُسکے ساتھ خطبۂ شرح اشارات مین امام کو کیسے بڑے بڑے لفظونمین یاد فرماتے ہین " وقد شرحہ فی من شرح الفاضل العلامۃ ملک المناظر بن محمد بن عمر بن الحسین الخطیب الرازی جزاہ اللہ خیرا فجہد فی تفسیر ما خفی منہ باوضح تفسیر الخ " اور ہیئت و اسطرلاب کے رسالے مین امام کو افضل المتاخرین کے لقب سے یاد کرتے ہین - اور محقق طوسی کو بھی علمای اہل سنت نے محترم القاب سے یاد کیا ہے شرح تجرید علامہ قوشجی سنی کے خطبے کی عبارت ملاحظہ کرنا چاہیے - دیکھیے وہ سنی ہوکر محقق طوسی اور اونکی کتاب کے بہ نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین " وان کتاب التجرید الذی صنفہ فی ہذا الفن المولی العظیم والحبر المعظم قدوۃ العلماء الراسخین اسوۃ الحکماء المتالہین نصیر الحق والدین محمد بن محمد الطوسی قدس اللہ نفسہ وروح رمسہ انتہی " اور علامہ بن مطہر حلی شیعی نے اپنی کتاب نہج الحق مین بعض صحابہ کی شان مین جب سخت الفاظ استعمال کیے اور علماے اہل سنت کے شان مین بے ادبانہ الفاظ لکھے باوجود ان حالتون کے فضل بن روزبہان بقلی نے اس کتاب کی تردید مین جسے لوگ ابطال الباطل کہتے ہین علامۂ موصوف کو تہذیب سے یاد کیا اور اُنکے لیے دعاے مغفرت کی عبارت اُنکی یہ ہے " فلما استقر رکابی بمدینۃ قاسان اتفق لی کتاب من مؤلفات المولی الفاضل جمال الدین ابن مطہر الحلی غفر اللہ ذنوبہ انتہی - اور دور کیون جایئے اسی بدایون شریف کی خاک پاک کی اگلی تہذیب کو دیکھ لیجے ملا عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جو بدایون کے علماے محققین سے گذرے ہین اور زمانۂ جلال الدین اکبر مین بڑے معزز عہدے پر ممتاز تھے قاضی نور اللہ شُستری

شیعی کے علم وفضل وصلاح وتقوے و دیانت کی تعریف مین اپنی کتاب منتخب التواریخ مین کیا فرماتے ہین یہ قاضی نوراللہ ششتری اگرچہ شیعی مذہب ست اما بسیار بصفت نصفت وعدالت ونیک نفسی وحیا وتقوی وعفاف واوصاف اشراف موصوفست وبعلم وحلم وجودت فہم وحدت طبع وصفائی قریحہ وذکا مشہورست صاحب تصانیف لائقہ وتوقیعے بر تفسیر مہمل شیخ فیضی نوشتہ کہ از حیز تعریف وتوصیف بیرونست بوسیلۂ حکیم ابوالفتح بملازمت شاہی پیوستہ درزمانے کہ موکب منصور بہ لاہور رسید وشیخ معین قاضی لاہور را در وقت ملازمت از ضعف پیری وفتور قوے سقطہ در دربار واقع شد رحم بر ضعف او آوردہ فرمودند کہ شیخ از کار ماندہ بنابران قاضی نوراللہ بآن عہدہ منصوب گردید۔ الحق مفتیان ماجن ومحتسبان بد لاہور را کہ معلم الملکوت سبق میدہند خوش بضبط درآورد وراہ رشوت برایشان بستہ در پوست پستہ گنجانیدہ چنانچہ فوق آن متصور نیست ومی توان گفت کہ قائل این بیت او را منظور داشتہ وگفتہ ؎

توئی آنکس کہ نکردہ بہمہ عمر قبول — در قضا ہیچ زکس غیر شہادت گواہ

انتہی مختصراً

یہ میرے اگلے پیشواؤن کا نمونہ ہی اور اس زمانے کی تصنیف وتالیف جو ہی اب اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مبتدعین کا تو کیا ذکر ہے خود علمای اہل سنت کو کن سخت الفاظ سے لکھتے ہین کہ

نعوذ باللہ

تنبیہ اب ناظرین باخبرت سے تمنا کرتا ہون کہ یہان تک جو کچھ اعتراض کے جواب مین لکھا گیا ہے اُسے کامل طورسے پیش نظر رکھین اور خیال فرمائین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ اسلام اور علمای کرام کے اقوال وافعال سے کفار اور منافقین اور مبتدعین سے کس طرح کا برتاؤ ثابت ہوا۔ مین بعض امور آپ کو یاد دلاتا ہون ملاحظہ کیجیے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عُیَینَہ کو باوجود بئس اخو العشیر فرمانے کے کس تپاک سے لیا اور اپنی مجلس مبارک مین اُسے اپنے قریب بٹھایا۔

(۲) حضورعام اشرار یعنی بُرے لوگون سے بخندہ پیشانی پیش آتے تھے اور اُنکی تالیف قلب فرماتے تھے۔

(۳) عام طورسے حضورعلیہ السلام نے سردار اور معزز قوم کی تعظیم کا حکم دیا اُسمین کفار اور منافقین اور مبتدعین سب داخل ہین۔

(۴) وفات کے نہایت قریب تک حضورؐ کا کفار ومنافقین سے نرمی سے برتاؤ کرنا اُنکی حاضری کے وقت چادر مبارک بچھا دینا ثابت ہی۔ چنانچہ جریر بن عبد اللہ جب آئے تو حضورؐ نے چادر مبارک بچھا دی اور چالیس روز قبل وفات حضورؐ سے یہ معاملہ ہوا۔ چنانچہ مرقات مین مصرح ہی۔ حاصل یہ ہی کہ جس طرح سردار قوم کے اکرام کا حکم فرمایا تھا فعل سے بھی اُسے ثابت کر دیا اور کس انتہا درجہ کی تعظیم ظاہر فرمائی کہ اللہ اکبر۔

(۵) صحابۂ کرام کفار سے بخندہ پیشانی پیش آتے تھے۔

(۶) بعض صحابہ نے باوجود اسکے کہ کفار کو ابتدائً اسلام کرنا ممنوع جانتے تھے مگر صرف تھوڑی دیر کی رفاقت سے سلام کیا۔

(۷) مبتدع کے پیچھے نماز کو جائز فرمانا چنانچہ حضرت عثمان رضؓ نے محاصرے کے وقت عبید اللہ بن عدی سے فرمایا تھا اور کنانہ امام الخوارج اور عبد الرحمن امام الفتنہ کے پیچھے

نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی اسیطرح امام الاولیا حضرت حسن بصری تابعی نے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی۔

(۸) بعض تابعین کے پاس مبتدعین کی آمد و رفت کا ہونا۔ اُنکا نرمی سے پیش آنا اور دوسرون کو سختی سے منع کرنا۔

(۹) ائمۂ دین کا مبتدعین سے حدیث سیکھنا اور اُنسے کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کرنے کی اجازت دینا اور اُنکے اُستاد بنانے کو جائز رکھنا۔

(۱۰) پھر یہ کہ صرف اجازت اور جواز ہی پر اکتفا نہین کیگئی بلکہ ائمۂ اسلام نے اُنھین اُستاد بنایا۔ اُنسے حدیث روایت کی تمام کتب احادیث مین بکثرت اُنکی روایتین موجود ہین یہانتک کہ صحیح بخاری اور مسلم مین بھی اُنسے روایتین ہین۔

(۱۱) علمای کرام اہل سنت نے مبتدعین کی مفید کتابون کو اپنے یہان جاری کیا اُنسے مستفید ہوئے۔ اُنسے سند پکڑی اُنھین درس مین داخل کیا۔

(۱۲) مبتدعین ذی کمال کے فضل و کمال کی مدح کی یہانتک کہ اُنھین علم حدیث کا امام اور جرح اور تعدیل کا امام لکھا۔ اُنھین قدوۂ علمای راسخین اور نصیر الحق والدین قرار دیا چنانچہ علامہ قوشجی نے شرح تجرید مین محقق طوسی کو لکھا ہو۔

(۱۳) پھر یہ کہ ابتدا سے اب تک اُستادی اور شاگردی کا سلسلہ جاری رہا۔ اہل حق ان اُمور کو ملحوظ رکھین اور ملاحظہ کرین کہ کیسے بڑے اہم اُمور ہین جو اخلاق اسلامیہ مین داخل ہین اور مداہنت نہین ہین۔ ان اُمور کے پیش نظر رکھنے کے بعد دو امر آسانی سے طی ہوجائینگے ایک مدارات اور مداہنت کا فرق اور دوسرے اُن روایات و اقوال کی اصلیت یا اُن کا ظاہری معنون ہین نہونا جنمین مبتدعین وغیرہ سے اجتناب و سختی آئی ہو۔ اس بیان کے دیکھنے اور ندوۃ العلما کے برتاؤ مین غور کرنے سے اظہر من الشمس ہوجائیگا کہ مداہنت کا الزام جو ندوۃ العلما پر لگایا جاتا ہی وہ محض اتہام ہے۔ ندوۃ العلما نے جو خُلق و مدارات برتی ہو وہ

افعال واقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالح سے ثابت ہے۔

مدارات اور مداہنت کے معنے

مدارات اور مداہنت کے معنی اور اُن دونون مین فرق ارشاد الکلامین بیان کیا گیا ہی مگر مخالفین اکابر کے کلام کو نہین دیکھتے بے سمجھے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی عبارت کو پیش کر کے خواہ مخواہ غلط الزام لگا رہے ہین۔ اب مین اُسکی تفصیل کرنا چاہتا ہون ملاحظہ ہو۔ اوّلاً مین اُنکے کلام سے مدارات اور مداہنت کے معنی اور اُن دونون مین فرق بیان کرتا ہون جنسے شاہ عبدالعزیز صاحب بھی اسند لیتے تھے اور اُسکے بعد شاہصاحب کے کلام کو بھی نقل کرونگا مدارات اور مداہنت دونون کے معنی بیان کرنے مین اہل لغت اور اہل شرع کی عبارتین مختلف ہین سبکے نقل کرنے مین بہت طول ہوگا بعض اقوال مین اس مقام پر نقل کرتا ہون علامہ سید مرتضی زبیدی حنفی شرح قاموس مین اپنے شیخ سے نقل کرتے ہین "الادہان فی الاصل جعل نحو الادیم مدہونا بشیٔ مامن الدہن ولما کان لیناہ المحسوس استعمل فی اللین المعنوی علی التجوز بہ فی مطلق اللین او الاستعارۃ لہ ولذا سمیت المداراۃ و الملاینۃ مداہنۃ ثم اشتہر ہذا المجاز وصار حقیقۃً عرفیۃً فتجوز فیہ علے التہاون بالشیٔ واستحقارہ" یہانسے معلوم ہوا کہ مداہنت کے عرفی معنے نرمی کے ہین اور اس معنی کے لحاظ سے مدارات اور مداہنت ایک شی ہی پھر مجازاً کسی شی مین سستی کرنے اور اُسے حقیر جاننے کو مداہنت کہنے لگے یعنی کسی شے کو حقیر جانکر اُسمین سستی کرنا مداہنت ہی۔ یہ تو اہل لغت نے مداہنت کے لغوی اور عُرفی اور مجازی معنی بیان کیے اور محدثین جہان مداہنت اور مدارات کا فرق بیان کرتے ہین وہان اکثر کتب مین قرطبی کا یہ قول منقول ہے "والفرق بین المدارات والمداہنۃ ان المداراۃ بذل الدنیا لصلاح الدنیا او الدین او ہما معا وہی مباحۃ وربما استحسنت والمداہنۃ بذل الدین لصلاح الدنیا۔ کذا فی المرقاۃ والحدیقۃ و شروح الشمائل المذکورۃ" اسمین مداہنت اُسے قرار دیا ہی کہ دُنیا کے

سنوارنے کے لیے دین کو بگاڑنا۔ مگر اِس مجمل بیان سے یہ نہین معلوم ہوا کہ دین کے بگاڑنے سے بیان کیا مقصود ہی مگر یہ امر تو یقینی ہی کہ جو بیّن تیرہ اُمور ہمنے ابھی بیان کیے ہین وہ اِسمین داخل نہین ہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان سلف سے اُنکا ثبوت کامل ہی۔ اِس اجمال کی تفصیل ابن بطال کے قول سے ہوتی ہی جسے ابن حجر نے فتح الباری مین نقل کیا ہی چنانچہ لکھا ہی ”وفسرہا العلماء بانہا معاشرة الفاسق واظہار الرضاء بما ہو فیہ من غیر انکار علیہ الخ“

مداہنت کی تفسیر علما نے اس طرح کی ہے کہ فاسق سے میل جول رکھنا اور جس فسق مین وہ مبتلا ہی اُسمین رضامندی ظاہر کرنا انکار نہ کرنا“ بیانسے ثابت ہوا کہ صرف فاسق و مبتدع کی معاشرت مداہنت نہین ہی بلکہ اُسکے لیے ضرور ہی کہ جس بُرائی مین وہ مبتلا ہی اُس سے رضامندی ظاہر کرے اور بغیر اِسکے مداہنت ثابت نہوگی۔ یہان یہ امر خوب ملحوظ رہے کہ مداہنت مین یہ ضرور ہی کہ اُسکی برائی مین اظہار رضامندی ہو اور اگر کسی فاسق کے فسق کیوجہ سے نہین بلکہ اُسمین جو خوبی ہی اُسکی وجہ سے یہ اظہار رضامندی کرتا ہی مثلاً وہ سخی ہی مسلمان ہے۔ اِسلام کو اُس سے نفع پہونچتا ہی اُسکو مداہنت ہرگز نہ کہین گے مثلاً بزرگان دین نے بعض مبتدعین کی تعریف کی اُنھین اُستاد بنایا۔ اُنسے حدیثین روایت کین یہ مداہنت نہین ہی کیونکہ یہ تعریف بوجہ اُنکے علم وفضل کے ہی نہ بوجہ اُنکی بدعت کے اور روایت حدیث بوجہ اُنکے اِسلام اور واقفیت دین کے ہی بعض ارکین ندوة العلمانے جو اہل قبلہ سے اظہار رضامندی کیا ہی وہ بھی بوجہ اُنکے اِسلام کے ہی بوجہ اُنکی بُرائی کے نہین ہی چنانچہ اِسکی تفصیل دوسرے حصہ مین آئے گی۔

اب ہم دریافت کرتے ہین کہ مخالفین ندوہ جو اِن بزرگون کے کلام پر نظر نہین کرتے جنسے شاہ عبدالعزیز صاحب سند پکڑتے تھے بلکہ اُنھین چھوڑکر شاہصاحب کا قول پیش کرتے ہین تو کیا جناب شاہ صاحب کو وہ سلف کا مخالف بنایا چاہتے ہین؟ یہ ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ جناب شاہصاحب کے قول کے وہی معنی سمجھنا چاہیے جو بزرگان سابق کے

موافق ہون- اصل یہ ہی کہ وہ شاہ صاحب کے کلام کو نہین سمجھے اِسلیے مین اُسے نقل کرکے
سمجھاتا ہون- سورۂ نون کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین "مرد حقانی را اصلا بگفتۂ مخالفان
پروا نباید کرد و رضاجوئی آنہا را منظور نباید داشت کہ آخر این مقصد منجر بہ سستی در دین
میشود آرے مدارات وحسن خلق باہمہ کس محمود ست لیکن بے آنکہ در وضع وآئین خود دستے
واقع شود و در دین خود مساہلتی پیدا آید و این مقامی ست بسیار مشکل در امتیاز ومعرفت
اکثر مردم درین مقام لغزش خوردہ اند بارہ در تحسین خلق و استمالت قلوب وارضای خواطر
آن قدر کوشیدند کہ در امور دینی مداہنت صحیح کردن گرفتند وبرخی در راہ **تعصب و جمعیت**
دین آنقدر دور رفتند کہ درشت گوئی و بدخلقی راعین عبادت فہمیدند ومعرفت جادۂ مستقیمہ
موقوف بر فرق میان مدارات ومداہنت ست- **مدارات** در گذشت از حقوق خود ست
مثل تعظیم واکرام واحسان بدست وزبان وعیب پوشی وخیرخواہی **و مداہنت** مساہلت
در ایفای حقوق دین ست از امر بالمعروف ونہی عن المنکر واقامت حدود وبیان حق مع
بہرحال موافقت بامنکران گو بظاہر باشد در ہدایت عامہ کلیۂ خلل می اندازد"
شاہ صاحب نے جو مداہنت کی تعریف کی ہے وہ مجمل ہی یعنی اگرچہ یہ کہا کہ ایفاے حقوق دین
مین سستی کرنا مداہنت ہی اور پھر حقوق دین بھی تین بیان کردیے مگر حقوق دین ان تین
امور ہی مین منحصر نہین ہین اور وہ تین اُمور بھی ایسے نہین ہین کہ علی الاطلاق بلا شرط وقید

[illegible]

اُنکا ایفا ضرور ہو بلکہ تینون کے لیے شرائط اور مواقع ہین جب وہ شرائط پائے جائین اُسوقت اُنکا ایفا ضرور ہی ورنہ نہین۔ امر بالمعروف کے لیے بھی شرطین ہین اور اقامت حدود کا تواب ذکر ہی کرنا فضول ہی اور بیان حق مُر کے لیے بھی مواقع ہین جب اِن اُمور کا بیان جناب شاہ صاحب نے نہین کیا تو پھر اُنکے کلام سے ندوے مین کیا نقص ثابت کرتے ہین اے جناب ندوہ اگر مبتدعین سے ملا تو ایفائے حقوق دین کے لیے ملا حقوق دین مختلف اُنکی حالتین مختلف اُنکے ایفا کے طرز جدا جدا اُنھین سمجھکر کرنا چاہیے ندوہ اُسے خوب سمجھکر کرتا ہے غالباً تم بھی سمجھ تو گئے ہو مگر ضد سے نہین مانتے البتہ تم مداہنت کرتے ہو کہ علانیہ حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ و الثنا پر سب و طعن ہو رہا ہی اور چھپکر شائع ہوتا ہی اور تم دم نہین مارتے۔ یہ مداہنت نہین ہی؟ ضرور ہی۔ بلکہ یہ تو اعلیٰ مرتبہ کی بے دینی ہے۔ غرضکہ جناب شاہصاحب جو کچھ کہہ رہے ہین وہ صحیح ہی مگر جو معنی شاہصاحب نے بیان کیے ہین اُسکے سمجھنے کے لیے فہم اور وسعت نظر چاہیے۔ ملاحظہ ہو۔ ایفائے حقوق دین کے لیے تین صورتین شاہصاحب نے بیان کین (۱) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (۲) اقامت حدود (۳) بیان حق مُر۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بلاشک فرض ہی مگر اُسکے لیے مواقع اور شرائط ہین یہ نہین کہ ہر جگہ جسطرح چاہے کچھ کہنا شروع کر دے۔ اب اُسکے فرض ہونے کے بعض شروط ملاحظہ کیجئے اوّل منہی عنہ کے ارتکاب کا معائنہ کرے تجسس نہین چاہیے اور اگر بلا معائنہ کسی کا فسق و بدعت یقینی طور سے معلوم ہو جائے تو موقع اور محل سے نصیحت کرنا چاہیے یہ نہین کہ جب اُس سے ملاقات ہو تو امر بالمعروف شروع کر دے ورنہ مداہن ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عُیینہ آیا آپنے اُسکی خاطر کی اور باوجود علم کے جو اُسمین بُرائی تھی اُسوقت اُس سے منع نہین فرمایا۔ اِسی طرح بزرگان دین مبتدعین کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اُستادی شاگردی کا سلسلہ جاری تھا احادیث رسول اللہ سیکھتے تھے پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ جب ملاقات ہوتی تھی یا جسوقت حدیث روایت

کرنے بیٹھتے تھے توامر بالمعروف کردیا کرتے تھے؟ اور انکے عقیدۂ بد کی برائی کرکے اصلاح کی تدابیر کیا کرتے تھے؟ اگر ایسا ہوتا تو آمد ورفت کا سلسلہ ہی بند ہوتا اور اُستادی شاگردی کی نوبت ہی نہ آتی۔

دُوم جس امر کو منع کرے متفق علیہ ہو اختلافی مسئلہ نہو چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین "ثم العلماء انما ینکرون ما اجمع علیہ اما المختلف فیہ فلا انکار فیہ لان علی احد المذہبین کل مجتہد مصیب وہذا ہو المختار عند کثیر من المحققین او اکثرہم وعلی مذہب الآخر المصیب واحد والمخطی غیر متعین لنا والاثم مرفوع عنہ الخ" خیال کیجیے کہ امام نووی جنھین سرگروہ مخالفین ائمہ دین مین شمار کرتے ہین وہ صاف کہتے ہین کہ مسائل اختلافیہ مین انکار نچاہیئے۔

سُوم اگر وہ متفق علیہ ہی تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ ہمارے کہنے سے نفع ہوگا یا نہوگا اگر سمجھے کہ نفع نہوگا بلکہ فتنہ اُٹھے گا یعنی اُس شخص کو اصرار وضد ہوجائے گی یا اور مضرتین پیدا ہونگی اُسوقت امر بالمعروف ہرگز فرض نہین ہی اسیطرح اور بھی شرائط ہین اُن شرائط کے پائے جانے کے بعد امر بالمعروف نہ کرنا اُنکی برائی پر اظہار رضا ہی اسیلیے شاہصاحب کے کلام کا نتیجہ وہی ہوا جو ہم پہلے فتح الباری سے نقل کرچکے ہین بلکہ شاہصاحب کا کلام توصاف طور سے مداہنت کے وہی معنی بتارہا ہی جو فتح الباری مین منقول ہین کیونکہ آخری جملہ اُنکا یہ ہی کہ "موافقت بامنکران گو بظاہر باشد در ہدایت عامہ کلیہ خلل می اندازد" منکرونکی موافقت کو جو وہ منع کرتے ہین توظاہر ہے کہ اُمور ممنوعہ مین موافقت کو منع کرتے ہین کیونکہ اگر منکر اقرار توحید ورسالت کررہا ہی تو کیا اُس سے بھی موافقت ممنوع ہی یہ توکوئی نہین کہہ سکتا بہرحال شاہصاحب کے کلام کا حاصل وہی ہی جو ابن بطال مختصر لفظون مین کہہ رہے ہین اور قاضی صناء اللہ جو معاد مین مداہنت کے معنی شاہصاحب سے نقل کیے ہین اُسمین تو اس سے زیادہ تصریح ہی کیونکہ وہ عبارت یہ ہی "اگر شخصے حرکتے مخالف شرع کند یا ترک تعظیم دین نمود بادی موافقت نمودن واظہار ناخوشی نہ کردن وسخن اورا رد نہ کردن از باب مداہنت ست" اسکا حاصل

وہی "اظہار الرضاء بما ہو فیہ" ہوا۔ الغرض مداہنت کے معنی یہ ٹھہرے کہ فاسق یا مبتدع کے فسق و بدعت مین شریک ہوجانا یا کوئی ایسا قول و فعل کرنا جس سے اُسکے فسق و بدعت پر رضامندی ظاہر ہوتی ہو۔ باقی رہا اسلامی حیثیت سے اُنکی مدح کرنا اُنھین حق پر کہنا وغیرہ جو بعض ارکین ندوہ کی تقریر مین مذکور ہین وہ ہرگز مداہنت نہین ہی اور نہ اُنین اُنکے طریقے کی تحسین ہی ندوہ کسی کے فسق و بدعت مین شریک نہین اور نہ کسی کے فسق و بدعت پر اظہار رضامندی کرتا ہی قاضی زباندرازی نہ کرین ہمارا جواب الزامی ملاحظہ کرکے دفعہ ۲۱۱ فرقۂ اہلیہ کو سنائین۔ جناب شاہصاحب نے مبتدعین کے باب مین بعض روایتین بھی نقل کی ہین اُنکا جواب عنقریب معلوم ہوجائے گا۔ مدارات اور مداہنت کے معنی معلوم ہوئے اب اُن روایات کو جنمین اجتناب کا حکم اور اختلاط کی ممانعت ہی ذکر کرکے مین مفصلاً جواب لکھتا ہون اور روایات مذکورہ اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف کے برتاؤ سے جو میل جول ثابت ہی اُسمین تطبیق دیتا ہون کیونکہ اہل حق کا یہ شیوہ نہین ہی کہ ایک پہلو دکھایا جائے اور دوسرا پہلو پوشیدہ کیا جائے جیسا کہ مخالفین کی عادت ہی مگر **صاحب ارشاد** نے اِس عمدگی اور متانت سے جواب دیا ہی کہ سبحان اللہ جسکے دماغ مین کچھ بھی حق شناسی کی بو ہی وہ دیکھکر بے اختیار سبحان اللہ کہہ اُٹھے گا مگر سچ ہی کہ ناحق کوش اور الد الخصام کے مقابلے مین کیسا ہی امر حق بیان کیا جائے اور کیسی ہی عمدہ تقریر اُسکے روبرو کیجائے مگر اُسپر اُلٹا اثر ہوتا ہی چنانچہ صاحب سعاد نے اُن لاجواب باتون کو کس بے تہذیبی اور بدزبانی سے اُڑایا ہی کہ نعوذ باللہ۔ ناظرین ارشاد الکملا کے صفحہ ۴۳ سے ۵۰ تک ملاحظہ کرکے اسعاد کو ملاحظہ کرلین اور جو کچھ اُنھون نے خرافات اُسکے جواب مین لکھا ہی اُسکا جواب اہل حق پر اِس رسالے سے بخوبی ظاہر ہوجائے گا بااینہمہ مین مختصراً کچھ روایات کا ذکر کرکے اُنکا جواب لکھتا ہون۔

رئیس المجادلین صاحب فتاوی القدوہ نے پانچ حدیثین ممانعت مین نقل کی ہین۔

پہلی حدیث مین اُنسے اجتناب کا حکم ہو گمراہی اور فتنہ کے خوف سے اب دیکھنا چاہیئے امام اعظم رحمہ اللہ اور امام بخاری اور اکثر محدثین اور فقہا جو مبتدعین سے حدیث روایت کرنے کو جائز رکھتے ہین اور روایت کرتے ہین کیا وہ سب اِس حدیث سے ناواقف تھے جو اونسے دور رہنا کیا معنی اُنکو اُستاد بنانے اور اُنکا ادب کرنے اُنسے دینی بات روایت کرنے کو درست بتاتے ہین پھر وہ تابعی اور تبع تابعی جو اُنسے میل رکھتے تھے وہ حدیث کی مخالفت کرتے تھے ؛ ہرگز نہین۔ لہٰذا اُنھین محدثین اور اکابر دین سے اِس حدیث کے معنی دریافت کرلین اور جو چاہین اُنھین کہین ہمین تکلیف نہ دین۔

دوسری حدیث مین اُنکی عیادت کرنے اور اُنکے جنازے پر جانے کی ممانعت ہی **تیسری حدیث** مین سلام کرنے کی ممانعت ہی اگر اِس حدیث کا محل خاص قرار دیا جائے یا تغلیظ پر محمول کیجائے تو ہو سکتا ہی یعنی جب ایسا موقع ہو کہ سلام نہ کرنے اور عیادت نہ کرنے سے اُنھین تنبیہ ہوگی۔ وہ اپنی بُرائی سے باز آئے گا۔ دوسرے بھی متنبہ ہونگے توضرور کرنا چاہیے اور جب ایسا موقع ہو کہ ترک سلام وغیرہ سے اُسے اور غصہ اور ضد بڑھے گی جیسا اسوقت ہو رہا ہی تو وہان یہ حکم ہرگز نہین ہو سکتا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی عیادت فرمائین صحابہ تھوڑی دیر کی مرفقت کیوجہ سے کافر کو سلام کرین اور مبتدعین سے باوجود اسلامی شرکت کے یہ اُمور جائز نہون یہان شاہ عبدالعزیز صاحب کا وہ مقولہ دیکھ لیجئے جو ہم تمہید رسالہ مین لکھ آئے ہین کہ " فضیلت عام را بسبب نبودن فضیلت خاص از نظر ساقط نباید کرد و مراعات آن فضیلت عام را از دست نباید داد الخ" **چوتھی روایت** مین اُنکے پاس بیٹھنے اور کھانے پینے اور اُنسے نکاح کرنے کی ممانعت ہی۔ یہ روایت عقیلی سے نقل کی ہی مگر یہ ظاہر ہی کہ یہ کتاب تو اُنھون نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی مگر اس روایت کی حالت اِس سے معلوم ہو سکتی ہی کہ اکابر امت محمدیہ محدثین اور فقہا مبتدعین کے پاس گئے۔ اُنکی شاگردی کی۔ اُنسے حدیث

روایت کی۔ اُنھین شاگرد بنایا اور ابتک یہ طریقہ جاری رہا اسی طرح فقہا نے اُنسے مناکحت جائز رکھی پھر کیا یہ سب اِس حدیث سے ناواقف تھے ؟ تمام محققین فقہا اور محدثین خلاف حدیث عمل کرتے اور حکم دیتے رہے ؟ یعنی ضال مضل رہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اِس حدیث کی صحت کرنے کے بعد اسکے معنی وہی لیے جائینگے جو تیسری حدیث کی توجیہ مین بیان کیے گئے

پانچوین روایت ابن حبان سے نقل کرتے ہین کہ نہ انکے جنازے کی نماز پڑھو نہ انکے ساتھ نماز پڑھو ابن حبان تو اُنھون نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی مگر حضرت بریلوی اکثر نقل مین اُن کتابونکا حوالہ نہین دیتے جنسے نقل کرتے ہین بلکہ اپنی وسعتِ نظر دکھانے کو نادر کتابونکا حوالہ دیتے ہین جن کا حوالہ کسی کتاب مین اُنھون نے دیکھ لیا ہے۔ بیان سابق سے اِس روایت کی حقیقت اور معنی ظاہر ہوسکتے ہین مگر مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ اِس روایت کا مضمون سلف کے عمل کے بالکل خلاف ہی۔ چنانچہ قاضی عیاض مبتدعین اہل تاویل کے باب مین لکھتے ہین کہ "اہل تاویل

اختلف الناس فی اکفار اہل التاویل والصواب ترک اکفارہم (کما علیہ الجمہور من الائمہ) والاعراض عن الحتم علیہم بالخسران واجرا احکام الاسلام علیہم فے قصاصہم و وراثاتہم ومناکحتہم ودیاتہم والصلوۃ علیہم و دفنہم فے مقابر المسلمین وسائر معاملاتہم فے الدنیا والدین۔

کی تکفیر مین لوگون نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ انکی تکفیر نہ کرنا چاہیے اور اُنکے نقصان مین ہونے کا یقین نہ کرنا چاہیے اور قصاص اور وراثت اور مناکحت اور دیت اور نماز اور مسلمانونکے تکیے مین دفن کرنے مین اور تمام دنیاوی اور دینی معاملات مین احکام اسلام اُنپر جاری کرنا چاہیے۔ لیجیے جناب تمام روایتون کا اِسی قول سے جواب ہوگیا۔ قاضی عیاض رح فرمارہے ہین کہ مبتدعین اہل تاویل سے شادی بیاہ کرنا اُنکی نماز پڑھنا اور تمام دینی اور دنیوی معاملات مین مسلمانون کا سا برتاؤ رکھنا ثواب ہی یہ قول اُنکا ہی جنھین خان بریلوی اپنی کتاب "حیات الموات" مین امام کا لقب دے رہے ہین اور اعاظم السلف اور اکارم الخلف مین شمار کرتے ہین وہ اِس روایت کے خلاف کو صواب کہتے ہین اور ملا علی قاری

"والصّلوۃ علیھم" کی شرح مین لکھتے ہین۔
"اذا ماتو وخلفھم اذا اموا" یعنی جب وہ مرجائین تو اُنکی جنازے کی نماز پڑھنا اور جب وہ امامت کرین تو اُنکے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہی" اب ملاحظہ ہو کہ ائمہ دین اور علمائی کاملین کہہ رہے ہین کہ صحیح امر یہ ہی کہ مبتدعین اہل تاویل کے جنازے کی نماز پڑھنا چاہیے اور اُنکے ساتھ پڑھنا کیا اگر وہ امام ہون تو اُنکی اقتدا بھی درست ہی۔ خان بریلوی تو یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اُنکے ساتھ نماز نہ پڑھو بزرگون کے قول سے اُنکے ساتھ پڑھنا کیا اُنکی اقتدا بھی جائز ہی۔ اور یہ قول صرف قاضی عیاض اور ملا علی قاری ہی کا نہین ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری ؒ نے مبتدعین کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہی۔ چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہی امام نووی جنھین آپ بھی "حیات الموات" مین کاملین مین شمار کر چکے ہین اور امام کا لقب دے چکے ہین وہ اپنی کتاب "روضہ" مین تحریر فرماتے ہین۔

ولم یزل السلف والخلف علی الصلوۃ خلف المعتزلۃ وغیرھم ومناکحتھم واجراء احکام الاسلام علیھم۔	یعنی سلف اور خلف ہمیشہ معتزلہ وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور باہم شادی بیاہ کرتے رہے۔ اور (انکے سوا) احکام اسلام کے اُنپر جاری

کرتے رہے" خان بریلوی ملاحظہ کرین کہ امام نووی نے آپکے استدلال کو بیخ و بُن سے اُکھیڑ دیا بلکہ بقول امام ممدوح تمام سلف اور خلف کے فعل نے آپکے تمام استدلال کو غلط کر دیا۔ کیا یہ سلف اور خلف جو معتزلہ وغیرہ مبتدعین کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور مناکحت جائز جانتے رہے یہ سب ان احادیث سے غافل تھے؟ یا نعوذ باللہ جانکر حدیث کے خلاف عمل کرتے تھے؟
الغرض جب بزرگان دین مبتدعین کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ اُنسے شادی بیاہ کرتے رہے تو باہم ملے جُلے رہے یا نہ رہے۔ اسمین ایک قسم کی محبت ہوئی یا نہوئی جب باہم نکاح کو جائز رکھا اور اُسپر عمل بھی کرتے رہے تو بالضرور ملے جُلے رہے اور باہم محبت بھی رہی ہی

ندوہ کہتا ہی الحاصل جس امر کی ہدایت ندوہ کرتا ہی اُسکا ثبوت بزرگان دین کے قول اور فعل دونون سے ہوگیا۔

صاحب ارشاد نے سولھوین دلیل مین فقہا کے کلام سے اِس امر کا ثبوت دیا تھا کہ "فقہا نے معتزلہ وغیرہ سے مناکحت کو جائز رکھا ہی اور جب معتزلہ وغیرہ کے ساتھ مناکحت جائز ہی تو اِس سے زیادہ اور کیا طریقہ میل جول کا ممتنع سے ہو سکتا ہی اور یہ طریقہ صرف میل جول اور خوش خلقی ہی کو واجب نہین کرتا بلکہ غالبًا باہمی محبت کا باعث بھی ہوتا ہی الخ" اہل انصاف ملاحظہ کرین کہ یہ کیسی صاف اور سچی بات ہی مگر یہ گروہ ایسی صاف اور سچی بات کو بھی نہین مانتا چنانچہ صاحب اسعاد فرماتے ہین کہ "اِس سے ہرگز ندوے کی تائید نہین ہو سکتی۔ ہان اگر حکم فقہی یہ ہوتا کہ اُس منکوحہ کی شرعًا تعظیم کرنا اور اختیاری شرعی محبت رکھنا فرض ہی اور اوسکی بغض اہانت حرام و کفر ہے" ناظرین اوّل تو اِس خلط مبحث اور ابلہ فریبی کو ملاحظہ کرین کہ صاحب ارشاد تو جواز مناکحت سے دو امر ثابت کرتا ہی ایک تو میل جول کا جواز دوسرے ایک قسم کی باہمی محبت کا جائز ہونا اور یہ دونون امر بیشک اور بلاشبہہ ہر ایک عاقل کے نزدیک جواز مناکحت سے ثابت ہوتے ہین مگر مخالفین کو چونکہ حق پوشی منظور رہی اِس لیے اُنھون نے اپنی تحریر مین یہ طرز اختیار کیا ہی کہ جب دلیل پر کوئی نقض نہین کر سکتے تو جس دعوے کے لیے وہ دلیل پیش کی ہی کہین تو بالکل اُسے اُڑا کر دوسرا امر پیش کر دیتے ہین اور کہدیتے ہین کہ "اُس سے یہ تو ثابت نہین ہوا" اور کہین بالکل نہین اُڑاتے تو اور اجنبی اُمور کے ساتھ اُسے ملا دیتے ہین تاکہ عوام کو امتیاز نہو سکے۔

صاحب اسعاد کا قول مذکور میرے دعوے کا ایک شاہد ہی ملاحظہ کیجیے کہ میل جول کا ثبوت تو جواز مناکحت سے ایسا بیّن اور ظاہر تھا کہ اُنکی کم فہمی نے بھی اُسے سمجھ لیا اور فتاوی القدوہ کی غلطی کو جان گئے اِسلیے اُسے تو بالکل اُڑا گئے نام ہی نہ لیا اور اصلی مدعا وہی تھا۔ رہا دوسرا

امر یعنے ایک قسم کی باہمی محبت کا جواز اوسمین اونکی کم مایگی نے اونکی مساعدت کی اور دو شبہے اوںھون نے کیے **اوّل** "یہ کہ اگر نکاح سے محبت ضروری ہوتی تو یہود نصارے کی محبّت فرض ہوتی کیونکہ اونسے بھی نکاح درست ہی" **دوم** "یہ کہ نکاح سے محبت طبعی ہوتی ہے اور یہان محبّت شرعی مین کلام ہے۔ اِس شبہے کا مطلب یہ ہوگا کہ جواز مناکحت سے یہ لازم نہین آتا کہ شارع نے محبت کو جائز کردیا بلکہ مناکحت سے جو محبّت پیدا ہوتی ہے وہ ایک طبعی امر ہے شرع نے اُسکا حُکم نہین دیا"

یہ دونون شبہے نہایت کم فہمی پر مبنی ہین۔ اسکا مختصر جواب یہ ہی کہ مناکحت کے بعد جو محبت طبعی ہوتی ہی وہ ایسی خلقی تو ہے نہین جس طرح باپ بیٹے مین ہوتی ہے بلکہ مناکحت اوسکا باعث ہوتا ہے جب شارع نے مناکحت کو جائز کیا تو ضرور محبت کو بھی جائز رکھا اگر محبت کا نہونا مقصود شارع ہوتا تو مناکحت کے جواز کا حکم شارع نہ دیتا۔ یہ جواب تو بطریق تنزل ہی ورنہ یہ کہنا کہ "جواز مناکحت سے جواز محبت کا حکم نہین نکلا" بے علمی اور شریعت سے بیخبری کی دلیل ہی۔ بیوی کے ساتھ اون ادنے ادنے حرکات اور لعب پر بھی ثواب کا وعدہ ہے جو جوشش محبت کی وجہ سے بیوی کے ساتھ شوہر کرتا ہی پھر محبت پر اور بالخصوص جبکہ یہ خیال کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات سے محبت رکھتے تھے اِسلیے مین بھی رکھتا ہون تو اسپر اوسے ثواب نہ ملے گا؟ ضرور ملے گا اور جب ثواب ملا تو محبت کا شرعی ہونا ثابت ہوگیا۔ اور بہت اچھا محبت کو علیحدہ رکھیے یہ فرمائیے کہ جو احکام آپ مبتدعین کے لیے بیان کرتے ہین یعنی بغض وتنفر وغیرہ وغیرہ وہی بیوی کے ساتھ برتنے کا حکم ہے؟ یا اِسکے خلاف قرآن مجید اور احادیث کثیرہ زوجہ کے ساتھ حُسن معاشرت اور عمدہ برتاؤ کرنے کی تاکید کرتے ہین "عاشروھن بالمعروف" "خیارکم خیارکم لنسائھم" (ابن ماجہ) "خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی" (ترمذی) "ما اکرم النساء الاکریم ولا اھانھن الالئیم" (ابن عساکر) "خیارکم الینکم مناکب واکرمکم للنساء" (میزان)

اِن نصوص صریحہ کو ملاحظہ کیجیے انمین کسقدر بیویون کے احترام کی ترغیب اور حسن معاشرت کی تاکید ہے۔ جب بیوی کے لیے یہ احکام ہین تو جب مبتدع سے نکاح جائز ہوا تو اوس سے یہ برتاؤ واجب ہوگیا جو اِن نصوص مین مذکور ہے۔

کہیئے قاضی صاحب! جن اُمور کو آپ مفید ندوہ بتاتے ہین اونکو بھی ہمنے نصوص سے ثابت کر دیا۔ البتہ ایک امر ثابت نہین ہوا یعنی اہانت کو کفر بتانا تو یہ دعوے ندوہ کا نہین ہے یہ تو آپ کا افترا ہے۔ ندوے کا کام کافر بنانا نہین ہے وہ تو مسلمان بنانیکی کوشش کرتا ہے۔ کافر بنانا تو آپ کے گروہ کا کام ہے۔

الغرض ندوہ جواز مناکحت سے میل جول اور محبت کو ثابت کرتا ہے وہ ہوگیا مع شے زائد باقی رہا یہ کہ اِس سے یہود و نصاریٰ کی تعظیم و محبت کو فرض تسلیم کرنا پڑیگا یہ جہالت ہے۔ تعظیم کا ذکر یہان آپکی وہی چالاکی ہے۔ صاحب ارشاد نے اس مقام پر اسکا دعوے نہین کیا ہے۔ رہی محبت تو کسی اہل علم کے نزدیک بیوی کی محبت سے یہود و نصاریٰ کی محبت لازم نہین آتی اور یہودیہ بیوی سے محبت بوجہ بیوی ہونے کی ہوگی نہ بوجہ اوسکے یہودیہ ہونے کے اور اِن دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے مگر اِسے اہل علم انصاف پسند سمجھتے ہین جنھین علم و انصاف سے واسطہ نہو وہ کیسا سمجھین گے۔

مین دور چلا گیا اصل مدعا خان بریلوی کے استدلال کا غلط ثابت کرنا تھا وہ اکابر کے کلام سے ہوگیا۔ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ خان بریلوی نے اپنے فتوے مین روایتونکو پورا نقل نہین کیا کچھ کچھ الفاظ چھوڑ دیے ہین اِسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ روایتین قدریہ وغیرہ کے باب مین ہین جنکی نسبت علامہ مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادۃ مین لکھتے ہین " و درباب مرجیہ و قدریہ و جہمیہ و اشعریہ ہیچ حدیثے صحیح نشدہ" یہ مقولہ کن کا ہے؟ اونکا ہے جنکے قول سے مقتدائے فرقۂ اہلیہ سند پکڑتے ہین اور جنھین اکابر اہل سنت مین

شمار کرتے ہین (سیف الاسلام مولوی عبدالقادر صاحب ملاحظہ ہو) پھر ایسے مستند قول کو یہان کیون مردود ٹھہرایا جاتا ہے اور جن روایتون کو وہ غیر صحیح کہہ رہے ہین اُنسے استدلال کیا جاتا ہے۔

صاحب اسعاد کو دیکھیے کہ وہ اپنے اُستاد و مرشد کے قول کو غلط ثابت کر رہے ہین کیونکہ وہ صفحہ ۶۹ مین علامہ مجدالدین کے قول کے جواب مین لکھتے ہین کہ "یہ آپ کی قلت نظر اور عدم تعمق کا قصور ہے ورنہ محققین نے اِن روایات کو صحیح لکھا ہے" اے جناب قلت نظر اور عدم تعمق کا قصور ہے تو علامہ مجدالدین کا ہوگا صاحب ارشاد نے تو اونکا قول لکھدیا ہے اب جو کچھ آپ کہین اونھین کہین مگر اپنے اُستاد و مرشد سے پہلے سمجھلین وہ اکابر اہل سنت مین اونھین بتاکر اونکے قول کو مستند بتاتے ہین آپ اونھین غیر محققین مین داخل کرکے اونکے قول کو غیر مستند اور مردود بتا رہے ہین۔ ہمنے تو آپ کے اکابر مسلم الثبوت کے اقوال و افعال سے خان بریلوی کے قول کو غلط ثابت کر دیا اور اگر آپ زیادہ چون و چرا کرین گے تو ان روایتون کے راویون مین جرح دکھا دی جائے گی۔

الغرض میل جول کی ممانعت اِن روایتون سے ثابت کرنا اور بالخصوص وہ میل جول جسے ندوہ کہتا ہے بلاشبہہ قصور علم اور قلت نظر کی وجہ سے ہے۔ اب رہا اکابر کا برتاؤ وہ مختلف رہا ہے بعض نے بے تامل میل جول رکھا ہے بعض نے نہین رکھا چنانچہ ملا علی قاری نے بھی اِسکی تصریح کی ہے اور بیان سابق سے بھی معلوم ہوتا ہو کہ اِس اختلاف کے مختلف اسباب ہین۔ صاحب ارشاد نے مختصر طور سے کسیقدر بیان کیا ہی ناظرین ملاحظہ کرین۔

یہان یہ امر بھی لایق لحاظ ہے کہ ہمارے اکابر اِس امر مین مختلف ہین مگر اِس امر مین کوئی ایک دوسرے کی تضلیل تفسیق نہین کرتا اِس سے ثابت ہوا کہ مخالفین ندوہ کا قول و فعل باتفاق اکابر مردود اور خلاف سلف ہی۔

اب مین اِس حصے کو ختم کرتا ہون اور دعا کرتا ہون۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین و الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

صحت نامہ کمال الارشاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۶	جلاالعنین	جلاءالعیون	۳۰	۱۵	اکنین کوئی شیعہ پن ہنین پایا گیا۔	اسمین کوئی شیعہ نہین پایا
۴	۲۰	ہم	تاہم	۳۲	۸	پورپ	پورب
۱۳	۱۸	دین	دین کی	۴۲	۱۷	ور	اور
۱۷	۲۱	بجابجا	جابجا	۵۲	۹	ہوسکا	ہواسکا
۲۴	۱۸	نظیر احمد خانصاحب بریلوی کے	نذیر احمد خان صاحب بریلوی کی	〃	۱۰	جواب	جوابون
۲۵	۱	نظیر احمد	نذیر احمد	۵۵	۱۰	سیف الاعلام	سیف الاسلام
۲۸	۱۵	ستور	سور	۵۷	۲۰	عتیق	عقیق
〃	۱۷	حو	جو	۶۱	۸	جی لور	جی
〃	۲۱	اغراض	اعتراض	۶۵	۱۴	موافقت	مرافقت
۲۹	۱۲	مصنف	منصف	۹۸	[illegible]	علے ماہدی	علی ہدی
〃	۲۰	دھکیل	ڈھکیل	۱۱۱	۱۰	ماتو	ماتوا

کہف المتین خلاصہ حصن حصین

مع ترجمہ اردو بامحاورہ

یہ تو ظاہر ہی کہ کتاب حصن حصین ورد و وظائف میں ایسی صحیح معتبر مستند اور مقبول خاص و عام ہی کہ محتاج تعریف و اظہار نہیں۔ اس میں وہ دعائیں ہیں جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصول مقاصد و دفع ضرر امت کے واسطے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا لیکن حسب قاعدہ قدمائے محدثین ادعیہ مکررہ اور اشارات زائدہ پر شامل ہے اس لئے جامع کمالات صوری و معنوی واقف اسرار جلی و خفی پیشوائے علما مقتدائے عرفا حضرت مولانا شاہ محمد معصوم صاحب نقشبندی مجددی دام انوار مجدہم کالشمس بازغہ نے بنظر سہولت و نفع عام مکررات اور زوائد کو نکالکر اسکو ملخص کرکے دو حصوں اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا حصہ اول میں وہ دعائیں تحریر فرمائی ہیں جو شارح کی طرف سے کسی وقت و سبب اور حاجت کے ساتھ مخصوص نہیں اور اس حصہ کے موافق تعداد ایام کی سات منزلیں قرار دیں (ہر دن کے واسطے ایک منزل) جسکو ہر شخص باسانی پندرہ منٹ میں پڑھکر فوائد دارین حاصل کرسکتا ہے۔ اگر اس حصہ میں کوئی خاص دعا آگئی ہی تو حاشیہ پر اسکا اشارہ کردیا ہی دوسرے حصہ میں وہ دعائیں ہیں جو کسی وقت یا سبب یا حاجت کے ساتھ خاص ہیں خاتمہ میں قرآن شریف۔ ذکر تسبیح تہلیل۔ استغفار۔ دعا کے فضائل وغیرہ ذکر فرمائے ہیں اور اس کا تاریخی نام **کہف المتین من منہج الرسول الامین** ہے اور اس کا ترجمہ بھی بامحاورہ اردو میں بین السطور میں تحریر ہے۔ اب یہ گوہر نایاب مع ترجمہ حسب اجازت حضرت شاہ صاحب مولف ممدوح الصدر نہایت عمدہ چکنے اور دبیز سفید کاغذ پر بخط خوب و تقطیع مرغوب مطبع مجتبائی میں چھپکر تیار ہوگیا ہے۔ شائقین بہت جلد درخواستیں بھیجکر اس در بے بہا کو خرید فرمائیں۔ اپنا نام۔ پتہ مع نام مقام و ڈاکخانہ وغیرہ بہت صاف خوشخط لکھکر بھیجیں قیمت مع رنگ حنا ۱۰؍ مجلد ابری ۱۳؍

دلائل الخیرات معریٰ و مترجم مجتبائی

شائقین مدت سے چاہتے تھے کہ جیسی **شمائل شریف معریٰ و مترجم** ایک اشرفی الغام والی مطبع ہذا سے شائع ہوچکی ہے اسی صفات کے ساتھ اسی کی ہم صورت اسی کی ہم تقطیع ایک دلائل الخیرات بھی چھاپی جائے تاکہ یہ وظیفہ کی کتاب ایک ہی جزدان میں رکھی جاسکے بحمد اللہ یہ دلائل الخیرات متصف بصفات ذیل طبع کی گئی ہے ناظرین منگائیں اور سعادت دارین حاصل کریں۔

(۱) اس دلائل الخیرات کو معریٰ اور مترجم دونوں کہہ سکتے ہیں متن اسکا محض معریٰ ہی مگر ہر صفحہ کے متن کا پورا ترجمہ حاشیہ پر دیا گیا ہی (۲) ترجمہ نہایت پاکیزہ بامحاورہ اردو زبان میں ہے (۳) روایت جزری اور مغربی دونوں اس میں موجود ہیں مثل اور دلائل کے نہیں ہی کہ کسی میں روایت جزری ہے اور کسی میں مغربی۔ روایت شیخ الدلائل علی جزری متن میں ہے اور مغربی مابین حاشیہ و متن تاکہ ان دونوں سلسلوں میں سے جسکا طالب ہو وہ اس سے پورا فائدہ اٹھاسکے (۴) نہایت خوشخط ہے حروف سب الگ الگ ہیں ہر عمر کا آدمی بخوبی پڑھ سکتا ہے (۵) تصحیح میں کمال عرق ریزی کی گئی ہے (۶) چھاپہ کی صفائی اور پاکیزگی آنکھوں کو نور اور تازگی بخشتی ہی (۷) کاغذ ولایتی چکنا لگایا گیا ہی (۸) ہم صورت شمائل مجتبائی ہی تقطیع طول ۶ انچ عرض ۴ انچ (۹) باعتبار رنگ حنا حسب ذیل چار وضع پر ہے۔

(۱) محض سادہ بلا رنگ حنا (۲) متن حنائی (۳) بیاض مابین متن وحاشیہ حنائی (۴) متن و بیاض مابین متن دونوں رنگین۔

قیمت عام بلا جلد ۱۲؍ حنا شدہ ۱۴؍ مجلد سادہ ۱۰؍ مجلد چرمی نقرئی ۱۴؍ مجلد طلائی ۱۰؍ بشرط پسند مطبع سے روانہ ہوگی اگر ناپسند ہو واپس کریں محض محصول آمد و شد ذمہ خریدار ہوگا۔

مجموعہ وظائف ہر سہ حصہ مجتبائی

ہم صورت وہم تقطیع دلائل الخیرات و شمائل شریف اشرفی نی غلطی الغام والی مجتبائی **حصہ اول** اسمیں آمنت باللہ۔ پانچوں کلمے۔ سید الاستغفار۔ اسمائے حسنیٰ۔ اسمائے رسول مقبول۔ درود تاج مع اسناد۔ درود لکھی مع اسناد درود معظم مع اسناد صلوٰۃ تنجینا مع اسناد۔ درود اکبر مع اسناد۔ یہ ذخیرہ اسمیں مندرج ہیں حاشیہ پر بامحاورہ ترجمہ خط نہایت پاکیزہ کاغذ چکنا ۱۴؍ **حصہ دوم**۔ اسمیں ہشت سورہ مع خواص و فضائل یعنی سورہ یٰسین مع فضائل۔ سورہ انا فتحنا مع فضائل۔ سورہ نبا مع فضائل۔ سورہ واقعہ مع فضائل۔ سورہ ملک مع فضائل۔ سورہ مزمل مع فضائل۔ سورہ رحمٰن مع فضائل۔ سورہ کہف مع فضائل) ہر کام کی ماثور و مجرب دعائیں اور اوراد و وظائف۔ درود مستغاث مع دعائے حاضری و دعائے مغنی مع فضائل و خواص قیمت ۱۳؍

حصہ سوم اسمیں قصیدہ بردہ مع اسناد۔ قصیدہ غوثیہ مع اسناد۔ حزب البحر مع اسناد و فضائل و خواص و اظہار اشارات و مقامات اجابت دعا۔ اوراد فتحیہ مع اسناد و دعائے رقاب۔ دعائے سیفی مع اسناد و طریق دعوت۔ و اظہار محل اجابت۔ و خواص و فضائل۔ دعائے سریانی دعائے حیدری مع ترکیب زکوٰۃ قیمت ۱۴؍

قیمت ہر سہ حصہ ۱۱؍ حنا شدہ ۱۲؍ مجلد ۱۰؍

تحفہ جلیل تو یعنی حبل متین ترجمہ اردو حصن حصین

یہ ترجمہ عموماً اہل اسلام کے فائدہ رسانی کی غرض سے نہایت سلیس اور بامحاورہ چھاپا گیا ہی مشہور ترجمہ دو حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب مرحوم و مغفور اسکے مترجم ہیں جو بڑے زبردست عالم ہیں۔ مولانا مرحوم نے ترجمے کے علاوہ تحقیق الفاظ عربی کے معانی بھی بیان فرمائے ہیں اور کچھ نکات بھی لکھے ہیں اور جہاں کہیں کچھ اجمال تھا اسے شرح سے دیکھکر واضح کیا ہی اور بعض اعمال مجربہ بھی موقع بموقع اضافہ فرمائے ہیں جو صحیح اور مستند ہونیکے باعث ہم خرما و ہم ثواب ہے

محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی

سُنن ابو داؤد

اینجا بیا کہ نعرۂ اللہ اکبر ست | اینجا بیا کہ نعت ز اخلاقِ سرور ست
اینجا بیا کہ مہد بورِ دشنا گر ست | اینجا بیا کہ وصفِ حدیثِ پیمبر ست

توفیقِ تازہ رنگ بہ بزمِ قبول ہین
سلک گہر ز نظم حدیثِ رسول ہین

اسمین شک نہین کہ اسلام کا دار و مدار قرآن و حدیث پر ہی۔ اور تفصیل معانی کے لحاظ سے حدیث مطالب قرآن کی طرف رہبر۔ گو احادیث کا انحصار صحاح ستہ پر نہی لیکن اسناد او متن حدیث کے خیال سے انکی صحت پر اتفاق ہی اور انکا درس شہرۂ آفاق۔ اسی مجموعۂ صحاح ستہ مین سے جس کی برکت ہر شش جہت مین موجود ہی ایک کتاب **سنن ابو داؤد** ہی۔ اسکے مولف کون ہین؟ تاج المحدثین راس المتقین۔ زبدۃ العلمار۔ قدوۃ الانقیار صحت روایت مین محدث بینظیر حفظ حدیث مین حافظ لاثانی امام **ابو داؤد** ابن اشعث السجستانی علیہ الرحمۃ والغفران مین اللہ الرحمن۔ یہ حدیث کی مشہور کتاب اسناد مین کامل ہی اور قدیم سے علما و طلبا مین متداول۔ مگر سابق زمانہ کے تمام مطبوعہ نسخے ایسے غلط چھپے ہوئے ہین کہ کتاب کا اصل مطلب نہین نکلتا نہ تمیز سقیم و صحیح ہی نہ امتیاز و ہم صریح۔ نہ خوشخطی کا اہتمام نہ صحت کا انتظام۔ نہ نسخون کے اختلاف کی تنقیح۔ نہ اغلاط و اوہام کی تصحیح۔ نہ کاغذ کی صفائی۔ نہ چھاپہ کی خوشنمائی۔ اسلیے علما حیران تھے۔ اور طلبا پریشان۔ آخر مشتاقون کی بکثرت فرمائشون نے **مطبع مجتبائی دہلی** کو (جو دینی کتابون کے صحیح اور قابل قدر شایع کرنے کے لیے مشہور اور دینیات کو حسب آرزوی اہل اسلام طبع کرنے مین معروف نزدیک و دور ہی) سنن ابو داؤد کو اعلیٰ اہتمام کیساتھ چھاپنے پر مجبور کیا۔ اور مہتمم مطبع نے عمدۃ العلمار۔ قدوۃ الاذکیار۔ ماہر فن مولانا مولوی محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند سے اسکی تصحیح کا کام لیا۔ صحت کے لیے اکثر مطبوعہ و غیر مطبوعہ قدیم نسخے جمع کیے گئے خاصکر وہ نسخے جو گزشتہ او موجودہ بڑے بڑے محدثین کی درس و تدریس مین سالہا سال رہ چکے تھے بڑی دقت سے اکٹھے ہوئے۔ پھر بعض کا بعض سے مقابلہ کرکے ایک نہایت صحیح نسخہ مرتب ہوا۔ اور اسی صحیح نسخہ کو اعلیٰ درجہ کے اہتمام اور پوری لاگت سے چھاپا گیا۔ اسکا متن اغلاط سے پاک ہی اور حاشیہ وہم و خطا سے بیباک۔ باایہمہ اگر کچھ رہگیا ہو تو وہ بشری غلطی ہی جو ہر طرح قابل معافی ہی کیونکہ ان الانسان۔ مرکب من الخطار والنسیان۔ مولانائے موصوف نے متعدد نسخے سامنے رکھکر غائر نظر کے ساتھ مقابلہ کی محنت اٹھائی ہی۔ اور نہایت دلی توجہ سے اسکی تصحیح مین سرگرمی فرمائی ہی متن حدیث مین جابجا ضمیرون کے اشارے دیے ہین اور حسب ضرورت اکثر مقام پر مفید حواشی تحریر کیے ہین۔ سچ تو یہ ہی کہ صحت و خوشخطی و دیگر خوبیون کے لحاظ سے نسخہ سنن ابو داؤد آجتک اس سے بہتر کہین نہین چھپا نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے سنا۔ عام قیمت کا غذ چھپائی وسفید جلد ولائتی سے۔ جو طلبا یکجائی خرید کرینگے انکے ساتھ رعایت ہو گی۔ **شائقین حضرات**۔ اس کتاب کے پڑھنے دیکھنے والے ثواب مین داخل ہین۔ اور اسکے تمام حروف تاج تبولیت مین لگانی کے قابل۔ اسے ہاتھون ہاتھ لو حرز جان بناؤ خود پڑھو اور دنکو پڑھاؤ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد عبد الاحد عفی عنہ مدیر مطبع مجتبائی دھلی